فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذوالجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باہتمام عاصمہ کار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصہ اول

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابوتراب

محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری رح حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

در مطبع رحمانی مطبوع گردید

تعداد جلد ایکہزار

حصہ اول (عہ)
حصہ دوم (عہ)

جملہ قیمت [illegible]

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مصنفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب آصفی

۱۔ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول ۔ در بیان سلاطین بہمنیہ ۔ عہ حالی

۲۔ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ ۔ صمہ حالی

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ ۔ صمہ حالی

زیر طبع

۳۔ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن ۔ قریب نصف طبع شدہ

۴۔ محبوب الانجمن تذکرہ امرا و وزراء دکن ۔

۵۔ محبوب نو وکہن تذکرہ آثار دکن ۔

۶۔ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷۔ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن ۔ حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مولف

فہرست حصۂ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

دکن زند [illegible] که نامم بماند در

ابو تراب محمد عبد الجبّار خان صوفي ملکاپوري براري
حیدرآبادي صدر مدرس عربي و فارسي مدرسه
اعزه مولف تاریخ دکن

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام

باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرہ شعرای دکن

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی

ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری براری

حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

در مطبع رحمانی واقع محلہ باولی کونڈ طبع شد
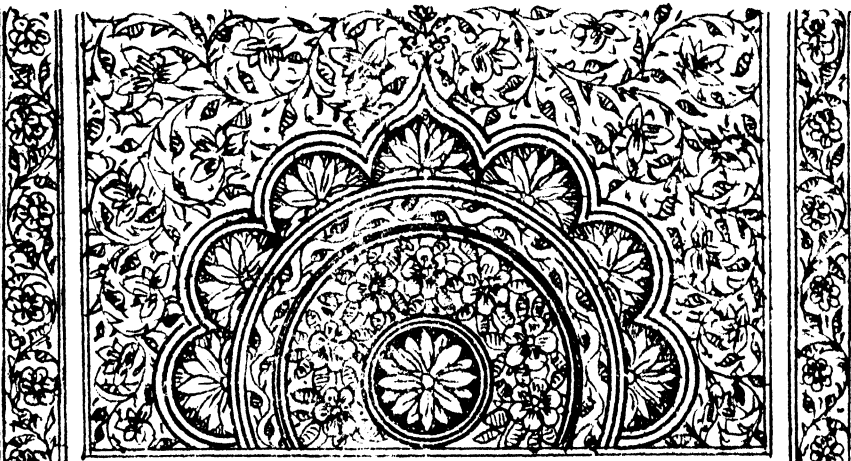
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ الّذِی جَعَلَ الانسانَ اَشرفَ المخلوقاتِ بالعلمِ والعرفانِ وکرّمہٗ علی الحیوانات بالنطقِ والبیانِ والصلوٰۃُ علیٰ افضلِ الموجوداتِ محمّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وعلیٰ آلہِ الطاہرینَ الکرام وعلیٰ اصحابہِ الراشدینَ العظامِ اجمعین

حمد و صلوٰۃ کے بعد احقر العباد محمد عبد الجبّار خان صوفی ملکاپوری برارہی حیدرآبادی ارباب سخن کی خدمتمین گزارش کرتا ہے کہ میری مؤلفہ تاریخ دکن المسمیٰ بہ محبوب التواریخ متعدد مجلدات پر شامل ہے اور اُسکی ہرایک جلد بذاتہٖ مستقل ایک ایک کتاب یگانہ ہے اور ہرایک کے مضامین بھی جداگانہ۔ ایک کو دوسرے سے تعلق نہین ہے بناءً علیہ مین نے ہرایک جلد کو الگ الگ نام سے نامزد کیا۔ چنانچہ یہہ جلد شعرائے دکن کے تذکرہ پر شامل ہے۔ اسکا نام بھی دوسری جلدون کیطرح عالیجناب فلک انتساب خورشید رکاب جمشید قباب صاحب جود و کرم بلند حوصلہ و عالی ہمم رعایا پرور فیض گستر قدردان علم و ہنر مربّی شعرائے سخنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی میر محبوب علیخان

فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم خلد اللہ ملکہ کے نام نامی سے معنون کر کے محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن کہا۔ اس تذکرہ میں وے شعرا درج کئے گئے جو دکنی المولد والمنشا ہیں۔ یا وہ شعرا جو دکن میں آئے۔ خواہ یہاں فوت ہوئے ہوں یا دیگر بلاد میں۔ اور میں نے اس تذکرہ میں شعرا سے اُن شعرا کو درج کیا جو مشاہیر سے گذرے خواہ وہ متقدمین سے ہوں یا متاخرین سے بترتیب حروف تہجی لکھا تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے حال دیکھنے میں دقت نہو۔ وبتوفیق اللہ المستعان وعلیہ التکلان

باب الالف

آصف

عالیجناب میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اوّل بانی ریاست دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہنچتا ہے۔ اور حضرت کا سلسلہ خلیفہ امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد مادری عالیجناب سعد اللہ خان بہادر صاحب قران شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم اور جد پدری حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر ہے آپ کے جد بزرگوار شاہجہان کے آخر عہد میں سمرقند و بخارا سے بتقریب زیارت حرمین شریفین ہند میں آئے۔ شاہجہان سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ ملا۔ لب فرش تک مسند سے اُٹھ کے استقبال کیا۔ اول ہی ملاقات میں چھ ہزار روپیہ بطور نذر قدم و دست پیشکش فرمایا۔ اور مہمان عزیز کو بادشاہی منزل میں اوتارا۔ اور مہمانی کا اہتمام

از حجۃ الذاکرین ۱۲

نہایت تجمل و شان سے ادا کیا گیا۔ آپکے ہمرکاب مریدین و طالبین تقریبًا ایک سو سے
زیادہ تھے۔ تمام کے ساتھہ حسن سلوک کیا۔ پھر شاہجہان نے دوسری ملاقات مین
آپسے درخواست کی کہ آپ یہان تشریف رکھین۔ اور اہل ہند کو اپنے فیض سے
سرفراز فرمائین۔ آپ عالم فاضل و فقیہ کامل جامع علوم معقول و منقول تھے۔ اور
بخارا مین شیخ الاسلام و صدر الاسلام کے لقب سے ملقب تھے اور بخارا مین مدت تک
نذر محمد خان اور اُسکے فرزند سبحان قلی خان کے عہد مین صدر عدالت رہے۔ آپنے
بادشاہ کے اصرار سے ہند مین سکونت اختیار کی منصب چہار صدی سے سرفراز کرکے شاہزادہ
عالمگیر کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ آپ شاہزادہ کی رفاقت مین رہے۔ شاہزادہ صوم و صلوٰۃ کا
پابند تھا۔ اور خواجہ صاحب بھی دین و اسلام کے آشفتہ۔ شاہزادہ آپکی مصاحبت سے
بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کرتا تھا۔ جب شاہزادہ دکن مین آیا آپ بھی
ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب باغ فرمان باڑی برہانپور مین باضافہ دو صدی خطاب خانی سے مشرف
ہوکے فراغت کے ساتھہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین دارا شکوہ بسبب بیماری
بادشاہ وکالتًا امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اور عالمگیر کے وکیل عیسیٰ بیگ کو جو
حضور مین رہتا تھا قید کیا اور اسکا گھر ضبط کر لیا۔ اور جسونت سنگہ اور قاسم خان کو
عالمگیر کے روکنے کیلئے بھیجا۔ عالمگیر دکن سے مع جمعیت بہ بہانہ عیادت پدر بزرگوار
روانہ ہوا۔ دار الفتح اجین مین دونون سے مقابلہ کیا۔ عالمگیر کامیاب ہوا۔ دونون
شکست پاکے چلے گئے۔ آپنے جسونت کے مقابلہ مین دلیرانہ کام کئے۔ اور مخالفین کو بھگا دیا
منصب ہزاری پانسو سوار سے سرفراز ہوئے۔ پھر اجین مین باضافہ ہزاری و دو صد
سوار دو ہزاری ہفتصد سوار سے سربلند ہوئے۔ پھر آپ سنہ ۱۰۷۱ ہجری مین بجائے شیخ میرک صدر کے

صدر ہوئے۔ خواجہ کی پارسائی و پرہیزگاری مشہور تہی۔ عوام الناس خواجہ کے عدل و انصاف سے بیحد خوش تہے۔ پہر آپ سنہ پنجم عالمگیری مطابق ۱۰۷۲ سنہ ہجری مین با مع اصل اضافہ بمنصب ہزاری پانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز ہوے اور ۱۰۷۷ سنہ ہجری مین باضافہ ہزار و شش صد سوار و خلعت و فیل صوبہ داری اجمیر سے ممتاز ہوئے۔ اور سنہ چہاردہم عالمگیری م ۱۰۸۲ سنہ ہجری مین صوبہ داری ملتان پر سربلند ہوئے اور ۱۸ سنہ عالمگیری م ۱۰۸۵ سنہ ہجری مین ملتان سے حضور مین بلائے گئے۔ اسی سال مین آپ امیر حاج ہو کے حج و زیارت کیلئے حرمین شریفین روانہ ہوئے اور ۱۰۹۰ سنہ ہجری مین غائبانہ مخاطب بہ قلیچ خان ہوئے۔ اور بادشاہ نے ایک اسپ تازی با ساز طلا میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ کے سپرد کیا کہ بندر سورت مین خواجہ کے پاس پہنچو۔ پہر سنہ مذکورہ مین سورت سے آنیکے بعد خلعت صدارت سے سربلند ہوئے اور ۱۰۹۳ سنہ ہجری مین خلعت خاصہ و اسپ نقارہ سے بلند آوازہ ہو کے عالمگیر کے ہمراہ دکن مین آئے۔ خافیخان نے لکہا کہ سنہ مذکورہ مین عالمگیر نے خواجہ صاحب کو ابوالحسن تانا شاہ کے پاس سفارۃً بہیجا تہا۔ پہر آپ ۱۰۹۶ سنہ ہجری مین ظفرآباد کے صوبہ دار ہوئے۔ قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ مین پدر و پسر دونون عالمگیر کے ہمرکاب تہے۔ گولکنڈہ کے معرکہ مین نمایان کام کئے۔ آخر ۱۰۹۸ سنہ ہجری مین قلعہ مذکور کے محاصرہ مین خواجہ کے دہنے ہاتہہ پر زنبورک کا گولہ پہنچا۔ خواجہ باستقلال تمام گہوڑے پر سوار خیمہ مین آئے۔ ایسے مستقل مزاج و قوی دل تہے کہ ضرب گولہ کی کچہہ پروا نہین کرتے تہے۔ عمدۃ الملک اسدخان وزیر حسب الحکم بادشاہ آپکی عیادت کیلئے آئے۔ اسوقت جراح استخوان شکستہ کے ریزے زخم سے چن رہا تہا

خواجہ صاحب فراغت سے مسند پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مقربین سے باتین کر رہے تھے
قہوہ کا دور چل رہا تہا۔ اور فرماتے تہے کہ جراح ٹانکے لگانیوالا ہوشیار ملگیا ہے
دو تین روز کے بعد بتاریخ چہارم ربیع الاول سنہ ۱۰۹۸ ہجری مین اس دار فانی سے
عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ گولکنڈہ کے قریب حیدرآباد سے تین کوس کے فاصلہ پر
مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہر سال آپکا عرس ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب سخی المزاج تھے
مکہ و مدینہ مین بیشمار روپیہ مجاورین و شرفا کے لئے بہیجتے تھے۔

اور آپ کے والد ماجد یعنی میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروزجنگ بہادر
باپ کی رحلت کے بعد رفتہ رفتہ منصب ہفت ہزاری تک ترقی کی۔ اور غازی الدینخان
فیروزجنگ عالمگیری امرامین اکبر الامرا شمار کئے جاتے تہے۔ عالمگیر آپ کو بڑی
عظمت و محبت سے دیکھتا تہا۔ دکن کے معرکون مین آپکی جان نثاری و عرقریزی
و دلیری دیکھکے فرزندون سے زیادہ چاہتا تہا۔ جب آپکی کوشش و جانفشانی سے
بیجاپور کی فتح حاصل ہوئی۔ اسوقت آپکے خطاب کے ساتھہ فرزند ارجمند کا فقرہ
اضافہ فرمایا۔ رقعات مین لکھتا ہے (فرزند بے ریو و رنگ غازی الدینخان فیروزجنگ بہادر)
بیجاپور کے معرکہ مین دکنیون نے عالمگیری لشکر مین رسد کی آمد و رفت بند کردی تہی
لشکر مین بسبب عدم غلہ و دانہ کے کہلبلی پڑی ہوئی تہی۔ تمام بیقرار و جان بلب
ہو رہے تہے۔ عالمگیر رسد کے نہ پہنچنے کی خبر سے نہایت ہی بیچین و بیقرار تہا۔ رات کے
آٹھہ بجے فیروزجنگ کو بلایا اور رسد پہنچانیکی بابت کہا۔ فیروزجنگ بہادر اسیوقت
مستعد ہوئے مع جمعیت و رسد ہمراہ لیکر عالمگیری لشکر مین مخالفین سے قتال و جدال
کرتے ہوئے قریب چار بجے صبح کے پہنچے۔ رسد لشکر مین تقسیم کرکے فی الفور عالمگیر کے پاس آئے۔

از منتخبہ ۱۲ ص ۹

اور عالمگیر کو رسد پہنچانیکی خبر دی۔ اُسوقت عالمگیر بہت ہی خوش ہوا۔ اور فیروزجنگ کی تعریف و تحسین کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ اور دو رکعت شکرانہ ادا کرکے دعا چاہی۔ خدایا آج تیموریہ خاندان کی جسطرح غازی الدینخان فیروزجنگ نے عزت و آبرو بچائی۔ اُسیطرح تو اُسکے خاندان کی عزت و آبرو قیامت تک قائم رکھہ دیکھو عالمگیر کی اس دعا سے کسقدر آصفیہ خاندان کی عظمت و بزرگی ثابت ہوتی ہے آپ عالمگیر کی رحلت کے بعد شاہ عالم کے عہد مین گجرات کی صوبہ داری پر مقرر ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۱۱۲۲ ہجری مین اس دارفانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کے خلف الصدق عالیجناب فلک انتساب فردوس آرامگاہ حضرت آصفجاہ بادشاہ دکن ہین۔ آپکا اصلی نام میر قمرالدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر خطاب ہے و آصف تخلص ہے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان مین واقع ہوئی۔ ولادت کی تاریخ بحساب جمل (نیک بخت) سے برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا نشو و نما آسائش و آرام کے گہوارہ مین ہوا۔ ناز و نعم کیا تہہ آپکی تربیت ہند کی آب و ہوا کی آغوش مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے آغاز مین آپکی تعلیم و تربیت عرب و عجم و ترک و ہند کے علمائے افاضل و فضلائے اکابر سے شروع ہوئی۔ آپکے والد ماجد عالیجناب میر شہاب الدین المخاطب غازی الدینخان بہادر نے تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام کیا تہا۔ اور اخلاق و آداب کی درستی کیلئے برگزیدہ و پسندیدہ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ اتالیق و ادب آموز متعدد مقرر کئے تہے خلدمکان عالمگیر بادشاہ بہی آپکے حالات و آثار دیکھہ کے سمجھتا تہا کہ یہہ ہونہار ہے تاکید مزید کرتا تہا۔ کہ تعلیم علوم کا انتظام عمدہ طرح سے ہونا چاہئے۔ اور حکم کیا کہ میر قمرین کو

ہر ہفتہ مین ایکبار سلام و کورنش کیلئے ہمارے پاس بہیجتے رہین۔ چنانچہ فیروز جنگ بہادر
ہمیشہ فراغ تحصیل تک حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ جب آپ عالم شباب مین علوم
و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوے اور بزرگان سلف کی طرح معقول و منقول و فقہ
و اصول مین ایسی لیاقت و مہارت حاصل کی کہ اقران و امثال سے فائق
و لائق ہوئے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے۔ عربی فارسی و ترکی و ہندی زبان مین
استعداد کامل رکھتے تھے۔ فاضل ادیب و عالم لبیب تھے۔ ہر ایک زبان مین نظم و نثر لکھنے
مین ملکۂ تامہ و مدرکۂ کاملہ رکھتے تھے۔ فتوحات آصفیہ کے مولف نے تعلیم و تربیت
کے محل مین لکھا کہ مولانا احمد یار خان مخاطب بہ ترکی خان آپکے اتالیق تھے
ترکی زبان آپکو سکھلاتے تھے۔ مرأت الصفا کے مولف نے لکھا کہ آپ موزون الطبع
تھے شعر گوئی و شاعری کے آشفتہ تھے۔ مرزا عبد القادر بیدل سے اصلاح کلام فرماتے تھے
ذکاوت و سنجیدگی طبع خداداد تھی جو کچھہ آپکے زبان و قلم سے کلام موزون و مضمون
بلاغت مشحون نکلتا تھا۔ نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا تھا۔ اصلاح غیر کا محتاج
نہین ہوتا تھا۔ اس فن کے اساتذہ آپکا لوہا مانتے تھے۔ بجز تحسین و آفرین کچھہ نہین کہتے تھے
واقعی آپکے دو دیوان فارسی ضخیم جو مطبع سرکار آصفیہ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی کے
حکم سے مطبوع ہوئے ہین اُن سے ہمارے معززین مورخین کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے
مولف فقیر کے پاس دونون دیوان موجود ہین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہوتا ہون
ناظرین کیلئے بطور نمونہ ہر ایک دیوان سے اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین
آپکے تبحر علم و مذاق شاعری سے واقف ہو جائین اور اُن کو اسبات کی پوری تصدیق
ہو جائے کہ آپ عالم و حکیم و صوفی تھے۔ آپ ابتدا مین شاکر تخلص اشعار مین لکھتے تھے

از خزانہ عامرہ ۱۲

اس دیوان کے اشعار تقریباً دو ثلث تصوف و معرفت کے مضامین مین ڈوبے ہوئے ہین
ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہین - اور ہر ایک فقرہ سے فقیری
و خاکساری کے کنوز عیان ہین - اور بعض اشعار سے اولیاء کرام و اتقیاء عظام کے
ساتھہ آپکی حسن عقیدت و ارادت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے نصائح و پند و حکم
و امثال پائی جاتی ہین - اور ہمدردی و رحم دلی غربائے بی سرو سامان کے ساتھہ
معلوم ہوتی ہے - علی ہذا القیاس دوسرے دیوان کے اشعار بھی جسمین آپ صنف تخلص
فرماتے ہین مضامین متفرقہ علی الخصوص تصوف کا خزینہ ہے) اور آپنے معشوق حقیقی کے
خط و خال و ابروئے رشک ہلال و چشم غیرت غزال و رخسارہ مہ پارہ کی توصیف
و تعریف مین عالم عالم مضامین نگین و گلشن گلشن معانی شیرین سے صفحات کتاب کو
رشک فردوس برین بنادیا - اور استعارات و تشبیہات کے لباس زرین سے ایسا
آراستہ کیا کہ ارژنگ چین کہا دیا - آپکے دونو دواوین کی عبارت فارسی سلیس
بامحاورہ مثل اہل زبان ہے - میرے نزدیک ایک گلستان دیگر بوستان ہے - مدعیان
این زمانہ میرے کلام پر قہقہہ ماریں گے - اور کہین گے کہ مولوی صاحب نے تملقاً مبالغہ
کیا ہے - واقع مین مبالغہ نہین ہے غور سے ملاحظہ کرین منصفانہ داد دین -
آپکے دو دواوین کی نسبت مین نے جو کچھہ لکھا امر بدیہی ہے برہان و دلیل کا محتاج نہین
اب مین یہان سے آپکی حکمرانی و کامرانی و عطیہ سلطانی و تعلق سلاطین تیموریہ
گورگانی وغیرہا کی کیفیت بطور گو مشتے از خروارہ نمونہ گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین آپکے مجمل حالات سے واقف ہوجائین - یہان تفصیل و تشریح کا محل و
موقع نہین ہے - مین نے آپکا تفصیلی حال شرح و بسط کے ساتھہ محبوب الوطن

تذکرۂ سلاطین دکن کی تیسرے حصہ مین پورے طور سے لکھا ہے جو شایق ہوگا وہان ملاحظہ کریگا - احوال الخواقین کے مولف نے لکہا کہ آپ خلد مکان عالمگیر کے عہد مین عالم شباب مین چین قلیچ خان خطاب و منصب پنجہزاری سے سربلند ہوئے - اور بادشاہ موصوف کے آخر عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری پر سرفراز اور شاہ عالم کے زمانہ مین خاندوران بہادر خطاب و صوبہ داری اودہ سے ممتاز ہوئے - پہر آپنے چند روز بسبب ناواقفیت امرائے سلطنت منصب و امارت ترک کرکے درویشی اختیار کی گوشۂ عافیت مین معتکف ہوئے - یہہ امر آپنے حکمت عملی و دانائی سے اسلئے اختیار کیا تہا کہ اُسوقت شاہزادگان عالمگیر مین فتنہ و فساد برپا تہا - ہر ایک سلطنت کا مدعی بن رہا تہا - امرا اغراض نفسانی کے سلاسل مین بندہے ہوئے تہے - کوئی کسیکی نہین سنتا تہا - فتنہ کا بازار گرم تہا - ایسے ہنگامۂ بیجا مین آپ درویشی و گوشہ نشینی اختیار نکرتے تو کیا کرتے آپ گوشہ مین بیٹہہ کے تاک رہے تہے کہ کیا کرنا چاہئے - آپ اگرچہ بظاہر گوشہ نشین و فقیر لباس بنگئے تہے - لیکن منتظر تہے کہ اونٹ کروٹ بدلے - پہر آپ جہاندار شاہ کے اصرار سے گوشہ ترک کرکے حضور مین آئے - اصل منصب و خطاب سے سرفراز ہوئے اور محمد فرخ سیر کے سنہ جلوس کے ابتدا مین فتح جنگ نظام الملک بہادر خطاب و ہفت ہزاری منصب و صوبہ داری دکن سے سربلند ہوئے - چند روز کے بعد دکن کی صوبہ داری امیرالامرا سید حسین علیخان کے تفویض ہوئی - آپ دارالخلافہ مین پہنچے - مرادآباد کی حکومت پر مقرر ہوئے - پہر آپنے رفیع الدرجات کے عہد مین مالوہ کی صوبہ داری پائی آخر آپ نے امرائے حضور سے نفاق و کینہ کی بو قوت شامہ سے محسوس کی بیدل و پریشان ہوئے - اور دل مین عزم بالجزم کیا کہ ملک دکن کو جو ایک صوبہ زرخیز ہے -

اور امرائے حضور کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے ملک زرخیز مین غنیم مرہٹہ کی مداخلت
ہو جائیگی - ایسا زرخیز ملک ہمارے اہل اسلام کے دست قدرت سے چلا جائیگا تسخیر کرنا چاہیے
تاکہ اسلام کے قبضہ مین رہے - بنائً علیہ آپ سنہ گیارہ سے تبتیس ۱۱۳۲ ہجری مین مالوہ سے
دکن کی طرف متوجہ ہوئے - وردنا سے عبور کرکے اولاً قلعہ آسیر پر پہنچے - اُسوقت سید
طالب علیخان سادات بارہ سے قلعدار تہا - آپنے قلعہ کو سید موصوف سے صلحًا
مسخر کیا - کشت وخون کی نوبت نہ آئی - اُسیطرح شہر برہانپور کو محمد انور خان صوبہ دار
سے تسخیر فرمایا - دونون مقامون سے بیشمار زر وسامان رسد ہمدست ہوا - پہر تیرہ تاریخ
ماہ شعبان سنہ مذکورہ مین آپنے سید دلاور علیخان برادرزادہ حسین علیخان امیر الامرا سے
جو آپ سے محاربہ کے لئے بہ ترغیب سادات بارہ دار الخلافہ سے مقرر ہو کے آیا تہا موضع
حسن پور علاقہ سرکار ہنڈیہ مین قتال وجدال کے بعد فیروزی و کامیابی پائی - دلاور علیخان
مقتول ہوا سادات بارہ کی فوج درہم برہم ہوگئی - آپنے کامیابی کے بعد بلدۂ برہانپور
مین مراجعت کی - پہر چہٹی تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین سید عالم علیخان برادرزادۂ
امیر الامرا حسین علیخان سے جو صوبہ دکن کا نائب تہا - بالا پور ضلع برار کے اطراف مین
سخت معرکہ ہوا - بفضل خدا اس معرکہ مین بہی آپکو فتح و فیروزی حاصل ہوئی - اور
عالم علیخان مقتول ہوا - سادات بارہ کا طبقہ درہم برہم ہوگیا - ان کے اقبال مین
زوال آیا - انہین ایام مین اعتماد الدولہ محمد امین خان جو سادات کے بعد محمد شاہ بادشاہ کا
وزیر ہوا تہا فوت ہوا - سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین آپ حضور مین بلائے گئے - آپ حسب الطلب
دار الخلافہ مین پہنچے - پانچوین تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین خلعت وزارت سے
ممتاز ہوئے - حاسدین رشک حسد کی آگ سے جلنے لگے - اور آپسے انتقام لینا چاہتے

اُسکے مخالف ہوتے تھے اور بادشاہ کو غیر واقع سمجھاکے آپکے نسبت بدگمان کرتے تھے
بعض نے رشک سے وزارت سست تاریخ کہی۔ آپنے سنتے ہی فی البدیہہ جواب مین
تاریخی فقرہ کہاکہ وزارتم بتجمل۔ انہین ایام مین معزالدولہ حیدر قلیخان اسفرائنی
ناظم گجرات نے بغاوت اختیار کی۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ نے صوبہ داری گجرات
و مالوہ کو وزارت و امارت دکن کا ضمیمہ کرکے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اور حیدر قلیخان کا
مہم آپکے سپرد کیا۔ آپ حسب الحکم فی الفور جہابودہ قریب گجرات مین پہنچ گئے۔
حیدر قلیخان مقابلہ کی تاب نلاکے مجنون بنگیا مقابل نہین ہوا۔ پھر آپ اپنے
عم بزرگوار حامد خان بہادر کو نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر کرکے صوبہ مالوہ مین
آئے۔ مالوہ کی صوبہ داری پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے پھوپوزاد بہائی کو نیابتاً معین کرکے
دارالخلافہ مین مراجعت کی۔ بادشاہی امرا آپکی وزارت کے مخالف تھے۔ لہذا بادشاہ کو
خلاف واقع سمجہاکے ورغلایا اور آپکے جانب سے بدگمان کیا۔ بادشاہ نے دکن کی
صوبہ داری آپ سے تغیر کرکے مبارزخان ناظم حیدرآباد کے تفویض کی۔ اُسوقت
آپنے حضور مین عرض کیا کہ دارالخلافہ کی آب ہوا میری مزاج کے مخالف ہے۔ اور
مرادآباد کی ہوا موافق ہے۔ مرادآباد جانیکی رخصت عطا کیجئے۔ آپ کی درخواست
حضور مین منظور ہوی۔ آپ سرعت و عجلت کے ساتھہ دکن کے طرف روانہ ہوئے
تہوڑی مدت مین دکن پہنچ گئے۔ ۱۱۳۷ھ ہجری محرم کی تیسری تاریخ مقام شکرکہیڑہ
برار مین مبارزخان صوبہ دار دکن سے مقاتلہ و مقابلہ ہوا۔ مبارزخان مع فرزندان
مقتول ہوا۔ تمام ملک دکن آپکے قبضۂ اقتدار مین آگیا کوئی مانع و مزاحم نہین رہا
بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی صوبہ گجرات پر مبارزالملک سربلندخان تونی۔

اور صوبہ مالوہ پر گردہر بہادر کو مقرر فرمایا۔ پھر چند ایام کے بعد فردوس آرامگاہ محمد شاہ آپ کی دلجوئی و دلداری کرنے لگے۔ ۱۱۳۸ھ گیارہ سو اڑتیس ہجری مین آصفجاہ خطاب سے سرفراز فرمایا۔ پھر ۱۱۵۰ھ ہجری مین دوبارہ بمبالغہ تمام دارالخلافہ مین بلایا۔ آپ حسب الطلب نواب نظام الدولہ ناصر جنگ خلف الصدق کو نیابتاً دکن مین مقرر کرکے بادشاہ کے حضور مین روانہ ہوے۔ آخر ربیع الاول سنہ مذکورہ مین دارالخلافہ مین داخل ہوے دو مہینہ کے بعد بادشاہ نے آپ کو غنیم کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اکبرآباد و مالوہ کی صوبہ داری عطا کی۔ آپ اکبرآباد آئے محی الدین قلیخان کو جو سعد اللہ خان وزیر کے بنائر اور آپ کے قرابتداروں سے تھے۔ اکبرآباد کی صوبہ داری پر نیابتاً مقرر فرمایا اور آپ عازم مالوہ ہوئے۔ رستہ مین دریائے چنبل کے کنارے بہت تکلیف سہنی پڑی پائین اکبرآباد دریائے جمنا سے عبور کرکے مشرقی جانب روانہ ہوئے۔ اٹاوہ ہوتے ہوے پائین کالپی دوبارہ دریائے جمنا سے گذر کے ملک بوندیلہ مین آئے۔ بوندیلہ کا راجہ مع جمعیت ہمرکاب ہوا۔ منازل طی کرتے ہوئے بھوپال مین پہنچے۔ باجی راو مرہٹہ با فواج سنگین دکن سے برآمد ہوا۔ ماہ رمضان سنہ مذکورہ مین بھوپال کے اطراف مین باہم جنگ جدل کی آگ مشتعل ہوئی۔ طرفین مقابلہ مین برابر و ہم پلہ تھے کسیکی شکست و کشائش نہین تھی۔ کہ نادرشاہ کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی۔ آپ نے ایسے وقت مین صلح کو جنگ پر ترجیح دی باہم جلد صلح کرکے دارالخلافہ مراجعت کی۔ نادرشاہ سے معرکہ ہونیکے بعد آپ ہی کے توسل سے باہم صلح ہوئی بہ نسبت امرائے دیگر نادرشاہ نے آپ کے ساتھہ بہت حسن سلوک فرمایا۔ آپ کی بزرگی و دانائی کی تحسین کی۔ دہلی کا قتل عام آپ ہی کی عذرخواہی و سفارش سے

معاف ہوا۔ امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران کے مقتول ہونیکے بعد امیر الامرائی کا منصب آپکے دیگر مناصب کا ضمیمہ ہوا۔

انہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے مفسدین کے ورغلانے سے خلاف و بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ آپ حضور بادشاہ سے رخصت لیکر فرزند دلبند کی اصلاح کے لئے سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین وارد دکن ہوئے۔ بیسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین اورنگ آباد کے اطراف مغربی جانب پدر و پسر کے فیما بین جنگ واقع ہوا۔ نظام الدولہ زخمی ہوکے پدر مہربان کے ہاتہ آیا۔ پند و نصائح کے بعد قصور معاف کیا۔ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین کرناٹک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا۔ اول ترچناپلی کے قلعہ پر محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ملک ارکاٹ کو قوم نوائط سے مسخر فرمایا۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین قلعہ بالکنڈہ علاقہ حیدرآباد پر محاصرہ کرکے مقرب خان دکنی کے ہاتہ سے مسخر کیا آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین برہانپور مین آئے۔ بیمار تہے سنہ مذکورہ مین فردوس برین روانہ ہوئے نعش مبارک کو برہانپور سے روضۂ خلدآباد مین لاکے حضرت شاہ برہان الدین غریب کے پائین قبر دفن کئے۔ یزار و یتبرک۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقرا و مشائخ کو طعام دیا جاتا ہے۔ اسی سال محمد شاہ بادشاہ و اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر نے عالم بقا کو رحلت کی۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تاریخ موزون کی ہے[1]

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند　　　　فتاد حیف سہ دُر یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ　　　　نماند شاہ زمان و وزیر و آصف دہر

آپ[2] دولت تیموریہ کے اعاظم امرا سے تہے۔ عالمگیر کے تربیت یافتہ۔ عالمگیر کے زمانہ سے محمد شاہ کے آخر زمانہ تک مارث وزارت کی صدارت پر صدر نشین رہے

[1] از سرو آزاد بلگرامی ۱۲ [2] از تاریخ تحفۃ الخواتین ۱۲

تقریباً تیس برس تک شش صوبجات دکن کی حکومت پر حکمران رہے۔ محمد شاہی دربار مین
اکثر امرا آپکے قرابتدار تھے۔ تمام آپکی خدمت مین نیازمندانہ تسلیم بجالاتے تھے۔ دربار شاہی
مین عقیل و فہیم و متین باوقار و تمکین اگر تھے تو آپ ہی تھے۔ آپکا نظیر کوئی نہین تھا
اکثر امرا آپسے رشک و حسد کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے
دوست و دشمن کے ساتھہ ہمدردی مساعدت کرنے مین کوتاہی نہین فرماتے تھے۔
علما و صلحا و فقرا کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ہر ایک آپکے عطیۂ عام سے بقدر قسمت
پاتا تھا۔ عرب و عجم و ماوراءالنہر و خراسان و سمرقند و بخارا و ہندوستان سے آپکی
خدمت مین آتے تھے۔ آپکے خوان کرم سے سیراب تازہ ہوتے تھے۔

آپ کے یادگار دکن مین متعدد عمارات ہین۔ اول برہانپور کی شہرپناہ جو آپنے سنہ ۱۱۴۱ ہجری*
مین تیار کی۔ دوم نظام آباد کی آبادی۔ و مسجد و کاروان سرا و دو توپخانہ۔ و پل و عیدگاہ
کو تعمیر کیا که ﴿رب اجعل هذا بلدا آمنا﴾ سے تاریخ ختم تعمیر و آبادی برآمد ہوتی ہے
یعنی سنہ ۱۱۴۱ ہجری۔ سوم حیدرآباد کی شہرپناہ کی تکمیل کی۔ چہارم ہرسول کی نہر
جو عنبر کے زمانہ سے جاری تھی از سرنو اسکی ترمیم و تعمیر کرائی۔ بعض مورخین نے
لکھا کہ آپنے عنبری نہر کے سوا علیحدہ ایک نہر تعمیر کی۔

فہرست امراء آصفجاہی جو دہلی سے دکن مین ہمرکاب آئے ہین

۱ معزالدولہ صلابت جنگ نواب حامد خان عم آصفجاہ۔ ۲ نصیرالدولہ عبدالرحیم خان عم دوم
۳ عوض خان عضدالدولہ قسورہ جنگ شوہر عمہ آصفجاہ۔ ۴ رعایت خان ظہیرالدولہ
برادر محمد امین خان اعتمادالدولہ وزیر محمد شاہ۔ ۵ متوسل خان رستم جنگ بہادر داماد آصفجاہ

* از تاریخ فتحیہ ۱۲

ہدایت محی الدین مظفر جنگ آصفجاہ بہادر اول ۔ قادر داد خان عرف شیخ نور اللہ انصاری
حرز اسد خان نبیرۂ سعد اللہ خان وزیر برادر علامی متوسل خان ۔ طالب محی الدینخان
نبیرۂ سعد اللہ خان وزیر برادر متوسل خان ۔ حسن محی الدین بن محی الدینخان
حفیظ الدینخان ۔ و محمد سعید خان پسران عنایت خان نبیرۂ لطف اللہ خان مرحوم
محتشم خان بہادر ۔ حشمت اسد خان ۔ ارادت خان بن میر ہدایت اللہ خان
ہدایت اسد خان ۔ میر حافظ خان بن ہدایت اسد خان ۔ خدا بندہ خان نبیرۂ
شائستہ خان امیر الامرا ۔ محمد عنایت خان ۔ رحیم اسد خان بن عنایت خان
عزیز بیگ خان ۔ خواجہ عبد اللہ خان ۔ خواجہ سعد الدین ۔ اسد خان مرزا مہدی
شیخ عاقل خان کنبوہ ۔ محمد انور خان ۔ میر مرزا خان ۔ میر سیف الدینخان ۔ رستم بیگخان
میر اسمعیل المخاطب میر مسافر خان ۔ برقنداز خان ۔ پورنچند دیوان ۔ مرزا محمد
حکیم عبد الحسین خان ۔ صف شکن خان مجاہد جنگ ۔ میر اعظم ارادت خان
ہاشم قلیخان عرف میر محمد ہاشم جرأت تخلص ۔ شیخ محمد انور مراد آبادی ۔ محمد عاقل خان
عاقل تخلص ۔ محمد امین خان متخلص بہ مطلع ۔ حکیم محمد امین الدین اصفہانی
حکیم محمد جعفر شیرازی ۔ حکیم محمد اصفہانی ۔ حکیم جعفر ثانی ۔ محمد ولایت ۔
محمد نیابت ۔ مرحمت خان بن امیر خان ۔ طالب علیخان ۔ حکیم محمد تقی خان
رحیم خان مغل رفیق قدیم ۔ فتح اللہ خان بہادر عالمگیری ۔ فتحیاب خان برادر زادہ
فتح اسد خان ۔ راو رنبھا بنالکر ۔ سید جمال خان بن قسورہ جنگ ۔ شیخ ابو الخیر خان
محمد غیاث خان بہادر ۔ علی اکبر خان ۔ فدوی خان ۔ سیادت خان ۔ دیانت خان
اسد اللہ خان بن عمدۃ الملک امیر خان ۔ عنایت اسد خان ۔ اسمعیل خان خویشگی

کنور رجا نچند بہادر بن راجہ ستر سال - خواجم قلیخان - بہادر دلخان قلماق - راجہ گوپال سنگہ - ہمت یار خان - بایزید خان - منور خان خویشگی - ترکتاز خان باجیراو - راجہ ساہو - سید غضنفر علیخان - رائے سلطانجی نبالکر - عبد المجید خان عبد اللہ خان - طاہر خان - عطا یار خان - محمد یوسف خان تورانی مولف تاریخ فتحیہ عبد الفتاح خان - عبد العزیز خان - میر عبد الرزاق خان - میر صفی اللہ خان میر شمس الدین خان - لشکر خان - سید شریف - میں نے ان تمام امرا کے حالات چوتھی جلد محبوب انجمن تذکرہ امرائے دکن میں لکھے ہیں -

مشائخ وقت معاصر آصفجاہ مرحوم

شاہ نظام الدین اورنگ آبادی - میان شیخن - شاہ محمود نقشبندیہ - شاہ سلیمان شاہ نور اللہ - شاہ محمد علی - میر محمد ماہ - غلام حسن قادری - شاہ یونس درویش سید شاہ علی - میان یار محمد - شاہ محرم وغیرہم قدس سرہم جمعین -

آپ کی اولاد

شش پسر - پنج دختر - کل (۱۱)

میر شاہ المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ ثانی - میر احمد المخاطب نظام الدولہ ناصر جنگ - میر محمد خان المخاطب صلابت جنگ - میر نظام علیخان اسد جنگ - خواجہ شریف خان بہادر بسالت جنگ - میر مغل علیخان بہادر - دختر اول مسمی خیر النسا بیگم منکوحہ متوسل خان - دوم منسوب با خلاص خان بن سعد اللہ خان سوم با میر ابراہیم خان بن میر کلان خان قلعدار بیدر -

ناصر جنگ کی دو ہمشیرہ حقیقی کی نسبت کس سے ہوئی - معلوم نہین ہوا -

انتظام مملکت

آپ جب دکن مین دلاور علیخان و عالم علیخان و مبارز خان کے مقابلہ و مقاتلہ سے
فارغ ہوئے۔ تب انتظام مملکت کے طرف متوجہ ہوئے۔ اسوقت دکن کے تمام بلاد
و قصبات و دیہات مین محمد شاہی امرا و افاغنہ کرنول و شاہنور۔ و بدنور و کڑپا وغیرہا
بلاد مذکورہ پر قابض و متصرف تہے۔ مالکانہ تصرف کرتے تہے۔ اگرچہ اونکو ملک سے
دیہات و قصبات بصیغہ جاگیر دئے گئے۔ لیکن وے اُسکو جاگیر التمغا یعنی جاگیر
نسلاً بعد نسلٍ تصور کرتے تہے۔ اور بادشاہ کو سالانہ بطور پیشکش و نذرانہ کسیقدر رسم
بہیجدیتے تہے۔ اور امرا و وزرا کو بہی تحائف و نذرانہ معقول دیکے فراغت سے من بہائے
حکمرانی کرتے تہے۔ بیچارہ رعایا اُن کے تابع و مطیع تہی۔ رعایا مظلوم کی دادرسی و فریادرسی
کی کوئی سبیل نہین تہی۔ افاغنہ سیاہ و سفید کے مالک تہے۔ آپکو باوجود کامیابی دکن
مین امرائے بادشاہی و افاغنہ مرفوع القلم کا تابع کرنا دکن کے معرکون سے زیادہ مشکل
مسئلہ تہا۔ آپنے دانائی و حکمت عملی و بردباری کا طریقہ اختیار کیا۔ ہر ایک فرد امرائے افاغنہ کے
ساتہہ خوش خلقی و حسن لطف سے پیش آتے تہے۔ اور اُنکی دلجوئی و دلداری مین
ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تہے۔ اور اُن کے خواہش کے موافق کاربند
ہوتے تہے۔ اور آپ ہر ایک سے یہی فرماتے تہے کہ اے برادران من! مین نے ملک دکن
جو زرخیز ہے اس غرض سے تصرف مین لیا۔ کہ اہل اسلام کے ہاتہہ سے غنیم مرہٹہ کے
تصرف مین نجائے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ امرائے بادشاہی اغراض نفسانی کے
شکنجہ مین مبتلا ہین۔ اور حضرت پادشاہ عیش و عشرت مین مصروف ہین۔ علاوہ اِس کے
امرائے دربار مین باہم اتفاق نہین۔ نفاق کا بازار گرم ہے۔ افاغنہ و امرائے بادشاہی

آپ کی جادو بیانی سے مسحور ہوئے۔ اور آپ کے مُطیع و مُعین ہوئے۔ جو نذرانہ و پیشکش بادشاہ کو دیتے تھے۔ آپکی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ آپ بھی ہر ایک کو بحسب منصب و خلعت و انعام و خطاب عطا کرتے تھے۔

کرنول و کڑپہ کے افاغنہ اولاً آپ کی اطاعت سے انکار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم اور آصفجاہ ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین۔ ہم باہم مساوی درجہ مین۔ ہان ہم اس شرط پر اطاعت کرین گے۔ اور آصفجاہ کے مُعین و مددگار رہون گے۔ کہ آصفجاہ ہم سے مساوی طریق سے ملین۔ اور ملاقات کیوقت ہمارا استقبال کرین۔ اور ہم کسیقدر جہک کے سلام کرین گے۔ اور دربار مین بازو مین بیٹھین گے۔ آپنے افاغنہ کی تمام شرائط قبول کین۔ اور اونکو اطاعت کے دائرہ مین لیا۔ افاغنہ نہایت خوشی سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

اسیطرح مچھلی بندر کے صوبہ دار خواجہ عبداللہ خان و خواجہ رحمت اللہ خان دونون بھائی بھی آپ کے حسن اخلاق و اشفاق دیکھکے صلحاً تابع ہوگئے۔ تخمیناً ایک کرور زر نذرانہ و پیشکش دیا۔ آپ خواجگان عالی شان سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خلعت فاخرہ و انعام وافرہ و جاگیر معقول سے سرفراز فرمایا: اور اپنے خاندان کی ایک دختر نیک اختر سے شادی کردی۔ خواجگان تا بہ زندگی آپکے مطیع و تابع رہے۔ اور خدمات جلیلہ پر فائزالمرام ہوتے رہے۔ چوک کی مسجد خواجہ صاحب کی یادگار ہے۔ مین نے خواجگان عالیشان کا حال محبوب انجمن تذکرہ امرائے دکن مین مفصل لکھا ہے۔

علیٰ ہذالقیاس جب آپ دورہ مین نکلے۔ شاہنور پہنچے۔ وہان عبدالمجید خان میانہ حکمران تھا۔ آپ بیرون بلدہ میدان پر فضا مین فروکش ہوئے۔ آپکے ہمراہ

جمعیت پیادگان و سواران ایکہزار سے زاید تہے - علاوہ این نقبا و چوبداران و خدم و حشم بہی تہے - آپنے خانصاحب کو یاد فرمایا - خانصاحب غرور و رعونت مین ڈوبے ہوے تہے - ملاقات کے آنے مین پس و پیش کرنے لگے - لیکن آپکی لطف و مدارات جادو کا اثر کرتی تہی ملنے کیلئے راضی ہوا - اور کہا مین آصفجاہ سے اس شرط پر ملونگا کہ اُنکا صاحبزادہ میرے لینے کے لئے آئے - اور بعد الملاقات آصفجاہ میرا استقبال کرین - آپنے خانصاحب کی درخواست قبول کی - فی الفور ناصر جنگ کو مع جمعیت سواران و پیادگان خانصاحب کے پاس بہیجا - خانصاحب خوشی کے مارے پہولے کہ جامہ مین نہ سمائے - ناصر جنگ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آئے - آپنے نہایت خندہ پیشانی سے چند قدم استقبال کرکے خانصاحب سے معانقہ و مصافحہ کیا - خانصاحب آپکی مدارات و خاطرداری سے ممنون و مشکور ہوئے - اور اپنی غلط فہمی کی معافی چاہی - اور پیشکش و نذرانہ پیش کیا - آپنے نہایت ہی مسرت کے ساتہہ منظور فرمایا - اور خانصاحب کو خلعت و جاگیر و منصب بر بدستور سابق بحال کہا اسیطرح آپنے آہستہ آہستہ دکن کے تمام امرائے بادشاہی و افاغنہ و راجگان و نایکان کو مسخر فرمایا - آپکے مزاج مین تحمل و رحم زائد تہا - تالیف قلوب لطف و مدارات سے کام لیتے تہے - اور سرکاری امور مین عجلت نہین فرماتے تہے -

مالگزاری کا انتظام

جب آپ ملک کی کشائش و امرائے بادشاہی کی تسخیر سے فارغ ہوئے - تب زمین مزروعہ و غیر مزروعہ و محاصل کی کمی بیشی کے طرف رجوع ہوئے - دکن مین زمین کی پیمایش و غلہ کی تقسیم کا کوئی دستور العمل و قانون مقرر نہین تہا - ایک جریب بڑی چہیل کی زراعت

تہوڑا سا محصول مقرر کر لیتے تہے ۔ پرگنات و بلاد مین مختلف طور سے لیا جاتا تہا غلہ کی آمدنی کی کمی و بیشی کی کچہہ بازپرس نہین ہوتی تہی - اور سلاطین چغتائی و راجگان دکن کے فیمابین معارکے و محاربے ہونیکی وجہ سے دکن کے اکثر پرگنات و دیہات ویران و خراب ہو گئے تہے - بی چراغ و بی مکین پڑے ہوئے تہے - رعایائے مالگزار فرار ہو گئی تہی - کوئی زمیندار وطن کیطرف رخ نہین کرتا تہا - روز بروز ویرانی بڑہتی جاتی تہی - مرشد قلیخان صوبہ دکن عالمگیری نے جو سیاق دان ہوشیار و متصدی پیشہ تہا دکن مین ٹودرمل اکبری کے طرح ایک دستور العمل مرتب کیا - ملک کی آبادی مین کوشش کرنے لگا - ہر ایک ضلع مین امنائے فہمیدہ و متدین مقرر کئے - اور زمین کی پیمایش شروع کی - زمین پیمائش شدہ کو رقبہ کے نام سے ملقب کیا - اور زمین کو دو حصون پر تقسیم کیا - ایک قابل زراعت دوم غیر قابل یعنے زمین کوہ و ہامون - ہر ایک گانو و پرگنہ مین پٹیل مقرر کیا - جس مقام مین اصلی مقدم سابق کے وارث ہوتے تہے تو اُنکو بحال کرتا تہا - اور جہان مقدم قدیم مفقود الخبر ہو تو وہان متدین شخص کو جدید مقدم کرتا تہا - اور زمیندارون کی تالیف قلوب مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا - زمینداران نادار کی بیلون اور مایحتاج زراعت سے بطریق تقاوی اعانت و امداد کرتا تہا - اور موسم فصل پر مقدم کے ذریعہ سے قسط قسط وصول کرتا تہا -

محصول کے وصول کے طریقے

محاصل کے وصول کے تین طریقہ تہے ایک یہہ غلہ کا تودہ تخمینہ کرکے - ثلث یا نصف لیتے تہے - یا ثلث و نصف غلہ کی قیمت اندازہ کرکے وصول کرتے تہے -

دوسرا یہہ تہا غلہ کی تقسیم یعنی بٹائی تین قسم پر تہی - اولاً جو غلہ بارش کے پانی سے پیدا ہوا اوس سے نصف لیا جاتا تہا - ثانیاً جو غلہ کوئین و باولی کے پانی سے پیدا ہوا اوسمین سے ثلث لیا جاتا تہا - اور غلہ کے سوا جو چیز مثلاً انگور و انجیر و نیشکر و خشخاش و ہلدی وزیرہ وغیرہا پیدا ہو اُسکا نوان حصہ لیا جاتا تہا - مؤلف فتحیہ نے لکہا کہ نوین حصہ سے چوتہی تک لیتے تہے - ثالثاً جو چیز ندی و نل و چشمہ کے پانی سے پیدا ہو اُسکا قاعدہ مقامات کے لحاظ سے نوان حصہ یا اُس سے کم و بیش مقرر کیا جاتا تہا - تیسرا طریقہ غلجات و بقولات کے ہر ایک جنس سے ربع لیا جاتا تہا - مزروعہ کا مقدار نرخ مشخص کرکے فی بیگہ دستور العمل مقرر کیا تہا - پچاس کے بعد ہر ایک جنس سے مختلف طور پر محصول لیا جاتا تہا - یہہ قاعدہ دکن کے تین چار صوبجات مین جاری ہوا تہا - اسکو مرشد قلیخان کا دہارہ کہتے تہے

اعلیحضرت آصفجاہ قدس سرہٗ کے

عہد[۵] میمنت مہد مین بموجب دہارہ مرشد قلیخان عمل درآمد رہا - بعد مین مختلف طریقے رہے - اکثر تعلقدارون کو ایک ضلع بالمقطع دیا جاتا تہا - تعلقدار سے ایک معتدبہ رقم سالانہ مقرر کی جاتی تہی - علاوہ این سالانہ پیشکش و نذرانہ حسب موقع و مقتضائے وقت لیا جاتا تہا - تعلقدار ضلع کے سفید و سیاہ کا مالک مختار ہوتا تہا - جسقدر چاہتا تہا رعایا سے وصول کرلیتا تہا - اسوجہ سے رعایا تنگ حال رہتی تہی - اکثر زمیندار تعلقدارون کی سختی و بیرحمی سے جلاوطن ہوجاتے تہے - دیہات و مواضع ویران و بیچراغ پڑے رہتے تہے - سرکاری محاصل پر نقصان پہنچتا تہا - کوئی اس نقصان کیطرف توجہ نہین کرتا تہا - جاگیرات مین بہی اس قسم کی بد انتظامی

[۵] از روزنامچہ آصفی مولفہ لچہمی نراین ۱۲

رہتی تہی - جاگیرداروں کے نائب جو چاہتے تہے کرتے تہے ۔ رعایا کے لئے کوئی
قانون و دستور العمل نہین تہا - جسکی پابندی ہو - اسیطرح سے عالیجناب نواب
سالار جنگ بہادر مرحوم اوّل کے زمانہ وزارت تک پریشانی رہی - پہر عالیجناب نے از سرِ نو
پیمایش کرائی - خراج و محاصل کے قوانین و دستور العمل مرتب کرائے ۔ بالمقطع دینا بالکلیہ
موقوف کیا - سرکار انگلشیہ کی طرح زمینداروں کو قول و پیمان سے زمین دینے لگے
اور محاصل و اجبی مقرر کئے - تاکہ کسیکو موقع شکایت نرہے - مین نے عالیجناب مدار المہام
کی سوانح عمری تفصیل کے ساتھہ محبوب انجمن تذکرہ وزراء دکن مین لکھی ہے - یہان
اُسکا موقع و محل نہین ہے صرف بطور نمونہ لکھدیا - میرے پاس تین روزنامچے بطور
گزیٹیر ایک اورنگ آباد - دوسرا بیدر - تیسرا برار موجود تہے - اُنمین محاصل و زمین کی کیفیت
تشرحاً مرقوم تہی - افسوس صد افسوس وہ تینون روزنامچے میرے کتب خانہ نوادر کے ساتھہ
موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگئے ۔

فہرست خدمات مفوضہ خانساماں یعنی دیوانِ خانگی

۱ تغیر و تقرر اہل خدمات شاگرد پیشہ	۲ جواب محاسبات و درخواست مطالبات	۳ دستور کارخانجات و خزانہ
۴ فرمائش حضور	۵ تصفیہ کرایہ و اجرت	۶ ضبط محصول باغات و کرایہ دکاکین و جاگیرہا
۷ جواب التماس متصدیان کارخانجات	۸ افراد عرض کارخانجات	۹ دستک انعام
۱۰ روزنامچہ صوبجات و روزنامچہ رکاب	۱۱ دستخط بر عرائض	۱۲ تمسکات اہل ملازمی شاگرد پیشہ و متصدیان
۱۳ تصدیقات حاضری داروغہ و اُمنا و مشرف تحویلداران	۱۴ عرض کارخانجات	۱۵ تشخیص قیمت جنس پیشکش
۱۶ نذر خیرات و سوغات	۱۷ تصدیق انعام جنسی و انعام بصاحب رسالہ تعلقدار	۱۸ جانوروں کا یومیہ خوراک مقرر کرنا ۔

۲۱	۲۰	۱۹
بادشاہ زادونکی شادی کا انتظام و اہتمام	دستکات اجناس مستعار جو کارخانہ سے دیتے ہین	باربرداری کارخانجات کو تقسیم کرنا۔
ضبط اموال بالتفاق خانسامان	طلوا میر تحصیل محاسبات بخشیان بدفتر خانسامان	دستک راتبہ طعام بہ نسبت کمی و اضافہ بدفتر خانسامان
سرانجام کارخانجات	تعین مقامات رواہ	طرح عمارات
		نرخ اجناس

خدمات مفوضہ میر آتش متعلقہ توپخانہ

جماعت امیدواران بندگی از ہر کہ اسپ بکار آید و متعلی شود و برائے ہر کہ اضافہ باید گرفت استادہ نماید۔ پیش کند	برقندازان تیراندازی و دستخط چہرہ ملاحظہ کند
دستک داغ و تصحیحہ چوکی برقندازان از دفتر میر آتش نوشتہ شود	دستک متصدیان و توپخانہ و افواج و صوبجات و متصدیان داغ تصحیحہ از دفتر میر آتش نوشتہ شود
مطالبہ عرضی عرض کند	دستک تنخواہ اجناس توپخانہ و افواج و قلعجات بمہر میر آتش
سوال تنخواہ حاضری و دیگر مقدمات بدستخط میر آتش	روزنامچہ داغ تصحیحہ بدفتر میر آتش

آپ نے دار الخلافہ مین وزارت کے بعد انتظامات ذیل محمد شاہ بادشاہ کی خدمت مین خیرخواہانہ عرض کئے حاسدین نے بادشاہ کو آپ کے جانب سے بدگمان کیا۔ وہ انتظامات خارج مین موجود ہونے نہین پائے

آپ دل مین کشیدہ و رنجیدہ ہوئے۔ اسی قسم کے اسباب ہان یعنی دربار شاہی سے نکلنے کے مہیّا ہوئے۔

تفصیل انتظامات

اول۔ محال خالصہ کا اجارہ موقوف کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اجارہ و مقطع ملک کی خرابی و تباہی کا باعث ہے۔

دوم۔ رشوت جو نام زد پیشکش ہے اوسکو موقوف کرنا چاہئے۔ اسطرح سے لینا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے۔

سوم۔ جزیہ ہنود پر بدستور مثل زمانہ خلد مکان عالمگیر جاری رکہنا چاہیے

چہارم۔ عرض کیا کہ ہمایون بادشاہ شیرشاہ کی وجہ سے ایران گیا تہا۔ اور شاہ ایران نے اعانت کی تہی۔ فی الحال افاغنہ ایران پر حملہ کر رہے ہین۔ اسوقت اگر شاہ ایران کی اعانت کی جائے تو آیندہ تیموریہ خاندان کی نیک نامی ہمیشہ تک باقی رہیگی محمد شاہ نے فرمایا کسکو روانہ کرون۔ آپنے فرمایا آپ جسکو تجویز کرین وہ حکم کی تعمیل کریگا۔ ورنہ اس خانہ زاد کو تجویز کرین بدل و جان کوشش کرے گا۔

ایضاً

آصفجاہ[۱] مرحوم نے ۱۱۳۵ ہجری مین دکن کا پورے طور سے بندوبست کیا۔ اور رعایا کو زمینداران مفسد و مقدمان ظالم و نایکان سرکش کے شکنجہ ظلم سے رہا کیا۔ تمام سرکشون کو مطیع و مسخر فرمایا۔ اور اکنکیرہ و پرگنات گدوال و سرکار ایلگندل وغیرہا کے راستون و جہاڑیون کو رہزنون کی تاخت و تاراج سے پاک صاف کیا۔ کوئی راہزن باقی نہین چہوڑا۔ آپ کے اہتمام سے تمام راستے جاری ہوئے۔ مسافرین تجار کو

[۱] از فتحیہ ۱۲ ازعثمانیان جلد دوم ۹۷۲ صفحہ ۱۲

امن و آرام ملا۔ فراغت سے آمد و رفت کرتے تھے۔ کسیکا مال و اسباب تاراج و غارت نہیں ہوتا تھا
نہ کسیکی جان ہلاک ہوتی تھی۔ تمام رعایا آپ کے عدل و انصاف سے خوش تھے۔

ایضاً

سادات بارہ نے مرہٹہ کو دکن کے محاصل سے چوتھہ کی سند عطا کی تھی۔ اور جاگیردار چوتھہ سے
مستثنیٰ تھے۔ لیکن مرہٹہ کے گماشتے جاگیرداروں سے بھی ظلماً چوتھہ لیتے تھے۔ اور
علاوہ چوتھہ فی صدی دس روپیہ حق دیسکھی بھی رعایا سے وصول کرتے تھے۔ رعایا پر
سخت ظلم و ستم ہوتا تھا۔ آپ جب دکن مین حکمرانی کرنے لگے۔ تب آپنے ایسا بندوبست
کیا کہ چوتھہ کا معاوضہ زر نقد صوبہ حیدرآباد کے خزانہ سے دیا جائے۔ اور مرہٹہ رعایا
و جاگیرداروں سے کچھہ تعلق نرکھے۔ اور آپنے حق دیسکھی کو موقوف فرمایا۔ اور چوتھہ
و حق دیسکھی کے محصلین کو برخاست کیا۔ تمام رعایا و جاگیرداران دکن آپکے حسن انتظام
سے خوش و خرم ہوئے۔ اور مسافرین بھی آپکے شکرگزار ہوئے۔ سرد یسکھی راہداری
کے گماشتے مسافرین تجار کو بہت تنگ کرتے تھے۔ مرہٹہ کے ظلم سے تجارت کا بازار
سرد تھا۔ آپ کے عہد میمنت مین تجارت کا بازار گرم ہوگیا۔ سوداگران دولت سے
مالامال بنگئے۔

اس دیوان کے اشعار منتخبہ جسمین آپ آصف تخلص فرماتے ہین
مندرجۂ ذیل ہین

آصف

حرف الف

اشتیاقِ دیدنِ آن بیوفا داریم ما	گو کدورت در دلش باشد صفا داریم ما

از خافیخانی جلد دوم ۶۳ و صفحہ ۱۲

از پناہِ دیگران باشد پناہِ ما قوی ہر کس اینجا گر کسے دارد خدا داریم ما

در حضورش راستی استادن غبارِ سرورست این ہنارا در نگاہِ او بپا داریم ما

از یکے دہ بیشود نقدے کہ کس را میدہیم در میانِ کیسۂ خود کیمیا داریم ما

توتیائے در ضیا بخشی ازین بہتر کجاست در فضائے چشمِ خود آن خاکِ پا داریم ما

سرکشِ بہار روزیٔ دنیا پرستان باد و بس در دلِ خود شیوۂ تسلیم و رضا داریم ما

از تصور کردنِ روئے چمن پیرائے او در نظر آصف چہ باغِ دلکشا داریم ما

وله

گریہ و نالۂ شبینۂ ما ہست مفتاحِ گنجِ سینۂ ما

در تواضع نشانِ رفعتہاست پستیٔ ما شدہ است زینۂ ما

وله

با صاحب آنے سروکارست دلم را با سروِ روانے سروکار است دلم را

شد سینۂ من چاک ز عشقِ رخِ صافی با ماہ وکتانی سروکار است دلم را

شد شہرۂ عالم دلِ بیتاب بہجرت با نام و نشانی سروکار است دلم را

آصف شدہ ام کشتۂ گفتار نگارے با تیغ زبانی سروکار است دلم را

وله

در کارہا رعایتِ اسباب لازم است باشد کمان و تیر جدا تیر زن جدا

شبہائے ماہ تیرہ شد از دودِ آہِ ما تا گشتہ ایم آصف ازان سیمتن جدا

وله

درد و سوز و وجد و ذوقِ دل بود سامانِ ما عشق نازل کرد این آیات در شانِ ما

می کند آن مہ جفا و ما تحمل میکنیم شد با حسانش مقابل صورتِ احسانِ ما

در جدائی گرم بیتابی ست اعضا یک قلم می طپد دل در رہ و جانست برنگ جانِ ما

میرویم آصف بکوئے او سبکتر از نسیم ہیچ ننشیند غبار راہ بر دامانِ ما

وله

رونقی دارد ز عشقِ ماہ رویت کارِ ما ہمسری با عرش جوید گوشۂ دستارِ ما

بسکہ یکرنگیم با نیرنگ حسن از عشق تو — کمتر از زلفت نباشد رشتهٔ زنار ما
صرف کن ای بو الہوس فہمیدہ نقد خویش را — جز متاع درد عشقی نیست در بازار ما
ہرچہ می باید ز مشک و عنبر سارا درست — زلف خوشبوی تو باشد طبلهٔ عطار ما
حیف آصف عشق ما یک لحظہ پنہان نماند — آشکارا می کند فریاد دل بر یار ما

ولہ

دعا گفتیم از شور جنون امروز طاقت را — کہ ما دیدیم در جولان آن قامت قیامت را
نہ آسانست عاشق گشتن ای دل غم بخور چندی — در آیین محبت جلوہ پرواز نیست محنت را
ز میدان وفا تنگ ست سر برداشتن رفتن — از این شیران ہر دل کس نہ فہمید این قباحت را
ضرور افتاد طالب را ز کاوی در سبق خواندن — ندارد گر کسی ہمت چہ فہمد رکاکت را
نمایان ست آصف را بباید نقد جانبازی — غنیمت دان برای سود خود امروز فرصت را

ولہ

بود از موجہا چین جبین محفل دریا — ہوائی گر نباشد حل شود این مشکل دریا
اگر مردانہ کس از لجۂ ہستی برون آید — ز ہر موجی باد آمادہ باشد ساحل دریا
محیط عشق و بحر شوق باشد در دل آدم — کہ شد از خاکساریہا درینجا محمل دریا
خراج از بحر میگیرد ببین تدبیر نیسان را — حباب گوہرست و قطرہ آصف حاصل دریا

ولہ

درد سر از فکر دنیا می کشی ای دل چرا — چون قناعت صنعتی داری شدی غافل چرا
خودنمائی می کند کس را ز معنی بی نصیب — ہمچو خط موج دریا گشتہ باطل چرا
ہستی بی ہمتان را چون سراب بگو — کشت زاری بود پیدا گشت بی حاصل چرا

حرف التاء

ولہ

چندان نبود معتقد محض تو کل — تا بر کمر خویش کسی زاد سفر بست
چون رواج بد درین دوران بود — اعتبار شخص در پا چیگر نیست

هر کرا باشد نظر انسان بود — هر که بشناسد گهر را جوهریست

مغز هر کار است محو او شدن — ورنه کار هر دو عالم سرسریست

وله

بود مراد دل آصف بینکه حافظ گفت — سلامت همه آفاق در سلامت تست

وله

بعجز کوش که مقصود یابی ای دل زار — که دام صید مرادت ز خاکساری تست

دلبر عفو تو امروز کرد آصف را — گناهگار با مید پرده داریست

وله

پاس مهمان داشتن آمد ضرور — هر نفس خود میهمان دیگراست

حرف دال مهمله

در حال تردد نرسد شخص بجائے — مانده است بره هر که نگاهے به قفا کرد

وله

عاشق ز موج گریه دلے شاد میکند — بر روے آب خانهٔ آباد میکند

وله

سزاوار محبت نیست قطع دوستی کردن — نپرسد یار ما گر بیش می باید کمی پرسد

ز یاران زمانی نیست امید وفا هرگز — خوشا یارے که در شادی نیاید در غمی پرسد

وله

برگ غفلت تواند نشتر تیزی زدن — هر که مژگان را شب از اشک ندامت تر کند

میرسد از صحبت نیکان بدان را فیضها — عاقبت آمیزش اکسیر مس را زر کند

فیض چشم اشکبار آصف تماشا کردنیست — آب در گوهر چو باشد قدرش افزونتر کند

عاصیان هم قابل جنت چو نیکان می‌شوند — هر عرض پیش نظرها جلوهٔ جوهر کند

حرف راے مهمله

وله

نقدے کن و افزائے جانفشانی ما — که کار بیش نماید بخوشدلی مزدور

"

هیچیان کز التجا جام دلم لبریز هست — کیسهٔ طبع گدا را نقد استغناست پر

عفو ست گل تازهٔ افضال الهی — از شرم عرق ریخته در دامن تر گیر

بجلوه گاه تو بیگانه گشت دل ز شعور
چنانکه دل نفسی نیست غافل از یادت
بکیسه داشت چو رنگینی لبش شهدی
بگرمی که کشیدست در جوانی طبع
قوی ز شیوهٔ تدبیر گشته است ضعیف
ظهور راحت و رنج ست در فضای جهان
تعقدی کن و افزای جان غنائی ما
بحیرتیم ز قرب و بعد جلوهٔ او
محیط آن نشد چشم ما نمی بینیم
بهیچ قامت او عرض می کند آصف
دل سراسر خیال آن بت زیباست پر
شیشه های باده میگردد ز رفع خوردن تهی
نازها چون قطرهٔ دریا موج حسن دلبرست
نیست پای جستجو را مانعی در راه عشق
در دل روشن ندارد جای آصف غیریار
درمیان گلرخان وارد تبسم آنی دگر
گو زبانی گرچه این خوبان بجوگان می کنند
چون زبان با دل یکی شد لذت توحید یافت
گرچه درمان طبیبان سود مند آصف نشد

وله

غبار راه تو گرمی شود بود معذور
تغافل تو کند کار را بدین دستور
دمید سبزهٔ خط همچو جستن زنبور
سفید گشتن ریش است شربت کافور
ز اتفاق چو زنجیر میشود صف مور
ز آتش ست و زبان پر تمام صحن تنور
که کار بیش نیاید بجوش دل مزدور
که یار ماست به نزدیک نیست از ما دور
بهار حسن تو در غیبت ست و هم بحضور
که بهر سوختنم در تو روشنی ست ضرور

وله

از فروغ صورتت چشم این شد یاست پر
چشم او بینا ولی همواره این میناست پر
از هجوم قطره صحن خانهٔ دریاست پر
گرچه خار مغیلان دامن صحراست پر
از فروغ جلوهٔ او دیدهٔ بیناست پر

وله

کعبهٔ مقصود من دارد از و شانی دگر
گوی دلها میبرد خوبم بچوگانی دگر
من نگیرم چاشنی را از نمکدانی دگر
میرساند درد مندیها بدرمانی دگر

وله

اے چہ میپرسی ز ما از درد دوریہاے یار　　در پریدنہاے رنگ ماست مطلب آشکار

استقامت کی کند بر شعلہ یکساعت سپند　　لیک دل در عشق خوبانست بر آتش سوار

گرد تشویشے نمی یابیم ما در راہ عشق　　در نگاہ ما نمی آید بجز خطش غبار

اے بہار خوبی جا دید یک آن جلوہ کن　　تا کجا آصف کشد از بہر دیدن انتظار

وله

چون برآرد از میانِ غرفۂ خود یار سر　　دانہ سان بہر تماشا سر کشد بسیار سر

دیدنت مقصود چشم و الفتت محبوب دل　　جامہ را تن خواست ما خواستہ دستار سر

میدمد صبح امیدت کمتر از شبنم مباش　　گر ترا سوداے خورشیدش لمع د برار سر

دفع موذی کردنت لازم بود پیش از گزند　　کوفتن باید چو پیشِ کس برآرد مار سر

دور کن سوداے دنیا از سرت آسودہ زی　　موی چون گیرند از سر می شود ہموار سر

آصف از درد محبت پیشت آہے زد چہ شد　　نالۂ بلبل کشد در محفل گلزار سر

وله

از رنگِ گل آئینۂ رخسارِ تو بہتر　　وز ماہ بود پرتو دیدارِ تو بہتر

خوبان دل و جان بردہ ز عیاری دیدن　　زان جملہ بود دیدۂ عیارِ تو بہتر

نقشے کہ زمانی ست درین صفحۂ عالم　　زان سبزۂ خطِ لب پرکار تو بہتر

اے دل کش از رہبری خضر تو منت　　یا دش بود امروز بره یار تو بہتر

اے برہمن از رشتۂ تسبیح ربائی　　در پیش نظر رشتۂ زنارِ تو بہتر

بے لطف بود رفتنت از پہلوی آصف　　در آمدنت خوبی رفتار تو بہتر

وله

از گل ہزار جا رخ یارست خوبتر　　رنگینیش ز رنگ بہارست خوبتر

جز دل مکن تو روے سوے صید آہوان　　صید دل از تمام شکارست خوبتر

از سرمہ گرچہ روشنی آید بچشم کس　　در جلوہ گاہ یار غبارست خوبتر

آصف بهار پستهٔ خندان اگرچه خوب | سنجیده ام ازان لب یار است خوبتر

وله

دل از تو چه دید یاد میدار | بر جان چه رسید یاد میدار
ابروے تو روز وصل آن شوخ | تیغی که کشید یاد میدار
تیر تو رسید بر دل و جان | هر جا که رسید یاد میدار
صید خم زلف تست آصف | دامت چه کشید یاد میدار

وله

حلقهٔ زلف بتان را دام گیر | در خمش اے صید دل آرام گیر
کار لقمان و فلاطون عشق نیست | پیش عشق این پختگان را خام گیر
کارها کردن بموقع خوشنماست | دامن ز رخ صبح وز نقش شام گیر
در عتاب گلرخان لطفی بود | لذتے از دادن دشنام گیر
گر هواے سیر باغ آصف تراست | دامن عشق بت گلفام گیر

وله

لب پر خنده و خال و قدش آید بنظر | نخل امید دلم کرد گل و ورد ثمر
تنگدل می شود آنکس که کند ترک تلاش | دست و پا چون بزند قطره بدریا گهر

وله

بے ثبات است آشنائی یار | مغتنم هر قدر که هست شمار
مزرع وصل سبز اگر خواهی | عرق افشان براه تخم بکار
جهد کن تا مراد دل یابی | مقصد آئینه ایست در کف کار
گفت خذ ما صفا الی آخر | جز محبت ز غیر دل بردار
فرصت خویش را ز دست مده | که بود هر نفس ببرق سوار

وله

این کن و آن مکن نمیگوید مجال آرزو | هرچه خواهی کن تو ئی امروز صاحب اختیار
عالم ایجاد باشد نعمتی از خوان حق | شکوهٔ ناشکری بود از کاروبار روزگار

جائی نامحرم فضای محفل اسرار نیست
هرچه آصف غیر یاد اوست از خاطر برار

وله

پردهٔ ستاریش جرم مرا افشا نکرد
عفو او در گوش میگوید که باش امیدوار

بسکه از توفیق او یاری دمادم می شود
هر نفس با نفس سرکش هست ما را کارزار

میکند آماده عجز ای دل حیات تازه
خاکساری پیشه کن بار دگر هم سر برار

اصل در اشیاست حلیت غرض ساز و حرام
شرط در شطرنج چو بندد می گردد قمار

دل بدست تست هر جا خواهی ای دلبر ببر
در کفش آصف نمی بیند عنان اختیار

وله

آن علامت ز خاکسار آمد
هر کجا مے شود بلند غبار

وله

نقش قدم ببین و قدم بر قدم بنه
از رفتگان براه نشانست در نظر

از خوف و زر جا که نشانست در نظر
کیفیت بهار و خزانست در نظر

وله

پشیمانی کند ستر گناهان
درین پرده خطای من نگهدار

وله

بعد محنت میرسد راحت بپایان غم مخور
عُسر دارد آفتاب یسر تابان غم مخور

آشنائیها مبدل شد چو با بیگانگی
ای دل غافل ز بهر آشنایان غم مخور

مانع فیض مربی نیست اسباب حجاب
سایبان ابر دارد موج باران غم مخور

آصف آنگل رخ پریوش در صدف چون گوهرست
گر نشیند در درون پرده پنهان غم مخور

وله

در محنت و محبت یک نقطه هست فرقی
زا بروی عاشقان راهست اعتبار دیگر

وله

برو محتسب نیست این جای تو
همیخانه باشد جهان دگر

وله

محسوسش به بیند کس ناگزیر لیکن
دنیا بچشم آزاد آید بسی محقر

وله

از فیض خاکساری سوز است در دلها
خاکستریست هر جا پنهان درد اخگر

وله

متاع محبت ببازار نیست
خریدار شو از دکان دگر

ردیف حرف رای منقوطه

بنازم کشت مرا یار و شد پشیمان ناز
که بعد ازین زکه گیرد سر گریبان ناز

بهار ناز نگارم ز عالم دگر است
ندیده ام بجهان یک نگار با آن ناز

نشسته تا بت زلفت به عیش عارض تو
کند بشیوهٔ هرکار فرو سلمان ناز

ز روز عید بود بیش در نشاط آصف
دمی که در نظر شوق کرد جانان ناز

وله

دست عشق از لوث دنیای دنی آزاده است
نیست جز اعجاز چیزی در ید بیضای ناز

عالم از صوت و صدای گیر و دار او پر است
شور محشر کند در یوزه از غوغای ناز

از نیاز آصف بیتاب ای رشک پری
بایدت پرسید قدر بی نیازیهای ناز

وله

در راه طلب همدم حیرت شده بودی
ای دل تو درین بحر چه لنگر زده باز

ای دل پی دلدار شدی گرم تردد
یارا تو درین راه بر اخگر شده باز

قطع طمع از هوش کند هستیت آصف
از دیدن چشمش تو که ساغر زده باز

وله

صبح شد تیره و رخ مهر ندیده است هنوز
دل افسرده گل وصل نچیده است هنوز

از رهِ عشق خبردار دل او نبود
او چه داند که درین راه نه دویده است هنوز

چشم او طرفه بلائیست که همرنگ درست
نگهم از گل این فتنه چه دیده است هنوز

وله

گر بود تسخیر بایدست کس با مدد ریا
دانهٔ تسبیح سازد رشتهٔ زنار سبز

چون بموقع هرچه افتد از مذمت سالم است
نیست بد باشد گر آب تیغ جوهر دار سبز

موج بار است آصف تا مگر فیض بهار
کشت امید دلم را کرد آن دلدار سبز

وله

بهار آمد و دلدار چون بهار امروز
برای باده کشی چیست انتظار امروز

گذشتم از خود و گشتم با دو دو چار امروز
بروز شور جنون کرده ام دو کار امروز

بیا بیا که ز هر قطرهٔ اشک چشم ترم		پر است دامنم از گوهر نثار امروز
دلم بدام سر زلف یار می گوید		که صید را نبود هیچ اختیار امروز
بهار چهرهٔ رنگین او مگر آصف		شگفته است چه گلها بباغ یار امروز

ردیف السین المهمله

عاقلان را یک اشارت هم کفایت میکند		گر درون خانه فهم است کس یک حرف بس
هر که را توفیق باشد احتیاج پند نیست		تازیانه نیست حاجت چیست باشد گر فرس
	ولہ	
خاکساری سے کند معمور دل		خانه ها بر پا ز دیوار است و بس
از سماجت جان من آگاه نیست		در دلم مقصود اظهار است و بس
دامنش آصف بود نا دست گیر		زندگی یعنی همین کار است و بس

ردیف الشین المنقوطه

از حنا [illegible] بود [illegible]		در بیا دلبرت شکر فراموش
آصف [illegible] بجز در تو		کرده است درد گر فراموش
	ولہ	
از بار فراق تو قدم شد چو کمان خم		از قامت موزون چو آمد [illegible]
اے جذبهٔ عشق تو فرا [illegible] همت		تا هم خریدار تو این [illegible]
چون ما نبود هیچ گنهگار بعالم		چو تو نبود هیچ [illegible]
آصف نکند تا [illegible] دل تجاوز		او را [illegible]
	ولہ	
[illegible] نیست [illegible]		بجز یادت ز دل جمله فراموش
[illegible]		[illegible]
مراد دل ز رقت سے بر آید		گرفته [illegible] آغوش

ز تاریش چون جوئی مرادی
اگر بینی تو آصف عیب کس پوش

وله

برون از دام گیسویش نمی بینم صیدی را
تعلق دارد این دنیا و ما فیها بگیسویش

ز گلزار نگارم نیست واقف غیر دل دیگر
صبا می پرسد از من تا کجا باشد سر کویش

وله

خوبی آزادگی آزاد بیند روشنش
سرکشیها شعله را باشد ز اوج گردنش

جلوه گاه ناز شوخ ما فضای دل بود
آن پری آمد ولی بی شیشه نتوان دیدنش

وله

بسالک در ره عشقش نه بخشد سود هر رادی
اگر همت درین وادی نبیند دور گمرادش

ز خاموشی براحت بود هم آغوش جان آصف
بیاد جور آن بدخو فغان و ناله امدادش

وله

گرد از برق خلعت میدمد وز شمشیرش
اگر خونریزی بسیار گردد عنان گیرش

لبش شیرین و شیرین تر از آن افتاده تقریرش
بود هر حرف او دام و دلم آنجاست نخچیرش

فضای نامه یکسر شعله ز شوق آن ملک شد
قلم را نیست طاقت بر زند دامان تحریرش

وله

دمی که تیغ کشد غمزهای بیباکش
خورد دلم دم آبی ز دست چالاکش

چو کار روبار جهان جلوه کرد پیش نظر
محبت ست که کرد اختیار ادراکش

گل محبت دنیا نمیگذاشت دمی
بباغ دهر نبودی چو خار و خاشاکش

چو اختیار زمین کرد عجز را آصف
بهار رتبهٔ والا شگفت از خاکش

وله

به بند اعتقادش کافر و گبر و مسلمانست
بهر بند هر موافق هست شاید خال هندویش

وله

دل می برد و می کند انکار ز بردن
جان هست بتن تا که بیاریم گواهش

خاک قدم پاک دلانست چو آصف
بخشند ازین راه مگر جرم گناهش

وله

هر که بهر خدا طعام دهد
نه فلک کم بود ز یک قالبش

بر درش پا شمرده بگذاریم
که دهد بار پاس ادابش

بقدر طاقت خود از بدان گریزان باش
ز کرده هائے خودت اندکے پشیمان باش

ز هرچه خوب نکردی ازان پشیمان باش
برائے به شدن خود بفکر درمان باش

چو سرو شیوهٔ آزادگی درین گلشن
اگر مراد تو باشد به بند احسان باش

وله

کم نسازد مایهٔ دولت نمود بخت زشت
مشک با خود دارد و بیرون ز خود هم بوئے خویش

آشیانے بهر هر طایر درین گلشن بود
تیر او را جائے بنایم در پهلوئے خویش

ردیف صاد مهمله

گلِ خوشبوسے کجا بوسے وفائے تو کجا
نیست عطرے که بود همدم بوئے اخلاص

چشمهٔ خضر چسان دم ز مساوات زند
آب کوثر چو برد رشک بجوئے اخلاص

ردیف طاء مهمله

وله

گرد سیه بچشم عدد کار میکند
شد منکر صفای لبت پائمال خط

وله

بیگانه گشت یار و دلم می طپد ز غم
رفت آشنا ز کار کجائی تو ارتباط

بیگانگی گرفته ره کوئے یار را
راهم نما که رهنمائی تو ارتباط

وله

کردار وے طبیب بود موجب شفا
بخشد شفائے تازه به بیمار احتیاط

بیمار را ز بار مرض بے دوا کند
مانند تندرست سبکسار احتیاط

وله

روشن نموده ست دلم را سرور وصل
شد جلوه گر در آئینه ام چهرهٔ نشاط

روز وصال بهر نثار نوائے نگار
جان بلب رسیده بود نقد در بساط

ردیف ظاء منقوطه

در اتفاق کار جهان راست رونقے
دل برد حسن معنی خوبے نگارِ لفظ

در لفظ معنی چو نباشد مکدر ست
گردد بلند بیش نظر با غبارِ لفظ

ردیف حرف عین مهمله

حرف هر یک لب با هم مشابه بوده ست		گفتگوئے دلبر ما هست بر لب مخترع
هر یکے را مطلب آسودگی در دل بود		در دل عشاق محنت جوست مطلب مخترع

ردیف حرف غین منقوطه

کی توان بردن به پیش تنگ خوبان نام باغ	وله	رنگ می بازد ز رشک چهرهٔ گلفام باغ
فرق باشد در میان ناقص و کامل عیان		میوه هائے پخته خوبست فیض تام باغ
گذشت عمر بامید وصل یار افسوس	.	نیامده ست بدست شوخ در کنار دریغ
بجستجوئے تو فرسوده شد سراپایم		مدد نکرد یکے هم بوقت کار دریغ
سخن ز لعل لبش سر نزد هزار افسوس		پیالهٔ مے اگر نیست در بهار دریغ
بغیر آه ز اجزائے ما نماند اثر		نشد رفیق بما کس هزار بار دریغ
دم فراق ندیده ست چشم خونبارم		نکرد سیر گل و موج آبشار دریغ
رسید بر تن بیجان و دل نگار آصف		کنون که نیست بکف این گل نثار دریغ

ردیف حرف فا

آن مژه سینه زند ناوک اگر بهر طرف	.	اے دل غمزه جوئے او سینهٔ خود نما هدف
دل چه بحرص بستهٔ واکن و قدر خود نگر		نیست بگو بری عیان قیمت خویش در صدف
ناوک غمزه اش چه شد کز دل و جان ما گذشت		هر مژهٔ سیاه او هست بجائے او خلف
حاصل عمر و زندگی دیدن یار آشناست		بی تو دمے که بگذرد ضایع و حیف و هم تلف
جنبش دست در دعا گر ز تو هست بی ریا		گوهر هر مراد تو بوسه دهد بهر دو کف
صدق و یقین جان ما یکن آشنا این سخن		یار کسی ست هر کسی جامی ما شه نجف

عالم ز دل پرست ولی آگہی کجاست — آئینہ ہست و جلوۂ دیدار نیست حیف

میشد عیان کہ کیست مسلمان کہ کافر است — در دست یار رشتۂ زنار نیست حیف

در جلوہ ہست یار و ندارد کسی آگہی — وقت سحر کہ دیدۂ بیدار نیست حیف

آصف ز اذن آمدنم یار منکر ست — خود گفتہ است و قائل اقرار نیست حیف

ولہ

جمال عصمتی چون دید چشم روشن یوسف — نشد آرائش حسن زلیخا رہزن یوسف

فضائے عالم از شادی و غم خالی نمی باشد — کہ در زندان و چاہ و تخت آمد مسکن یوسف

ندارد کار دنیائے دنی خبر افترا آصف — از آن رو پاک از تہمت نیامد دامن یوسف

حرف ردیف قاف

آن دل کہ زندہ نیست بود بی نیاز عشق — در عالم حیات بود امتیاز عشق

نسبت مکن بشور قیامت کہ در جہان — صوت و صدائے تازہ بود بار ساز عشق

از زیب لفظ رتبۂ معنی بود زیاد — انسان چو لفظ و معنی آن سرفراز عشق

آصف بپرسشش جہت کہ تجسس نمود دل — جز درد نیست پیش نظر کارساز عشق

حرف ردیف کاف

از فروغ ماہ می باشد کف دریا نمک — ماہتاب از چہرۂ یارم کند پیدا نمک

در ادائے شکر آصف بند لذت می دہد — بر لب ہر یک بود در خامشی گویا نمک

ولہ

درد ما را توئی دوا عینک — دیدن تست مدعا عینک

تا کجا انتظار تو بکشم — نور چشمی بیا بیا عینک

از برائے خدا تو روئے نما — بر زبانم بود خدا عینک

ہمچو آصف در انتظار تواند — مردم چشم ما بیا عینک

حرف ردیف کاف فارسی

محمود از صفات پسندیده است ذات — بخشد ببرگ نازک گل اعتبار رنگ
گر بنگری به آصف گوئی سخن بجاست — بوی خوش ست در گل و هم در کنار رنگ

حرف ردیف لام

کامل آن نیست که نقصان نپذیرد گاهی — ماه هم نیست درین دائره از اهل کمال

ولہ
شده است نشو و نما آصف درین گلشن — که دیده است خزان از ریا بهار قبول
عمل ز دیده اغیار چون بود مستور — ز بی ریائی خود دارد اشتهار قبول
دولت بدست تو سر رشته عمل بدهد — اگر برشته تسبیح تست تار قبول
سخن چگونه شود سبز در جهان آصف — اگر به همدمیش نیست اعتبار قبول

ولہ
خنده کار لب گل هست گل خوبی گفتار گل — در جهان جز باغ حسنت نیست یکجا چار گل
بوی مقصود آصف در مشام آنجا رسد — بیشک و بی شبه باشد صحبت ابرار گل

ولہ
کس کاهن نیست در امداد بجز صاف ضمیر — آید از آئینه امروز مددگاری دل

ولہ
آرایش ظاهر کجا مقبول اهل باطن است — رنگ دوئی امروز ما داریم پنهان در بغل
پیوسته در آغوش ما دل می طپد در یاد حق — تعظیم ما واجب بود داریم قرآن در بغل

ولہ
ترا چون آشنائی نیست با کار — اگر علم جهان دانی چه حاصل
اگر راحت بدلها نیست از تو — بدولت گر تو خاقانی چه حاصل
همه چون عاقبت باشند خاکی — اگر خورشید تابانی چه حاصل
قبول آصف تمنا بخش دلهاست — جز این گر سبحه گردانی چه حاصل
پلاوت زیره کرمان که دارد — تو آخر زرق کرمانی چه حاصل

۱۲۴۶

چو نعمتهائے دنیا نیست پادار — تو بر این خوان که مهانی چه حاصل

وله

شوخی که بر نجد ببلا می — مشغول دعا شدن مشکل

خواهی که پیش تو نیایم — راضی برضا شدن مشکل

ردیف حرف میم

فریاد میکنم چو دلم اوست با دلم — افتاده است کار من امروز با دلم

از فیض عشق نیست غم از گرم و سرد دهر — تا آشیانه ایست بروے هوا دلم

وله

تا شود داروئے الفت کارگر درد مرا — برنگین خاطر خود نام جانان می کنم

کندن جان در وفایش عمر جاوید آمده است — این زمین را از برائے آب حیوان میکنم

وله

حرف شد اوقات در باطل تمام — حیف قدر زندگی نشناختم

وله

دل را جنون بدامن صحرا رهنمون — امروز هم بخاطر یاران نشسته ایم

آصف ز درد عشق چو شد کار ما تمام — آسوده دل بخواهش درمان نشسته ایم

وله

بهر آن گل از دو عالم بیخبر گردیده ام — آشنائے یکدلی ها زین هنر گردیده ام

شوق منزل با مراعات رفیقان گشت یار — شد مزاجم معتدل تا راهبر گردیده ام

شبنم را در گلستان از حقارت مینگرید — همسفر خورشید من هم دیده ور گردیده ام

وله

گر باین خوبی بجولان آن نگار آید بچشم — موج گل رنگ چمن جوش بهار آید بچشم

نیست آصف شش جهت خالی ز نور آفتاب — هر طرف نظاره ام تا زد که یار آید بچشم

وله

دل میکشد بسیر گل اما کجا روم — تا همرهم نه تن تنها کجا روم

سامان عیش و زندگی من جهان نیست — نی دست بینوا رم و نی پا کجا روم

وله

دارد نه مروت و وفا هم — بر ما که کند ستم جفا هم

بر لطف تو هست چشم آصف — چون درد تو میدهی دوا هم

وله

دیدن کجا که نیست صدا از خرام او — در گوش هم اثر شنیدن نیافتیم

وله

هر چند که ما روی تو امروز ندیدیم — لیکن همه جا صوت صدای تو شنیدیم

آصف نگر آن رشک پری برق خرام است — هر چند دویدیم بگردش نرسیدیم

وله

شعلهٔ عشق سر کشید ز دل — روز روشن چراغ می بینم

نیست محروم بد که در گلشن — رنگ طاؤس و زاغ می بینم

در چمن چون رسید یار آصف — خرمن گل بباغ می بینم

وضع او شوخ و شنگ می بینم — وسعت کار تنگ می بینم

وله

یافتم ز اشک چشم نشو و نما — داد این چشمه آب حیوانم

میکنم بحث با فلاطون ایک — با تو گفتن جواب نتوانم

آصف امروز دعوت سیفی — پیش ابروی یار میخوانم

وله

صدق بود هر طرف جانب آن میدویم — بر روش تیر راست سوی نشان میپریم

گر نرسد دست ما هیچ بدامان او — از پی دلدار خود نعره زنان میپریم

وله

نیست جز آرزوی بوس رخت — زاد راهی که در کمر داریم

از وفا و محبت و الفت — هر چه خواهی تو بیشتر داریم

وله

تیرم به نشان رسد به پیری — پر زور فتاده این کمانم

لب شکوه او نکرد آصف — بیرون بود از حد بیانم

نه روی گل نه بوی گل درین گلزار میگیرم — چه هستی گر نمیپرسی من بهستی بر سر جنگم

نمی گویم که با یارم نمیگویم که بی یارم — خموشی پیشه از راه ادب کرده است آهنگم

وله

بجست جوی تو گر جان رود چه باک بدل — که جان تازه از شوق استعاره کنم
گذشته ام ز خودی بی تاملی آصف — بکار خیر چه حاجت استخاره کنم

وله

درجهان تحصیل دنیا تا نگاهم می دوید — عبرتی از هر چه میدیدم که بر میداشتم
گر نمی رفتم ز خود در دوریت امروز من — در دولت از نالهٔ امید اثر میداشتم
سرمهٔ چشمم که آصف پاره طاقت بسته است — نالها میکردم آوازی اگر میداشتم

وله

نشان غفلت دل ار بود موی سفید — دمید صبح نمایان دگر چه خواب کنیم
ز لغزشی که به پیری کنیم از ره حرص — چو ریش گاو شدن حمل بر شباب کنیم
کار را بر خویش از آه آسان می کنم — غنچهٔ دل زین نسیم فیض خندان میکنم
گرچه طوفان میکند پیش نگاهم دوربیش — طرح طوفان دگر از چشم گریان می کنم

وله

خاکساریهای ما بر نفس غالب کرده است — با زبر دستی نفس از زیر دستی میکنم
نشاء از بس میکند آصف ز هستی بیخبر — ما بجای خود پرستی می پرستی میکنند

وله

رفتار تو چون خاک کند دانهٔ دل را — گر سرمه کشم در پی او ریشه دوانم
تا مرتبهٔ عجز بمن گشت نمایان — دل خاک شود در رهت امروز بر آنم
بر غفلت خود چو زدم جان دلم جست — آئینهٔ بیداری خواب دگرانم
پیوند کند آصف اگر دل شکند یار — گر شیشه شکن اوست من آن شیشه گرانم

وله

صید دل بسکه بود محو جمال دامش — آشکارا بنظر جلوه کند صیادم
تابع جنبش دامانش بود شعلهٔ دل — در ره عشق چو او خواست بپا استادم
فهم هر رمز ترا می کنم از دولت عشق — نکتهٔ غیبت که تعلیم نکرد استادم
چون سمندر که ز آتش نکشد رنج آصف — درجهان هستم و از فکر جهان آزادم

گر هم نی بی رخت چو شد بفضل نوبهار
از غمش گشتم ضعیف و ناتوان و پیر لیک
دلم پسند کرده است شیوهٔ محجوب
دلم که هست در آزادگی علم چون سرو
در عضو عضو پیکر من جلوه پرست
ناز و نیاز هر دو بکار خود اند گرم
در اعتدال وضع بود مژدهٔ نجات
بحمد الله بر آمد از لب لعل بتان کام
بحمد الله که ایام بهار جلوه افشان آمد
بر آمد بر روی امیدم صبح مراد آصف
تا رشتهٔ تسبیح من را ز دولت گفت
تا نرگس او داد ز کاهم ز نگاهش
در دوری آن صاف دل از چشم تر آصف
پیش خوبان که ترا مد نظر داشته ام
در فراقت چو زدم آه و اثر کرد ترا
ز همتم اوج رسائی بدر او دارد
آصف از بهر مه روی و لب شیرینی
دهنت غنچه بخاموشی و در حرف گل است
داد پان رنگ نو و تازه بلعل لب تو

چون نمک آبی زنم از چشم و بی جوشش کنم
قامت خم گشته خود حلقهٔ گوشش کنم
وفا بورزم و من کار نیکنام کنم
بذوق حلقهٔ زلفش نه بند دام کنم

وله

چون دل از آنکه سر بسر آئینه خانه ام
گر ناوک است آن مژه من هم نشانه ام
آصف براه خوف و رجا در میانه ام

وله

لبم از خنده بگشاد آن شکر خنده جانم
بکام دل هم آغوش طرب گردید ایامم
خبر آید ز آمد آمد آن ماه گرشامم

وله

من بهر چه دل بستهٔ زنار نباشم
امروز چرا مالک دینار نباشم
پیوسته چرا ابر گهربار نباشم

وله

دل بجز دوستیت از همه برداشته ام
شکر کردم که درین نخل ثمر داشته ام
زاد از قوت دل تا بکمر داشته ام
در بساط دل خود شیر و شکر داشته ام
به بهاره چمن آرای دهان تو قسم
میتوان خورد برنگینی پان تو قسم

گر غبار ما بدامان تو بنشیند چه باک
شرط عجز و خاکساری را بجا آورده ایم

دور بودیم از درت گشتیم خاک درگهت
تا کجا بودیم خود را تا کجا آورده ایم

در جمیع کارهای مشکل آصف ما بصدق
رو بفضل و لطف و تائید خدا آورده ایم

وله

گر سحر در خاطر امید دل جا میکنم
دولت جاوید وصلت را تمنا می کنم

در تلاش و جست و جویت گر بکاهد پیکرم
خاک راهت را درآندم جزو اعضا میکنم

اینکه می بندم دل خود را بمهر این بتان
شیشه را من آشنا با سنگ خارا می کنم

وله

خاک ما دادی بباد و هرکسی گویدت
من ز شیدای لبت خط غبار آورده ام

نوبهارم گفت می آید نگارت شاد باش
من نشان جلوهٔ آن گلعذار آورده ام

چیست آهنگ ترحم ای بیابان جنون
دامن خود را برای نیش خار آورده ام

وله

سرمهٔ چشمش برای ماست اکسیر مراد
ما نگاه مست را کیمیا دانسته ایم

دوستی کردن بجان عاریت باشد غلط
آصف این بیگانه را ما آشنا دانسته ایم

وله

نسبت گیسو و زلفت را بسنبل میکنم
طرهٔ گل را شبیه من بکاکل می کنم

میشوم بیتاب تا جورت نمی بیند دلم
چون ستمهای تو می بینم تحمل می کنم

وله

بیش رفت کار ما بوده است در دشت جنون
نامهٔ فتح دل از چاک گریبان خوانده ایم

گر سخن گفتیم از حال خود آصف پیش یار
قصهٔ از درد دل در پیش دربان خوانده ایم

وله

اگر نیکم وگر بد دانم او را
از و هستم در اینجا هرچه هستم

چه میپرسی کرا آصف پرستی
بتی دارم که او را می پرستم

وله

می طپد دل در برم بگذار دستی بر دلم
منتشر گردد وگرنه در جهان آب و گلم

از بیابان گردیم صیاد تیشش آرا و ساخت
گرد آسان دام الفت بدارش مشکلم

بماه نو چو بینند خلق من بروی تو می بینم
که همشکل هلال عید ابروی تو می بینم

نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را
چو خواهم قبله را جویم بابروی تو می بینم

وله

ز عصیانم عجائب خوفها در دل بود پیدا
رجائی هست از رحمان پشیمانی که من دارم

ندامت پیشه کن با دل اگر داری شفا مقصد
بجز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم

وله

ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده ام
بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده ام

حکمت العینت نه فهمد جز شهید ناز تو
از اشارتهای ابرو درس آن فهمیده ام

زعفرانی نیست رنگ زرد من از درد عشق
از نشاط عشق او همرنگ گل خندیده ام

کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس
آگهی تا گم نگردد چون جرس نالیده ام

هر یکی را سروری آصف نزیبد در جهان
در میان گل رخان آن شوخ را برگزیده ام

وله

چو رسیده درد و سوزت بدل شکسته گفتا
چه بجبری تو اینجا که بمقصدت رسانم

هنوز لطف قهرت غرضی بجز رضا نیست
نه بسود هست میلی نه تنفر از زیانم

ز غم تو چشم آصف همه ریخت اشک خونین
چو عیان فتاد جانم چه کنی تو امتحانم

وله

بهبود تا خود را سلامت دیده ام
جان و دل را غرق خجلت دیده ام

حرمت بیعت داده ام با شیخ جام
تا کشایش در ارادت دیده ام

من شباب عمر را صیاد دار
در کمین صید فرصت دیده ام

دیدم آصف گه عتاب یار را
لیک در عین لطافت دیده ام

وله

حرف لب نازکش نغمهٔ داود سبب
تا ز سماع عشق بوجد رقص کنان میرویم

نام خدا در نظر هست نشان نهی
تا بسوی کشور نام و نشان میرویم

شعلهٔ شوق بپرواز در آمد شب هجر
شمع افروخته در راه طلب بال و پرم

خاک گشتم بر بهشت اوج مرا سیر نما — در پی قافلات هست نمایان اثرم
هر کجا می نگرم موج ظهور دریاست — قطره در بحر نموده ست و نخشکی گهرم
رهبری کرد ز بس کار توکل همه جا — خطری چهره نیفروخت بره در سفرم
نیست جز رنگ رخ یار بچشم آصف — محو نظارهٔ گلزار بوجه دگرم

وله

بغیر درد محبت که دائم است بپا — بنائے کار جهان را خراب می بینم
چه خوش بود که کنم عبرتے بدل حاصل — که کار عمر عجب در شتاب می بینم

وله

غرض بود ز وطن راحتے و آرامی — بذوق وصل براه تو من وطن دارم
زبان کشاده پی وصف خوبی فقره ایست — نشان هر سر موئے که من بتن دارم
در دل خود محبتش دارم — در جدائی حضور دل دارم
سوز و درد محبت و عشقت — بهزار آرزو خریدارم
اے صبا از من بگو آن ماه را — یوسف عهدے خریدار توام
گوید آصف کای دکان ناز یار — طالب هر جنس بازار توام

وله

در زاهدان ز درد نشانی نیافتیم — تصویر بود گرمی جانی نیافتیم
پیری ز رنج هرزه دویدن نجات داد — مثلش لطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا هر چند ما نباشیم — لیکن بکوی نشان ما نقش بوریائیم
درد محبت او هر دم شفاے جان ماست — بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم
فرستند خاکساران فهمیده زن قلم را — هر جا که در خرامی ما خاک زیر پائیم
سودائے یار آصف فزود قسمت ما — از دولت محبت ما جنس بے بهائیم

وله

باز کجا می که یار مهربانی داشتیم — در بهار سرو قدش آشنائی داشتیم

یاد آن صحرا که پیش شوخی صیاد خود ما دل از صید گشتنها گمانی داشتیم
یاد آن آهی که همرنگ جرس آواز داشت بود تا بر لب نفس ما کاروانی داشتیم
یاد آن سودا که در کوچهٔ زلف بتی جنس دل را چیده بودیم دوکانی داشتیم
تشنه لب مردیم در هجران او با آنکه ما در فضای چشم خود آب روانی داشتیم
یاد آن ساعت که سودا بود آصف همنون تا سر خود را بخاک آستانی داشتیم

وله

ز حال دل که درد محبت پیست پرسیدم نمود آئینه نامحرم اسرار گردیدم
چو او در عالم و بیرون ز عالم هست شوقش درون پیرهن بیرون ازان من نیز بالیدم
اگر باور نداری من نشسته خوان الی آخر بجای پیر پا ندر همنائیهای تقلیدم

وله

نه از جوش مستی از الست و از بلی آگه ازین دانی که امروز ای صنم عشق تو ورزیدم
شناسائی بود تکلیف آرا درجهان آصف لباس عافیت تا دل بحیرت رفت پوشیدم

وله

بعشق آن پریرو خویش را دیوانه می سازم دلم را گرد شمع قامتش پروانه میسازم
بدل توحید تا بخشید از اهلیتم سوزی با اهل خانقاه و کعبه و بتخانه می سازم
رسائی نیست آصف در فراقش خبر بفریادی بیاد چشم او با نعرهٔ مستانه می سازم

وله

بشارت اشک را داده چشم پر نم شبنم که هر برگ گلی در بوستان شد همدم شبنم
بهر شاخی که گل وا کرد چشم عبرتی بر خود مهیا گشت در بزم چمن جام جم شبنم
عرق از بسکه بر روی تو باشد صاف نازکتر توان گفتن درین گلزار او در زمزم شبنم
دلم قمریست بر سرو قدش آصف بیا خاکی زمین و آسمان دارد خبر از عالم شبنم

وله

در آئین نیازم جبهه سائی نقش امیدست بهر جا یار پا بگذاشت بهر سجده رو کردم
ظهور کار ما را جوش طاقت می کند یاری بقا لیعود تا جانم براهت جستجو کردم

دل صد چاک می گوید که عشرت نیست بی رنجی
برنگ شانه سیر زلف خوبان مو بمو کردم

ولہ

به پر نامهٔ شوق این دل بیتاب بیارد
که بال و پر بود موجود در کار طپیدن هم

درین گلشن سرا شادی و غم پهلوی هم باشد
بود گل غنچه گاهی گاه سرگرم شگفتن هم

ولہ

چون برات عاشقان بر شاخ آهو گفته اند
پاک زین تهمت دل ما شد که ما پروانه ایم

ناتوانی را ز جوش باده کم نتوان شمرد
در ره کوی تو گرم لغزش مستانه ایم

ولہ

در نفی خودی جلوهٔ اثبات نگارست
آگاه ز هستی نیم و محو جمالم

پیوسته تویی بسکه بدل حاضر و ناظر
کفر است که گویم که سوئے یار خیالم

ولہ

شکر احسان نیست جز احسان نمودن مثل آن
بر لب شیرین او دستی پر از شکر زدم

تا عرق در گرمی جولان بخاک افشاند
دانهٔ موران در زیر پای نازکش سر بردم

ولہ

سرو مرا آصف است در چمن راستی
آنکه بتعظیم خلق خوی کند یا قیام

ولہ

گرد عالم همدم باد صبا گردیده ایم
همچو روی او گل خوشبوی کم دیده ایم

در گلستان محبت رتبه باشد بلند
تا به بندیم آشیانه بر سرو او بالیده ایم

آصفا زر در سر دنیای دون با چه غم
صندلی بر جبه از خاک درش مالیده ام

ولہ

لطف کن که در پیش تو با زر آمده ایم
با کف با زر پر از نقد نیاز آمده ایم

پیش آن مه بنقد جم شده آصف چه رسید
گفت آن ماه که ما ناله نواز آمده ایم

ولہ

عشق بازی نبود سهل که مشکل کاریست
هر کجا پای نهی من سر خود را بازم

ولہ

در دل آزادگان دنیای دون را جای نیست
نقش خود ننشاند هرگز بر سر دریا قدم

اتفاق آئینهٔ مقصود روشن میکند
جذب یار و نفس در ره او از ما قدم

ولہ

زر در دم یار آگاه نیست افسوس
که محمود دم نمیداند ایازم

شود مقبول کس از خاکساری — کنم گر خدمت محمود ایازم
چو یک کس بی رعونت نیست آصف — بود در خاکساری امتیازم

وله

اختلاطی نیست پیدا لیک راه وفا — انتظار گرم جوشیهای یاران می‌کشم
گر مددگاری کند حیرانی نیرنگ حرص — دست خود از مهر این دنیا چه آسان می‌کشم
سینه گل چاک می‌بینم چو خود آصف بباغ — تا سر خود را در آنجا از گریبان می‌کشم

وله

حرص دنیا هیچ کمتر از گزند مار نیست — تا بچشم آمد ز مژگانش عصا برداشتیم
از پی درد سر کبر و رعونت ره نیافت — تا ز زیر پای او خاک شفا برداشتیم

وله

صید دل تا رسید در کویت — از حرم حرف هم رحل گفتیم

وله

هر کجا باشد طلوع آفتاب مهر یار — مینهد در گم شدن دنیا و ما فیها قدم
همچو عیسی هر که در تجرید باشد سرفراز — می‌گذارد بی سخن بر عالم بالا قدم

وله

دارد این دنیای دون بر لب پیغام غم — خودنمائی کرد در آئینه او نام هم
کام آگاهان بود شیرین ز عیش معرفت — غفلتش بسیار و آگاهیست در ناکام کم
در تلاش شهرتش حاصل جز این چیزی نشد — بر جبین خویش دارد از عرق گمنام نم
از نصیب خویش هر یک را بود شکر بلب — برد فیض از آئینه اسکندر و از جام جم
پختگان را سربلندی در نظر بی هیچ نیست — میشود از بار محنت قامت هر خام خم
بی مضرت کی بود گر حرمتی در نغمه است — میکند بی شبهه تاثیر در اجسام سم
پند ما بشنو که بیخ دولتت محکم شود — کامیابیها بود در شیوه خود کام کم
تا نهنگ آسا ز خون عاشقان رنگین کند — می‌گشاید حلقه آن زلف عنبر فام فم
قطره از آبرو بهتر بود آصف ببحر — در بساط عزتش دارد سر پا نام نم

وله

در جهان ظلم ست بیش و عدل کمتر در نظر — نا اہل کار خیر را بی برکت و معمار کم

خاک کم باشد بکوه آصف ہجوم سنگ بیش — بی ترحم در جہان خلقی بود غمخوار کم

وله

رسان ای طپش ہر کف پائے یارے — درین خون فشانی حنائے که دارم

نیابم دگر غیر جانبازی آصف — براه وفا رہنمائی که دارم

وله

مسلمان کی در حلقهٔ گیری او افتد — ندارد کافری ره در خم زلفش برہمن ہم

کند نائب ہمان کارے که فرماید منیب آنرا — چو آن مه میکند پامال ما را نعل توسن ہم

بت سنگین دلم آصف نپرسد ہیچ از حالم — که از دوست رحمی بر چنین ما را نه دشمن ہم

وله

دمی که طالب آن یار بیوفا شده ام — بخلاف عادهٔ ہر ذره مبتلا شده ام

ز سوز درد و صحبت چه شد که سوخت دلم — ہنوز قابل عشق بتان کجا شده ام

بہار لاله ز خاکم دمد که جا دارد — شہید خنجر مژگان سرمه سا شده ام

ز ناتوانی تن رشته ایست ہر رگ من — لباس پوش که چون حرف در قبا شده ام

بمحلش نظر افتد مگر ز دور آصف — غبار وار پی یار بر ہوا شده ام

وله

به نیک و بد خبر کردیم از درد — بہر مست و بہر ہشیار گفتیم

لب از شکر و شکایت بیزار است — ز گل حرف سخن از خار گفتیم

وله

دل بآئین خاکساری گفت — مثل آن قطرهٔ چکیده رسم

نیست گر طاقتی بدل آصف — بر آن دلربا طپیده رسم

وله

نه ہمین گرد و غباری دیدم — شکر شد که سوارے دیدم

شب چو بیدار نشستم آصف — صبحدم چہرهٔ یارے دیدم

وله

تا ترا ز اشک مژه جانب بالا زده ام — پنجه بر آبروئے ورد ہویدا زده ام

ای ره کوی محبت مکن از من گله — هر قدم را به سر آبله پا زده ام
شب چو آخر شود از شمع اثر کی ماند — هر دشمن نه به تیغی بمدارا زده ام

وله

دل صیاد پاره ام بیاد آمد — سبحه را تا شمار می کردم
پیش تیغ دو ابرو بیش آصف — وصف آن ذو الفقار می کردم

وله

تا نظر بر چهرهٔ آن شوخ و شنگ انداختیم — با جنون و عقل کامل طرح جنگ انداختیم
تا به بزم آن گل رخسار غیری سر کشید — ما درون کاسه آتش قدری بی رنگ انداختیم

وله

بجز تیند نویسندگان اعالم — کز اشک چشم ترم شسته می شود گنهم
سر من است و همان خاک آستانهٔ تو — در ترا به بهشت برین به کف ندهم

وله

اگر در روی بود سر را بر آن در زمین مالم — ز خاک پاک آن گلزار صندل بر جبین مالم
بگویم از لب شیرین او تا حرف شیرینی — ز شان شوق آصف بر لب خود انگبین مالم

وله

ما قصه هائی درد ز لبها شنیده ایم — یک شب در فراق که شبها شنیده ایم
فردای محشر است مگر روز وعده ات — هر روز از زبان تو فردا شنیده ایم

وله

نظر به مهر مکتوب در اسناد باید کرد — که از نقش نگین در هر دو عالم نام میخواهم
پی اسباب نیاد در نعب کی افکنم دل را — که جان کندن نگین آسا برای نام میخواهم

ردیف حرف نون

نقش نیکی بعد مردن هم نخواهد شسته شد — مردگان را می کند این نقش احیا چون نگین
جز نگین هر نقش آصف می تواند شسته شد — نقشها بسیار دیدم نیست ما چون نگین

وله

حفظ آداب هم بمنزلگاه مقصود رساند — راه گردیده است طی از پا کشیدنهای من
گوش هوشم می کند تفریق کذب و صدق را — بر کفش آئینه دارد شنیدنهای من

هست در پرواز بیتابی رسید نهای من | بال و پر افشانده در راه هست طپیدنهای من
ابنهٔ دعوی بالب شیرین خوبان کرد و گفت | میبرد دل چون لب پاکش مکیدنهای من
در مقام گوشش آصف این ترنم می کند | برق را افکند در خجلت دویدنهای من

وله

الفت ما از رمیدنهای او گردد فزون | گوهر نایاب باشد بها از حد برون
در عروج اهل دنیا نیست اینجا اعتبار | میشود خورشید هم هنگام مغرب سرنگون

وله

جلوه پیرائی کند گر آن گل رعنائی من | در تماشا محو او گردد ز سر تا پای من
شور محشر نیست گرد پیش های و هوی عشق | سر بلند از دولت دردش بود غوغای من

وله

صفائے نام در اینجا ز آب پیدا نیست | بدست کار سیاهی نشست و شوئے نگین
اگر نصیب کس آصف ز نام نیک بود | روان بود بدرخشش آب روز جوئے نگین

وله

رحم و لطفت ساز یارم یا محمد تاج دین | از عنایت سازگارم یا محمد تاج دین
دانهٔ تسبیح باشد دل بدست شوق من | نام پاکت می شمارم یا محمد تاج دین
جبهه سائیدن بخاک درگه نورانیست | میفزاید اعتبارم یا محمد تاج دین
چهرهٔ نورانی خود را نما خورشید وار | بر درت در انتظارم یا محمد تاج دین
خاک راهت گشته ام در آرزوی پابوس | در هوائے تو غبارم یا محمد تاج دین
گر تو صیادی بود صید دلم در دام تو | در خم زلفت شکارم یا محمد تاج دین
پیش الطاف تو آصف قایل از جان و دلست | جز تو دیگر من که دارم یا محمد تاج دین

وله

بسیار در فراق تو خواهم گریستن | دل را ملول بیش کند کم گریستن
در وصل آفتاب جهانتاب آن نگار | تدبیر صائب است چو شبنم گریستن
آصف مزاج خلقت عالم همین بود | بر بیش خنده کردن و بر کم گریستن

وله
گرد هستی ز عشق برخیزد — نیست غیر از هوا غبار شکن
غیر تسلیم نیست زیر فلک — گردن سخت این سوار شکن

وله
چه غم دارم اگر طوفان کند موج تردها — که باشد همدم و مونس رفیق ره غذای من

وله
بباد میرود از جنبش ریا کردار — ازین بهست پشیمانی گنه کردن

وله
همتی باید که در آغوش مقصد جا کند — بگذر از جهان کار مشکل تو آسانش ببین
دل اگر دریاد او تسبیح گردانی کند — برفراز تخت مقبولی سلیمانش ببین

وله
جزای یک حسنه میدهند ده حسنه — چه لطف اوست که یک را حساب ده کردن

وله
میدهد حسنت بشارت از عروج دولتم — ز رز نخدان تو دیدم همچو یوسف جاه من
آصف مداد بلندیهای بخت و طالعت — تا نظر کردم بسرو قامت آن شاه من

ردایف حرف واو

وله
بعرصه گاه جهان راه و جاده بسیارست — بجز طریق محبت به هیچ راه مرو

وله
ای چه میجوئی ز دنیای دنی آرام دل — نیست جز تشویش خاطر الفت اسباب او
نفعی ز باغ دهر اگر هست مقصدت — چون شاخ باردار ازینجا خمیده رو
آخر نتیجه بخش بود کوشش تمام — باقیست تا نفس تو پی این عقیده رو

وله
دلم در سینه دارد مهر گیسوی چو دام تو — که از روز ازل نقش نگینم گشته نام تو
بملک دیده و در عالم دل ای صنم خواهیم — بود دائم چو حکم حاکم عادل نظام تو

وله
نام من زیر فلک عمر درازی یابد — دیده ام زلف بتی نقش نگین دلم ازو
دل یکی یار یکی اوست چو آئینه فکر — نه بدل فکر ز دنیا نه ز دین دارم ازو

وله
تا دیده ایم دلبری چشم مست او — رفت اختیار جهان و دل ما بدست او

ردیف حرف ہائے ہوز

تا مشام دہر ای گلچہرہ خوشبو کردہ
بہر صید عالمی پنہان تکاپو کردہ

تا بسنجی نیک و بد اینجا دو چشمت دادہ اند
ای چرا خود را تو غافل زین ترازو کردہ

اشک می سازد نمازی ساحت سجادہ را
مژدہ بادت گر وضوئی زآب این جو کردہ

وله

می تواند آشنا گشتن بہ پشت پا زدن
گر دلت را آگہ از نیرنگ دنیا کردہ

میتوان گفتن از آن اسرار با ما شمہ
نرگس حیران چہ در گلشن تماشا کردہ

وله

جز فیض نسیمت نبود حاصل گفتار
از برگ درختان کہ شنیدیم ترانہ

گر نشنوی ای محتسب از ما سخن خویش
بشنو ز رباب نی و ہم چنگ و چغانہ

وله

نمک زان لب شیرین خود بجان من زدہ
کہ تا کباب کنی آتشی در آن زدہ

چہ سنگ ہائے ملامت برہ فتادن من
تبارک سر این جان ناتوان زدہ

وله

دل چہ سنجید بمیزان گل رعنائی تو
چشم بد دور کہ از پیش دو چندان شدہ

در مندی من اسباب نشاطت افزود
گریہ ہا کردہ ام ای یار کہ خندان شدہ

غیر احسان نبود در دولت آصف چو مراد
پیش دلدار تو شایستہ احسان شدہ

از اشارات دو ابروی دو چشم بیمار
بلکہ دان گشتہ ای یار و شفادان شدہ

وله

روشن بود کہ گوہر کان مروت ست
سر را براہ الفت حباب دادہ

در نظرہا سبحہ گردانی نباشد جز ریا
اینقدر خود را تو ای زاہد چہ رسوا کردہ

چو ذوالفقار عدو افکنی ست در دستت
مدد نمائے بما یا علی ولی اللہ

وله

تا کجا ہا بار دنیا می کشی
گر نبندی از زسر این بار بہ

گر عمامہ بندی از بہر ریا
سر برہنہ بودن از دستار بہ

از ریا اعمال باطل می شود — از چنین تسبیحها زنار به

ردیف حرف یای تحتانی

مشکل نباشد یافتن حال فی الطبع را — باید تأمل کردنت در کار دنیا اندکی

با عسر یسر آمد مگر ناخوانده ران بگذاشته — بسیار کردی جور ها رحمی بفرما اندکی

وله

بتدبیری کنی عالم مسخر — بخاطر فکر بسیاری نداری

همین بندگیست جمله آزاد — ازین صنعت گرفتاری نداری

بخاطر کینه آصف هیچ یاران — هزاران شکر کن یاری نداری

وله

چیزی به بساط دو عالم — بهتر نبود ز آشنائی

از زشت جهان هر آنچه بینی — بدتر نبود ز خودنمائی

وله

ای دل آغشته دنیای دنی چون شده — در نظر آنهمه خوابست تو هم میدانی

وله

رنج سفرت چهره نمای برکاتست — اینجاست عیان راحت جا و به چه پرسی

وله

از گنج قناعت نبود هیچ نصیبت — تا در دل و جان لذت درویش نیابی

وله

منمای صرف بیجا تو شب عزیز خود را — بجهان دگر نیابی ز متاع زندگانی

وله

دردت اگر نصیب دل و جان ما شدی — جان بخش تر ز آب حیات و دوا شدی

وله

ای دوست کجائی بوطن باز کی آئی — در راه نگرانم بر من باز کی آئی

وله

بدست آویز آصف پیشت آمد — سلیمان وار چون عالیجنابی

وله

مکن در فعل بد تعجیل هرگز — بکار نیک آصف شتابی

وله

دل رمیده کجائی که یار در بر ماست — جمال بینی اگر باز در وطن آئی

وله

راحت جاوید ای دل روزیت خواهد شدن — گر پی آسوده گردنهای مهمان بشنوی

ایدل از رمز محبت گر بیابی شمه‌ٔ — درمیان عاشقان از اہل عرفان میشوی
در بہار وصل آصف سبز گردد کشت دل — در فراق یار اگر چون ابر گریان میشوی

وله

تعب کش در سفر گردد حریفش — بکار اینجا نیاید میرزائی
جہان پر گشت از نور تو لیکن — نہ بیند کس که در عالم کجائی

وله

غنیمت بشمر ای غافل که فرصت حاصل عمراست — بود خرمن عالم ہمین امروز و فردائی
فروغ جلوه اش پیداست اما کس نمی بیند — بود خالی تماشاگاه او از چشم بینائی
متاع زندگی آن به که حرف آشنا گردد — سر ما را بفتراکت چو بندی ہست سودائی

وله

دلست آئینه وار صیقل او — نمی بینیم بجز یاد الٰہی
مکن در مو سفیدی خواب غفلت — زجائے خویش خیزد کس پگاہی

وله

وارستهٔ نیستی اگر از خویش بگذری — آگه نه ز غفلت اگر پیش بگذری
تفریق نیک و بد ثمر آگہی دہد — اے مه درین میانه ز تفتیش بگذری
سیر بہار گلشن وحدت بود محال — تا در دولت تو از کم و بیش بگذری
آصف درین بساط بود نقش اینکه تو — خدمت نکرده از بر درویش بگذری

وله

محبت میدہد ہر دم گواہی — که دل را میبری خواہی نخواہی
اگر پرسی تو حال ما ز مردم — دو عالم میدہد پشت گواہی.
دراصلاح گناہم دخل دارد — پشیمانی ندامت عذرخواہی
علامت ہائے فیروزی فتح است — نشانہائے دعا و طلوع و ماہی
بحال خاکساران محبت — تعقد کن که صاحب دستگاہی
دہد آئینه را اعزاز صیقل — دل آصف شد از یادت مباہی

دل حیرت زده را دیدهٔ حیران مددی　　شرط یاریست بهر کار ز یاران مددی

دل بظلمت کدهٔ فکر جهان افتاده است　　شمع روشن تو ئی ای پرتو ایمان مددی

گنج و معموری عالم متصور نبود　　تا بشاهان ننماید گدایان مددی

درد عشق است که منت ز دوائی نکشد　　دردمند تو نخواهد ز طبیبان مددی

یکدگر بود از ربط فوائد بسیار　　نانخورش یافته در لذتش از نان مددی

آصف از یاری ما یار تنفر دارد　　کی طلب میکند از مور سلیمان مددی

وله

بجز دامست ندارد صید دل سامان آرامی　　بنای خانهٔ عاشق ز زلف حلقه دامی

نشان پخته کاریهاست بر جورش شدن راضی　　امید از لطف او بردن بود اندیشهٔ خامی

اگر سوی حرم روی توجه هست حاجی را　　بطوف زلف مشکین آصف بسته احرامی

وله

دامن خواهش نیا چه دراز افتاده است　　وقت آنست که ای خار مغیلان مددی

وله

آصف از گاو و خر امداد نه بندد صورت　　کند انسان همه باب بانسان مددی

وله

برنگ رویم از عشق ست زردی　　دلم دیوانه شد آیا چه کردی

نخواهی یاد درمان کرد ایدل　　اگر محرم بجو یهای دردی

برو بید گلشن از خاکت آصف　　بزیر پای نیکان گر تو گردی

وله

برخاستن از دل تا رو بره نهادی　　نظاره ماند قایم هر جا که ایستادی

زین بوستان خرم در باب غنچی هست　　آواز پا بگوشت هر دم زند منادی

گر ممکن است آصف میگوش در تدارک　　فرصت غنیمتی بود از دست حیف دادی

وله

تجاوز کردن از حد نیست دستور ادب هرگز　　تعرض باتو می پیچد چو بی دستور بنشینی

نشست و خاست باید کرد ایدل در رضای او　　بحکم یار بر خیز و بجا مامور بنشینی

چنان از غیر آصف بیخبر جز یار باید شد
مروت تو اگر چند عام هست چه سود
ز پخته هیچ صدائی نمی رسد در گوش
باشد بلند همچو علم در صف نماز
در رتبه اش تنزل دیگر ضرور شد
هر جا که میروی بیت آصف گرفته است
اگر نقاب ز رخ لحظه بر اندازی
سخن بلند ز لب همچو سرو شد آصف
در نظر زلف سیه شب رنگ آید که
معنی محوش ندارد لفظ غیر از نیستی
لذت افزایش نعمت نصیب کام تست
شکر تند چشم غیری همچو ما رویت ندید
نو نیند شد و حرفی بس اگر رها نکش باشد
کند پرواز شهرت در فضای عالم بالا
دل میبرد آن دلبر طناز نهانی
در دست توانائی ما نیست جز افسوس
در باغ جهان است خزان آفت پیری
با این همه ستم که تو دلدار هم آمدی
در هیچ مذهبی نبود این ستم روا

که روی آن پری بینی اگر با جور بنشینی

وله
ز حال خسته ما هیچگه نپرسیدی
بکار عشق تو ئی خام چون خروشیدی

وله
در گوش اهل سجده اذان محمدی
عیسی چو گفت بعد من است اسم احمدی
تو مقتدای مؤمنی و ما ئیم مقتدی
شوم چو مهرپای تو گرم مهربازی
بیا و سعدی شیرین زبان شیرازی

وله
تار مشکینش مگر در چنگ آید که
این لغت پیدا نه در فرهنگ آید که

وله
گر تو شکری بز زبان از رزق زن میبری
ای پری خود را نهان از پیش زن میبری
اثر در آشنا خواهد نمود از دوستان حرفی
اگر دارد ز جوش معنی برجسته جان حرفی

وله
داغی بجگر میزند از بهر نشانی
تا همدم برقی شده ایام جوانی
پیداست ازین رو که بهار است جوانی

وله
صد شکر می کنم که خریدار هم آمدی
زینسان که چون نهنگ تو خونخوار هم آمدی

چیست راز دل نمیداند کسی — حل این مشکل نمیداند کسی

عالمی در جستجوی ساحلند — کیست بر ساحل نمیداند کسی

وله

شدیم خاک و ز هستی همین بود کافی — گواه سجده بکویت زمین بود کافی

گواه درد محبت چه شد که نیست کسی — به پیش یار دل پرحزین بود کافی

وله

چه بودی آن پری رو یک نفس هم یار من بودی — زبانی همدم و از لطف با من هم سخن بودی

نبودی جز همین پروانه گشتن شیوه جانم — شبی قد موزون تو شمع انجمن بودی

ایدل فدای غمزه خونخوار کیستی — ایدل بدام کاکل پرکار کیستی

تنها نمیکشی تو که صد پاره می کنی — در بسملان بگوی که در کار کیستی

وله

دیده ام از تو من امروز نگاه عجبی — که دلم هست بتپش گواه عجبی

بدعا دست برآری اگر از دل آصف — در خطرها نظر هست پناه عجبی

وله

ای یار شگفته رو کجائی — وی شوخ فرشته خو کجائی

دل بسته موی تست آصف — ای کاکل مشکبو کجائی

ما بیخبریم در جدائی — ما هم کجا و تو کجائی

وله

تا نه نشین چو خاک بدریا نمی شوی — جوهرشناس گوهر لالا نمی شوی

هرگز حضور دل بتو روئی نمی کند — یک سو اگر ز مردم دنیا نمی شوی

حرص مزخرفات جهان دارت حزین — تا آشنا بترک تمنا نمی شوی

آزاد تا نمی شوی از بار زنبوی آصف — سرو ریاض گلشن عقبی نمی شوی

مروتهای تو عام ست و ما ممنون ز مهرت — هزار افسوس قدر الفت ما نمیدانی

بحیرت رفته است آصف به پیش جلوه نازت — نمیدانم که میدانی ز حالم یا نمیدانی

وله

بی روئے تو یک ذره نداریم قرارے … با صبر بنا شد دل ما را سروکارے

روزیکه دو چارش شدم این عرض نمودم … آنکس که دلم برد توئی گفت که آرے

وله

وہ گو سرمه جائے خود غبارم را بجا باشد … که دارد آشنا از آشنا امید اعزازی

محبت نیست محتاج محرک در طلب آصف … بغیر بال و پر دل میکند سوئے تو پروازی

زخاکساری ما بوی خوش جهانگیر است … زپائے همچو گل خود که بر زمین داری

وله

نگشته خاکپایان گرد آستان نرسی … برون ز خود نشوی تا بآنجهان نرسی

بغیر جنس تو از راز دل مگو آصف … خموش باش تو تا پیش همزبان نرسی

دادند ترا دیدهٔ بینا تر ازان هم … از جام جم روشن جمشید چه پرسی

رنج سفر چهره نمائے برکابت ست … اینجاست عیان راحت جاوید چه پرسی

جز یار تسلی ندهد جان مرا … ایدل خبرم او که نرسیده چه پرسی

انوار رخش بسکه عیانست بعالم … آصف خبر از مطلع خورشید چه پرسی

وله

ای پری رخسار تو آئینه روشن بود … دیدم چو قرص ماه را در حسن ازان بالاتری

خورشید و مه را کی رسد همسر شدن با حسن تو … از طرهٔ طرار خود از بسکه صاحب افسری

وله

در روت اگر نصیب دل و جان ما شدے … جان بخش تر ز آب حیات دوا شدے

آصف کسے چو چشم گشادے بعبرتے … هر مشکلے نماندی و هر عقده وا شدے

وله

همرهان را چون قفا بگذاشتی … پرده از رو بعد ازان برداشتی

ای بر آصف چون نکردی اعتماد … بر طریق دیگران پنداشتی

وله

دل را نشد ز جلوه ات ای یار آگهی … حیران ندارد از روش کار آگهی

در گلشن مراد سر افرازی شود … بر نخل قامتے که بود بار آگهی

میدهد دولت جاوید بما سایه حسنت
که بفرق سر ما بسکه ایماه همائی

طالب دیدن رویت نبود از چه دل زار
دردمند تو بود آصف و ای یار شفائی

وله

ای شوخ چیست سوی گلستان نمیروی
گلها شگفته ست به بستان نمیروی

وله

بعهد خویش نگار استوار بایستی
انیس جان و دل بیقرار بایستی

چه سود ازینکه بهار آمده است و سبزه دمید
که یار گلرخ ما در کنار بایستی

بهتر از وضع ملائم نیست جانرا حارسی
آب سیبی ندید از صدمه سنگ کسی

وله

آهن زنجیر برما شد زر کامل عیار
سختی خوبان هندی هست سنگ پارسی

جلوه گلزار دنیا هست آصف همچو برق
نیست جا بگذر ز رنگ گل دریجا فارسی

وله

فریاد و ناله است و صدا و فغان یکی
مقصود ما ز شور جهانست آن یکی

چون یک همی مفید سرانجام کارهاست
غم نیست گله را اگر آمد شبان یکی

وله

از رنج خار راه اگر جبهه چین ندید
گلهای تازه روی بدامان کند کسی

نقشی بر آب میزند آهنگ معصیت
آندم که نفس خویش پشیمان کند کسی

پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل
آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی

وله

می کند هوش وداعم چو جدا میگردی
عهد بستی نروی باز جدا میگردی

نیست امید که از دست تو بینم آرام
گر شوم خاک تو ای شوخ هوا میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی
اوج امید گرفته ست چو من پای علی

نیست جزو وجودش ز کرامت خالی
حل مشکل شود از ناخن زیبای علی

الفت دوست چو ارکان مسلمانی من
شده ام شیفته و واله و شیدای علی

بیش و قیمتش افزون ز دو عالم آصف
بی بها هست ز بس گوهر یکتای علی

حریص را نبود روز حشر قدرت نطق — دهان پرست از آن در جواب معذوری
جمال یار ز خورشید نیست کم آصف — اگر به پیش رخش نیست تاب معذوری

ولہ

دیوان دوم کے اشعار منتخبہ جسمین آپ شاکر تخلص فرماتے ہین مندرج ذیل ہین

ردیف الف

صبح دمید بادہ دہ نالۂ عذر خواہ را — پاک ز زنگ جہل کن آئینۂ گناہ را
اوج مقام جاہ او کردہ بعرش ہمسری — سرمۂ بینشی کشم دیدۂ اشتباہ را
کشت مراد منکر است طرفہ ترانکہ بہر او — گوش نمیکند کسے زمزمۂ گواہ را
خندۂ گل نمیشود زنگ زدائے گلفتم — شاکر اثر بود بسے گریۂ صبحگاہ را
لالہ داغ ست دل خستۂ سودائے ترا — گل بود ساغر خون محرم مینای ترا
چشم دل فاختہ سان گرد سرت میگردد — دیدہ تا سرو قد سرکش رعنای ترا
دی شنیدم کہ ملائک بمسیحا میخواند — بر فلک شاکر پر شور غزلہای ترا

ولہ

در بہار خط صفائی حسن افزون میشود — آب دیگر میزند بر رخ غبار آئینہ را
از حدیث مہر و کین پیش منافق دم مزن — تا نہ بیند راز پنہانی بیار آئینہ را

ولہ

در فراقش ہر سر مو شعلۂ آہست آہ — میرود از عرش برتر نالہ و فریاد ما
راستیہا رہبر آزادی شاکر شود — قامت سروی این فن گر بود استاد ما

ولہ

بہ کہ تصویر کشی ہیہات انسانی را — تا تماشا کنی این انجمن فانی را
گذر انصاف بمعموری عالم کوشد — شاہ در خواب نہ بیند غم ویرانی را
خار و گل پیش نگاہش ہمہ یکسان گردید — ہر کہ پوشید بخود جامۂ عریانی را

زلف مشکین ترا کجا فطرت مانی زکجا — قلم صنع نوشت این خط ریحانی را
محرم معنی خویش است درینجا شاکر — هر که در سجده بخواند خط پیشانی را

وله

نگاه میفروشش پر کند مینای خالی را — رخش از خون تری بخشد بهار برشگالی را
نه هر صورت بود لازم که معنی آشنا باشد — شکوه پنجهٔ صولت نباشد شیر قالی را
زشور میکشان تا واعظ را هدف فرقها باشد — بحرف و صوت کی نسبت بود اشعار حالی را
بچشم همت خود درنیارد وضع درویشی — نه طاق مشرقی شاکر نه ایوان شمالی را

وله

مدعی از رشک میسوزد چو شمع — گر به بیند گرمی بازار ما
خار فکر باطل از دل بر کشم — گر بود صاحبدلی غمخوار ما

وله

جنابش آستان بی نیازیست — گدا در سجده و سلطان هم آنجا
زمحنت میرسد هر کس براحت — الم هر جا بود درمان هم آنجا
شکر خواهی بشکرش کوش شاکر — گر باشد لطف هم احسان هم آنجا

وله

هر سو رویم یار مقیم خیال ماست — اورا چه غم که رنج سفر می کشیم ما
از حال ما چو آئینه اینجا گراست غم — گر زحمت خود بملک دگر می کشیم ما

وله

در بیابان طلب راه حرم گم کرده ایم — یک مدد از خواجهٔ احرار می خواهیم ما
غیر درد از حاصل گیتی چه باید خواستن — آه گرم و دیدهٔ خونبار می خواهیم ما

وله

بستر آسودگی در خاکساری یافتیم — بر زمین پهلو چو نقش بوریا داریم ما
جام ما از درد و صاف عرض مطلبها تهیست — شاکریم از خود دل بیمدعا داریم ما

وله

تو درینجا فسردهٔ همه گرداب گوهری — بطبیعتش بند رخنهٔ دل بجهان دگر کشا
نبود جز جنون دوا مرض کار بسته را — همه در بند بر رخنهٔ زدل چاک در کشا

وله

آه دردآلود سے باید مرا — نغمۂ داؤد سے باید مرا

شکر لله فارغم از نیک و بد — نی زبان بے سود می باید مرا

وله

سوخت تا داغ محبت دل دیوانۂ ما — شمع گردید یگرد سر پروانۂ ما

چهره بنماید و از شاکر اگر دل طلبد — نیست جز دادن جان تحفۂ شکرانۂ ما

وله

خوش ندارم صحبت غافلان — صحبت مجذوب می باید مرا

وله

نیست از دشمن غمی چون دستگیر ماست پیر — در جناب حضرت والتجا داریم ما

وله

محو آن زلف پریشان چکند سامان را — بر در خانه مگر جائے دهد طوفان را

وله

یک ساعتے بحرص مده اختیار را — محرم مکن بدیدۂ هوش این غبار را

شاکر چو شرع پاک نبی حکم ایزد است — بی رخصت رسول مکن هیچکار را

وله

کار جهان برشتۂ تدبیر بسته اند — وابستۂ عنایت او کارهائے ما

مارا چه میشود که دران حلقه بشمرند — شاکر رسان بخلوت یاران دعائے ما

ردیف بای موحده

صفائے عارض گلرنگ یار را دریاب — چمن طرازی این نوبهار را دریاب

زیاد دوست مشو یک نفس جدا شاکر — بکنج خلوت دل آن نگار را دریاب

ردیف تای فوقانی

ز سرد و گرم جهان فارغند آزادان — گذشتن از سر او هم کار مرد است

ز جان گذشته بجانان رسیده ام شاکر — متاع وصل این نقد سخت ارزان است

وله

محتسب را بر در میخانه هرگز بار نیست — منکر آنرا با تماشاگاه جنت کار نیست

دامن هر عشرت و راحت بدست محنت است — عمرها گشتم درین گلشن گلی بیخار نیست

حاصل هستی اگر باشد حضور وصل اوست
گریه گوهرفشان شاکر بهار دیگرست

وله

موسم عیش است و جای دلکش و دلها جوان

وله

در دل ما اثری از طرب عالم نیست
میرود عمر ز کف تا دلت آگاه شود

وله

چمن عشق و محبت گل درویشانست
جلوهٔ همت ایشان متاعیست بلند
جوهر آزادی ما را فروغی دیگر است
کیمیائے بی نیازی همت درویش است
سوز جگر و دل قبول عبادتست
بهفرع راه اصل ما این نمی شود

وله

هر یکی را نمی دیگر و حالی دگر است
گر شکوهٔ زمانه کنی مختصر بس است
در باغ آرزو و هوس رنگ و بو کراست

وله

دل ز خیال تو یکشهر خرمی دارد
بود فزونی نعمت نشان شاکر مسکین

وله

اینجانه تن پرستی و نی آرمیدنست
شاکر ز عیب خلق بعبرت شو آشنا

وله

الفت او تا بروز حشر زنجیر منست

بیجمال یار یکدم زندگی در کار نیست
همچو سیل آشوب چشم ابر دریا بار نیست
درچنین هنگامه عشرت هوای قهوه است
غیر درد تو درین خانه کسی محرم نیست
غنچه تا چشم کشاید بچمن شبنم نیست
پردهٔ راز آگهی دل درویشانست
منزل خلد کجا قابل درویشانست
هر کجا دل صاف گردید از گهر روشن‌تر است
کبریائے فقر از ادا دامن خاکستر است
آن زهد کافریست که در وی نیاز نیست
شاکر مگو دلیل حقیقت مجاز نیست
رنگ گفتار دگر صورت قالی دگر است
عیش و وام رستن از من دردسر بس است
ما را خیال آن گل رخ دردسر بس است
همین لطف تو اینجانه دولت آباد است
شکر داریش نعمتی خدا داد است
از ساغر عمر نغمهٔ نامی شنیدنست
این ساز دیدنی که نوداری ندیدنست
مهربانیهائے افسون تسخیر منست

نصرت دین یاورم گردید شاکر شکر کن … آبی از لطف علی در جوی شمشیر من است

وله

پیرو عقل است هر کس نامی گلفام نیست … عالمی گمراه میگردد چو شیخ جام نیست

از طراوت دستگاه رنگ دارد هر گلی … هر که شاکر نیست در روی بوی از اسلام نیست

وله

مست الفت را شراب بیگری درکار نیست … گردش چشم تو دیدم ساغری در کار نیست

هر کرا باید سفر کردن اقامت آفت است … کشتی طوفانیم را لنگری در کار نیست

وله

عیش اگر در وطن بود شاکر … ناتوان هر کجا فتد وطن است

درد مندان از زبانی دیگر است … هر طپش در دل بیانی دیگر است

گلشن ایجاد را کاین رنگهاست … تربیت از باغبانی دیگر است

وله

حب وطن باعث آزار ماست … شوق سفر پیشرو کار ماست

الفت دنیا بدل ما نزد … این مدد از خواجه احرار ماست

ردیف ثاء مثلثه

یار رنجید ز ما باز چه باشد باعث … با رقیبان شده همساز چه باشد باعث

شمع این بزم جهان پرتو نازش بر خاست … ماند پروانه ز پرواز چه باشد باعث

مدتی دلبر بیرحم بما بود رحیم … باز کرد آن ستم آغاز چه باشد باعث

ناله ها کردم و زین کوه صدائی ندمید … همچو غنچه بسته شد آواز چه باشد باعث

شاکر آن راز که دل از ما می پوشید … خود بخود گفت بما باز چه باشد باعث

ردیف الجیم

مستی عشق نباشد بهاران محتاج … نبود شور قیامت به نمکدان محتاج

فکر آرایش خود شیوهٔ آزادان نیست … گردن سرو نباشد بگریبان محتاج

از دل چاک منت اوج غرورش شاکر — نیست با شانه چرا زلف پریشان محتاج

ردیف حای حطی

هرکس کجاست محرم آب و هوای صبح — داغ است آفتاب بذوق صفای صبح

انجام هر نفس بود آغاز جلوه اش — در ابتدای صبح ببین انتهای صبح

وله

میدوزد آفتاب بصد تار زرنگار — تا چاک شد زغفلت عالم قبای صبح

بهر علاج مرگ گران خواب غافلان — شاکر بود مسیح دم جانفزای صبح

ردیف خاء

نکرده ست بت سبز من لب از پان سرخ — شده زخوردن خونهای عشقبازان سرخ

بیاض گردنش از خون من خطی دارد — غریب نیست اگر باشدش گریبان سرخ

اگر ز خاک شهیدان گذشته امروز — که شد لباس نو از گرد این بیابان سرخ

قبول فیض مدان جز بقدر استعداد — نمو بهار نشد رنگ باغبانان سرخ

ردیف الدال مهمله

آن کیست بر سفر بگذارد بنای خود — هرکس خوش است در غم شادی بجای خود

هر چند دل ز درد غم هجر داغ شد — شاکر نگفته ایم بکس ماجرای خود

وله

عارفان را رغبت شوق تماشا تهمت است — دیده عبرت بروی اینجهان وا کرده اند

بیخبر از سیر دل بگذر که خوبان جهان — انجمن در خلوت آئینه ما کرده اند

از نسیم صبح توفیق رسا صاحبدلان — کار دنیا را چو گل شاکر بسر وا کرده اند

وله

بر سر خاک شهیدان گذرے خواهی کرد — در دولت گر هوست بدین گلها باشد

شمع کاشانه بفریاد دل ما نرسد — آتش افروز جنون دامن صحرا باشد

زناوکی که از نگه او بما رسید / صد رنگ نو بهار گل مدعا رسید
جان و دل و جگر صید گاه اوست / هرجا رسید ناوک شوخش بجا رسید
برآسمان رسوز جنونم فسانهاست / کارم بعشق او زکجا تا کجا رسید

وله

چه حالتست درین عصر کز تغافل چرخ / دعای خسته دلان کارگر نمی آید
نظام کار دو عالم باختیار کسیست / زدست کوشش ما هیچ بر نمی آید

وله

بدوستی چشمت می و ساغر نمی ارزد / بان رنگینی عارض گل احمر نمی ارزد
نسیم طره اش دل نمی ربا ید ترک سودا کن / بهوی گیسوی او طبلهٔ عنبر نمی ارزد
کجا مجذوب با سالک تواند همسری کردن / بذوق قطرهٔ یک اشک صد گوهر نمی ارزد

وله

یک گل ازین بهار بآرزو نمی رسد / سنبل خوش ست لیک بگیسو نمیرسد

وله

عنان بدست نویسندگان تقدیرست / باختیار کسی را کجا گذاشته اند
بلاکشان محبت بسجدهٔ تسلیم / چه نقشها بمقام رضا گذاشته اند

وله

ناز صد بیگانه بهر آشنا باید کشید / رنج کوشش ها برای مدعا باید کشید
دامن مقصود تا افتد بدست آرزو / در بیابان طلب بس رنجها باید کشید

وله

محبت پیشه دل از جور الفت برنمیدارد / حباب سر ز پیش موج تیغت برنمیدارد
چو شبنم از زمین سر برنخواهد داشتن شاکر / نقاب از رخ گران خورشید طلعت برنمیدارد

وله

دوستیها که بیریا باشد / همچو عنقا و کیمیا باشد
فارغم زینجهان بیگانه / یار می باید آشنا باشد
نتوان در حساب آوردن / الفتی را که انتها باشد
شاکر از طالبان مخلص را / هرکه دل بستهٔ وفا باشد

نگاهی سوی مستان می توان کرد
بمژگان تیر باران می توان کرد

بنور شمع حسن عالم افروز
شب ما را چراغان میتوان کرد

چه از نیکی نباشد هیچ کاری
بدشمن نیز احسان می توان کرد

درین گلشن ز رنگ و بوی اخلاق
گلی شاکر بدامان می توان کرد

وله

مغنیان رهی بحالم کرده اند
باده نوشیها حلالم کرده اند

مست جام آشنایانم دیده اند
سرخوش ذوق وصالم کرده اند

کوشش یاران غمم افزوده است
گرچه تدبیر ملالم کرده اند

در گلستان محبت اهل دل
از کرم شاکر نهالم کرده اند

وله

بمحفلی که مراد شه و گدا بخشند
چه میشود که دل زنده بما بخشند

بشکر کوشش اخلاص ورز شب شاکر
که گنج نعمت جاوید ازین ادا بخشند

وله

بهر کشادن در میخانه شیخ جام
در دست ساقیان زمه نو کلید داد

شاکرا بیش کوشش که ساقی بروی گل
ما را نوید شوق بجام نبید داد

وله

ای آنکه ناامید شدی از گناه من
یاری به بین که فضل الهی چه می کند

آگاه نیست زاهد خود بین ز حال ما
این بیخبر خیال تباهی چه می کند

وله

بنور روی تو خورشید شد بجا شاگرد
دگر بغیر جهالت شود کرا شاگرد

عنان خدمت استادگی ز دست دهد
شود بشاه معنی گر آشنا شاگرد

وله

دلم ز درد پیش آشنا خالی شد و پر شد
برنگ جام می کی جابجا خالی شد و پر شد

بهارتی و خزانی روز و شب در کار می بینیم
ز رفت و آمد خلق این سرا خالی شد و پر شد

کلام غالبست این از صفا شاکر اثر دارد
دل پاکان از هر مدعا خالی شد و پر شد

گوشه گیری قطره را گوهر کند
شاکر آگاهم ز مکر آرزو
شاکر از کنج قناعت هر که فیض اندوز شد
هر کمالے را زوالے در قفا ست
زنده ام شاکر باین امید و بس
چون مئی دیرینه در آفاق شهرت میکنید
بے برگ ز آفات جهان باک ندارد
از عالم راحت طلبی بهره ندارد
کم کن سخن که حرف تو بی آب میشود
در دمرا بهار مدارا نمی کند
نقش جهان بغیر سبب نیست جلوه گر
ز آغاز کار رسید گیسو دراز را
شاکر بمعنی نو و من وارسیده را
ندارد زیب جنت حاجت مشاطهٔ دیگر
ز رنگ بے نیازیہاے نازاو چه پردازم
بلند و پست ما از عشق گردد در نظر یکسان
دل میرود ز دست و نداریم اختیار
دستنش ز دامن مقصود کوته ست
تمییز کامل و ناقص نماند در عالم

وله — کامل آنکس کز جهان پا می کشد
در کمندم مهر دنیا می کشد
وله — منت احسان کی از ارباب دول می کشد
وله — غفلت آخر ها پشیمانم کند
درد مندیها مسلمانم کند
وله — منزوی شد هر که در یکرنگی یکسان ماند
وله — زحمت نخلے که ثمر داشته باشد
آن شخص که در پیش سفر داشته باشد
وله — این شیوه ننگ صحبت احباب می شود
وله — سعی نسیم غنچهٔ دل وا نمی کند
وله — آئینها و آئینه ساز آفریده اند
دشمن گداز بنده نواز آفریده اند
صد بار نیست کرده و باز آفریده اند
وله — جهان را بے سپاهی شاه عالمگیر میگیرد
بصد تقصیر می بخشد بیک تقصیر می گیرد
ز سیلاب این بنا صورت تعمیر می گیرد
مطرب درین بساط چه آهنگ ساز کرد
هر کس که بر بساط ادب پا دراز کرد
وله — درین زمانه رواج گهر خزف دارد

فلک مددگر خلق ست لیک شاکر ما
امید گوشهٔ چشم از شه نجف دارد

وله

نعمت ز خاکسار محبت دریغ نیست
اکثر فروغ مهر بدیوار می رسد

ای غرهٔ فریب هوسهای زندگی
غافل مشو که مرگ بیکبار می رسد

افزون کنیم شکر و بهر حال شاکریم
هر چند غم ز دست تو بسیار می رسد

وله

تدبیر عزیزان چه کند با من محزون
دل کی شود آراسته زین شیشه گری چند

خوردیم بسی غصه درین بحر بامید
شاید که بگیریم با من گهری چند

وله

دارم امید گوشهٔ چشم از عنایتش
حافظ که خاک را بنظر کیمیا کند

وله

در ابروش اشارهٔ تحقیق مدعاست
در پیش طاق قبله نما جلوه می کند

وله

نیستم ممنون احسان بهار
دامنم پر گل نو گل می کند

هر که شاکر لخت دل ریزد ز چشم
دامن مقصود پر گل می کند

وله

بفکر خستن من نیست حاجت کوشش دشمن
نفس چون خار ماهی نیشتر در آستین دارد

وله

کشتیم پاک ندارد ز شکست طوفان
کار دشوار چو افتاد خدا ساز شود

وله

جوش غم و نشاط جهان پایدار نیست
بیدل مشو که اندک و بسیار بگذرد

پرگشته عالمی ز مریدان شیخ جام
کو محتسب که بر در خمار بگذرد

وله

طینت اهل کرم از آفت مرگ ایمن ست
نیکنامی تا قیامت کار هستی می کند

هر که شاکر آشنائی معنی تحقیق شد
گرچه در بتخانه باشد حق پرستی می کند

وله

آنها که در حمایت همت سفر کنند
اندیشه کی ز وادی خوف و خطر کنند

دانا دلان که نسخهٔ آسا خوانده اند
هر چند قرب بیش حذر بیشتر کنند

وله

وصل کمال پیروی کامل ست و بس
در منزل آن رسد که پی پیر میرود

وله
زدنیا در لباس دوستیها — فریب دشمن جانی به بیند

وله
براوج فلک سایه کند طرف کلاهم — از گوشهٔ چشمش نگهی گر بمن افتد
جائے گله اش نیست که نعم البدلی یافت — از کشور هند آنکه بملک دکن افتد
ایمان بدل از حب وطن ریشه دوانده — خوشوقت غریبی که بفکر وطن افتد
تا خاک شدن دیگرش از کف نگذارم — گو بخت که دامان تو در چنگ من افتد

وله
گر شاهانرا سیاستی نیست — کی کار جهان نظام دارد

وله
پیری ز سینه جوش شبابم نمی برد — ذوق شراب میل کبابم نمی برد

وله
مرا از ذکر محمود و ایاز این نکته شد روشن — که صید عشق خوبان عاقبت محمود میگردد

وله
صلاست باده پرستان که یار می آید — بچشم مست و سر پر خمار می آید

وله
فصل گل ست امروز دیوانه می توان شد — با لیلی جنونی همخانه می توان شد

حرف الذال المعجمه

در فراق تو نهادم چو قلم بر کاغذ — تر شد از اشک من از سر تا سر کاغذ
رقم نامه ام از بد نگاه شوق ست — بافت زین تار رسا رشتهٔ مسطر کاغذ
خط شا کر طپش دل برساند بر یار — نیست محتاج بپرواز کبوتر کاغذ

حرف الرار المهملة

دل برده میکند طلب از من بسے دگر — با زلف او فتاده مرا مشکلی دگر
با یاد جانفزائے تو سر سبز عشرتیم — در کشت عمر کو به ازین حاصلی دگر

وله
من ندارم جز تو دلسوزی و غمخواری دگر — غیر مهرت در دل من نیست دلداری دگر
بهر زاهد سبحه و زنار بهر برهمن — بر سر و سودائے دیگر هر کسی کاری دگر

وله

میفزاید قدر مرد از بردباری بیشتر
آدم با حلم باشد اعتباری بیشتر

می‌شود سرسبز تا گردانهٔ امیدوار
چون زمین در هر که باشد رازداری بیشتر

وله

شود رنگت فزون طبع چون گهر دلگیر
برنگ آب روان نیست از سفر دلگیر

چرا از اهل محبت ملول میگردی
که طبع نخل نگردد از خطر دلگیر

وله

ای محبت اشک گرمم بر سر مژگان ببر
یعنی از دل شیشه نذر پریرویان ببر

نیست حاجت اینقدر سختی نشا گر گردنت
جان عشق چون نفس بر لب بود آسان ببر

وله

نقش و نگار منظر اقبال دیده گیر
عرض مکرر از لب دولت شنیده گیر

هر جا و هر مقام که قصدت رسیده نیست
منزل گزیده گیر و بانجا رسیده گیر

دنیاست زهرمار قناعت فسون او
پیش از گزند آفتش افسون دمیده گیر

وله

باغ امکان مظهر رنگ است از ایوان یار
صبح هستی نیست جز گل کردن فرمان یار

مصرع برجسته هرگاه موزون میکنم
انتخاب بیت ابرو نیست از دیوان یار

وله

ساغر چشم تو دارد بادهٔ ناب دگر
موج خیز نشاء او هست سیلاب دگر

خواب مخمل فرش راه غفلت آرائی بود
چشم او دارد درین راحت سر خواب دگر

در خم ابروی او مذهب پرست عشق را
بهتر از تسلیم گشتن نیست آداب دگر

وله

جز روی یار نیست گلی خوشترنگ دگر
این گل یقینی است درین نیست شک دگر

ممتاز هست ابر بهاری ز هر نسیم
همرنگ او کجاست سحن نمک دگر

وله

چشم ابر نوبهاری در سراغ دانه هاست
جز متاع دل نمی‌جوید در دوران یار

نیست موجودی درین گلشن که بی داغش بود
ابر و رعد و شعله و دود است از مستان یار

وله

رنگ شهرت گل را خودنمائی بیشتر
بالد از اظهار الفت آشنائی بیشتر

دست از تدبیر بیا هوش نتواند کشید　　بخشد از کار جهان غفلت های پیشتر

وله

نمی شود بفراق تو اشک و آه آخر　　زسعی جان بلب آمد گشت راه آخر

مکن ملامتم ای مدعی که عارف پاک　　نوشته است خط نسخ حب جاه آخر

وله

یکدم بیا و بر سر این خفته کن گذر　　ببینم سیر یکدمت آهسته کن گذر

شایسته نیست پای ترا گلشن دگر　　در باغ دل بصورت شایسته کن گذر

وله

محبت تو بدل می کنم بجان اظهار　　مفید آنچه بود کرده ام همان اظهار

رسانده عرض محبت بیار خاموشی　　فضولیست که سازیم با فغان اظهار

از نگاه عالم عقل و هوش و جان ببر　　چون دلم آخر تو خواهی برد با سامان ببر

تا به گلزار دلت درد محبت گل کند　　نقش خواهشها ز لوح سینه درمان ببر

ردیف الزاء المعجمه

دل عاشق ز درد آسوده هرگز　　که دید این شعله را بی دود هرگز

ز دل فاش است اسرار محبت　　نشد پوشیده بوی عود هرگز

دل شاکر که از هجر تو تنگست　　کشاید نغمهٔ داؤد هرگز

وله

صبا به آن بت شیرین ادای صبر گداز　　بگو سلام من خستهٔ دل ز روی نیاز

بیا که خانهٔ دل بی غبار رنگ دوئیست　　صفائی آئینه در راه تست پا انداز

ز صبح فیض عنایات محی الدین　　صفای قلب طلب میکنم بعجز و نیاز

وله

برون نداده فغانم نوای پردهٔ راز　　شکسته رنگی من گشته اینقدر غماز

قبول بندگی درگهم کند چه شود　　جناب سید گیسو دراز بنده نواز

دل شکسته ارادت بشیخ جام آورد　　کشاد کار نه در روزه بود نی بنماز

رسید موسم گل ساز عیش کن آغاز ... بجام و شیشه و نقل و کباب و می در ساز
ببین همت آن پیشوای اهل سخن ... نموده ام غزلی نذر حافظ شیراز

ولہ

خرمی گل کرد جز با غم نمی سازم هنوز ... در چمن آمد بهار و رنگ میبازم هنوز
داغ انجام وفا شاکر کجا باید شمرد ... دیدهٔ محرم نشد از رنگ آغازم هنوز
درد عشقش را ز چاک سینه خود چاره ساز ... گر گشاد کار میخواهی گریبان پاره ساز
صید دل کردی بوجه احسن و روئی سفید ... سیر این مهتاب در آئینه رخساره ساز
اجتماع نقطه بد تاثیر دارد در کلام ... نفس را گر زور باشد دور از اماره ساز

ولہ

از جوش بهار قدمت گشت چمن سبز ... بلبل بنوا آمد و گردید سخن سبز
در فصل خزان سبز چمن نیز توان کرد ... زان روی که گردید بدل یاد وطن سبز
از باد خزان نخل بهشتی نبرد رنج ... از فیض حق و لطف نبی هست دکن سبز
شاکر نتوان خانه نشین ساخت جنون را ... امروز که صحراست نه از طرف چمن سبز

ولہ

وا ندتا بدست بتان اختیار ناز ... رنگین تر از بهار گل آمد بهار ناز
شاکر چو وضع ثنی بگلشن بود صواب ... جز گوهر نیاز نزیبد نثار ناز

ولہ

ز هستی کی شوی واصل بدلها ... غبار ره توئی از راه برخیز
بلطف مولوی رومی و جامی ... ببین شاکر جمال شمس تبریز

ردیف سین مهمله

آشیان در هر کجا بستیم بی رحمت نبود ... گوشهٔ آرام ما چاه زنخدانست و بس
کسی از خوان قسمت روزی خود می خورد ... رزق غفلت پیشگان اندوه و حرمانست و بس

ولہ

بباغ دهر گو نیست بار و زر نرگس ... شه و گدا همه دل بسته اند بر نرگس

درین چمن دلی ز حب جاه خالی نیست — تهی نساخته پهلو ز سیم و زر نرگس
فروغ باغ ز نرگس بود از آن شاکر — که هست از همه گل صاحب بصر نرگس

ردیف شین معجمه

آسوده ز اندیشهٔ هر سود و زیان باش — چون آینه ز عالم حیرت زدگان باش

وله

هر کجا زنجبت راحت میرسد — دردمند و خسته و بیمار باش

وله

تلاش معرفت خویش از آن و این غلط است — مرو بهیچ طرف گوشه گیر دامان باش

وله

غافل مشو ز خاک نشینان چو آفتاب — ای صدر آستان خبرے می گرفته باش
ایدل چنین به بستر راحت چه خفتهٔ — از غم کشتگان خبرے می گرفته باش
چون عاقبت ترا بته خاک رفتن است — غافل ز آنجهان خبرے می گرفته باش

وله

طالب دردیم درمان نباشد گو مباش — پرسش جوئی از طبیبان گر نباشد گو مباش

وله

ای سخن در وصف خوبان بر لب امید باش — از فروغ این معانی کوکب امید باش
جز محبت نیست امید دگر در خاطرم — ای محبت در دل من مطلب امید باش
تا بفهمی معنی اشک محبت را که چیست — همچو طفلان روز و شب در مکتب امید باش

وله

بشوق کوئے محبت بردے داریم — شبے بود که بیاید بچشم ما سحرش
فغان که یار بفریاد ما دمے نرسید — هزار ناله کشیدیم و نیست یک اثرش
ز فیض نقش فزون تر بود از ویمنے — کسی نام محبت نکند بر جگرش
نهال صبر نشانی اگر بدل شاکر — بقدر حوصله یابی حلاوت از ثمرش

وله

خاکسار یهائے من بوسید نقش پای یار — خواب راحت می کنم در سایهٔ دیوار خویش
طرح گلشن ریزد از خندیدنش — غنچه ها را وا کند بالیدنش

نیست رنج شور و شر در آبشار		عاشق آسوده است از نالیدنش
سیر عالم نیست پابند همین پاسودنی	وله	گر خیال تو رسائی میکند سیار باش
گرچه داری زا قرار لسان تصدیق قلب		در چمن زار بیان گفتار با کردار باش

ردیف صاد مهمله

در محبت خلوص می باید		می کند صحبت جو وفا اخلاص
جز محبت کجاست درمانی		درد بیمار را شفا اخلاص
فرق باشد در آسمان و زمین		زاهدان در کجا کجا اخلاص
بی نصیب از وجد و حال افتاده اند این صوفیان	وله	می نماید جای اینها گوشهٔ دستار رقص
غافلان را نیست تدبیرے بغیر از وجد و حال		میکند خوابیده را از هایٔ و هو بیدار رقص

ردیف صاد معجمه

با مقدم بهار نداریم ما غرض		در دل بود رسیدن آن آشنا غرض
تن پروران با کل و شرب اند مبتلا		زانرو که آشناست آب و هوا غرض
بر در گهش که نیست غباری جبین ما		شا کر کجا فتاده و باشد کجا غرض

ردیف طاء منقوطه

تا بنازم سر به تیغ آبروت جانرا چه حظ		کفر زلفت گر نزد راه دل ایمان را چه حظ
عیش ما جز پرسش و جوئے لطف تو آماده نیست		گر نباشد میزبان خوش خلق مهمان را چه حظ
در دولت تا غم نباشد غمگساران را چه حظ	وله	بی امید یاریت امیدوارانرا چه حظ
رخت بیماری ز تن افکند بیرون احتیاط		ای ز درد عشق تو پرهیزگاران را چه حظ
چون رود افسردگیها از چمن بی لطف ابر		جلوه پیرا گر نگردی خاکساران را چه حظ

لذت احسان ز ناشکران نمی یابد کریم   گر ببارد بر زمین شور باران را چه حظ

درد عضوی میبرد اعضائی دیگر را ز کار   گر بود یاری سیر رنج یاران را چه حظ

تا نماند غنچهٔ دل تنگ ساغر غیر ازین   زین روارو در جهان باد بهاران را چه حظ

ردیف عین مهمله

دلها چو عجب ساخت خم زلف یار جمع   مردم شوند بهر امان در حصار جمع

تا دل علم بعشق شد از خویش میرود   کی مانده هست میوهٔ سر شاخسار جمع

کز پرتو جمال و سواد نگاه   در چشم خلق آمد لیل و نهار جمع

چون موج کز جدائی بحر است مضطرب   در دوری تو نیست دل بیقرار جمع

شاکر امید شد که کشد دامن دلم   تا کرد یار از مژه اش خار زار جمع

وله

سراپایش بهار کفر و ایمانست در واقع   کجا زلف و چه رخ زنار و قرآنست در واقع

چراغ عالم افروز است شاکر عارضش بیشک   جبینش بیگمان خورشید تابانست در واقع

وله

پیش آن رخسار تابان گر بپرسم نام شمع   آتش خاموشی فتد در زبان و کام شمع

نیست جز برباد رفتنها درینجا حاصلی   غفلت ما را اشارت می کند انجام شمع

حرف غین معجمه

تازه شد از زخم گیسوی تو سودائی دماغ   فکر من شمع دل افروخت ازین دود چراغ

وحشتم راهبر بادیهٔ گمنامی ست   که دران بادیه گرد پر عنقاست سراغ

وله

بهوس چون سحر آمدم که رسیدیم بباغ   پیرهن بیرخت از یاس دریدیم بباغ

چون گل آخر ز جهان قطع تماشا کردیم   ساغری چند بهر رنگ دویدیم بباغ

باغبان گرچه ز ما راز چمن پنهان داشت   روغن ناز مغز دل غنچه کشیدیم بباغ

شاکر از خاطر ما رفت خیال دو جهان
دل ربا ناله امروز شنیدیم بباغ

حرف فا

ناله زارم نشد همدم بگوش یار حیف
می سزد گفتن بجای ناله‌ها صد بار حیف
در هوای ابر و جوش سبزه و فصل بهار
جلوه پیرائی ندارد قامتش بسیار حیف
بر هنرور می کند تعطیل ظلمی آشکار
ناوک مژگان او باشد اگر بیکار حیف
جز بدل شاکر نباید راز عشق او
آشنا گردد اگر گوشی باین اسرار حیف

ردیف قاف

گر شود شوق طلب یار رفیق
می توان رفتن بمنزلها رفیق
بهتر از شوقش رفیقم نیست کس
ورد جانم شد از آن رو یا رفیق
پاس انفاسم درینجا شد ضرور
تا دمی همراه شود آنجا رفیق

وله

نظر بلطف تو دارند یک جهان مشتاق
همین منم بجفاهای تو بجان مشتاق
زمان زمان بسرت سایه شوقش اندازد
تو هم شو از سر انصاف یکزمان مشتاق
مرنج گرچه رقیب از درش ترا راند
که نیست هیچ خسیسی بمیهمان مشتاق

وله

یار شمع ست و دل سوخته پروانه عشق
داغ کافیست همان چاره دیوانه عشق
بر در دوست گدائیست ز شاهی بهتر
گنج دولت همه فرش است بویرانه عشق

وله

گر شود تشویش دنیا خار دامنگیر شوق
قطع اسباب موانع می کند شمشیر شوق
خضر باید اقتدا اینجا بصد منت کند
مدّ آه من شده امشب رهبر شبگیر شوق

ردیف کاف تازی

رسید غم ز دلم شد چو او بمنزل نزدیک
ز شب اثر نبود چون شود سحر نزدیک

زقرب وعدهٔ او جوش عشق افزاید — بمال کسب هوا چون فتد سفر نزدیک

درین جهت سخنم سبز گشت در عالم — که آه خسته دلانست با اثر نزدیک

دعای صاف دلان مستجاب میگردد — دران زمان که شود شیر با شکر نزدیک

وله

دماغ نازک یارم ز بوی گل گیرد — بناله گرم مشو ای جرس نداری باک

هجوم خلق بخلوت گزین زبان نکند — شکر نصیب تو شد از مگس نداری باک

فدای مصرع برجسته ام که شیخم گفت — هزار جان بلب آری ز کس نداری باک

وله

سخت تر میسازی از بهر شکستم دل سنگ را — کرده این بیضهٔ فولاد را حاصل ز سنگ

با وجود سخت جانی نیستم هیچو شرار سنگ — در محبت کرده ام آئینه حاصل ز سنگ

وله

زیاد عاقبت کار در بدایت حال — برنگ غنچه درین باغ مانده ام دل تنگ

فغانم آن بت بیرحم هیچگه نشنید — گداز درد رهی وا نکرد دل سنگ

اگر بعشق شهادت طلب کنی شاکر — گواه درد دلم نیست جز پریدن رنگ

وله

باین نشاط که داد هوای کرناتک — کجاست خلد که چو عشرت سرای کرناتک

چه شرح آب و هوایش دهم نمیدانم — که صبح جامه درد بر صفای کرناتک

کشادستگی طبع عالمی دارد — سواد گلشن بهجت فزای کرناتک

ز آبیاری حسن بتان ماه جبین — چو جوی شیر بود کوچه های کرناتک

غبار او همه زر بخش تر ز اکسیرست — چه گویم از عمل کیمیای کرناتک

عروس ملک باین زیب و یدنی دارد — که دوختند ملایک قبای کرناتک

زکوس نصرت دین محمدیست بلند — اذان بمنبر بتخانهای کرناتک

زفیض سایهٔ عدل محمدی امروز — گرفته خواب عدم فتنهای کرناتک

گر از تجمل کونین در نظر آید
دمے که سایه فگن شد همائے کرناتک

گشودن درِ فردوس هم همین باشد
وگرچه وصف کنم فتحهائے کرناتک

ز عاشقان نظر باز میبرد دل و دین
برنگ خط بتان سبزهائے کرناتک

ببین بچشم بتان میبرد چه سرمه بکار
غبار کشور گوهر صفائے کرناتک

فزون بود بمراتب ز خسروان عجم
بطمطراق تجمل گدائے کرناتک

عجب مدار گر از شوق بسته ام زنار
ولم ربوده بت خوش ادائے کرناتک

دل شکسته دروهائے تازه گلدست
باین صفت چمنے کو سوائے کرناتک

ز سیب نار بهشت آرزو چه بهره برو
مگر دوباره چشند انبهائے کرناتک

کسے نیافتم اینجا ستم کش افلاس
فگنده سایه بعالم همائے کرناتک

درین طربکده آثار غنچه نتوان یافت
که یک گلست سراسر فضائے کرناتک

گلے درین چمن از رنگ نازے خالی نیست
پریست جلوه گر از شیشهائے کرناتک

یکی ز صد نتوان گفتن و صد آرے ز هزاره
بدور لیل و نهار از ثنائے کرناتک

ز جنس نافهائے و شجر زرباف
کشیده سر بفلک خیمهائے کرناتک

ز کشت زار کرم میدهد بجب امید
بجائے دانه گهر خوشهائے کرناتک

بنشاه طرب انبساط شاکر ما
فزون ز بادهٔ نابست لائے کرناتک

ولہ

ظلم ست وضع هر شی در غیر موضع او
عرفان چو رو نماید بر اهل آن مبارک

آئینه حضوری جائے حضور حسن است
دیدار دیدن او بر حاضران مبارک

آشفته شد نه تنها جانم بآن دو گیسو
بیدار بودن ما بر پاسبان مبارک

ردیف لام

در بهاران میفزاید رونق خیار گل — موج آبی تازه می آید بروی کار گل
جلوهٔ حسن خزان کم نیست از جوش بهار — میرباید هوش بلبل شوخی رفتار گل
رنجها باید کشیدن را اینجا مفت نیست — گل توانی چید اگر بینی جفای خار گل
نیست آسان محرم راز ادب سنجان شدن — هست هر برگی زبان خامش گفتار گل
فکر گلرویان کند شاکر اگر جا در سرم — میشود دستار من رنگین تر از دستار من

وله

شور جنون فکنده در آفاق بوی دل — تسخیر کرده هر دو جهان هایهوی دل
جولان کس بعالم معنی نمیرسد — سعی قدم کجا و کجا جست و جوی دل
مینا ز می تهی کن و ساغر بسنگ زن — لبریز راز کن ز محبت سبوی دل
غنچه با انتظار آن تبسم میکشد — کی نسیم صبح بگشاید گره از کار دل
ای خریدار محبت از متاع درد و داغ — هر قدر خواهی مهیا گیر در بازار دل

وله

تا خیال آن پریرو تنگ دارد در بغل — شیشهٔ دل صد هزاران رنگ دارد در بغل
از دل زاهد کجا سختی برون خواهد شدن — شیشهٔ قلبی ست کاین بی ننگ دارد در بغل
فاضل همعنی این عصر از بهر جدال — خشت جای نسخهٔ فرهنگ دارد در بغل
تا کند وضعم باهل عالم اندک ارتباط — گل بجای خشت بهر جنگ دارد در بغل

وله

بخوبی نیست چون رویش دگر گل — کجا این رنگ و بو باشد بهر گل
درین گلزار بی آن مهر تابان — جمال آب رنگی نیست در گل
بدنیا بسکه دل بستند یاران — شگفته نیست یک خاطر مگر گل
چو شاکر گشت تسلیم رضایش — برنگ شاخ گل شد سربسر گل

وله

باتفاق تو ان عالمی مسخر کرد — برآ اگرچه به آئین یار صحبت گل

برنگ و بوی دو عالم مسخرست اینجا | بدوش شاه و گدا میبند رایت گل

وله

گر الفت علی ست بجانت چو آئینه | از کوثر قبول کنی شست و شوی دل

وله

طبع یارم گلشن ست و صفحهٔ رخسار گل | بلکه در پیشش خجالت می کشد صد بار گل

گر ز مستی نرگسش ساغر نگیرد در چمن | می نشیند گوشهٔ چون زاهدان بیکار گل

از دوام رنگ دارد حسن او نسبت به حق | جلوه گر شاکر بباغی میشود یکبار گل

حرف میم

خاطرم دارد هوس تا حرف مشکل بشنوم | از لب آئینه یعنی چیزی از دل بشنوم

آرزو دارم که رمزی از لب جان بخش یار | با ادب از دور بنشینم مقابل بشنوم

واعظ بیدرد از افسونهای پوچم می کشد | پند جان بخشی مگر از صاحبدل بشنوم

بیدل صاحبدل شاکر چه خوش فرموده است | هرچه لیلی گویدم باید ز محمل بشنوم

وله

بی جهالت ز چمن جام تمنا نکشم | گر نماید بهشتم بهره آنجا نکشم

تیغ و خنجر نشود سد ره الفت مینا | محو تسلیم تو ام گردن از ینها نکشم

عشرت زندگی اینست که دلدار اینجاست | ورنه زین یک دو نفس منت بیجا نکشم

بچه کار آیدم این دست معطل فردا | شاکر امروز اگر دامن او را نکشم

وله

وقت آنست که دل محو پریزاد کنم | گوشهٔ حیرتی از آئینه ایجاد کنم

جنت و جوی خرم پایهٔ جامی دارد | کو جنونی که بطور خودش انشاد کنم

ای تمنا با ادب باش که آن محرم راز | حرف دل می شنود بهر چه فریاد کنم

وله

بسکه شوقت بدل ز نشتر زده ایم | نفسی غیر آه کم زده ایم

نسخهٔ دل نقوش او دارد | بر خیال دگر قلم زده ایم

وله

لباس آن پریرو از پر طاؤس می بافم
ز داغ بشمعش کرتهٔ فانوس می بافم

درین گلشن بسرے تنگ رنگ همتی دارم
همین نام و پیراهن ناموس می بافم

وله

تماشای بهار همیشه حالی میکنم
خانهٔ دل را ز فکر غیر خالی میکنم

مخمل و دیبا بخواب خاکساری کی رسد
زین قماش از بهر تارش فرش قالی میکنم

خانهٔ بهتر درینجا از بنای عجز نیست
ظرف دل از خاکساریها سفالی میکنم

وله

در وصف خط او سخنم سبز شد مدام
چون خضر یافت ز آب بقا لبم

جز درد نام او نبود آرزو دگر
با دل موافق ست درین مدعا لبم

شاکر درین دکان هوس همچو آئینه
جنسی نچیده است ز یک مدعا لبم

وله

تا یاد یار را ببر خود گرفته ام
خوش میوهٔ ازین شجر خود گرفته ام

در کیش خاکساری عاشق دمی کجاست
از نقش پای او اثر خود گرفته ام

وله

از جوش فیض دیدهٔ بیدار شاکرم
فال مراد ازین سحر خود گرفته ام

وله

هر شبنم بیدار دارد حیرت افزا جلوهٔ
مینرم چشمک چو انجم پاسدار کیستم

میرمی از برم اینشوخ و بیت می سازم
چه شود باز بیائی بسرت جان بازم

شاکر از رهبری باز نا پوست کرد
عشوق ازان درست که شد بال و پر پروانهم

وله

سراغ راحت منزل درین وادی نمی دانم
تلاش جست و جو بیهوده چون ریگ روان دارم

وله

آئینه محو آن رخ گلفام کرده ام
خیل پری بشیشه ازین دام کرده ام

شاکر بغیر شکر ندارم وظیفهٔ
تا دل اسیر آن بت خود کرده ام

یاد آن رخسار کردم گل دمید از پیکرم
نوبهار تازه جوشید امشب از بسترم

با وجود گریه نومید از محبت نیستم
گوهر افشانست در راه بتان چشم ترم

آشنائے شکوہ کی گردد لب تسلیم من
در جفا و جور خوبان از تہ دل شاکرم

وله

آگہ از رمز محبت شد دل دیوانہ ام
گشت لبریز زلال معرفت پیمانہ ام

وله

دل را بسیر دیدۂ خونبار می بریم
دیوانہ را بدیدن گلزار می بریم

مست عشقیم و با سرار جنون پی بردہ ایم
ما عنان دل بعقل دوربین نسپردہ ایم

وله

نامہ بیرنگ ترا قاصدے درکار نیست
ہست بر بال نگہ پیغام از خود رفتنم

شاکر از سپہر جہان بہ نگاہ نارسا
دوختہ از طول امل صد رشتہ بر پیراہنم

وله

نہ درد و داغ وفا سوختم کرا گویم
رنگے ندارد این ہوس فکر کار خود خرم

وله

رستہ ام از غم دلبستگی کار جہان
بستۂ سلسلۂ کاکل پیچان توام

گر غبارم نرسیدہ است بکامی اینجا
روز محشر برسد دست بدامان توام

وله

سوختند از بس درجدائیہا سراپا پیکرم
عالمی گردید پنہان در دل خاکسترم

دانہائے اشک اگر ز ہجر میبرزم بخاک
پای بر تاج شہان دارد ز غیرت گوہرم

می نگارد بسکہ نقش طرۂ او خانہ ام
کوچۂ زنجیر باشد سطرہائے نامہ ام

حرف نون

کیست گوید با تو آن کن این مکن
جز ترحم بر من مسکین مکن

مخمل و کمخواب رنگ اعتبار
دستگاہ بستر و بالین مکن

راہ و رسم ہجر دیرا دل مدہ
پادشاہ خویش را فرزین مکن

وله

ہست دنیا زراعت عقبی
غافل امروز کار فردا کن

وله

خاک درگاہ ترا مالیدہ ام تا بر جبین
کی گذارم چون فروغ مہر بر سر زر جبین

صورت تدبیر ہا میدید و تمثال ہوس
داشت بر آئینہ زانگرا سکندر جبین

بدیدن دل بود مائل چه دیدن دیدن یاران		الهی دور کن ظلمت چه ظلمت ظلمت ہجران

حرف واو

جسم بیجا بینیم ما را دستگاه ناز کو		بال ناپیداست دیگر شوخی پرواز کو
رنگ گلزار جہان شاکر ز فیض اولیاست	وله	غافلست آن که گوید حافظ شیراز کو
از گفتگوی بیهده باید به بست لب		شاکر دران بکوش که آید بکار تو
در ملک دلبری همه جا سکات زوند	وله	صاحب تجلئی یکشور و خوبان غلام تو
بر روی نیک و بد در آئینه هست یار		روشن برنگ صبح بود فیض عام تو
ہر کہ شد مبتلائے تنہا کو		جان نبرد از بلائے تنہا کو
سوخت خود را بآتش دوزخ		ہر کہ شد آشنائے تنہا کو

حرف ہا، ہوز

زلف تو تا دل برد از گره		بہر ہمین بست سراسر گره
ابرویت ای شوخ گره گر زند		لطف نمائے از دل من بر گره
عقده بکار تو ز تر دامنیست		وا نشود ہیچ چو شد تر گره
ہر گرہے نیست ندامت طلب		چشم تامل کہ بود بر گره
زد لب زلف تو شاکر بشوق		از دل صد پاره مکرر گره
جز روئے تست روی دگر دیدنم گناه		یارب مرا نمای بسویت زلطف راه
خم گشت پشت زاہد و آہش اثر نداشت		چون حلقۂ کمان کہ شود چلہ اش تباه
جز درد دل بیار نگفتیم مطلبی		شاکر سخن زیاده کسی چون کند نباه
دل براه انتظار جلوه ات بیچارهٔ	وله	بینوا ان بر حال کردن ترحم پارهٔ

در دمندیها نیامد خالی از آسودگی — شد طپیدنهای ما از بهر دل گهواره

شب بسر بردیم در فکر دل را وانساخت — پشت چشمم بود در انتظار تن بود چون سیاره

از دعایم چون دل احباب فارغ شد زغم — ز نیجه شاکر نباشد حاجت غمخواره

وله

می کند سیر لوح و کرسی و عرش — آنکه گردید خاک پای همه

شور عالم کجا بود بیجا — داشتی گوش بر صدای همه

ردیف یای تحتانی

نیست دردی در دل از عاشقی دم میزنی — نقش بر با دست این آبی که بر هم میزنی

بگذر از تشویش نیاید کی آسوده شو — تا بکی غافل نفس از بیش و از کم میزنی

وله

بمکتوبی دلم را شاد کردی — محبت خانهٔ آباد کردی

دل از نقش دورنگی پاک کردند — ز زنگ آئینه را آزاد کردی

خراب آباد ملک بیخودی را — بخوابم آمدی آباد کردی

نمی آید ز شاکر غیر شکرت — گر انعام و اگر بیداد کردی

وله

بخط جادهٔ تسلیم باید رفت — عنان کار نباشد در اختیار کسی

بسیر این گل و گلزار کی شوم مائل — دلم فریفتهٔ ست لغت بهار کسی

وله

بمردن هم هوس ست از عزیزان بر نمیدارد — کشوده مردهٔ صدساله از حرص کفن چشمی

کجا دوری شود شاکر حجاب ره که مجنون را — ز نیش عشق لیلی گشته هر رگ در بدن چشمی

وله

یک قلم روی زمین زیر نگین عاجزیست — یاد می باید گرفت از بوریا افتادگی

سرکشیها دور هست و خاکساریها بهشت — آرزویم عاجزی و مدعا افتادگی

وله

گوشت آندم ز موزخی شنود — که بفریاد بینوا برسی

وله

گر او آرام جان بودے چه بودے / انیسم یکزمان بودے چه بودے

گل روئے تو اے گلزار جانی / جهان عاشقان بودے چه بودے

وله

نهال ناله می کارم گل سودا بر دارم / اسیر شوق دیدارم تو هم ای شوخ میدانی

وله

صبح گاهے از دل صد چاک من / سیر کن گلزار و گل چین اندکے

وله

ترا از حیرت دل آگهی نیست / طریق پاکبازان را چه دانی

نسوزد تا دلت از آتش عشق / حدیث جانگدازان را چه دانی

ز استغنائے حسنت آگهی نیست / مزاج بادشاهان را چه دانی

تو خوناب جگر نا خورده شاکر / بهائے لعل خوبان را چه دانی

وله

درینجا اختر کاهشهاست مسجود جهان گشتن / مه نو گر به بینی شکل محراب است پنداری

هنرمیهائے دشمن سخت نتوان شد درین دریا / گلو را گر بگیرد قطره گرداب است پنداری

وله

اگر از لطف بکاشانۂ ما می آئی / دل و جان ما فدایت که بجا می آئی

بر سر خاک شهیدان گذرت افتاده است / که تو امروز چنین لعل قبا می آئی

وله

جان ز تن خواهد رمیدن فکر کار خویش کن / گر سلیمانی که روزی داغ این خاتم شوی

از دو عالم گوئے اقبال سعادت برده / گر به نیکان یکنفس از صدق دل همدم شوی

چون نباشد کار و بارت بی ریا شاکر چه سود / گر به بخشش شهرهٔ آفاق چون حاتم شوی

وله

قصر جهان ندارد بنیاد پایداری / در گل نشسته نیمی رفته بآب نیمی

آسوده نیست درینجا با اعتدال سیاست / یعنی بسایه نیمے در آفتاب نیمی

زین بحر قطره ها را یکسان نمی توان یافت / چون گوهرست نیمے همچو حباب نیمی

معموری جهان بود چون شیشهائے ساعت / آباد گشت نیمے تا شد خراب نیمی

زان اشکها که در هجر شما ز دیده ریزد ... چو شعله هست نیمی همرنگ آب نیمی

وله

خاک ما برباد خواهد داد آخر آسمان ... دانه چون بشکست دارد زحمت پرویزنی

همچو عیسی نیست ممکن رو بمقصد بردنش ... هر که با خود دارد از اسباب دنیا سوزنی

وله

همه تن حضور گردد دلت از فروغ حیرت ... اگر از ادب زبانی بصفا رسیده باشی

وله

شمع بزم ماست امشب روئے تابانِ کسی ... باده در جام ما ز لعل درخشان کسے

عمرها شد از بد و نیک دو عالم فارغیم ... نیست ما را از خیال کفر و ایمان کسے

فارغیم از خلد رضوان در خیال عارضش ... نیست ما را آرزوئے باغ و بستان کسے

وله

قدم بردار ازین گلزار کلفت سوئے صحرائے ... مگر بوئے برد دل از گل خودروئے صحرائے

ز اسبابِ تعلق خویش را بیگانه کن شاکر ... اگر وارستگی خواهی نشین پهلوئے صحرائے

وله

جهان را بیک چشم اگر دیده باشی ... بد و نیک هستی چه فهمیده باشی

ندیدی سرانجام احوال خود را ... چه حاصل دو عالم اگر دیده باشی

وله

دوریت نیست کم از رنجوری ... می طپم عمرهاست از دوری

وله

الٰهی با طرب پاینده باشی ... برنگ گل سراپا خنده باشی

از خردمندان قدم برتر زند تدبیرے ... مید مد در پائے شیران سبزهٔ زنجیرے

هر دو عالم حاصل سوز محبت آمده است ... نغمه با تاثیر شد نخواه در جا گیرے

وله

ساختهٔ عاشقم باز پشیمان توئی ... منتظرم بر رهت پائے بدامن توئی

باخته ام جان و دل تا عوض آمد بدست ... در تن و در جسم من هم دل و هم جان توئی

عشق تو برباد داد صبر و قرار دلم ... خاک ضعیف مرا رهبر جولان توئی

چون تو بتان را کجاست صد هنر دلبری ... مالک دلها شدی صاحب سامان توئی

از تو بود هرچه هست لیک زروئے ادب — درد نگوییم ترا صورت درمان توئی
ذره صفت شاکرست محو فروغ رخت — بر فلک دلبری مهر درخشان توئی

وله

خوبان تمام انجم و خورشید آن یکے — از گلرخان بهر دلم جز همان یکے
کثرت نمودست بجز پردهٔ خیال — در پیش چشم آمده و هفت آسمان یکے
دل داده ایم ما بهمان یک نگار و بس — چون ممتحن یکیست بود امتحان یکے
نیرنگ این جهان نفریبد اگر دلت — گردد به پیش تو بهار و خزان یکے
وضع خوشست اشاره توحید میکند — جز یک سخن مگوئے که باشد زبان یکے
شاکر فریب ظاهر و باطن نمیخوریم — با ما چو یار هست نهان و عیان یکے

وله

فریاد و ناله است صد آه و فغان یکے — مقصود ما ز شور جهانست آن یکے
چون یکدلی مفید سرانجام کارهاست — غم نیست گله را اگر آمد شبان یکے
نقصان براستی نشود جمع هیچ جا — بالید پائے پائے سرو روان یکے

وله

زکوئے یار خبر باید از هزار یکے — بقصد صید جهان میکند شکار یکے
باختیار تو کردیم کارها و نبود — بهیچ وجه از انها باختیار یکے

وله

احتمال صدق با کذب خبر باشد یکے — نیک و بد محسوس در پیش نظر باشد یکے
ظاهر و باطن همان یک جلوه یارست و بس — در خبر باشد یکی و در نظر باشد یکے
محنت و آرام یکرنگانه صحبت داشتند — پیش تسلیم و وفا چون خیر و شر باشد یکے
سعی دنیا را مکن نسبت بعیش آخرت — راحت و آسودگی با سفر باشد یکے

وله

زاختلاط اهل اغراض است نفرت ایمنی — به بود زین آشنائیها رم بیگانگی
دام پنهان کی نماید صید را راه امان — آفت نفس ست پیش از دشمنان خانگی

گر نزاد در وادی عشقش نباشد زهرهٔ
همتی دریوزه کن از عالم مردانگی

وله

می شود ز گوهر مقصود دامنش
گر پیروی بدیدهٔ گریان کند کسی

پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل
آمد خزان چو سیر گلستان کند کسی

هر آفتی که هست ز گوش و دست و چشم
تا چند احتیاط ز یاران کند کسی

جز جان ناتوان چه بود در بساط مور
گر عرض هدیه اش بسلیمان کند کسی

وله

بازی دهد مرا ز گل رعنای طبع تو
گاهی چو رنگ پخته گهی خام می شوی

از سعی ما چه فائده حاصل شود بگو
از خویش میرویم که تا رام می شوی

وله

مژدت ای دیده چو آئینه بجز حیرت نیست
تا بهر رنگ درین باغ تو وا میگردی

دولت راحت اگر کس برد از سایهٔ تو
جلوه پرواز پر و بال هما میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی
اوج امید گرفته است چو من پای علی

نیست یک جزو وجودش ز کرامت خالی
حل مشکل شود از ناخن زیبای علی

برگ برگ چمن امروز چراغان کرده است
چهره افروخت درین باغ سراپای علی

میشود زنده بحرفش تن بیجان مشتاق
چشمهٔ آب حیات است سخنهای علی

راه مقصود باین نور به بیند همه کس
روشنی داد بخورشید و مه رای علی

میبرد قیمتش افزون ز دو عالم شاکر
بی بها هست بس گوهر یکتای علی

رباعیات

منزلگه عاشقان مکانی دیگر است
در سیر نگاه شان جهانی دیگر است
در دیر و حرم گر نروم معذورم
پیشانی من بر آستانی دیگر است

گردید سفید مویت از پیریها   داری ز خضاب صولت شیریها
چشمت مژه ریخت در تماشا و هنوز   با هرزه نگاهیست بدل سیریها

وله

از جور تو ام لطف نهانی دگر است   با دل ز خیالت امتحانی دگر است
هر چند میکشی ز شوق هیهات   هر دم به تنم چو شمع جانی دگر است

وله

شور دل هر کس ز جهانی دگر است   در جبر که عاشقان فغانی دگر است
زین ناله و آه نتوان برون   در عالم عشق امتحانی دگر است

وله

مهرت بدل خلق بیاض بغلی است   خطش وسط است نی خفی و نه جلی است
چون آئینه روی عالمی جانب تست   وضع تو ز بسکه خوگر صاف دلی است

وله

هر چند جهان نقش نگینت باشد   یا خنگ فلک بزیر زینت باشد
هر گاه بحال خویش وا می نگری   او نیست که در سجده جبینت باشد

وله

من با تو چو شیشها بمل نزدیکم   با آب بقا ز وضع مل نزدیکم
در پیش تو ام گرچه بظاهر دورم   ای غنچه بتو چو بوی گل نزدیکم

وله

دریاد تو ام از تو جدا نزدیکم   چون دل بخیال مدعا نزدیکم
وا بیم بتو روی هر کجا خواهی بود   وا بیم بتو چون قبله نما نزدیکم

وله

از حسن خیالت بصفا نزدیکم   وز پرتو مهرت بضیا نزدیکم
از یاد خدا چو غفلت ممکن نیست   من در یاد تو با خدا نزدیکم

وله

ای آنکه بحسن خویشتن مغروری   بر بستر ناز و خرمی سروری
شاکر چو غبار جلوه گاهت باشد   گر بر سر رفتار نه معذوری

آصفؔ ثانی تخلص آصفؔ

آصف تخلص ۔ میر محبوب علیخان نام ۔ فتح جنگ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر ششم خطاب ہے ۔ آپ غفران منزل میر تہنیت علیخان افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ پنجم بادشاہ دکن کے صاحبزادے بلند اقبال ہین ۔ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ شب ششم ماہ ربیع الثانی یوم جمعہ عید المومنین ۱۲۸۳ سنہ ہجری شہر حیدرآباد دکن مین واقع ہوی ۔ پیدا ہوتے ہی خوشی و مبارکبادی کے رسوم تجمل و تزک کے ساتھہ ادا ہوئے ۔ یعنی چند توپین بتقریب ولادت سَلک کی گئین ۔ اور خوشی کے نقارے اور مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے ۔ تمام ارکان دولت و امرائے سلطنت و مشائخ دکن و علمائے زمن نے تہنیت کی نذرین پیش کین ۔ غفران منزل فرزند دلبند کی میلاد سے بہت ہی خوش ہوئے ۔ کثرت خوشی مین امرا و مشائخ و علما و فقرا کو انعامات وافرہ و خلعتہا فاخرہ سے سرفراز کیا ۔ خوانق و مساجدین فقرا و غربا کے لئے طعامہائے لذیذ و حلوائے شیرین بھیجے ۔ و طوائف ارباب نشاط بھی صلات و انعام سے مالامال ہوئے چند روز تک راگ و رنگ کا جلسہ آوازہ مزمار و چنگ کا ہنگامہ گرم رہا شعرائے زمانہ نے تاریخی قصائد پیش کئے ۔ صب مناسب انعام ہا و جب سے ممتاز ہوئے ۔ حسب معمول قدیم دستور کے موافق پیشکاری و دیوانی سے منجے تجمل و عظمت کے ساتھہ حضور مین بھیجے گئے اسیطرح امیر کبیر کے جانب سے بھی مراسم مبارکبادی ادا ہوئے ۔ حسب الحکم حضور آپ کی تربیت و رضاعت و حضانت کے لئے متعدد اتائین اور دایائین مقرر کی گئین ۔ بقول

بعض مخبرین چار انّائین اور چار ماائین خادمہ معین ہوئین۔ پس آپکا نشو و نما حیدر آباد فرخندہ بنیاد کی آب وہوا کی آغوش مین ہونے لگا۔ اور راتدن خوشی کے گہوارہ مین روز بروز نونہال چمن کی طرح بڑہنے لگا۔ اور آپ کی حضانت و رضاعت کا اہتمام آپکی جدہ ماجدہ مخدومۂ جہان دلاور النسا بیگم صاحبہ کے سپرد تہا۔ مخدومہ آپکی نگرانی عمدہ طرح سے فرماتی تہین۔ کثرت محبت سے آپ پر جان نثار ہوتی تہین آپ کو ایک منٹ بہی نظر سے جدا نہین کرتی تہین۔ حضرت مغفرت منزل آپکو کبہی کبہی دیدار کے لئے طلب فرماتے تہے۔ انّائین و ماائین پیش کرتی تہین۔ حضور نور چشم کے دیکہنے سے خوش ہوتے تہے۔ انّاؤن کو بیشمار انعام دیتے تہے۔ حضور مغفرت منزل کے ہاتہہ مین زر و جواہر مردود تہا۔ کبہی زر و جواہر کے طرف التفات نہین کرتے تہے۔ حاتم و معن بن زائدہ۔ و برامکہ و برامکہ کے اسا کو صفحۂ زمین سے مٹاتے تہے چنانچہ آپ کے و حضور مرحوم کے مفصل حالات و سیر و عادات محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین ذکر کئے جائین گے۔ شعرا و مورخین نے آپ کی ولادت کی تاریخین فقرات ذیل سے بحساب جمل بر آمد کی تہین۔ **ھو ھذا**

امیر افضل الملک	چراغ دکن	ہو المختار
۱۲۸۳ سنہ ہجری	۱۲۸۳ سنہ ہجری	۱۲۸۳ سنہ ہجری

پس آپ سرو تازہ کی طرح نشو و نما مین ترقی کرنے لگے۔ جب آپ دو برس آٹہہ مہینے کے ہوئے تب یکایک تیرہ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۵ سنہ ہجری مغفرت منزل عالیجناب افضل الدولہ بہادر جو آپ کے والد بزرگوار تہے اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ اس حادثہ سے امرا و اہل ریاست کو سخت رنج و غم ہوا

شہر مین خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ نوحہ و گریہ کا شور و غوغا بلند ہوا۔ محلسرا و شہر کے دروازے
بند کئے گئے۔ نواب مختار الملک بہادر نے دفن سے قبل بمشورۂ امیر کبیر شہر مین
آپ کے حکمرانی کی منادی کردی تھی تاکہ کوئی فتنہ برپا نہو جائے۔ منادی ہوتے ہی
عام و خاص مطمئن ہوئے۔ صاحب عالیشان مسٹر سانڈرس رزیڈنٹ حیدرآباد
و کرنل ٹوڈی صاحب مددگار رزیڈنٹ نواب مختار الملک کے پاس آئے۔ ملاقات
کرکے فی الفور چلے گئے۔ پھر مختار الملک بہادر کے حکم سے شہر کے دروازے کھولے گئے
مدار المہام اور امیر کبیر و دیگر امرا و علما و مشائخ و دفتر بادشاہی محل مین جمع ہوے مرحوم
کی تجہیز و تکفین کرکے نعش مقدس کو مکہ مسجد مین لائے۔ نماز جنازہ ادا کرکے
مسجد کے صحن مین سکندر جاہ کے دہنے جانب مین دفن کئے۔ دفن و کفن مین نصف شب
گذر گئی تھی۔

جلوس اعلحضرت

پھر ہندرہ تاریخ سوم کی فاتحہ مین کل امرا و صاحبان سیف و قلم مثلاً سر سالار جنگ
مختار الملک و نواب شمس الامرا بہادر و مقدم جنگ جمعدار عرب و راجہ نریندر پرشاد
بہادر پیشکار جمع ہوئے۔ فاتحہ و ختم قرآن سے فارغ ہو کے مراسم تعزیت ادا کئے
اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بھی مع دو افسرون کے تشریف لائے
اور ماتم پرسی کرکے چلے گئے۔ پھر سولہ تاریخ ماہ مذکور دربار منعقد ہوا۔ مدار المہام
و امیر کبیر و پیشکار و ارکان دولت و جمعداران ریاست و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب
بہادر مع مسٹر فریزر صاحب و ڈاکٹر ونڈو صاحب وغیرہ افسران جلیل القدر
حاضر دربار ہوئے۔ اور حضور کے تخت نشینی کی تیاری ہوئی۔ اسوقت آپکی عمر شریف

تین برس آٹھہ مہینے کی تھی۔ نواب سر سالارجنگ مختار الملک بہادر حضور کو سفید لباس و دستار مع طرہ زیب بدن کر کے گود مین لائے اور تخت نشین کئے۔ جناب عالیشان سانڈرس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے فرمایا مبارک ہو۔ جلوس ہوتے ہی سلامی کی توپین داغی گئین اور خوشی کے نقارے بلند آوازہ ہوے۔ تمام امرائے حاضرین نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ اور دربار مین یہہ امر قرار پایا کہ نواب مختار الملک بہادر مہمات سلطنت کے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر تا سن شعور نائب حضور رہین۔ نواب مختار الملک بہادر نے مقرر کر دیا تہا کہ دستور قدیم کے موافق معززین امرا و اہل مناصب جمعداران وغیرہم روزانہ سلام و مجرا کے لئے دولتخانہ پر حاضر ہوا کرین۔ حسب الحکم تمام حاضر ہوتے تہے۔ سلام و کورنش ادا کرتے تہے اور خود نواب صاحب امیر کبیر بہی تشریف لاتے تہے۔ آداب و کورنش بجا لاتے تہے اعلیحضرت کی خیر و عافیت استفسار کر کے رخصت ہوتے تہے۔ جب آپکی عمر شریف پورے چار سال کی ہوئی۔ تب آپکی تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر مین اس جشن کے چرچے کوچہ بکوچہ محلہ بمحلہ ہو رہے تہے۔ تمام اہالی دکن اس جشن کے سراپا مشتاق تہے۔ الحمد للہ کہ وہ زمانہ آیا مشتاقان جان نثار کی مراد بر آئی۔ اور تمام کی دعاؤن نے قبولیت کا اثر پایا۔

جشن تسمیہ خوانی و تعلیم کا ذکر

جب حضور چار برس کے ہوے۔ تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر آرائش سے سجایا گیا۔ شہر کے تمام امرا و اہل مناصب ملازمین کو تورے و جوڑے تقسیم کئے گئے بتاریخ دہم شعبان ۱۲۸۷ھ ہجری بڑی عظمت و شان سے دربار منعقد ہوا۔ ارکان دولت

وامرائے ریاست وعلما وفضلا وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی
خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ ارکان دولت نے مبارکباد کی نذرین پیش کین
پھر آپ کی تعلیم کے لئے جامع العلوم حضرت مولوی محمد زمان خان صاحب
شہید ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے مقرر کئے گئے۔ شہید مرحوم آپکو نہایت ملائمت
وسہولت سے تعلیم فرماتے تہے۔ جب ساتہہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۲ سنہ ہجری مین مولوی صاحب
ایک مہدویہ افغان کے ہاتہہ سے شہید ہوئے۔ تب نواب مختار الملک مدار المہام نے
بجائے شہید مرحوم برادر شہید مولوی مسیح الزمان خانصاحب کو مامور کیا۔ مولوی صاحب
کے متعلق اور بہی مہمات محلات وغیرہ تہے بناءً علیہ مولوی صاحب نے حسب الاجازت
مدار المہام اپنے دو مددگار ایک حافظ حاجی مولوی انوار اسد صاحب قندہاری حیدرآبادی
دوسرے مولوی محمد اشرف حسین صاحب سہسوانی کو مقرر فرمایا۔ یہہ دونون بزرگ
اوقات معینہ پر حاضر ہوتے تہے۔ اور تعلیم دیتے تہے۔ لیکن تعلیم کی نگرانی مولنا کے
سپرد تہی۔ اعلیحضرت کی طبیعت مین ذکاوت وفطانت خداداد تہی۔ آپ اردو
فارسی مین ایسے مستعد ہوگئے کہ املا وانشا درست وصحیح لکہنے لگے۔ اور سنہ مذکورہ
مین آپ کی انگریزی تعلیم کے لئے ولایت سے مسٹر کلارک صاحب بلائے گئے۔ اور
آغا مرزا بیگ المخاطب سرور جنگ سرور الدولہ سرور الملک دہلوی کو کلارک صاحب کا
مددگار کیا۔ اور میرزا محمد علی بیگ المخاطب افسر جنگ افسر الدولہ افسر الملک بہادر
بن میر ولایت علی بیگ فنار رسالہ دار نیزہ بازی وجمناسٹک لان ٹینس وکرکٹ
وپولو وغیرہ فنون سپاہگری کے تعلیم کے لئے اور ٹیپو خان بہادر شہسوار سواری
سکہلانے کے لئے۔ اور منشی مظفر الدین خان بہادر خوشنویس۔ ومرزا نصر اللہ خان بہادر

دولت یار جنگ وغیرہم مقرر کئے گئے۔ تمام اساتذہ آپ کو علوم وفنون کی تعلیم نہایت سہولت کے ساتہہ فرماتے تہے۔ آپ نہایت ہی ذہین وفہیم تہے سرعت کے ساتہہ علوم وفنون مین ترقی کرتے گئے۔ تائید الٰہی سے فارسی وعربی وانگریزی وفن سپاہ گری مین ایسی لیاقت حاصل کی کہ آپ ہی اپنا نظیر ہوئے۔ تقریر وتحریر مین بہی بے نظیر۔ انتظام وتدبیر مین بدر منیر مین اللہم زد فزد

آپکی جلوسی سواری کا ذکر

سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین آپ کی پہلی سواری جلوسی دستور قدیم کے موافق دارالامارہ حیدر آباد سے نہایت تجمل وتزک شاہانہ کے ساتہہ برآمد ہوئی۔ تمام افواج عرب وحبشی وافاغنہ سوار وپیادہ جلوس مین ہمرکاب تہے۔ رعایا کا ہجوم کثرت سے تہا۔ در ودیوار پر تماشائیون کا مجمع تہا۔ تمام اپنے بادشاہ نونہال بلند اقبال کے دیدار سے خوش ہوتے تہے سواری کے مقابل ہوتے ہی تمام سرو کی طرح تعظیماً ایستادہ ہوتے تہے اور اپنے مالک کو محبت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ اور صدق دل سے دعا دیتے تہے الٰہی اس روشن چراغ سلطنت کو تا ابد روشن رکہہ۔ سواری تجمل شان کے ساتہہ فرمان باڑی عرف لالہ گوڑہ پہنچی۔ وہان تہوڑی دیر توقف کرکے مراجعت کی۔ مراجعت کیوقت رزیڈنسی کوٹہی مین اترے۔ رزیڈنٹ صاحب نے استقبال کیا۔ کوٹہی مین تہوڑی دیر قیام کرکے رخصت ہوئے۔ وہان سے آکے محلسرا مین داخل ہوئے۔ آپ کی جدہ ماجدہ نے فقرا ومستحقین کو بیشمار صدقات دئے۔

دہلی کا سفر بتقریب جشن قیصری بعہد لارڈ لیٹن گورنر جنرل ہند

اعلیحضرت بتقریب جشن قیصری ۱۹ تاریخ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر

و امرائے ریاست شاہانہ شان کے ساتھہ اسپیشل ٹرین پر سوار ہوکے دہلی روانہ ہوئے

۴ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور مین دہلی پہنچے۔ آپ کے پہنچتے ہی توپخانہ شاہی سے

۲۱ ضرب اتواپ سلامی سر ہوئین۔ دوسرے روز گورنر جنرل ہند بہی وارد ہوئے

نہم تاریخ ماہ ذیحجہ اعلیحضرت مع مختار الملک بہادر و امرائے دولت گورنر جنرل لارڈ

لیٹن صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ لارڈ صاحب کے خیمہ گاہ مین پہنچتے ہی

۲۱ ضرب اتواپ سلامی شلک ہوئین۔ گورنر جنرل نے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی

اعلیحضرت نے ایک عربی گہوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا۔ ویسرائے نے منظور فرمایا

پہر آپ نے فرودگاہ پر مراجعت کی۔

۱۰ تاریخ ماہ مذکورہ مین نواب گورنر جنرل بہادر اعلیحضرت کے فرودگاہ پر بازدید کیلئے

تشریف لائے۔ توپخانہ آصفی سے ۲۱ ضرب توپ سلامی شلک ہوئی۔ اعلیحضرت

گورنر جنرل سے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ ملے۔ تہوڑی دیر کے بعد ویسرائے

بہادر رخصت ہوئے۔

۱۴ تاریخ مذکورہ کو راجہ بنارس۔ و راجہ جیپور۔ و راجہ ریوان۔ و راجہ ہلکر والی اندور

اعلیحضرت کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ تمام سے حسن اخلاق و محبت کے ساتھہ ملے

تمام حضور کی ملاقات سے محظوظ ہوئے۔

۱۵ ذیحجہ سنہ صدر مین دربار قیصری منعقد ہوا۔ تمام راجے و مہاراجے و رؤسائے ہند

دربار مین رونق افزا ہوئے۔ اعلیحضرت بہی مع امرا پہنچے۔ اعلیحضرت کی کرسی

گورنر صاحب کے مقابل مین حضور کے داہنے بائین جانب امرائے آصفیہ۔ اور امرائے

آصفیہ کے بعد حسب مراتب راجگان و نوابان ہند تہے۔ لارڈ صاحب نے اسپیچ پڑہی

اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ (ملکہ کوئین وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا -)
جلسہ کے بعد توپخانہ شاہی سے سلامی کی توپین سر ہوئین - جلسہ برخاست ہوا -
۱۹ ماہ مذکور کو بیگم صاحبہ والیہ بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات کی - اعلیحضرت
حسن اخلاق سے ملے - تہوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئی -
۱۲ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین اعلیحضرت دہلی سے حیدرآباد روانہ ہوے - ۲۷ ذیحجہ
مع الخیر والعافیہ شہر حیدرآباد مین داخل ہوئے - اُس روز تمام رعایا و اہل شہر نے
بہت خوشی منائی - اسٹیشن سے شہر تک درو دیوار نقش و نگار سے اراستہ
کئے تہے - جا بجا کمانین بنوائین تہی - سڑک کے دونون طرف سُرخ سبز جہنڈیان
قائم کین تہین - اور راتکو تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی - اعلیحضرت نے علما
و فقرا کو بیشمار انعام عطا کیا -

اعلیحضرت کا دورہ بطریق سیر رائچور و گلبرگہ و اورنگ آباد

پندرہوین سنہ جلوسی مین اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر اول مع
مصاحبین ۲۷ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین گلبرگہ تشریف فرما ہوے -
گلبرگہ مین پہنچ کے قلعہ و تعمیرات قدیمہ کو دیکہہ کے تعمیرات جدیدہ جنکو نواب
اکرام اسد خان المخاطب نواب یار جنگ بہادر نے تعمیر کی تہین - مثلاً گلزار حوض
بازار آصف گنج - و باغ گلشن وغیرہ دیکہکر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا - اور
مجلس کے دار الصنائع کو بہی ملاحظہ کیا - نواب یار جنگ نے آپکی تشریف آوری
کی تقریب مین شہر کو آرائش سے آراستہ کیا تہا - اور راتکو شہر مین روشنی
کی گئی تہی - آپ کی تشریف آوری کی بیحد خوشی منائی تہی - اور تین روز اعلیحضرت

گلبرگہ مین رونق افروز رہے۔ اور ۲۹ تاریخ ماہ مذکور مین تعلقہ ضلع و عدالت ضلع و خزانہ کا ملاحظہ فرمایا۔ دفاتر کی درستی و خزانہ کی حفاظت دیکھہ کے بہت خوشی ظاہر کی۔ پھر محبوب گلشن و چڑیا خانہ و مکان کلب کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی غرہ ربیع الاول ۱۳۱۸ ہجری گلبرگہ سے اورنگ آباد روانہ ہوے۔ وہان رونق افزا ہوکے بزرگان سلف و اولیائے کرام و جد اعلی آصفجاہ اول مرحوم بانی ریاست آصفیہ و بادشاہ عالمگیر خلد مکان کی زیارت کی ہر ایک بزرگ کی درگاہ کے سجادہ و مجاورین کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور بزرگون کے قبور پر غلاف چڑہائے اور اشرفیان نذر دین۔ علما و فقرا کو خیرات و صدقات سے ممتاز فرمایا۔ ۱۴ تاریخ اورنگ آباد سے مع الخیر و العافیت حیدرآباد مین داخل ہوئے۔ تشریف آوری کے روز اہل شہر نے بموجب سابق حسن عقیدت سے بہت خوشی منائی۔

اب وہ زمانہ قریب تھا کہ اعلیحضرت مہمات سلطنت و اقتدارات و اختیارات مملکت کی باگ اپنے اختیار مین لین۔ یکایک مختار الملک بہادر اول کی وفات حسرت آیات کا واقعہ پیش آیا۔ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ڈیوک آف میکلنرک بطریق سیر حیدرآباد مین آیا۔ نواب مختار الملک بہادر نے آپکی دعوت کا اہتمام میر عالم کے تالاب پر کیا دعوت مین صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و افسران فوجی بھی مدعو تھے اسی دعوت کے جلسہ مین یکایک دہی رات کو سوء ہضمی سے نواب صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی۔ ڈاکٹری و یونانی معالجہ کیا گیا مگر کچھہ مفید نہین ہوا۔ آخر ۲۹ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری بروز پنجشنبہ ساڑہے ساتھہ بجے شام کو بعمر (۵۲) برس کی عمر مین عالم آخرت کو روانہ ہوئے۔ بروز جمعہ دس بجے دائرہ مین

مدنون ہوئے۔ اس وزیر نامور کی رحلت سے اہل دکن کو سخت رنج والم ہوا۔ اور اعلیحضرت کو اس حادثہ عظیم کا نہایت ہی اندوہ غم ہوا۔ جب جنازہ مرحوم کا پورانی حویلی کیطرف سے گذرا تو آپ جنازہ کو دیکھہ کے آبدیدہ ہوئے۔ مرحوم کے دونون فرزند زندہ درگور تھے۔ جنازہ کے ساتھہ خلایق کا ہجوم تین پچیس ہزار سے زیادہ تھا۔ شہر مین گھر گھر کہرام مچگیا تھا۔ ہر ایک کوچہ و بازار مین محشر کا سما نمایان تھا۔ نوحہ و گریہ کا شور وغل فلک الافلاک تک پہنچا تھا۔ مرحوم کے بعد راجہ نرہندر پرشاد بہادر منصرمانہ مدارالمہامی پر معین رہوئے۔

سفر کلکتہ واقعہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

حسب الطلب ویسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن صاحب سولہ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری روز دوشنبہ شہر حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے آپکے ہمرکاب امرائے ذیل تھے مہاراجہ پیشکار بہادر۔ نواب شمس الامرا بہادر۔ نواب فخرالامرا بہادر۔ نواب ظفر جنگ بہادر۔ نواب میر لائق علیخان مختار الملک ثانی۔ نواب میر سعادت علیخان منیر الملک۔ فخر الملک بہادر۔ نواب اکرام جنگ بہادر۔ نواب قدیر جنگ بہادر نواب سرور جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ راجہ مرلی منوہر بہادر۔ راجہ گردہاری پرشاد بہادر۔ نواب میر حشمت علی صاحبزادہ۔ و نواب میر منور علی صاحبزادہ۔ حکیم الحکما میر وزیر علی صاحب۔ ڈاکٹر صفدر علی صاحب۔ سی کلارک صاحب بہادر۔ ولکنس صاحب بہادر۔ وڈالبس صاحب بہادر وغیرہ تھے آپ ۲۰ تاریخ ماہ مذکور کلکتہ مین مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ توپخانہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپون کی سلامی ادا ہوئی۔ آپ گورنر جنرل بہادر ہند سے ملے

دیر تک باہم مکالمہ ہوتا رہا۔ گورنر جنرل بہادر آپ کی تقریر و چستی دیکھہ کے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ آپ تخت نشینی و حکمرانی کے لائق ہین۔ اللہ مبارک کرے۔ آپ ربیع الآخر ہی مین تخت نشین کئے جائین گے۔ آپنے شکریہ ادا کرکے فرمایا آپ بہی حیدرآباد تشریف لائے۔ اور مجکو شرکت جلسہ تخت نشینی سے خوش کیجئے۔ گورنر بہادر نے خوشی سے آپکی دعوت قبول کی۔ زبان مبارک سے فرمایا مین ضرور حیدرآباد آونگا۔ دربار برخاست ہوا حضور رخصت ہوکے فرودگاہ پر آئے

۱۹ ماہ صفر سنہ مذکورہ مین محمد رحیم الدینخان و نصیر الدینخان حیدر میسوریہ۔ و جہانگیر مرزا محمد علی لکہنویہ و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی ای اے نائبان صدر کمیٹی انتظامی و جماعت اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ بذریعہ ڈالسن صاحب بہادر اعلیحضرت سے ملے اور تہنیت نامہ خیر مقدم پیش کیا۔ آپنے اڈریس منظور کرکے سبکا شکریہ ادا کیا۔ اور حسب الحکم منجانب اعلیحضرت سرور جنگ بہادر نے اڈریس کا جواب نہایت محبت آمیز فقرات مین ادا کیا۔ بعد ازین جماعت مذکور رخصت ہوئی

۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور مین اعلیحضرت کلکتہ سے مراجعت کرکے حیدرآباد مین مع الخیر آئے جس روز اعلیحضرت شہر مین داخل ہوئے۔ اُس روز شہر کا کوچہ و بازار رشک گلزار تہا اسٹیشن سے اعلیحضرت کے محلسرا تک سڑک کے دونون طرف سُرخ و سبز جہنڈیان آویزان کئے تہے اور چند کمانی دروازے بنائے تہے۔ رات کو روشنی بہی کی گئی تہی اس زمانہ مین روز نوروز اور رات شبرات تہی۔ یہہ تمام آرائش و تکلف اہالی شہر کیطرف سے تہا۔ سبنے کیا امیر و کیا فقیر آپ کی تشریف آوری کی خوشی حسن عقیدت و صدق محبت سے منائی تہی۔ اسوقت شہر کے در و دیوار سے یہہ مترشح ہو رہا تہا کہ دکن کی عایا

اپنے بادشاہ و ممالک کے ساتھہ کسقدر جان نثار و فرمان بردار ہے ۔

تشریف آوری لارڈ رپن گورنر جنرل ہند
بتقریب جشن مسند نشینی اعلیحضرت اقدس خلد اللہ ملکہ ٭

۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین لارڈ صاحب مع اپنی لیڈی صاحبہ کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوکے برآمد ہوئے دوسری تاریخ ربیع الاخری سنہ مذکور مین مدراس پہنچے تیسری تاریخ ماہ مذکور دن کے بارہ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد روانہ ہوئے۔ اعلیحضرت کیطرف سے مہاراجہ نرسنہ پرشاد بہادر منصرم مدار المہام و نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک ثانی استقبالاً رایچور تک گئے ۔ چوتھی تاریخ شام کے ساڑھے چار بجے گورنر جنرل صاحب بہادر مع لیڈی صاحبہ حیدرآباد مین پہنچے۔ لارڈ صاحب کے اُترتے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی ۔ اعلیحضرت پانچ منٹ پہلے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ امیر کبیر و دیگر امرائے ریاست ہمرکاب تھے۔ کل سولہ امرائے برگزیدہ ساتھہ تھے ۔ اول تعظیمی گارڈ نے سلام ادا کیا۔ اور بینڈ بجنے لگا ۔ اعلیحضرت نے آگے بڑھکے ویسرائے و لیڈی صاحبہ سے ہاتھہ ملایا۔ ویسرائے نے اعلیحضرت سے ملنے کے بعد امراسے مصافحہ کیا۔ پھر چوکڑے پر سوار ہوکے لوال روانہ ہوئے ۔ ۶ ربیع الثانی سنہ صدر مین دن کے چار بجے لارڈ صاحب مع چند یورپین معززین اعلیحضرت کی ملاقات بازدید کے لئے محلسرائے آصفی مین رونق افزا ہوئے ۔ الوال سے محلسرا تک سڑک پر کوتوالی کا کمال انتظام تہا کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا تہا ۔ پولس کا انتظام عمدہ تہا ۔ محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال و محمد رستم علیخان نائب صدر مہتمم کوتوالی و دیگر افسران فوجی اہتمام و انتظام مین سرگرم تھے ۔ جب ویسرائے بہادر محلسرائے آصفیہ مین

داخل ہوئے توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپونکی سلامی ادا کی گئی۔ اعلیحضرت نے دروازہ تک استقبال کیا۔ گورنر صاحب نے اعزاز کے ساتھہ ملاقات کی تہوڑی دیر کے بعد قیام گاہ پر مراجعت کی۔

جشن مہتابی یعنی رات کو لارڈ صاحب و معززین یورپین و امرا کی دعوت کا جلسہ

جشن مسند نشینی کے روز رات کو جناب گورنر جنرل ہند لارڈ رپن صاحب بہادر و گورنر مدراس و کمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یورپین و امرائے ریاست کی دعوت کی تیاری شروع ہوئی۔ دیوان عام مین فرش زرین و قالینہائے رومی و فرنگی و ایرانی بچہائے گئے دیوارون و دروازون پر زربفت و کمخواب کے پردے لٹکائے گئے۔ اور چہت رنگین و زرین اطلسون سے آراستہ کیا گیا۔ اور کرسیان طلائی و نقرئی اور کوچ جنپر زربفت و مخمل کے گدے و تکئے تہے ترتیب سے جمائے گئے۔ اور روشنی کے لئے بلورین جہاڑ و فانوس لنئنر و جہومر آویزان کئے گئے۔ اور دیوارون پر دیوارگیریان لگائی گئین۔ تمام شہر مین باشندگان شہر نے جوش مسرت و حسن عقیدت سے اپنے گہرون مین خوب روشنی کا انتظام کیا تہا۔ چار منار پر چارون طرف دو دو قندیلین بجلی کی روشنی کی تہین۔ افضل گنج کے پل سے لوال تک تقریباً پانچ کوس کا فاصلہ ہے برابر راستہ مین دو طرفہ گلاسون کی روشنی کی گئی تہی۔ شام ہوتے ہی روشنی کیگئی کثرت روشنی سے رات دن معلوم ہوتی تہی۔ اور گلزار حوض مین جو فوارے چہوٹتے تہے اہل نظر اوس سے وجد کا لطف و مزہ پاتے تہے۔ دربار عام مین نہایت ترتیب پسندیدہ کے ساتھہ کہانے میز پر چنے گئے تہے۔ شاہی باورچیخانہ مین اقسام اقسام کے کہانے ہندی و انگریزی تیار کئے گئے تہے۔ قریب آٹھہ بجے گورنر جنرل بہادر و گورنر مدراس

و کمانڈر انچیف بہادر سندھیا و غیرہم معززین یورپین و امرائے دولت بادشاہی محل مین رونق افزا ہوئے۔ قریب دس بجے کہانے سے فارغ ہوئے۔ پہر آتش بازی شروع ہوئی۔ انواع انواع کی آتشبازی چہوڑی گئی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر کو پہولون کا ہار پہنا کر عطر دیا۔ قریب بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ گورنر جنرل بہادر و غیرہم رخصت ہوئے۔ اس مجلس دعوت مین دو سو دعوتی تھے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے حکمرانی کا جشن

ساتوین تاریخ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ صبح کیوقت ۱۳۰۱ ہجری مین عظمت و شان کے ساتہہ مسند نشینی کا جشن منعقد ہوا۔ تمام شہر آرائش سے سجایا گیا تہا سڑک پر دونون طرف سرخ و سبز جہنڈیون کے پہریرے لہرا رہے تہے۔ اور ہر طرف خوشی کے نقارے بج رہے تہے۔ دار الامارت مین ایک طرف حبشیون کا رسالہ۔ دوسرے طرف جمعیت عیسرم کا گروہ دو رویہ ترتیب کے ساتہہ صف بستہ آراستہ و پیراستہ کہڑے تہے۔ بیرون محلسرا سڑک پر جمعیت باقاعدہ و رسالہ سوار و پیادہ حسن ترتیب سے دو طرفہ قیام پذیر تہے۔ افسران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی کر دی تہی۔ سڑک پر میانہ و بگی و سواری کا گذرنا دشوار تہا۔ بلکہ پیدل بہی روکے جاتے تہے۔ ہر طرف تماشائیون کا ہجوم تہا۔ سڑکون پر پانی چہڑکا گیا تہا۔ اُسوقت شہر کیا تہا؟ رشک ارم تہا۔ در و دیوار سے سور و سرور کا عالم نظر آتا تہا۔ کوچہ و بازار مین نور علی نور دکہائی دیتا تہا۔ حسب الحکم اعلیحضرت نواب جان نثار جنگ نے دو سو جوان باقاعدہ عیسرم کی جمعیت سے بطرز جدید سلامی ادا کرنے کے لئے مع بیانڈ بیرونی گیٹ کے روبرو ایستادہ کیا تہا۔ دربار آراستہ ہونے کے بعد اعلیحضرت و تمام لارڈ صاحب کے منتظر تہے

یکایک ٹہیک دس بجے صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب مع سپہ سالار ہند آئے۔ اور سوا دس بجے سپہ سالار مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ بعد ازان گورنر صاحب مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ پہر چند منٹ کے بعد لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند چوکڑے پر سوار مع دوسو سوار و توپخانہ شاہی آئے۔ جب دار الامارہ مین پہنچے تب اعلیحضرت مع امرائے عظام استقبال کے لئے بگی تک آئے۔ مصافحہ کرکے اپنے ساتہہ محل شاہی مین لائے۔ حاضرین دربار تمام تعظیماً کہڑے ہوگئے۔ توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب کی سلامی ادا ہوئی۔ اعلیحضرت و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیون پر رونق افروز ہوئے۔ اور ارکان دولت حسب مراتب کرسی نشین ہوئے۔ ابہی پانچ منٹ نہین گذرے تہے کہ گورنر جنرل بہادر کہڑے ہوئے۔ تمام حاضرین دربار بہی کہڑے ہوگئے۔ اولاً لارڈ صاحب نے مختار الملک بہادر مرحوم کے طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا مین گذر گیا۔ سرکار انگریزی کا محسن و سرکار نظام کا خیر خواہ تہا۔ ثانیاً فرمایا رعایا کو بادشاہ کی طاعت مین ہر وقت مستعد رہنا چاہیئے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکہنی چاہیئے۔ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتہہ مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے۔ الخ یہہ اسپیچ طویل ہے۔ آپکے تاریخی حال مین گزارش کیجائیگی۔ لارڈ صاحب اسپیچ تمام کرکے بیٹہہ گئے۔ ایک یورپین افسر نے کہڑے ہوکے اسپیچ کا پورا ترجمہ فارسی زبان مین حاضرین دربار کو سنایا۔ مختار الملک بہادر مرحوم کا افسوس سنکے حاضرین و اعلیحضرت کو بہت رقت ہوئی۔ اللھم اغفر لہ

ترجمہ ختم ہونے کے بعد اول لارڈ صاحب کرسی سے اٹہے۔ پہر حضور بہی کہڑے ہوئے اعلیحضرت کو مسند کے جانب لیگئے اور حضور کی کمر مین تلوار باندہ کر فرمایا۔ کہ آپکو ملکہ معظمہ قیصر ہند

کے طرف سے سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے۔ مبارک ہو۔ تمام یورپین لیڈیون نے
آپکے پاس جاکے درجہ بدرجہ مبارکباد دی۔ پہولون کے ہار و عطر دان تقسیم کئے گئے

اعلیحضرت کی تقریر

اعلیحضرت نے لارڈ صاحب کے جواب مین کہڑے ہوکے فرمایا۔ مین نہایت خوش ہون
کہ مجہے حیدر آباد مین آپ کے خیر مقدم کا موقع ملا۔ اگر آپ میری مسند نشینی مین
شریک نہوتے تو مجہے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس
سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس ریاست کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔ اور مجھسے
آپکو ذاتی محبت ہے۔ یہ امر خوب ثابت ہوگیا۔ اور مین کبہی نہ بہولونگا۔ آپ دونون صاحب
کی گورنر جنرل بہادر۔ اور گورنر مدراس کی یقین جانین کہ مین دونون کے احسان کو
خوب سمجہتا ہون اور توقع رکہتا ہون کہ آپ میری دلی شکرگزاری کو کہ آپنے
میرے لئے اتنے سفر دور دراز کی زحمت اُٹہائی۔ اور یہانتک قدم رنجہ فرماکے میری مسند نشینی کی
رسم مین شریک ہوکر مجہے شرف اندوز کیا۔ کی قبول فرمائینگے۔ میری حکمرانی مین آیندہ کیلئے
یہہ اچہا شگون ہوا۔ اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی
اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا۔ اور جو نصیحتین آپنے براہ شفقت
مجہے کی ہین۔ مین انکو بڑی خوشی کے ساتہہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرونگا
کہ اُن معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی اور ترقی سے تعلق ہو۔ آپسے اور سرکار
انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ
اُن باتون کے خیال رکہنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون
کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلد میرے اتحاد و وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہنچائینگے۔ اسکے بعد جلسہ

برخاست ہوا۔ اور گورنر جنرل صاحب وغیرہم رخصت ہوئے۔ پھر دو بجے امرائے عظام
وارکان دولت نے نذریں پیش کیں۔ اور خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے۔
نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب و خدمت وزارت و ہفت عدد
جواہر سے سرفراز فرمایا۔ اور میر سعادت علیخان بہادر کو غیور جنگ شجاع الدولہ خطاب و خلعت
و جواہرات سے ممتاز۔ اور راجہ نریندر بہادر کو مہاراجہ خطاب و منصب ہفت ہزاری و پنجہزار
سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار۔ اور نواب ظفر جنگ کو شمس الدولہ۔ و نواب امام جنگ
کو خورشید الدولہ اصل و اضافہ و منصب چار ہزاری و نہ ہزار سوار۔ علم و نقارہ

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے شکار کا ذکر

اعلیحضرت کے مزاج میں قدرتی چستی و چالاکی ہے۔ فن سپاہگری سے آپ کو خاص طور سے
مناسبت و دلچسپی ہے۔ بندوق کی نشانہ زنی میں بے نظیر۔ اور نیزہ اندازی و سواری
اسپ میں بھی ممتاز ہیں۔ جمناسٹک و پولو و لان ٹینس و چوگان بازی وغیرہ میں فرد فرید ہیں
نشانہ زنی میں کبھی خطا نہیں کرتے۔ شکار کے شائق ہیں آپنے اکثر شیروں کو شکار
کیا ہے۔ اور آپ جفاکش و قوی دل ہیں۔ شکار کیوقت اکثر جنگل و جھاڑیوں میں گرما کے
موسم میں شکار کے تاک میں ایسے جمے رہتے ہیں کہ بھوک پیاس کی کچھہ پروا نہیں کی بعض
مصاحبین تن پرور گرما کے موسم میں مضطرب الحال ہوتے تھے۔ لیکن اعلیحضرت کے خوف سے
دم نہیں مار سکتے تھے۔ اعلیحضرت کی دلیری و جفاکشی دیکھہ کے چار و ناچار جفاکش و دلیر بنجاتے تھے
اکثر اوقات شکار کو گئے ہیں۔ اور ہر ایک وقت میں متعدد شکار کئے ہیں۔ آپنے شکار کے
موقع میں مظلومین کی دادرسی بھی کی ہے۔ آپ کی طبیعت عالی میں انتظام سلطنت کا
جوش اور ملک کی آبادی و رعایا کی آسودگی کا ولولہ موجزن ہے۔ آپکا شکار کیلئے برآمد ہونا

گویا رعایا کی دادرسی کرنا ہے۔ ظاہر میں شکار کا نام تھا لیکن واقع میں ملک کی بہتری
ورعایا کی آسودگی مطلوب ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ سولہ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۳۰۱ ہجری
مین بروز سہ شنبہ شکارگاہ موضع میلواڑہ کے طرف مع صاحب عالیشان ارزیڈنٹ صاحب
بہادر و نواب مختار الملک ثانی و نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر
مع خدم وحشم روانہ ہوئے۔ صبح کیوقت ناوندگی کے اسٹیشن پر سواری پہنچی۔ پھر
وہان سے بسواری اسپ خاصہ خیمہ گاہ موضع مذکور مین رونق افروز ہوئے۔ وہان
پہنچتے ہی اعلیحضرت شکارگاہ کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور ایک شیر کو ضرب بندوق سے
مارڈالا۔ اُسی روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا۔ آپنے مستغیثین
کی درخواستین لے لین اور مدارالمہام کو اُن مظلومین کی دادرسی کے لئے ہدایت کی
جب شام کو صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بارگاہ آصفی مین باریاب
ہوئے اور حضور کی سلامتی کا جام نوش فرمایا۔ اور کھڑے ہوکر مبارکباد دی اور فرمایا
بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیحضرت نہ صرف شکار کے لئے برآمد ہوئے ہین بلکہ شکار
کے ساتھ ملک کی رفاہیت کے طرف بھی توجہ فرماتے ہین۔ مجھے امید قوی ہے کہ
جب سواری مبارک شکارگاہ مین رونق افروز ہوگی۔ جسقدر حضور شیرونکا شکار فرمائینگے
اُسیطرح ملک کی شکایتین بھی دور ہو جائینگی۔ اور مین زیادہ اسبات کا شکریہ ادا کرتا ہون
کہ شکارگاہ مین شکار سے محظوظ ہوا۔ اور حضور کی مہمانی و مدارات سے آرام پایا۔ انتہی کلامہ
اعلیحضرت نے رزیڈنٹ صاحب کے طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ
آپ نے میری صحت کا جام نوش فرمایا۔ اور مبارکباد دی۔
سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین بذریعہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند ملکہ معظمہ قیصر ہند کیطرف سے

اعلیحضرت کے لئے کی نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا کی خطاب آیا ۔ بارگاہ عالی
مین خریطہ پیش ہوا۔

کونسل آف اسٹیٹ کا ذکر

تاریخ سلخ ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۱ ہجری مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم کی
پہلا جلسہ پرانی حویلی راحت محل مین ہوا۔ میر مجلس حضور پرنور ہوئے ۔ اور ارکین
مندرجہ ذیل قرار پائے ۔

نواب سالار جنگ منیرالدولہ مدارالمہام ۔ راجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر
نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر ۔ نواب بشیرالدولہ امیر اکبر آسمان جاہ بہادر
نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر ۔ نواب شمشیر جنگ بہادر ۔ نواب شہاب جنگ
افتخار الملک بہادر ۔ نواب فخر الملک بہادر ۔ مولوی سید حسین صاحب عماد الملک معتمد مجلس
اعلیحضرت میر مجلس نے اجلاس فرما کے ارکین مع صفوف کے روبرو زبان مبارک سے فرمایا
کہ آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہان کے امرا بالاتفاق رئیس وقت
کے سامنے سرکاری کامون مین مدد دینے کے لئے جمع ہوئے ہین ۔ میری بڑی خوشی
و آرزو تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو جائے ۔ مجھے امید قوی ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب
کیا ہے اُنسے مجکو اور میرے ملک کو بہت مدد ملیگی ۔ اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ
لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دینگے ۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام
کرینگے ۔ آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بہتری کر سکتے ہین ۔ اور ملک کی
بھلائی گویا میری بھلائی اور عین آپکی بھلائی ہے ۔ اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ لوگ
ہر مقدمے مین نیک نیتی اور خیرخواہی کے ساتھہ آزادانہ رائے دینگے ۔ آپ لوگ

یقیناً جانین کہ مجھے ہر فرقے اور ہر گروہ کی رعایت مدنظر ہے۔ مین نہین چاہتا ہون
کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہو جائین۔ مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق
کی یکسان حفاظت کرونگا۔ اور ہر مہینے مین دو بار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی
انتہیٰ کلامہ۔

نواب شمشیر جنگ بہادر نے اجازت کے بعد عرض کیا۔ آج بڑا دن مبارک ہے۔ آج
وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت کو خدا تعالیٰ نے ہمارا سردار کر کے
ہمارے سرون پر اُنکا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہمارے جوہر کھلین گے۔ اور ہماری قدردانی
ہوگی۔ اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مجلس انتظامی صرف خاص کا انعقاد

حسب الحکم اعلیحضرت غرہ محرم ۱۳۰۳ھ ہجری مین مجلس انتظامی صرفخاص منعقد ہوئی
اُسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر و نائب میر مجلس نواب اکرام جنگ بہادر الدولہ بہادر
اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب ہوئے
صرف خاص کے تعلقات کے مخارج و مداخل کا انتظام اسی مجلس کے متعلق کیا گیا۔ مگر
تھوڑے ہی روز کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔ اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب
المخاطب بہ آصف نواز الملک بہادر خدمت معتمدی صرف خاص پر مقرر ہوئے۔ صرفخاص
کا کل انتظام معتمد صاحب کے سپرد ہوا۔ مولوی صاحب تا بہ زندگی انتظام عمدہ طرح سے
انجام دیتے رہے۔ صرف خاص کا انتظام بدستور قدیم جو معتمد مقرر ہو اُسیکے تفویض ہوتا ہے

اعلیحضرت کا سفر نیلگری

اعلیحضرت بتقریب تبدیل آب وہوا۔ رجب ۱۳۰۳ھ ہجری نیلگری کے طرف روانہ ہوئے

آپ کے ہمراہ امرائے ذیل تھے۔
اعظم الامرا امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر۔ نواب عماد نواز جنگ بہادر بشیر نواز جنگ بہادر۔ و عماد الملک بہادر۔ و محبوب یار جنگ بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر و حکیم الحکما بہادر۔ و فتح نواز جنگ بہادر۔ و آغا سید علی شوشتری۔ و راجہ مرلی منوہر بہادر و غیرہم تھے۔ تقریباً دو مہینے وہاں بسر کر کے سولہ تاریخ ماہ رمضان سنہ مذکور میں واپس آئے

اعلیحضرت کا سفر مدراس کیطرف

اعلیحضرت۔ لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے ۲۴ تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۳ ہجری میں مع نواب مختار الملک بہادر مدار المہام۔ و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ و نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب عماد الملک بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر۔ و نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ و مختار یار جنگ بہادر و منیر نواز جنگ و غیرہم مدراس روانہ ہوئے۔ ۲۵ تاریخ ماہ مذکور روز سہ شنبہ مدراس مین مع الخیر پہنچے۔ پندرہوین پلٹن کے سو جوان تعظیماً مع بیانڈ و نشان اسٹیشن پر کھڑے ہوئے تھے۔ اعلیحضرت کے پہنچتے ہی ۲۱ ضرب توپ سلامی کی سر ہوئین۔ اور تعظیمی گارڈ نے سلامی ادا کی۔ اعلیحضرت ریل سے اُتر کے بیگم صاحبہ زوجہ نواب کرناٹک کے عمدہ باغ مین فروکش ہوئے۔ دوسرے روز مع وزیر و چند امرائے دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف فرما ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس مین ۲۱ ضرب سلامی کی توپین سلک ہوئین۔ ملاقات کر کے فرودگاہ پر واپس آئے۔ اُسی روز شام کے ساڑھے پانچ بجے گورنر جنرل بہادر بھی فرودگاہ پر بازدید کی ملاقات کے لئے آئے ملاقات کر کے رخصت ہوئے۔ ۲۷ جمادی الاخری سہ پہر کے وقت حضور نے لیڈی صاحبہ

ڈفرن سے ملاقات کی۔ اور ۲۸ جمادی الاول دن کے گیارہ بجے اعلیحضرت نے
گورنر صاحب مدراس سے ملاقات کی اُسی روز شام کے ۴ بجے گورنر صاحب مدراس
عمدہ باغ مین آئے۔ اور حضور سے بازدید کی ملاقات کی۔ مدراس مین سرکار انگریزی
و اہل سلام نے حضور کی بے انتہا مدارات و تعظیم کی۔ اور وہان سے اہل سلام و اہل صنائع نے
تہنیت نامے پیش کئے۔ حضور نے اُن کے جواب مین فرمایا **وھوھذا**
مین بہت مسرور و خوش ہوا۔ کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی و حسن عقیدت
ظاہر کی ہین۔ مین اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ یہان کم اقامت کی
بہت خوشنما یادگار اپنے ہمراہ لیجاؤنگا۔ انتہی کلامہم۔
آپنے مدراس مین پانچہزار روپیہ کمشنر پولس کے ذریعہ سے غربا و فقرا پر تقسیم کیا۔
۲۹ جمادی الاول عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی۔ اور کثرت سے آتشبازی
چھوڑی گئی۔ بیگم صاحبہ نے اعلیحضرت کی ضیافت تکلف و تجمل سے کی۔ گورنر جنرل ہند
۲۷ ماہ مذکور کلکتہ گئے۔ بتاریخ سلخ جمادی الاول اعلیحضرت مع مصاحبین حیدرآباد
روانہ ہوئے۔ غرہ جمادی الثانی کو مع الخیر والعافیہ دارالریاست مین پہنچ گئے۔
امرائے ریاست و جمعیت استقبال کیلئے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پولس کا انتظام درست تھا

اعلیحضرت کے شمائل و مشاغل

آپکے فضائل و شمائل پسندیدہ بیشمار ہین۔ اگر پورے پورے لکھین جائین تو کتاب
ایک دفتر ہوجائے بنابرین مین قلیلے از کثیرو عشر عشیر مجملاً بطور گوشوارہ گزارش کرتا ہون
آپ جب تخت نشین ہوئے۔ اور ممالک دکن کے انتظام کی باگ اپنے دست قدرت مین لی
نظم و نسق کے مہمات کو مختارانہ کرنے لگے تو ریاست کی درستی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن

مصروف ہوئے۔ اُسوقت سے ابتک برابر رفاہ عام کو مد نظر رکھتے ہین۔ خلائق کی دادرسی
مین توجہ فرماتے ہین مستحقین کے حقوق خواہ اہل اسلام خواہ اہل اصنام سے ہون برابر
ادا کرتے ہین۔ اور ہر ایک فریق کو درجۂ مساوات مین رکھتے ہین۔ معاملات مین توسط کا
طریق ملحوظ رہتا ہے۔ افراط و تفریط سے منزلون دور رہتے ہین۔ دادخواہون کی داد
و فریاد سنتے ہین مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے بچاتے ہین۔ آپ ہی کے عدل و انصاف
و بذل و الطاف کی برکت ہے کہ تمام اہل رکن خوشحال و فارغ البال ہین۔ آپ کے
سایۂ ہمایون پایہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے ہین۔ ہر ایک فرد بشر شکر گزار ہے۔ کوئی
شاکی نہین۔ آپ کی ذات بابرکات فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ سے موصوف
ہے۔ عدالت و حکمت و شجاعت و سخاوت مین معروف ہین۔ اگر مین آپ کو نوشیروان
عادل و لقمان حکیم و رستم زال و حاتم و معن بن زائدہ و اسخیائے برامکہ سے ممثل کرون تو
میری تمثیل و تشبیہ بجا ہوگی۔ ہان اگر یہہ کہون کہ آپ مجسم عدل و حکمت و ممثل شجاعت
و سخاوت مین تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ ابر کرم و بحر سخاوت ہین آپکے خوان نعمت و آب رحمت سے
سیراب و شاداب ہین کیون نہون آپکے نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے
ملتا ہے۔ اور شیخ کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے
بزرگان سلف کی برکت سے آپکے خاندان مین اکثر صاحبان علم و عمل و اہل اللہ مکمل ہوئے ہین
علم و فضل اور ہدایت خلق و افادۂ عوام الناس آپکے خاندان کی موروثی فطرتی صفت ہے
نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے علم و فضل و معرفت و ہدایت کی کرسی پر جلوہ افروز
ہوتے رہے۔ اسیطرح حکمرانی و ملک کشائی کی صدارت پر صدر نشین۔ چنانچہ خواجہ عابد
مخاطب بشیخ الاسلام بخارا مین سبحان قلی خان بن نذر محمد خان والی بلخ و بخارا کے

عہد مین ظاہراً صدر عدالت و باطناً مسند نشین رشادت تھے۔ یعنی قلوب خلائق پر حکمرانی کرتے تھے۔ اور حضرت عزیزان عالم شیخ بدر بزرگوار خواجہ موصوف کی زیادہ توجہ خلائق کی ہدایت اور خالق کی عبادت کے طرف تھی مدۃ العمر ریاضت و ہدایت مین مشغول رہے بلخ و بخارا سمرقند و تاشقند کے ترک و ازبک آپکے معتقد تھے۔ خوانین و ترا کمہ آپکے آستانہ مبارک کو سجدہ گاہ سمجھتے تھے۔ آپکی خانقاہ انبیا مین دو ہزار سے زیادہ مریدین تہجد گزار رہتے تھے۔ اور حضرت عزیزان مومن شیخ بدر عزیزان درویش شیخ وغیرہم مرتاض و مرجع خاص و عام تھے۔ مین نے آپکے بزرگان سلف کے حالات سلسل و واقعات مفصل محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن کے مقدمہ مین لکھے ہین۔ تذکرہ زیر طبع ہے۔ اس تذکرہ کے طبع ہونیکے بعد مطبوع ہوگا۔ شائقین خاص اعلیحضرت قدر قدرت اُسکے ملاحظہ سے بہت خوش ہون گے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت کی بھی ہی شان ہے۔ جو بزرگان سلف کی تھی۔ ظاہر کیطرف آپکا میلان خاطر زیادہ ہے۔ مقتضائے حال بھی اسی میلان کا طالب ہے۔ آپکی طبیعت و فطرت مین اصلی میلان مطلق ہے۔ وقتاً فوقتاً باطنی میلان بھی کرسی ظہور پر جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ آپ حسن عقیدت و ارادت و اخلاق و مروت و استقلال و ہمت۔ دلیری و جرأت سیرت و صورت مین بزرگان سلف کے قدم بقدم ہین آپ کے رگ و پی مین بلخ و سمرقند کی آب ہوا کا اثر پایا جاتا ہے۔ اور آپکے چہرے مہرے سے بخارا و تاشقند کی شان نمایان ہوتی ہے۔ انہین بزرگان سلف کے خصائل و شمائل سے ہے کہ آپ مشائخ و اہل اللہ سے حسن اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن ارادت سے ملتے ہین انکی تعظیم و تکریم مین کوئی بات فروگذاشت نہین فرماتے۔ فی زمانناً مشیخت و مشائخ صنعت اعتقا مین۔ جو اہل اللہ ہین وہ گوشہ گمنامی مین ہین۔ اور پیران مرید طلب و مریدان پیر طلب کو

خوب پہچانتے ہین۔ ہر ایک کے جوہر کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہین۔ کھرے کھوٹے کو
خوب سمجھتے ہین۔ آپ نقاد انسان ہین انسان کے نقد انسانیت کو اچھی طرح سے
آزماتے ہین۔ بھلے برے مین تمیز کر لیتے ہین۔ مگر باوجود تمیز کسیکی پردہ دری نہین فرماتے
اور کسیکی تعظیم و تکریم مین فرق نہین کرتے۔ آپکا حلم و حیا آفرین و تحسین کے لائق ہے
آپکی قوت فیصلہ ایسی مستقل ہے کہ فی الفور معاملۂ فیصلہ طلب کا تصفیہ کر دیتے ہین
اور منتظرہ حالت مین نہین رکھتے۔ اور استقلال کے رستہ سے کبھی نہین ہٹتے۔ اور
حکم آپکے قلم عطار درقم سے جاری ہوتا ہے وہ کبھی رد نہین ہوتا۔ گویا وہ قلم تقدیر ہے
کسی کے مٹانے سے نہین مٹتا۔ سنا گیا ہے کہ بعض وقت آپنے کسی مشائخ یا سائل
کی عرضداشت وظیفہ پر بجائے سو ہزار لکھدیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا۔ بجائے سو ہزار
ہوگئے کیا ارشاد ہوتا ہے؟ آپنے فرمایا جو کچھ ہوا درست ہے ہمارا حکم حکم مبرم ہے۔ ہزار ہی
جاری کیا جائے۔ اور بھی اسی قسم کی بہت سی روائتین حکائتین ہین۔ آپکے تاریخی واقعات مین لکھونگا

آپکی قدردانی ارباب علم و ہنر

آپ علم دوست و ہنر پرور ہین۔ آپکی قدردانی و مہمان نوازی کی شہرت نے اکثر عجم و عرب
و ترک و یورپ کے ارباب علم و ادب کو رہین دکن مین کھینچ لایا۔ اور آپکے خوان کرم سے ہر ایک
مستفید و سیراب ہوا۔ آپ علما و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتے ہین۔ اور مشائخین کو بھی
کو بھی بیحد دیتے ہین۔ ملک دکن فی زمانا دار العلوم و الفنون ہوگیا ہے۔ بلحاظ آسائش
و آرام غربائے امصار و دیار کے لئے دار الامن و الامان بنگیا۔ آپ ہی کی قدردانی
و جوہر شناسی کی برکت ہے کہ شہر کے ہر ایک چپہ بازار مین جابجا مدرسے و شفاخانے و شعرا کے
جلسے قائم ہین۔ کہین فقہ و حدیث کا درس۔ کہین تشخیص مزاج و علاج کا ذکر۔ کہین

قافیہ و ردیف کا چرچا ہو رہا ہے۔ مساجد و خانقاہوں مین ذکر بالجہر و بالخفی کا بازار گرم ہے

آپ کی شعر و شاعری کا ذکر

چونکہ اس تذکرہ مین آپ کی شعر و شاعری کا ذکر مقصود بالذات ہے۔ مین نے جو کچہہ آپکے حالات تفصیلی کا ایک مختصر و مجمل گوشوارہ گویا مشتے نمونہ از خروارہ ہے۔ مین نے آپکے تفصیلی حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین شرح و بسط کیساتہہ گزارش کئے ہین وہ ابہی طبع نہین ہوا ہے۔ زیر طبع ہے قریب مین اشاعت کے زیور سے آراستہ ہو کے جلوہ نما ہوگا۔ بنائً علیہ اب یہان شعر و شاعری کا ذکر واجب و لازم ہے گزارش کرتا ہون۔ **وھو ہذا**۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے اور تخت نشین ہوئے۔ ملکی انتظام مین مصروف ہوئے۔ اور خلائق کی آسائش و آرام کی فکر کرنے لگے۔ فطرۃً و قدرتہً آپکی طبیعت مین شعر و شاعری کا جوش موجزن تہا۔ اور مزاج مین سخن سنجی و سخن فہمی کا ولولہ برق افگن تہا۔ باوجود اشتغال مہمات سلطنت و حکمرانی و اصلاح حالات مخلوقات سبحانی و ریاضت جسمانی و ادائے حقوق مستحقین اقاصی و ادانی طبع آزمائی و سخن سنجی فرماتے ہین۔ آپ جو کچہہ موزون فرماتے ہین سنجیدہ و پسندیدہ آپکے کل اشعار برگزیدہ و برجستہ ہوتے ہین۔ ہر ایک شعر کا مضمون لطف و مزہ سے خالی نہین۔ خوبی معانی و رنگین بیانی مین ڈوبا ہوا۔ فصاحت و بلاغت کی ترازو مین تولا ہوا ہوتا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک و صاف نہایت ہی شستہ و شفاف۔ مضامین کی شوخی الفاظ پاکیزہ سے عیان۔ درر معانی شیرین کی دلاویزی فقرات سنجیدہ سے نمایان۔ آپکی طبیعت کیا ہے بحر مواج ہے اور معانی و لآلی مضامین کا خزانہ ہے۔ جب چاہتے ہین فوراً دست فکر سے نکال کے بذریعہ زبان قلم صفحۂ کاغذ پر سطور کی

لڑیون مین منظوم فرماتے مین۔ نقّادان سخن جو بیان کلام آپکے جواہر پارون کو دیکھکے حیران ہوتے ہین
اور کہتے ہین کہ یہ ہیرے ایسے گران بہا ہین کہ ہم نے کبھی آنکھون سے دیکھے نہ کبھی کانون سے سُنے
اور آپکے کلام کی صفائی و جادو بیانی سے سامعین کو تعجب ہوتا ہے کہ آپنے ابتدائے زمانہ مین ہی
اپنے کلام کو ایسا شستہ و صاف کیا۔ کہ اگر کوئی برسون اساتذہ کی خدمت مین مشق کرتا تو یہہ خوبی
اسکو نصیب نہوتی۔ آپکی جادو بیانی و طلاقت لسانی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ خوبی خداداد ہے
وعطیۂ رب العباد ہے۔ آپ غزلیات و سلامون مین واقعات ایسے ڈھنگ سے ادا فرماتے ہین
کہ بعینہٖ واقعہ کا سمان دکھلائی دیتا ہے۔ اور آپ محاورات زبان کو اہل زبان کی طرح برابر استعمال
کرتے ہین۔ جب آپ زبان مبارک سے تکلم فرماتے ہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہل زبان
استاذ زبان تکلم کر رہا ہے۔ آپ ہی کے صفات مین سے یہہ ایک صفت ہے کہ آپ ایک ہی معنی کو
متعدد پیرایون مین ایسے ڈھنگ سے آراستہ کرتے ہین کہ ہر ایک کا رنگ نرالا۔ مگر واقع مین
مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ آپکے کلام مین کمال خوبی یہہ ہے کہ جو شستہ و رفتہ ہوتا ہے جسقدر زوائد سے
پاک و صاف۔ متکلم کی زبان سے نکلتے ہی سامع کے گوش دل مین مثل نقش نگین جانشین ہو جاتا ہے
اور ایسا حلاوت آمیز و لطف انگیز ہوتا ہے کہ سُننے و پڑھنے سے لطف و مزہ آتا ہے۔ آپکے اشعار
کی لطافت و شگفتگی مردہ دلون کو زندہ و پژمردہ گلون کو تازہ کر دیتی ہے۔ لطافت کیا ہے
گویا آبحیات و ابر بہار ہے۔ آپکو نظم کلام مین قوت مستحضرہ حاصل ہے۔ انواع کلام کے
ہر ایک نوع کو آسانی سے موزون کر سکتے ہین۔ اب مین ایک نظیر قوت مستحضرہ گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین کو میری گزارش کی تصدیق ہو جائے۔ کوئی کوتاہ بین مبالغہ و تملق پر محمول کرے
چنانچہ یہان شہر مین محرم شریف مین جا بجا مرثیہ خوانی کی مجالس منعقد ہوتی ہین۔ اُن مین
سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراثی و سلام پڑھے جاتے ہین۔ اور ہندسے

مشاہیر مراثی خوان بلائے جاتے ہین۔ مراثی ایسے دردانگیز و جگرخراش سنائے جاتے ہین کہ اہل مجلس کے قلوب رقت و حسرت کے صدمہ سے ہل جاتے ہین۔ کبھی باعتبار خوبی مضمون و ترکیب موزون اہل مجلس کے زبان سے واہ واہ کا نعرہ ایسا بلند ہوتا ہے کہ عرش برین تک پہنچ جاتا ہے وباعتبار معنی جانسوز و دلگداز ہر ایک فرد کی آہ آہ کا آوازہ زمین و آسمان کو ہلا دیتا ہے۔ اعلیحضرت قدر قدرت مجلس عزا مین حسن عقیدت و ارادت سے شریک ہوتے ہین۔ شہدا کے واقعات سنکے افسوس وحسرت فرماتے ہین۔ ایکروز آپکو مراثی کے سننے سے بہت ہی رقت و حسرت ہوئی۔ آپ مجلس ختم ہونیکے بعد اسی رقت و حسرت مین دولتخانہ مبارک پر آئے۔ جوش رقت مین چند سلام شہداء امام کے بیان مین لکھے۔ دوسرے روز مجلس مین سلام پڑہا گیا۔ حاضرین مجلس کے دلون سے غم و رنج کا دریا امنڈ آیا۔ تمام واویلا و وامصیبتا کہنے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ شور و شین کا بازار گرم ہوا مجلس کا رنگ بدل گیا مجلس مین کہرام مچگیا۔ یہہ تمام دلون کا ہل جانا آپکے کلام پرتاثیر کا نتیجہ ہے۔ مجکو جسقدر آپکے اشعار دستیاب ہوئے ہین گزارش کرتا ہون۔ کاش گر ردیف وار پورے ملتے تو ناظرین کو مطالعہ سے زیادہ لطف و مزہ اور میرے اس تذکرہ کو فخر حاصل ہوتا۔

آپکے اشعار مندرجہ ذیل جنکی شان مین کہا جاتا ہے

کلام المحبوب محبوب الکلام

آصف | بسم اللہ الرحمن الرحیم | حرف الف

محشر مین کون دوست ہے مجھہ دادخواہ کا
دیکھا یہ شعبدہ تری چشم سیاہ کا

دل حکمران ہے لشکر فریاد و آہ کا
وہ دیکھتے ہین حشر مین منہ دادخواہ کا

دل پہی راہ کا ہے جگر اپنی راہ کا
محفل مین ہو گیا ہے تماشا نگاہ کا

سہرا راہی کے دم سے ہے پڑہنا سپاہ کا
یہہ دیکھتا ہے ناز سے پہرنا نگاہ کا

ضبطِ فغان اگر نہ کرون مین تو حشر ہو
گردون ہے ایک نالہ کا دشمن اک آہ کا

محشر مین جب ہو ساری خدائی اُسی طرف
کیون حال ہو تباہ نہ مجھ دادخواہ کا

اے آسمان خدا کیلئے اب تو رحم کر
خاکا اُڑا چکا مرے حال تباہ کا

بجلی کبھی بنی کبھی تلوار بن گئی
دیکھا عجیب شعبدہ اُسکی نگاہ کا

برسون مین اُسنے ملنے کا وعدہ کیا ہے آج
اس شرط پر کہ حرف نہ آئے نباہ کا

جب آئے وہ خیال مین آئے نہ خواب مین
دشوار نازکی سے ہوا پھیر راہ کا

ڈسنے لگا ہے یہ تو مرے دلکو صبح و شام
کیا کوڑیالا ناگ ہے زلف سیاہ کا

بخشش یہ جنکی بخشنے والیکو ناز ہو
ایسا ہے مرتبہ مرے جرم و گناہ کا

اُس مہروش نے چہرے سے اُلٹی ہے جب نقاب
شب کو ذرا سا منہ نکل آیا ہے ماہ کا

کسکو سنوگے کونسا قصہ پسند ہے
یوسف کی چاہ کا کہ زلیخا کی چاہ کا

اُس خارزار مین مجھے اب لیچلا جنون
کھٹکا صبا کو بھی ہے جہان خار راہ کا

اک ہاتہ اور بھی مجھے قاتل مری قسم
اک شور اُٹھے چار طرف واہ واہ کا

آجائے گرم و سرد زمانہ نگاہ مین
ہنگامہ دیکھلو جو مرے اشک و آہ کا

اُس ترک چشم کی صفِ مژگان ہے جنگجو
یہ ہے چھری کٹاری سے لڑنا سپاہ کا

ہمشکل سے ہے اپنے آپ سے رشکِ سعد
منہ دیکھتا نہین وہ کبھی مہر و ماہ کا

اُس سے شب فراق بہلتا رہا ہے دل
مجکو خیال تہا کسی زلف سیاہ کا

شاہ و گدا کا حشر مین بس ایک حال ہے
کسکو وہان خیال ہے رتبہ کا جاہ کا

پانی کے ساتہ آگ کا شعلہ نکل گیا
دیکھا طلسم ہمنے عجب اشک و آہ کا

یہ اُسکے دل سے پوچھ یہ اُسکے جگر سے پوچھ
کیا مزا ہے چاہنے والے کو چاہ کا

یہ ہاتھ سے چرائے تو وہ آنکھ سے چرائے
دردِ خفا سے جور ہے بڑھکر نگاہ کا

تمکو وفا شعار بنائیگا غیر کیا
لب خشک رنگ زرد ہے جھوٹے گواہ کا

شب کو نہ نیند ہے اُسے دنکو ہے چین ہے
یہ حال اب ہے عاشقِ خوار و تباہ کا

سنتا ہے کون حشر میں مجھ داد خواہ کی
سنتے ہیں عذر یار سے سب عذر خواہ کا

آصف سے یہ چھٹا ہے نہ ہرگز کبھی چھٹے
لپکا ہے اُسکو دید کا چسکا ہے چاہ کا

ولہ

نرگس کو چشمِ مست سے مستانہ کردیا
عارض پہ تونے شمع کو پروانہ کردیا

آئینہ خانہ کو جو پریخانہ کردیا
دل تھا یگانہ اُسکو ہی بیگانہ کردیا

کیا تونے سحر نرگسِ مستانہ کردیا
دل تھا یگانہ اُسکو بھی بیگانہ کردیا

دل کو تمہاری زلف نے دیوانہ کردیا
شمع جمال نے اُسے پروانہ کردیا

اے یاس تونے داغ تمنا مٹادئے
گلزار تھا یہ دل اسے ویرانہ کردیا

رسوائیوں کے ساتھ نہیں اسکا شکوہ ہے
شہرت نے میرے عشق کو افسانہ کردیا

رکھا نہ ایک حال پہ عاشق کا اُسنے دل
کعبہ بنادیا کبھی بت خانہ کردیا

پرتو نے تیرے جان امر دلمین ڈالدی
اعجاز تونے جلوۂ جانانہ کردیا

اُسکی نگاہ مست سے آتا ہے غش مجھے
دیوانہ تھا میں اور بھی مستانہ کردیا

کیا جھوٹ ہے شکایت بیداد سچ کہو
تم نے بڑھا کے بات جو افسانہ کردیا

دشمن ہماری بزم میں رویا نصیب کو
لبریز اُسکے اشکون سے پیمانہ کردیا

ہوتا جو زندہ قیس تو لیتا مرے قدم
آباد مین نے دشت کا ویرانہ کردیا

وہ سختیان اُٹھائیں محبت کی راہ میں
نام اپنا تونے ہمت مردانہ کردیا

خونِ جگر فراق مین پیتا ہون رات دن — دلکو سبو تو چشم کو پیمانہ کر دیا

محبوبِ حق کی زلف وہ ہے جسکے واسطے — مژگان کو اپنی حور نے بہی شانہ کر دیا

بہولی جو اُسکی یاد کبہی یہ بہی تہا قصور — عاشق نے آپ اپنے کو جرمانہ کر دیا

جتنا ہے جسکا ظرف وہ دیتا ہے اسقدر — ہر چارہ گر کو اُسنے مسیحا نہ کر دیا

یہ سادگی کی وجہ ہوئی یا غمِ رقیب — کیون تم نے ترک سرمہ حنا شانہ کر دیا

مین نے تو کی تہی بات فقط وصل کی کبہی — تمنے جو اُسکو عشق کا افسانہ کر دیا

رکہے ہین اچہے اچہے جو چن چن کے ظرف مے — مسجد کو محتسب نے تو میخانہ کر دیا

اسکی تجلی آنکہ سے کیا بچ سکے کوئی — زاہد کو جسنے بیخود و مستانہ کر دیا

رکہا کسیکو گلشنِ عالم مین شکلِ گل — اُسنے کسیکو سبزہ بیگانہ کر دیا

جس نور کی وہ طور پہ چمکی تہی روشنی — روشن اُسی نے دلکا سیہ خانہ کر دیا

بیٹہے بٹہائے آج یہ کیا دل مین آگئی — آصف نے ترک مشرب رندانہ کر دیا

ولہ

مژدہ قاصد کا روح افزا تہا — وہ فرشتہ خدا نے بہیجا تہا

جلوۂ یار کیا کہون کیا تہا — اُسکی قدرت کا اک تماشا تہا

مین نے پوچہا رقیب کیسا تہا — جلکے بولے ترا کلیجا تہا

اب یہ جانا کہ ہمکو دہوکا تہا — دل ہمارا نہ تہا تمہارا تہا

لوٹتا تہا کوئی تڑپتا تہا — کوئے قاتل مین اک تماشا تہا

ابہی آنسو پلک تک آیا تہا — ابہی دیکہا تو ایک دریا تہا

بزم مین اُسکے ایک میلا تہا — ہم نہ تہے اُس جگہ زمانا تہا

حشر مین بہی کہین گے تجہسے ہم
تجہپہ دعوی ہے تجہپہ دعوا تہا

اختلاف مزاج سے نہ نبہی
کوئی قصہ نہ کوئی جہگڑا تہا

انکو بزم عدو مین جب دیکہا
راگ تہا رنگ تہا تماشا تہا

ماتم غیر مین وہ سو سو بار
مجہسے کہتے تہے تجہسے اچہا تہا

جاکے کنج لحد مین ہم سمجہے
زندگی عمر بہر کا جہگڑا تہا

در جانان پہ جبہہ سائی کی
اپنی تقدیر کا یہہ لکہا تہا

دل عشاق پر چہری سی پہری
کیا کہون اک نگاہ مین کیا تہا

کہتے ہین وہ کہے سنے پہ نجاؤ
غیر کے پاس تمنے دیکہا تہا

کہتے ہون گے عدم مین اہل عدم
زندگی کا عجیب میلا تہا

چال تہی اسکی یا قیامت تہی
نقش پا سے بہی فتنہ برپا تہا

زلف مین دل اگر نہ تہا نہ سہی
کیون جی مٹہی مین آپکی کیا تہا

کہتے ہین قتل کرکے عاشق کو
اسنے کیا اپنے دلمین سمجہا تہا

غور کرلو شب فراق کا غم
مجہہ سے کیا پوچہتے ہو تم کیا تہا

جلوہ تیرا کسی زمانے مین
جسنے دیکہا تہا اسنے دیکہا تہا

دل نشین غیر کا خیال رہا
وہ تو خلوت مین بہی تنہا تہا

اب زمانے کا رنج ہے **آصف**
کیا خوشی کا کبہی زمانا تہا

ولہ

دل حور کی اداؤن سے بیزار ہوگیا
جنت مین جا کے مین تو گنہگار ہوگیا

نالون سے آگ کوچۂ دلدار ہوگیا
خورشید حشر سایۂ دیوار ہوگیا

پرہیزگار جب کوئی میخوار ہو گیا
پرہیز کرتے کرتے وہ بیمار ہو گیا

آئے تھے میرے دلکے خریدار بنکے وہ
دل دیکھتے ہی اُنکا خریدار ہو گیا

منصور نے کہا جو انا الحق تو حق یہ ہے
اس کلمہ کا الف ہی اُسے دار ہو گیا

غم کہا گیا ہے ہجر کا تیرے مجھے تمام
پیاسا مرے لہو کا تھا خونخوار ہو گیا

اے فتنہ گر یہ حال تری رہگذر کا ہے
نقش قدم بھی فتنہ رفتار ہو گیا

لائے تھے وہ رقیبوں کو میرے مزار پر
اُٹھکر غبار سامنے دیوار ہو گیا

سیدھا ہوا جو تیر نظر دل کو تاک کر
غمزہ بھی ساتھ کھینچ کے تلوار ہو گیا

رنج و فراق و درد و غم و ضعف قلب نے
بیمار کر دیا سبھی مجھے بیمار ہو گیا

پوری جھلک بھی دیکھنے پائی نہ چشم شوق
اتنے میں بند روزن دیوار ہو گیا

سرکار عشق میں ہے بڑا جرم احتیاط
میں بے قصور رہ کے خطاوار ہو گیا

صہبا کے پیتے ہی چودہ طبق کھلے
میں نشۂ شراب سے ہشیار ہو گیا

دنرات کی لڑائی ہے جھگڑے مدام ہیں
دل آپکے ستانے سے بیزار ہو گیا

مجھکو خیال زلف میں کچھ سوجھتا نہ تھا
روز فراق بھی تو شب تار ہو گیا

یارب بتوں کا عشق مری جان کے ساتھ ہے
یا رشتۂ حیات بھی زنار ہو گیا

تھا مان وصل کی مجھے پروانگی تو ہو
تمنے ادھر کہا کہ وہ تیار ہو گیا

پہلے سے اگرچہ وہ کافر دغا شعار
دلکو چرا کے اور بھی عیار ہو گیا

تکلیف اپنے نفس کو دی اور اسقدر
زاہد عبادتوں سے گنہگار ہو گیا

اُنسے کہاں نصیب ہوں گلچھر گلبدن
محشر ہمارے واسطے گلزار ہو گیا

قاصد یہ تھا گمان کہ یہ عاشق مزاج ہے
کیا جانے کس بلا میں گرفتار ہو گیا

طاقت کہان ہے دلمین کہ اب ناز بہی اُٹھائے
صدمہ اُٹھا اُٹھاکے یہ بیمار ہو گیا

غیرون کیواسطے ہی یہ دربان نہ روک ٹوک
یہ گھر ترا اخیر تو بازار ہو گیا

آصف غمِ زمانہ نے تجکو کہلا دیا
تیرا تو غیر حال مرے یار ہو گیا

ولہ

عاشق ترا جو تارک دیر و حرم ہوا
دوزخ کو آگ لگ گئی جنت کو غم ہوا

روز فراق کا گذرنا اہم ہوا
یہ دن وہ دن نہین جو بڑہا اور کم ہوا

سنتا ہون غیر مورد لطف و کرم ہوا
یہ کیا غضب کی بات ہوی کیا ستم ہوا

وہ نقش پائے غیر مٹاتے ہوئے چلے
نقش قدم یہ اور بہی نقش قدم ہوا

صورت وہی رہی جو تصور مین جم گئی
ہر سنگ راہ بتکدہ مجکو صنم ہوا

تو بے نیاز مند سے کب عذر ہو سکے
اے بے نیاز لے سر تسلیم خم ہوا

فکر رقیب ہی مین گرفتار تم رہے
مین مرگیا تو کچھہ بہی مرا نکو غم ہوا

دیکہا جو جو اُسنے نیم نگہ سے براہ لطف
کچھہ دلکی آگ کم ہوئی کچھہ درد کم ہوا

وعدہ کیا اشارہ سے صلت کا غیر سے
اُسکا وہان اشارہ سراپا قلم ہوا

مرنیکا میرے غم نہین انکو یہ رنج ہے
کیون ناتوان یہ صرف ہمارا ستم ہوا

احسان ضعف کا ہے گہٹا اضطراب شوق
طاقت جو کم ہوئی تو تڑپنا بہی کم ہوا

وعدہ پر آئے وہ تو شب وصل کیا کرون
ہوتے ہی شام صبح جدائی کا غم ہوا

بہرتی ہے ہجر یار مین موج سرشک کی
مژگان اشکبار کا جاری قلم ہوا

عشاق کی گذرتی ہے مر مر کے زندگی
اُنکے لئے تو ایک وجود و عدم ہوا

ایسا گمان تجہپہ نہ تہا اے دغا شعار
دہوکا بڑا مجہے ترے مہر کی قسم ہوا

کیا اور اس سے بڑھ کے کہوں کیا ہوا مجھے / صدمہ ہوا فراق ہوا رنج و غم ہوا

فریاد بے سبب تو نہیں دادخواہ کی / تو نے ستم کیا تو کسی پر ستم ہوا

ہے میرے دل پہ داغ محبت بنام دوست / کیا مٹ سکے جو صورت نقش قدم ہوا

کیسا رقیب کون عدو کسکی چل سکے / جب اتفاق میرے تمہارے بہم ہوا

کرتے ہو وعدہ وصل کا دیکھو تو آئینہ / چہرہ کا رنگ اوڑ رہی وقت قسم ہوا

دنیا کی سیر اور ہے عیش و نشاط اور / جام جہان نما نہ کبھی جام جم ہوا

دل تھا کہ دلربا تھا کچھہ اسکی خبر نہیں / رخصت مری بغل سے کوئی صبحدم ہوا

ہم سے چھپا کے وصل کا وعدہ عدو سے ہو / کیا قہر ہو گیا یہ ستم پر ستم ہوا

سوچو تو مجھپہ عشق مین کیا کیا گذر گئی / غم مجکو رنج مجکو الم مجکو کم ہوا

خط اون کے ہاتھہ سے ہوا تحریر غیر کو / سرنامہ پر خطاب ہمارا رقم ہوا

ہمنے دیا جو غیر کی محفل مین مجکو جام / وہ بھی تمہارے سر کی قسم مجکو سم ہوا

آصف کے دم قدم سے یہ نشو و نما ہے اب / ایسا جہان مین مرد خدا کوئی کم ہوا

ولہ

انصاف ہے اے بت عیار ہو چکا / جب تو ہوا عدو تو خدا یار ہو چکا

بس انتظار وعدہ دیدار ہو چکا / وہ آئے یا نہ آئے یہ بیمار ہو چکا

کرتا ہوں آہ تیغ نگہ کھا کے بے سنبھل / اب میرا وار روک ترا وار ہو چکا

کس سطرح سے اسنے اٹھائی ہے قسمین / غم کھاتے کھاتے آپکا غمخوار ہو چکا

آتی نہیں ہے شرم تمہیں جھوٹ بولتے / وہ وعدہ کرتے ہو جو کئی بار ہو چکا

تم کیا نیا پھنساؤ گے دلکو کہ لاکھہ بار / آزاد ہو چکا یہ گرفتار ہو چکا

پوچھا نہ چھوٹے منہ بھی کسی دن مجھے ذرا ۔ سو بار اس امید مین بیمار ہو چکا

مین بھی اب آزمایش مہر و وفا کرون ۔ پھر تو امتحان کئی بار ہو چکا

زرد نظر نہ ٹھہریگا زر رحنا کی طرح ۔ یہ چور دل حنا کے گرفتار ہو چکا

اس عاشقی پہ خاک پڑے دل لگی بری ۔ رسوا مین ہر طرح سر بازار ہو چکا

اس مصلحت سے شور فغان کر رہا ہون مین ۔ سویا اگر نصیب تو بیدار ہو چکا

پوچھا یہ میرے مردہ پہ اس بدگمان نے ۔ کچھ اس مین جان ہے کہ یہ بیمار ہو چکا

میری بھی بات کوئی سنیگا کہ تو نہین ۔ ہان ہان کا وعدہ تیرا تو ہر بار ہو چکا

کچھ انتہائے وصل کی امید نہین ہی ۔ للہ ہان کیجئے انکار ہو چکا

رحمت کا تیری رات دن امیدوار ہون ۔ نادم مین اپنے فعل سے غفار ہو چکا

معشوق کی خطائین ہون ثابت یقین نہین ۔ اللہ عاشقون کا طرفدار ہو چکا

اب تو خدا کے واسطے میت پہ اسکی جا ۔ عاشق ترا تمام مرے یار ہو چکا

اس چشم شوق کو بھی ذرا دیکھ لیجئے ۔ بس آئینہ تو دیکھ چکے پیار ہو چکا

پورا کبھی ہوا بھی ہے اقرار آپکا ۔ سو بار وعدہ کر چکے سو بار ہو چکا

تاب نظارہ چاہئے اسکے جمال کو ۔ آنکھین اگر ہی ہین تو دیدار ہو چکا

کس پر کریگا جور و جفا تو ہمارے بعد ۔ دلدار تیرا اے مرے دلدار ہو چکا

اس حسن دلفریب سے سبکا ہی ایک حال ۔ اب اختلاف کافر و دیندار ہو چکا

طاقت دل و جگر مین نہ ہے ہاتھ پاؤن مین ۔ سامان اب تو کوچ کا تیار ہو چکا

دیوار ہی گراؤنگا مین سیل اشک سے ۔ سو بار بند روزن دیوار ہو چکا

آئے ہو گھر سے غیر کے مجھ پہ ہو مہربان ۔ اخلاص دور رکھو بس اب پیار ہو چکا

کبتک سنون دماغ مین طاقت نہین رہی ۔ بس شکر مہربانی اغیار ہو چکا

کس کے آگے اُسکی شکایت نہو چکی ۔ آصف تو بے خطا بہی خطاوار ہو چکا

ولہ

وہ بہی کیا دن تہے ہمین غم سے سروکار نہ تہا ۔ دل کو ارمان نہ تہا جان کو آزار نہ تہا

جان دیتا نہ تڑپ کر یہ وہ بیمار نہ تہا ۔ دلپہ جب ہاتہ رکہا تمنے تو آزار نہ تہا

ایلچی کو بہی کوئی قتل کیا کرتا ہے ۔ مین خطاوار تہا قاصد تو خطاوار نہ تہا

وجہ کیا اسکو قلمبند کیا آپنے کیون ۔ یہ تو روداد غم ہجر تہی اظہار نہ تہا

منصفی شرط ہے شایان کرم غیر ہی تہے ۔ مین ترے جور و ستم کے بہی سزاوار نہ تہا

رہگیا کوئی نہ کوئی مرے دلکے اندر ۔ تیر مین اسکے تہا پیکان تو سوفار نہ تہا

ایک کیا مین ہی ترے ہجر مین نالان تہا فقط ۔ کون ایسا تہا جو وہ جان سے بیزار نہ تہا

کیا عیادت کی توقع ہو ستمگر تجہسے ۔ بچگیا کوئی تو کہتا ہے یہ بیمار نہ تہا

عرصۂ حشر کے مانند تہی نفسی نفسی ۔ اسکی محفل مین کسیکا بہی کوئی یار نہ تہا

واہ اے شان کریمی ترے صدقے قربان ۔ جس گنہگار کو دیکہا وہ گنہگار نہ تہا

لطف کیا تہا جو اک آزاد رہا ایک اسیر ۔ ہم گرفتار تہے جسکے وہ گرفتار نہ تہا

اُس نے جب ظلم کیا مجہپہ تو غیرون نے کہا ۔ یہ وفادار کبہی اسکے سزاوار نہ تہا

محفل رقص تہی وہ تیری بہت ہوش ربا ۔ سب ہی بیہوش تہے واں کوئی بہی ہشیار نہ تہا

حسرت مشق ستم کیون ترے دلمین رہتی ۔ مین تو حاضر تہا اگر کوئی خطاوار نہ تہا

تو نے افسوس ہے بیگانہ کو اپنا سمجہا ۔ غیر سے رشتہ ترا اے بت عیار نہ تہا

وہ شب وصل بناوٹ سے بگڑنا اسکا ۔ غصہ تہا قہر تہا اخلاص تہا پیار نہ تہا

دور ہی سے وہ مجھے دیکھ کے فرماتے ہین
نہوا ہے کبھی ایسون سے سروکار نہ تھا

مجھکو کیا کوئی پھنسائیگا ازل سے ابتک
دل تو آزاد رہا میرا گرفتار نہ تھا

جنس دل لاکے ہم اپنی بغل مین سے آئے
جاکے بازار کو دیکھا تو خریدار نہ تھا

لیجئے غیر سے دو دن بھی نباہی نہ گئی
آپکے ذہن مین آصف تو وفادار نہ تھا

حرف ذال

تیری ہیکل مین مرصع مین مسلسل تعویذ
دلکو تسخیر کرینگے یہی ہیکل تعویذ

یون تو زیبا سبھی زیور ہین ترے بازو پر
خوشنمائی مین مگر سب سے ہے اوّل تعویذ

درد سر کا تو نہو شکوہ نصیب اعدا
آپ لکھواتے ہین کیون لیکے یہ صندل تعویذ

غیر کی نکلی وہ تصویر گلے مین اُنکے
ہمنے جانا تھا کہ ہوگا یہ مخمل تعویذ

واسطے دفعِ نظر کے وہ اگر باندھتے ہین
شوخی حسن سے ہوجاتے ہین ہیکل تعویذ

وہ گئے پھیر کے منہ لکھہ گئے کچھہ اُس پر
قبر کا میری رہا آنکھہ سے اوجھل تعویذ

مین نے جانا کہ یہی مارِ سیہ کا مَن ہے
اُسکی چوٹی مین جو چمکا تھا ذرا کل تعویذ

یہ جو لٹکن ہے ترے سینہ پر اے ماہ جمال
ہے خدا داد مبارک بہت افضل تعویذ

چشم مشتاق ہے پائے ترے سینہ پہ جگہہ
کاش اس آنکھہ سے ہوجائے مبدّل تعویذ

اسقدر ضعف ہے کیون رات تمکو کیسی گذری
پھر اُترا ترے بازو سے گیا ڈھل تعویذ

ہوگیا آج وہ بیمار تمہارا رخصت
کھولکر جسکو پلاتے رہے تم کل تعویذ

سایۂ فضل خدا آصفِ دیندار پہ ہے
سحر بیکار رقیبون کا ہے مہمل تعویذ

حرف لام

ہوا چالاک تجھسے بھی سوا دل
چھلاوا شوخ چنچل چلبلا دل

یہ سچ ہے باوفا ہے آپکا دل — بہت ہی بیوفا ہے یہ مرا دل
تری کنہ حقیقت کو نہ پہونچا — مقدر سے سوا ہے نارسا دل
وہ تھی اور وقت صبح لذت — تڑپکر ہی یہ دیتا ہے مزا دل
بہت دیکھے ہین ہمنے بیوفا بھی — ترا سب سے ہے بڑھکر بیوفا دل
ترستی ہین یہ آنکھین دیکھنے کو — کرون کیا ہین تڑپتا ہے مرا دل
یہ تبخانہ کو یا کعبہ کو لیجائے — عجب میرا بھی دل ہے رہنما دل
سنی تعریف جب اُس غنچہ لب سے — سمٹکر اور غنچہ ہو گیا دل
لئے جاتا ہے پھر اُسکی گلی مین — یہ بے غیرت یہ کیسا بیحیا دل
مین کیا جانون محبت اور الفت — یہ پہلے ہی پہل تجھ سے لگا دل
نہ دے اے سنگدل تو رنج اسکو — نکر تو ظلم ٹوٹے گا مرا دل
ہماری بندگی ہے ایسے دل کو — نہ دے بندے کو ایسا بھی خدا دل
ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا — ارے او بیوفا نا آشنا دل
برائے نام اسکا بھی نشان ہے — دہن ہے آپکا یا ہے مرا دل
خراب و خستہ ہوکر خوب سنبھلا — محبت مین بگڑ کر بنگیا دل
بچاتا عشق کی آفت سے مجھکو — مرا اب مانگتا ہے یہ دعا دل
تڑپنے کی جو عادت ہے تو آصف — تسلی سے ہوا تڑپا مرا دل

وله

کہا جب اُس نے کیسے کیا ہوا دل — بس اتنی بات سنکر آ گیا دل
ہراک دلبر کی خاطر چاہئے ایک — کہان سے روز لاؤن مین نیا دل

مرا دل سوز ہے داغ جگر اب — مرا ہمدرد ہے درد آشنا دل

بہت ہی ٹھیک کہنا آپکا ہے — مرا ہی تو ہوا ہے بیوفا دل

ہمارے دشمن جان عاشقی مین — یہی ہین ایک آنکھین دوسرا دل

کبھین آیا نہو وہ فاتحہ کو — تڑپتا ہے جو مرقد مین مرا دل

کبھی کہتے ہین دل کو کعبہ ہے یہ — نہ ڈھا اسکو نہ مٹی مین ملا دل

اگر دل مین نہ دل ڈالون تو کہدے — کہ مین رکھلون کلیجے مین ترا دل

گلی مین دیکھکر اپنی وہ بولے — پھر آیا کسقدر ہے بیحیا دل

سما جائے غم کونین جس مین — کہان سے لاؤن مین اتنا بڑا دل

بہت آنکھون سے کی ہے خونفشانی — ہزارا بنگیا ہے یہ مرا دل

وہ کہتے ہین کہان رکھے کوئی پاؤن — پڑے ہین عاشقون کے جا بجا دل

یہ ہے گفتار یا رفتار گیا ہے — تری باتون پہ میرا بس گیا دل

مرا دل ہے نہ کر پامال اسکو — ارے ظالم کلیجے سے لگا دل

کسی پر جان جاتی ہے جب اپنی — خدا حافظ یہ دیتا ہے دعا دل

ہزارون دیکھنے والے ہین اسکے — صفائی سے ہے آئینہ مرا دل

جسے دیتا ہون وہ کہتا ہے آصف — مبارک آپ کو ہو آپکا دل

ولہ

جب اسکے کام کا نہ مرے کام کا ہے دل — پھر کس مرض کی بار خدایا دوا ہے دل

اس سنگدل کے جور و جفا پر فدا ہے دل — کمبخت میری جان کے پیچھے پڑا ہے دل

پاس ادب ضبط محبت رہا مجھے — بے اختیار ان سے کہا آگیا ہے دل

جسطرح ٹوٹ کر نہ جڑے رشتۂ حیات
ایسا ہی اسکا حال ہے جب ٹوٹتا ہے دل

تم دلستان ہو اور دل آزار بہی تمہین
تم جانتے ہو دلکو تمہین جانتا ہے دل

جس روز سے سنا ہے کہ ہرجائی آپ ہین
اوروں سے بدگمان ہون مرا جا بجا ہے دل

پہلے لڑی تہی آنکہہ تری اُسکا ہے قصور
اسپر ہے کیون عتاب مرا نچیطا ہے دل

بچنا محال ور نکلنا محال ہے
اُس بیوفا کی زلف مین پہنسا ہے دل

اکسیر کی تلاش مین کیون خاک چہانیے
کشتہ کرے جو نفس کو پہر کیمیا ہے دل

کچہہ وسعت زمین و فلک کی نہین بساط
گر حوصلہ ہو دل مین تو سب سے بڑا ہے دل

باہم ہو کیا ملاپ کہ دونون ہین بیقرار
تم شوخ ہو اگر تو بہت چلبلا ہے دل

بدنامیان اسی کی تو ہین اک جہان مین
تم باوفا ہو سچ ہے مرا بیوفا ہے دل

دام وفا بچہا کے گرفتار جو کرے
ایسے سے آنکہہ اٹکی ہے اُس سے پہنسا دل

دلبر چہٹے نہ مجہسے نہ مین اُسسے چہٹ سکون
مین اُسکے پیچہے یہ مرے پیچہے پڑا ہے دل

انجام کیا ہو دیکہیے اس اختلاف کا
سنتا ہون دلکی مین نہ مری مانتا ہے دل

کیسا فراق وصل مین کب چین ہی مجہے
ترچہی ادائین دیکہتے ہی لوٹتا ہے دل

آصف کا امتحان تو کیا مصحفی بہی کر
یہ ہر کسی کا حوصلہ ہر ایک کا ہے دل

حرف نون

وصل مین تلخ بہی دشنام مزا دیتے ہین
کوسنے والون کو ہم اُسسے دعا دیتے ہین

عفو کرتے ہین خطائین نہ سزا دیتے ہین
جان عاشق کی یونہین وہ تو گہلا دیتے ہین

حال دل کہکے جو ہنستون کو رُلا دیتے ہین
تو ہنسی ہنسکے وہ روتون کو ہنسا دیتے ہین

ایسے لوگون مین نہین ہم جو کہین اور نہ کرین
مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکہا دیتے ہین

وہ شہادت کو سمجھتا ہے حیات جاوید — زندگی آپ تو عاشق کی بڑھا دیتے ہین
سنکے آواز چلے آتے ہین وہ گھبرا کر — میرے نالے مری قسمت کو جگا دیتے ہین
دل مرا کسنے چرایا ہے بتائین مجھکو — زائچہ کھینچکے جو نام بتا دیتے ہین
ان حسینون سے کوئی خون کا دعوی کرے — خونبہا دیتے نہین خون بہا دیتے ہین
اُن کو لاؤ مرے گریہ کا کرینگے وہ علاج — بات کرنے مین جو روتون کو ہنسا دیتے ہین
بیوفا یاد نہین تجھکو وفا کا شیوہ — یاد رکھ تو کہ یہہ ہم تجھکو سکھا دیتے ہین
آنکھ ملتے ہی یہ خود ملتے ہین دل ملتا ہے — خوبرو پھر بھی تو مل ملکے دغا دیتے ہین
اُن سے کہتا ہون جو مین ہجر کی آفت شب وصل — قہقہہ مار کے وہ صاف اُڑا دیتے ہین
خط پہ خط بھیجین گے کچھ تو کبھی آئیگا جواب — آج سے ہم بھی یہی تار لگا دیتے ہین
قول ہو بوسہ ہو معشوق تو دے مانگتے ہی — پھر وہ دیتا ہے کہان جسنے کہا دیتے ہین
دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی تھی — ہم جلا دیتے ہین وہ شمع بجھا دیتے ہین
راز افشا نہ ہو لوگون مین یہ ہے اندیشہ — غیر کے خط کو وہ پڑھتے ہی جلا دیتے ہین
روز ہان ہان کے سوا اور نہین ہے کچھ بات — دلکو دیتے نہین پر کہکے منا دیتے ہین
دل بیتاب جو پنکھے کی طرح ہلتا ہے — روح کو ہم اسی پنکھے سے ہوا دیتے ہین
وہ تو خط پڑھتے نہین ہمکو یہ سوجھی تدبیر — دل کی تصویر لفافے پہ بنا دیتے ہین
ہو کے عاشق مرے مرنیکی مبارکبادی — اُس ستمگر کو مرے اہل عزا دیتے ہین
ہم تو مرتے ہین مگر اپنی وفائین تم کو — یاد رکھنے کے لئے یاد دلا دیتے ہین
جان کیونکر تجھے دیدون یہ خدا کا ہی مال — کیا پرائی بھی امانت کو لٹا دیتے ہین
یہ کچھ احسان ہے دل باندھ کے گر چھوڑ دیا — گیسوے یار گرہ سے ہمین کیا دیتے ہین

ابھی کم سن ہین وہ مانوس بہت کھیل سے ہین
خط مرا پہاڑ کے وہ پرزے اڑا دیتے ہین

لب جانان کو چکھا مینگے مزا وصل کی شب
ہو گئی آئی ہے کہ جھوٹے کو سزا دیتے ہین

چشم بادام دہن پستہ ہے رخسار ہین سیب
ہم ترے وصف مین اک باغ لگا دیتے ہین

رہ گئے دن جو اسے کوستے تھے آٹھ پہر
اٹھو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہین

ولہ

تو کرے مجھ سے پیار کی باتین
ہین یہ پروردگار کی باتین

نہ کرو اعتبار کی باتین
دور رکھو یہ پیار کی باتین

صاف آئینہ ہو گئین ہم پر
ترے دل کے غبار کی باتین

ہم ہین مشتاق ہان سنا واعظ
بادہ و بادہ خوار کی باتین

رنج کے ساتھ رنج کا ہے کلام
پیار کے ساتھ پیار کی باتین

غیر بھی نوحہ گر ہے یون مجھ پر
جیسے ہین سوگوار کی باتین

کیا کہین تجھ بغیر کس سے کہین
دل امیدوار کی باتین

رات جاتی ہے کیجئے موقوف
قصۂ روزگار کی باتین

جبر کیجے کہ لطف دونون ہین
آپ کے اختیار کی باتین

کیا گزرتی ہے کس طرح سے سنین
ہائے اہل مزار کی باتین

کہدیا غیر سے تمہارا بھید
لو سنو راز دار کی باتین

جو ہین کنج لحد مین خاک نشین
جوش فصل بہار کی باتین

ابھرے جوبن نے کردیا بیچین
کیا کہین ہو نہار کی باتین

روکے رکتا نہین ہے طفل سرشک
دیکھو اس جانثار کی باتین

آنکھہ سے سب عیاں ہے دیکھو تو
چشم مست خمار کی باتین

پاس ہو ہو گئی مگر ہین وہی
اس دل جان نثار کی باتین

اے صبا کیا خبر ہے کہہ تو ذرا
میرے اُس شہسوار کی باتین

کان رکھکر کبھی سنو تو سہی
اپنے تم دوستدار کی باتین

دل نہ دیتا اگر تو کیون سُنتا
چار کے طعنے چار کی باتین

بیوفا ایک تیری خاطر سے
سُن رہا ہون ہزار کی باتین

تجکو رسوا کرین یہ ہین آصف
اس دل بیقرار کی باتین

ولہ

ارمان بہت ہین ترے پیکان بہت ہین
دلمین مرے ہر طرح کے مہمان بہت ہین

تھوڑے بھی تو معشوق کے احسان بہت ہین
دو چار بھی نکلین تو وہ ارمان بہت ہین

عاجز تری آنکھون سے مسلمان بہت ہین
یہ ناکتے یہ لوٹتے ایمان بہت ہین

جھگڑے تو ہزارون ہین مگر بات ہے اتنی
ہم تم سے وفا کرکے پشیمان بہت ہین

اے نامہ بر آئندہ کو اقرار تو ہو جائے
کم سن ہین اگر وہ ابھی نادان بہت ہین

کیون خوش ہو مری حسرت دیدار مٹا کر
مٹنے کے لئے اور بھی ارمان بہت ہین

دل ڈھونڈھ رہا ہے اُنھین اے ناصح مشفق
وہ کام محبت مین جو آسان بہت ہین

مایوس نہو کوئی زمانہ مین خدا سے
ہونے کیلئے غیب سے سامان بہت ہین

یکبارہ بھی کو نہ گرا اپنی نظر سے
آنکھون مین بھی کہہ لینے کی انسان بہت ہین

قسمت یہ ہماری ہے کہ ارمان نہ نکلے
وہ جان کے ہم سے ہوئی انجان بہت ہین

تم جیسے پریرویونکا سایہ نہین پڑتا
یارو نہین ہمارے بھی نگہبان بہت ہین

زاہد سے قیامت میں بھی بنتے کے نہیں رند — اسکے لئے ہر حال میں ہر آن بہت ہیں

ہم پیتے ہی کرلیں گے ابھی توبہ پہ توبہ — دنیا کے لئے دین کے سامان بہت ہیں

دیوانوں کو جنت ہے ترا سایۂ دیوار — ہان خاک اڑانیکو بیابان بہت ہیں

وعدہ نہیں کرتے ہو کبھی وصل کا ہم سے — کیا پوچھتے ہو دل میں تو ارمان بہت ہیں

ٹلنے کے نہیں ہم کہ گزرتے ہیں گمان اور — محفل میں تری عیش کے سامان بہت ہیں

دل جتنے شکستہ ہیں اگر کیجئے گنتی — ٹوٹے ہوئے انسے ترے پیمان بہت ہیں

کیا تونے کسیکا دل آشفتہ پہنسایا — گیسو کے ترے بال پریشان بہت ہیں

آتے ہیں خدا جانے تصور میں وہ کیونکر — دربان وہاں انکے نگہبان بہت ہیں

یوں کھینچکے خنجر مجھے قاتل نے پکارا — آ جانسے جانے والے تجھے ارمان بہت ہیں

جانباز ہمیں ہیں کہ ہے جان سے حاضر — یوں نام کے ہونیکو تو قربان بہت ہیں

ہان دیکھنے والے کو نظر اور پرکھ ہو — انسان جنہیں کہئے وہ انسان بہت ہیں

دل لیکے کیا مجھسے سلوک آپنے کیا خوب — یوں مفت جتانیکو تو احسان بہت ہیں

کچھ اور ہو غم حضرت آصف کی بلا کو — ہان تیری محبت میں پریشان بہت ہیں

حرف واو

نہیں کیا تم سے گو تم خوبرو ہو — ستمگر بے مروت تند خو ہو

کہا جب میں نے رنجیدہ عدو ہو — وہ بولے سنتے ہی وہ کیوں ہو تو ہو

وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو — وہی ہے پھول جسمیں رنگ و بو ہو

ادہر میں ہوں ادہر محشر میں تو ہو — جو ہونی ہو خدا کے روبرو ہو

تجھے دمیں تو رکھلوں میں یہ ہو ر تنک — اسی میں جان ہو اس میں ہی تو ہو

گداز عشق نے چھوڑا ہی کیا ہے — مزے سے ٹپکے گر دل مین لہو ہو

اُسے کیونکر نہو انداز پر ناز — کسی کی دہوم جب یون چارسو ہو

وفاداری ہے گو عاشق کا شیوہ — کرے کیا کوئی بے پروا جو تو ہو

یہ حسرت ہے تری تیغ ہلالی — گریبان کی طرح زیب گلو ہو

لڑائی کی ہین باتین اُنکی مجھ سے — کہین یہ ختم یارب گفتگو ہو

نقاب اُلٹے جو رخ سے روز دیدار — صف محشر مین بہی پہر تو ہی تو ہو

کرین بیگانہ سے ہم کیا شکایت — یگانہ ہو کے جب اپنا عدو ہو

ہمارا خون وہ ہے آبرو دار — تری تلوار جس سے سرخرو ہو

نہو اسکے سوا کچھہ بہی تمنا — دل بے آرزو کی آرزو ہو

یہ ہے خاک در بتخانہ زاہد — شکستہ اسکے چہونے سے وضو ہو

رہے ہر دم مین ہر دم یاد تیری — جدہر دیکہون اُدہر بس تو ہی تو ہو

چلے جو سر کے بل اُس رہگذر مین — وہی عاشق سراپا جستجو ہو

بگڑتے ہو بظاہر بات سے تم — یہ بہتر دل ہی دلمین گفتگو ہو

وہ پوچہین اپنے دامن سے جو آنسو — مرے اشکون کی کیسی آبرو ہو

تبرک ہے ہمارا بہی دل پاک — لگائے ہاتہہ وہ جسکو وضو ہو

سمجھہ مین آئے کیونکر بات قاصد — تری اُلجہی ہوی جب گفتگو ہو

عدو کو بزم مین ہو شربت خضر — مرے حق مین مے احمر لہو ہو

مقابل یون ملے جب حسن کی داد — اُدہر یوسف ادہر بے پردہ تو ہو

بُرا کہتے ہین جو تیرے ستم کو — ہماری اور اُنکی گفتگو ہو

قیامت کی ہے اُسکی نا امیدی / کہ جسکو آرزو کی آرزو ہو

جب اُس سے ہمنے کرلی قطع امید / تو پہر کیون آرزو کیون جستجو ہو

جو ہو تکیہ کرم پر اُس کے اپنا / بر آئے دل کی جو کچہہ آرزو ہو

خدا عزت رکہے دونون جہانمین / اور آصف کی ہر اک جا آبرو ہو

ولہ

دل کے عاشق سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو / ابہی کیا تہے ابہی کیا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو ناحق ہی خفا ہوتے ہو انصاف کرو / اور پہر حد سے سوا ہوتے ہو انصاف کرو

مین یہی ڈہنگ تو امید رہیگی کسکو / اب جوان نام خدا ہوتے ہو انصاف کرو

وقت پر کام جو آئین گے یہی آئین گے / دشمن اہل وفا ہوتے ہو انصاف کرو

جان ہم دیتے ہین تم سے ہی وفا کرتے ہین / تم تو غیرون پہ فدا ہوتے ہو انصاف کرو

منصفی شرط ہے ہمان یونہین رہتے ہین / تم تو آتے ہی ہوا ہوتے ہو انصاف کرو

خو گر لطف و عنایت ہون مجہے تاب کہان / مہربان ہو کے خفا ہوتے ہو انصاف کرو

داد عاشق کی نہ دی بادشہ حسن بنے / اور سر گرم جفا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو دل لے کے رقیبون سے جلاتے ہو ہمین / اور پہر ہم سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو

ہے برا شیوہ بیداد سے رسوا ہونا / سب مین انگشت نما ہوتے ہو انصاف کرو

آج بیداد جو کرتے ہو تو کل کیا ہوگا / منفعل روز جزا ہوتے ہو انصاف کرو

مار رکہتے ہو ذرا آنکہہ دکہاتے ہو جسے / دوسری تم تو قضا ہوتے ہو انصاف کرو

یاد ہی ہے کبہی آصف سے ملے تہے کہ نہین / آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

حرف یائے تحتانی

مچی ہے دہوم زنا نہین جا بجا اسکی / بندہی ہے رہاک ترے حسن کی ہوا اسکی

وہ حوروش ہی تو مسجد مین تہا خدا جانے / نماز کس نے ادا کی ہوئی قضا اسکی

نکر کسی سے محبت یہ ہم نہ کہتے تہے / دل فریفتہ سنتا ہے تو بہلا اسکی

قصور تہا مری آنکہون کا دل نے پائی سزا / ہوئی ہے عشق مین یہ کیسے سر بلا اسکی

مزاجدان ہو نہین جب تمہین سے کچہہ نہوا / مریض عشق کو راس آئیگی دوا اسکی

ہزار رنگ سے نیرنگ ہین زمانے مین / ہوئی ہے شعبدہ گر چشم فتنہ زا اسکی

فلک ہی گو ہے ستمگر مگر نہین تجہسا / یہ دیکہہ کم ہے جفا اسکی ہے سوا اسکی

لڑی نظر سے نظر میری آپ کی لیکن / ثبوت کیجئے ہے بیشتر خطا اسکی

تمہین ہی اسکی خبر ہے وہ کون ہی ایسا / بندہی ہوئی ہے زنا نہین یہ ہوا اسکی

کہین نکرنے سے چہپتا ہے عیب دنیا مین / رقیب پر کہو اب جان ہے فدا اسکی

غضب تنے ہوئے ابرو کہنچی ہوئی تلوار / مرے مین طور ترے آئی ہے قضا اسکی

عدو ہی میری طرح بلبلتی رہا شب قدر / وہان قبول ہوئی دیکہئے دعا اسکی

یہ امتحان تو دیکہو وہ مجہسے پوچہتے ہین / پسند ہے تمہین اس شہر مین ادا اسکی

کبہی لحاظ ہے دلکو کبہی ہے یہ گستاخ / سمائی اسمین شرارت بہری حیا اسکی

ہوئے ہین دیدہ و دل دونون والہ و شیدا / یہ کیا خبر ہے کہ اچہی ہو انتہا اسکی

نہ جان کا ہے بہروسہ نہ عمر رفتہ کا / یہ بیوفا ہوئی کسکی وہ آشنا اسکی

مئے طہور کے اوصاف سن لئے واعظ / لگی ہے رٹ تجہے اے بندہ خدا اسکی

خبر ہی ہے تمہین یا بیخبر ہو تم اس سے / خبر پہونچتی ہے ہمکو ذرا ذرا اسکی

ستم بھی آپ کرین اور آپ ہی پوچھین — زبان زبان پہ شکایت ہے برملا کسکی
جو کامیاب نہو کوئی یہ نصیب اُسکا — نہین قبول کی آصف نے التجا کسکی

وله

اگر ہو امتحان کہین نگاہ یار کیسی ہے — نہین معلوم وہ کستی ہوئی تلوار کیسی ہے
مجھے کس غم مین ڈالا ہے یہ گفتار کیسی ہے — لبون پر مسکراہٹ سی ہم گفتار کیسی ہے
تمہاری نرگس بیمار بھی بیمار کیسی ہے — کہ یہہ بیمار ہوکر پھر غریب آزار کیسی ہے
چُراتے مین جو اپنی جان اے قاتل وہ کیا جانین — تری کہنچتی چمکتی کاٹتی تلوار کیسی ہے
نہین جانتے اگر تصویر ہی کہنچوا کے منگوالو — یہہ تم کیا جانو شکل عاشق بیمار کیسی ہے
لئے مین روہی جاتے ہین مُسیبر کیون بگڑتی ہو — یہہ یکہو سُرخ ہوکر زینت رخسار کیسی ہے
پکڑتی ہے زمین پیر قدم کو جیمین قاتل کے — یہ کیون مشتاق ایسی ہے مری رفتار کیسی ہے
ہمارا خانۂ دل دیکھکر وہ سخت گھبرائے — کہ یہہ تعمیر بے سقف و در و دیوار کیسی ہے
مجھی سے چاہتے ہین داد اسکی وہ یہ فرماکر — کہو انصاف سے تم صحبت اغیار کیسی ہے
ستم کرتے ہین وہ مجھپر دعا دیتا ہون مین انکو — کوئی دل سے تو پوچھے یہ جفائے یار کیسی ہے
کوئی جب خواب مین آتا ہے کہلجاتی ہے آنکھ انکی — اجی صاحب تمہاری نیند بھی ہشیار کیسی ہے
نہ کیونکر آبلہ سے سرفرازی دلکو حاصل ہو — ملی یہہ عشق کی سرکار سے دستار کیسی ہے
ہوا بھی ہم اسیرون تک نہین آتی جو یہ پوچھین — فضائے باغ کیسی نکہت گلزار کیسی ہے
نزاکت کے بہانے سے تو مجھ تک آ نہین سکتے — مری آنکھون مین تم پھرتے ہو یہ رفتار کیسی ہے
گری پڑتی ہین ٹہوکرین کہاتی ہین فریادین — یہ راہ عالم بالا بھی ناہموار کیسی ہے
وہ جانے دل لگی کا حال جس نے دل لگایا ہو — یہی آسان کیسی ہے یہی دشوار کیسی ہے

خدا پر چھوڑ بیٹھے چارہ گر بھی دوست بھی سکو / ذرا چلکر تو دیکھو حالت بیمار کیسی ہے

ترے طعنون سے اے ظالم کلیجہ ہو گیا چھلنی / ہوئی ہے تیر ہر اک بات یہ گفتار کیسی ہے

نہین ملتے نہ ملئے ہمسے بھی غمزے نہین اٹھتے / یہ حجت روز کی کیسی ہے یہ تکرار کیسی ہے

کمر مین تونے باندھی ہے کمر مین چاہیے رہنا / تری تلوار پھر میرے گلے کی ہار کیسی ہے

خدا نے عقل دی ہے اور کو بھی تو تو اے ناصح / نہین سنتا کسی کی یہہ خدا کی مار کیسی ہے

مخاطب غیر سے ہین بزم مین اس سے مین خوش ہون / مری آنکھون کو حاصل فرصت دیدار کیسی ہے

سر شوریدہ سے سد سکندر توڑ ڈالین ہم / جہان روزن بھی ہے دشوار وہ دیوار کیسی ہے

بہت لڑتی تھی پہلے عاشق ناشاد سے ہر دم / وہی اب آنکھہ اسکی شکل سے بیزار کیسی ہے

وہ کہتے ہین ہماری ہی صفت مین غزل جب ہو / کہون کیا مین کہ یہہ اپنا ہی اشعار کیسی ہے

اسے آصف کا غم ہے اور آصف کو یہ بیتابی / ہر اک سے پوچھتا ہے حالت غمخوار کیسی ہے

ولہ

کیا منہ ہے کوئی باتین بنائے مرے آگے / دعوی ہو جو دشمن تو آئے مرے آگے

فتنے تری نظرون نے اٹھائے مرے آگے / جادو تری آنکھون نے جگائے مرے آگے

کرنی جو پڑی انکو رقیبون کی حمایت / کہتے ہین برے بول سب آئے مرے آگے

بے پردہ کیا حور کی تعریف نے ان کو / جھنجلا کے وہ باہر نکل آئے مرے آگے

وہ کہنے لگے دیکھ کے پروانے کا جلنا / جلتے کو کوئی اور جلائے مرے آگے

محفل مین جلانے کو مجھے ہائے وہ ضد سے / پہلو مین رقیبون کو بٹھائے مرے آگے

جاتا ہون عدم کو وہ عیادت کو نہ آئے / اتنی بھی نہ تکلیف اٹھائے مرے آگے

اس منزل دشوار مین تقدیر نے ڈالا / رہبر بھی جہان ٹھوکرین کھائے مرے آگے

ہے نکہت گل محو قفس مین بہی غنیمت
یارب یہ بہار آکے نہ جائے مرے آگے

وہ بات نہ کرتے تہے جو کی بات تو یہہ کی
غیرون کے بہت عیب چہپائے مرے آگے

اندیشہ تہا انکو کہ آنکہون مین سما جاؤن
منہ کہولے نہ محفل مین وہ آئے مرے آگے

جاتے تہے وہ کل چہپکے سر شام جو پوچہا
مین کیا کہون کیا فقرے بنائے مرے آگے

عاشق کو کیا قتل یہ احسان جتا کر
دنیا مین مصیبت نہ اٹہائے مرے آگے

بلبل کی کہان ایسی گل افشانی تقریر
باتون کے چمن اس نے لگائے مرے آگے

بہر آئے جو دل عاشق مضطر کا کرے کیا
تم کہتے ہو آنسو نہ بہائے مرے آگے

روٹہے کا منانا مجہے آجائے جو کوئی
روٹہے ہوے اس دل کو منائے مرے آگے

اس بزم مین لیجا نہ مجہے اے دل مضطر
کیا ہو جو وہ کہدے یہ نہ آئے مرے آگے

دنیا کا جو ہے قافلہ رکہتا ہے کب آصف
جائے کوئی پیچہے کوئی جائے مرے آگے

ولہ

کب مرے دل پہ کارگر نہ ہوئی
وہ تو برچہی ہوی نظر نہ ہوئی

غیر کو کاوش جگر نہ ہوئی
یہ ادہر کی بلا ادہر نہ ہوئی

نازنین کو کہان ہے تاب نگاہ
خواب مین کیا اسے نظر نہ ہوئی

مہربانی تری اس الفت پر
جتنی ہوتی تہی اسقدر نہ ہوئی

تیری فرقت مین رونے والونکی
آستین کب لہو مین تر نہ ہوئی

مین نے جب کچہہ کہا زبانی حال
تیری تسکین پیامبر نہ ہوئی

کب ترا غیر پر نہ دل آیا
کب تری پیار کی نظر نہ ہوئی

غیر اس بزم ناز مین پہنچے
خیر گذری مجہے خبر نہ ہوئی

تجکو دل دیکے اپنی رسوائی
وہ ہوئی اب جو عمر بہر نہ ہوئی

یہ شب وصل اُنکو حسرت ہے
شام ہوتے ہی کیون سحر نہ ہوئی

ہم بہی جیتی ہوئی کہے ہی گئے
کب سزا بات بات پر نہ ہوئی

پہر کہان جائین گے آئی ہم
خلد مین بہی اگر بسر نہ ہوئی

ہم نے میدان عشق جیت لیا
فتح غیرون کے نام پر نہ ہوئی

دردِ سر کا اُنہین بہانہ ہوا
داستان اپنی مختصر نہ ہوئی

دیکہیے دیکہیے پہری آب نکہہ
ہوتی ہوتی ادہر نظر نہ ہوئی

پاس ہوتی تو سب خلش مٹتی
نہ ہوئی عشق مین مگر نہ ہوئی

مرگئے فراق مین ہم
نہ ہوئی اُنکو کچہہ خبر نہ ہوئی

شب کا وعدہ وہ کرکے کہتے ہین
رات دو چار دن اگر نہ ہوئی

سامنے ہی رہی تصور مین
آنکہہ اوجہل تری نظر نہ ہوئی

شاخ گل کی بہی دیکہہ لی جنبش
وہ لچکتی ہوئی کمر نہ ہوئی

مین جو رو دیا تو کیا گناہ ہوا
دامن تر سے چشم تر نہ ہوئی

شکوۂ ہجر سنکے اُسنے کہا
تجکو اسد پہ نظر نہ ہوئی

کب نظر تری اثر نہ ہوا
کب تری آنکہہ فتنہ گر نہ ہوئی

دُہری تلوارین باندہ لین تمنے
یہ تو معشوق کی کمر نہ ہوئی

کب ہوا حشر کب تمام ہوا
مجہے محشر کی کچہہ خبر نہ ہوئی

بتکدہ مین جو دیکہی ہے صورت
وہ بہلے کو خدا کے گہر نہ ہوئی

صلح کی کچہہ امید ہے باہم
آج آصف سے پہر اگر نہ ہوئی

وله

لیتے ہین ہنس کے میرا نام اُٹھتے بیٹھتے
پیار سے دیتے ہین وہ دشنام اُٹھتے بیٹھتے

غیر کی تعریف میرا شکوہ اپنی خوبیان
وہ بیان کرتے ہین صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے

سامنے آجا ارے ظالم کہ گذری دوپہر
مجھکو بیتابی سے زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

چھیڑتے ہنس ہنس کے ہین عشاق کو رونا ہوا
دیکھکر معشوق گل اندام اُٹھتے بیٹھتے

میرے کہنے پر عمل کرتے تھے وہ دن اور تھے
اب تو ہے ہر بات پر الزام اُٹھتے بیٹھتے

سنکے قاصد سے رقیبون کے سنانیکے لئے
یاد کرتے ہین مرا پیغام اُٹھتے بیٹھتے

ہو چکی تعظیم غیرون کی کرو محفل تمام
شب تو گذری پھر خاص و عام اُٹھتے بیٹھتے

ضعف مین کن مشکلون سے طے ہوئی ہے راہ شوق
پہونچے ہین منزل پہ ہر ہر گام اُٹھتے بیٹھتے

ہمکو کیا مطلب کہ سب اغیار محفل کو تری
دیتے ہین آغاز سے انجام اُٹھتے بیٹھتے

میکدہ مین مدرسہ کی قید اے زاہد نہین
بے تکلف سب ہین مے آشام اُٹھتے بیٹھتے

دل کے چھالون کی دکھاؤن سیر کیا مثل حباب
یہ نہین ہین ای بت گلفام اُٹھتے بیٹھتے

اٹھو آصورت کہا جا گرتے پڑتے ضعف سے
ہم بھی آبیٹھے ہین زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

عاشقون کا قتل اُنکو کھیل ہے مشکل نہین
وہ تو کر لیتے ہین ایسے کام اُٹھتے بیٹھتے

دل ہی جب بیچین ہو آصف تو کیا کوئی کرے
چلتے پھرتے ہے نہ ہے آرام اُٹھتے بیٹھتے

وله

انداز شوخ شوخ جو ملتے ہین یار کے
اب ناز دیکھیے کوئی دل بیقرار کے

نکلی ہے جان عشق مین اُس گلعذار کے
عشاق پھول لیتے ہین میرے مزار کے

وعدہ کا انتظار کہانتک کرے کوئی
ناچار ہم بھی بیٹھ رہے دل کو مار کے

دل مین ہمارے ایک صنم پردہ دار ہے
آئے خیال غیر تو پردہ پکار کے

رفتار اُسکی کیون نہ قیامت بپا کرے
فتنے قدم سے اُٹھتے ہین اُس شہسوار کے

بیٹھے شب وصال ہو چُپ چُپ الگ الگ
جب دل کھلے تو لطف ہون بوس کنار کے

بیتاب دل کے ہاتھ سے ہے میری لاش بھی
اندر مزار کے کبھی باہر مزار کے

یہ تو شب وصال ہے ماتم کا دن نہین
کیون سادگی سے آئے ہو زیور اُتار کے

اُسکی نشیلی آنکھون سے ایمان کیا بچے
دشمن یہ دونون مست ہین پرہیزگار کے

چوری کی بات تھی جو پکارا رقیب کو
بیٹھے رہے ہین سامنے میرے پکار کے

سرکار عشق کو ہے اب آزادگی پسند
قیدی نہ چھوٹ جائین کہین زلف یار کے

گنتی کے داغ پاس مرے دلمین رہگئے
یہ مین نشان لٹی ہوئی فصل بہار کے

یہ دل نہین ہے زلف بگڑ کر جو پھر بنے
اسکو کہین بگاڑ نہ دینا سنوار کے

بس امتحان غیر تو اب ہو چکا تمام
اُمیدوار ہم بھی تو ہین ایک وار کے

زاہد کو ناز زہد پہ رندون کا ہے یہ قول
بندے گناہگار ہین پروردگار کے

سچ ہے نہین کسیکا کوئی ہائے بیکسی
جاتے ہین یار قبر کے اندر اُتار کے

دونون طرف ہے بحر محبت مین ایک حال
بے صبر وار کے ہین تو بیہوش پار کے

بندون پہ اپنے شان کریمی سے رحم ہے
کیا فیض و فضل ہین مرے پروردگار کے

جب تک ہے منہ مین بات تو اخفائے راز ہے
وہ بات کیا ہے جو پڑے منہ نثار کے

انصاف کر تو خاک پہ کسکی ہی ایصبا
پیچھے پڑی ہے کیون مرے مشت غبار کے

آصف سے ہمنے پوچھا جو مذہب تو یہ کہا
ہم ہین غلام پنجتن و چار یار کے

اپنی آنکھونکی بلائین یون کہ شب کو خواب مین
خوب بے پردہ مجھے صورت کہائی آپکی

رنج فرقت مین جو مرکر جئے تو کیا جئے
خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی

روز محشر پرسش اعمال ہوگی جب مری
یا نہی روز نگاہ ہائی پڑہا ہی آپکی

عاشق و معشوق کے لب پر ہوی ہی داستان
یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی

سیر گلشن کیا کہون کیا باعث فرحت ہوی
پہول کو سونگہا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی

غیر کو بہیجا تہا چہلا خط کے اندر ڈالکر
وہ نشانی لیجئے میرے ہاتہہ آئی آپکی

بدگمانی دیکہنا دیکہی جو میری آہ سرد
پوچھتے ہین وہ لگی کسنے بجہائی آپکی

کسطرح راضی ہوے کیا اُسنے جادو کردیا
شب کو آصف سے ہوی کیونکر صفائی آپکی

ولہ

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے
کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے

تری بہار جو ابر بہار باقی ہے
ابہی سرور مئے خوشگوار باقی ہے

حجاب وصل مین بہی سے نگار باقی ہے
نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے

لگا کے تیر مرے دلپہ تو جگر کو نہ چہوڑ
شکار وہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے

مٹا سکے گا مجھے خاک چرخ کج رفتار
نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے

نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان
ابہی تو حسن کی کچہہ کچہہ بہار باقی ہے

کراب بہی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم
کہ کچہہ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے

جوان ہوکے نچہے گرچہ آئی شرم و حیا
و کم سنی کی شرارت تو یار باقی ہے

وہ کس غرور سے کہتے ہین اب شباب کے بعد
یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے

خدا کے آگے بہی کہدونگا مین تو روز جزا
کہ دل مین آرزوے وصل یار باقی ہے

کہو پھر تو گھبرا کے ذکر عدو پر — نہین ہم تو واقف خدا جانتا ہے

نہ ہونا کبھی مائل زلف اے دل — اُسی کے یہ ہے سر پہ جسکی بلا ہے

بجز میرے اورونسے مطلب نہ رکھو — مرا مدعا ہے تو یہ مدعا ہے

تمہارا ہی مین ہون خطاوار عاشق — زمانہ کہو مجھ سے پھر کیون خفا ہے

ستایش مین ہے ایک لطف تبسم — شکایت مین سو طرح کا مزا ہے

بہت دور ہے منزل اُلفت اے دل — جو یہہ طے ہوئی پھر خدا ہی خدا ہے

یہ پوچھا کسی نے جو عاشق سے آنکے — ترا حال اب کیا سے کیا ہو گیا ہے

کہا اُس نے میری مصیبت نہ پوچھو — سراپا کا میرے یہ نقشہ بنا ہے

یہ سر تھا کبھی زانوے دلربا پر — یہی زانوے فکر پر اب جھکا ہے

کبھی یہ جبین رشک ماہ مبین تھی — یہی خاک مین صورت نقش پا ہے

کشیدہ کمان کی طرح تھا جو ابرو — وہ اب جوڑ ٹوٹی ہوئی تیغ کا ہے

وہ آنکھین جو تھین محو دیدار ہردم — انہین اک قیامت کا اب سامنا ہے

وہ بینی جو تھی محو خوشبوے الفت — وہ مدت سے محروم بوے وفا ہے

وہ لب غنچہ لب جسکو دیتے تھے بوسے — لب خم کی طرح اب بدنما ہے

وہ گوش طربناک لبریز نغمہ — شکایت ملامت ہی اب سن رہا ہے

وہ گردن پڑے دست محبوب جسمین — گریبان اُسے طوق اب ہو رہا ہے

وہ گلرنگ رخ جسکے بلبل تھے گلرو — خزان دیدہ پھولون سے مرجھا گیا ہے

وہ سینہ جو عشرت کدہ تھا ہمیشہ — اُسے دیکھیے اب تو ماتم سرا ہے

پھرا جو حسینون کے سینون پہ برسون — اُسی ہاتھ سے اب تو سر پیٹتا ہے

کبہی پاؤن چلتے تہے راہ طلب مین — انہین پاس نے اب شکستہ کیا ہے
یہ دل رنج وغم سے تہا آزاد کیسا — یہی اب گرفتار دام بلا ہے
کوئی بیوفاؤنکے دم مین نہ آئے — محبت جو کی تہی یہ اسکی سزا ہے
مرے حال بد پر کرم کرنے والا — خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے
ہمارے بہی ہے امتحان مین آصف — لگانا ہی دل کا سراسر خطا ہے

ولہ

کجی پر اے دل گمراہ تو ہے — مرا دشمن مرا بدخواہ تو ہے
نظر آتا نہین شب کو سیدن — کرین کیا ہم جو رشک ماہ تو ہے
فلک کو دیکہکر کوئے بتان سے — اٹہے یہ کہکے ہم اللہ تو ہے
کہا جب اُن سے عاشق اور بہی ہین — قسم کہا کر کہا واللہ تو ہے
تصور غیر کا مین نے کیا جب — کہان جاتا کہ سد راہ تو ہے
مرا راز محبت ہو نہ افشا — خدایا اس سے بس آگاہ تو ہے
رقیبون کا جلائے دل تو جانین — کہان برق بلائے آہ تو ہے
دل انہو دیدیا اُس بت کو مین نے — مرا یاور مرے اللہ تو ہے
پڑا پہرتا ہے کوچہ مین اُسی کے — ارے او دل بڑا گمراہ تو ہے
نہ پایا دل کے گوشہ مین کوئی اور — فقط اک زیب خلوتگاہ تو ہے
اثر دیکہا ترا اے عشق ہم نے — ارے ظالم بڑا جانکاہ تو ہے
کہا جب بیوفا غیرون کو مین نے — چٹخکر بولے وہ واللہ تو ہے
ترے در کا گدا باہیر مین ہون — شہنشاہون کا شاہنشاہ تو ہے

ادا سے ناز سے پاس آکے اُس نے
کہا آصف سے آصف جاہ تو ہے

ولہ

پھر رہی ہے سارے عالم مین دہائی آپکی
یہ خدائی ہے خدائی یا خدائی آپ کی

مار ڈالیگی ہمین یہ کج ادائی آپ کی
بیوفائی بیرحمی بے اعتنائی آپکی

راست بازو نپر ہے روشن کج ادائی آپکی
ہے وفادار و نپہ ظاہر بیوفائی آپکی

دیدۂ پرخون کو میرے دیکھکر کہتے ہین وہ
ہے یہ بیماری کی سرخی آنکھہ آئی آپکی

خوب پہل پایا ہے ملکر لیا آگے کو عہد
کیا ملائیگی خدا سے آشنائی آپکی

جو پہنسائیگا کسیکو آپ ہی پہنس جائیگا
ہو چکی پہندے سے میرے اب رہائی آپکی

بال ہین اُلجہے ہوے شانہ کیا ہے دیر تک
ہین دبا دون دکہہ گئی ہوگی کلائی آپکی

چہیڑ کا اسمین مزا شکوے کا اسمین لطف ہے
صلح سے بہتر سمجہتا ہون لڑائی آپکی

جب تلون ہے طبیعت مین تو یکسان ہو گئی
آشنائی آپکی نا آشنائی آپ کی

کیا سکہائے گی قیامت آپکو فتنونکی چال
ابتدا سے یہ تو ہے سیکہی سکہائی آپکی

دلمین ہم جلتے ہین سنکر کچہہ اتنا بس نہین
لوگ کرتے ہین بُرائی پر برائی آپکی

پہر ہوے برہم یہ غصہ مجہپہ کیون ہی اسقدر
ہو گئی تہی وصل مین مجہسے صفائی آپکی

داور محشر کے آگے آپکا شکوہ کیا
حسب عادت پہر قسم ہی ہمنے کہائی آپکی

اپنے عاشق کو ستانا اسقدر اچہا نہین
بیٹہہ جائیگی مرے دلمین برائی آپکی

آپکی صورت جو دیکہین گے تو پہر آئیگا دل
یاد آئیگی قیامت مین جدائی آپکی

جانتے تہے جاکے ہونگے بزم دشمن مین سبک
کیا کرین ہمکو محبت کہینچ لائی آپکی

ہے تجلی نور کی لاکہون حجابون سے عیان
پردے پردے مین ہے کیا کیا خودنمائی آپکی

اپنی آنکھونکی بلائین یون کہ شب کو خوابمین — خوب بے پردہ مجھے صورت دکھائی آپکی

رنج فرقت مین جو مرکر جیے تو کیا جیے — خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی

روز محشر پرسش اعمال ہوگی جب مری — یا نبی رو نگاو ہائی پرو ہائی آپکی

عاشق و معشوق کے لب پر ہوی ہی داستان — یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی

سیر گلشن کیا کہون کیا باعث فرحت ہوی — پھول کو سونگھا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی

غیر کو بھیجا تہا چھلا خط کے اندر ڈالکر — وہ نشانی لیجیے میرے ہاتھہ آلی آپکی

بدگمانی دیکھنا دیکھی جو میری آہ سرد — پوچھتے ہین وہ لگی کسنے بجھائی آپکی

کسطرح راضی ہوے کیا اسنے جادو کردیا — شب کو آصف سے ہوی کیونکر صفائی آپکی

ولہ

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے — کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے

تری بہار جو ابر بہار باقی ہے — ابھی سرور مے خوشگوار باقی ہے

حجاب وصل مین بھی سے نگار باقی ہے — نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے

لگا کے تیر مرے دلپہ تو جگر کو نہ چھوڑ — شکار رہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے

مٹا سکے گا مجھے خاک چرخ کج رفتار — نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے

نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان — ابھی تو حسن کی کچھہ کچھہ بہار باقی ہے

کہ اب بھی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم — کہ کچھہ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے

جوان ہوکے نہ تجھے گرچہ آئی شرم و حیا — وہ کمسنی کی شرارت تو یار باقی ہے

وہ کس غرور سے کہتے ہین اب شباب کے بعد — یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے

خدا کے آگے بھی کہدونگا مین تو روز جزا — کہ دل مین آرزوے وصل یار باقی ہے

ہزار بار نکالو جو دل کی تم ارمان
یہ بار بار کہون لاکہہ بار باقی ہے

تمہا قصور مرا اسکو کرو یا ثابت
تمہارے دلمین ابہی تک غبار باقی ہے

شب وصال وہ گہبرا کے صبح تک مجہہ سے
یہ پوچہتے ہی رہے کوئی پیار باقی ہے

ہزار گن کے جو مین تہم گیا نہکی ہے زبان
بہت سا تیرے ستم کا شمار باقی ہے

تمہین رقیب کا جسطرح انتظار رہا
تمہارا ہمکو بہی یون انتظار باقی ہے

ترا جو سینہ ہے آئینہ مین بہی تو دیکہون
نہین ہے یا ترے دل مین غبار باقی ہے

نکل گئی مرے دل سے تری مژہ کی پہانس
عدو کے رشک کا کمبخت خار باقی ہے

مٹے بلا سے مٹے ہم مگر جفا تو کرو
ابہی مزار کا سنگ مزار باقی ہے

تمہارے ڈہنگ تو سارے ہین بیوفائی کے
یوہین سا وعدۂ ناپائدار باقی ہے

مٹے مٹے نظر آتی ہین داغ دل اکثر
لٹی لٹی مرے دلکی بہار باقی ہے

نکالین تو نے زمانے کی حسرتین کیا کیا
فقط یہی دل امیدوار باقی ہے

ہماری قبر پر اسکو چڑہا دے اے گلرو
ترے گلے مین جو پہولون کا ہار باقی ہے

نشان اہل نشان ہوگئے بہت معدوم
ظہور قدرت پروردگار باقی ہے

قد اسکا سرو ہے پستان انار سیب زنخ
بہار پر ہے وہ جوبن بہار باقی ہے

پلادے ساغر مے ساقیا نہ دیر لگا
چمن مین جوش گل و برگ و بار باقی ہے

کوئی رہا نہین ارمان نزع مین مجہکو
جو ہے تو حسرت دیدار یار باقی ہے

بجا ہے قدر کرو جسقدر مرے دل کی
کہ عاشقون مین یہی یادگار باقی ہے

اٹہاتے رنج کہان تک آصف غمگین
کہ مجہہ مین کیا مرے پروردگار باقی ہے

ولہ

اب آشنا ہوئے ہین تمہارے نئے نئے
پہرتے ہین لوگ تمکو پکارے نئے نئے

انسان ہے کہ حور و پری ہے یہ کون ہے
چلمن سے تیرے ہین اشارے نئے نئے

پہلے ہماری چاہ سے یہ بات تہی کہان
ہین رنگ ڈہنگ اب تری پیار کے نئے نئے

بستر پر آنکے دیکہے ستارے جڑے ہوئے
دن کو نظر یہ آتے ہین تارے نئے نئے

مہجور و دلفگار و پریشان و بدنصیب
رکہے گئے خطاب ہمارے نئے نئے

گر ایک ہے عدم تو قیامت ہے دوسرا
دریائے عشق کے ہین کنارے نئے نئے

وہ التفات ہے نہ وہ ہین مہربانیان
بدلے ہین طور آپکے سارے نئے نئے

تصویر داغ دل کی ہے زخم جگر کی بہی
تحفے یہ اُن کو نذر گذارے نئے نئے

اُن کو ملے رقیب تو معشوق ہمکو بہی
اُن کے نئے نئے ہین ہمارے نئے نئے

دیکہے بہت سے زہرہ جبین اور مہ جمال
چمکے زمین پر بہی ستارے نئے نئے

چاہت مین ہے نیون کی پرانون کا کب مزا
ہوتے نہین ہین پان کرارے نئے نئے

ہمسے چہٹے تو پہر نہین ملنے کا کوئی بہی
تم ڈہونڈتے پہروگے سہارے نئے نئے

جانے دو اگلی باتون کو جو کچہہ ہوا ہوا
پہر عہد ہون ہمارے تمہارے نئے نئے

بہڑکی جو دل کی آگ تپنگے نہ ہین شتاب
آنکہون سے یہ دکہائے شرارے نئے نئے

ہمکو ملا نہ خانۂ دل کا سا ایک بہی
نقشے مکان مکان کے اتارے نئے نئے

آصف نے غیر کا جو کیا شکوہ یہ کہا
معشوق کیا نہین ہین تمہارے نئے نئے

ولہ

ٹہہرے ہوئے ہین جب سے کسی گلعذار کے
چمن سے جہڑ گئے ہین عروس بہار کے

حسن و جمال تیرے مین کیا کیا بہار کے
دیتے ہین جان عاشق جانباز وار کے

صدمے بیان کیا ہون شب انتظار کے
سو بار چپ ہوا ہون اجل کو پکار کے

چلتا ہوا ہے پنجۂ مژگان اشکبار
لتّے لئے ہین دامن ابر بہار کے

یہ قول وصل کا ہے نہ ٹوٹے خدا کرے
جاتے ہو میرے ہاتھ پہ تم ہاتھ مار کے

چکر مین تجھکو ڈال دیا عشق غیر نے
یہ تہکہنڈے ہین گردش لیل و نہار کے

یہ عرصہ گاہ حشر ہے محفل نہین تری
اغیار رے تو جائین تجھے آپ ہار کے

کچھہ تم نگاہ مہر و عنایت اگر کرو
کچھہ حوصلے بڑہین دل امیدوار کے

میرے دل و جگر سے کوئی پوچھلے ذرا
کیا کیا مزے ہین وصل مین اُس گلعذار کے

کس عارف خدا کا گذر اسپہ ہو گیا
قربان شیخ و شاب ہین میرے مزار کے

اُس خوش گلو کی ہے وہ سریلی صدا کچھہ اور
نغمے ہزار بار سُنے ہین ہزار کے

آنکھون مین ہے سرور نہ مستانہ ہی ادا
پالے پڑے ہو کیا کسی پرہیزگار کے

مجبور کر دیا ہے محبت نے کیا کرین
دل اختیار کا ہے نہ تم اختیار کے

اس حسن پر دو چند ہوا حسن اور بھی
اُبھرے ہوے ہین گال جو اُس نو بہار کے

انگڑائیان خمار کی لیتے ہو صبح سے
ہتّھے چڑہے تھے رات کو کس بادہ خوار کے

ایسی ہے تیری اُٹھتی جوانی کی دھوم دھام
جوش و خروش جیسے ہون آتی بہار کے

قطرے شراب صبح کے یاد آ گئے مجھے
توبہ کے بعد دیکھکے دانے انار کے

دیکھا چڑہے بڑہے ہوے جوبن کی داد کون
پچھتاؤ گے بہت مجھے دل سے اُتار کے

ٹہنڈی ہوا سے ہے بت تنک گل ہے یا سمن
پھر اُسپہ لطف بارش ابر بہار کے

کس سے کہون مین حال کہ اِس جوش عشق نے
کیسے ہین رنگ ڈھنگ دل بیقرار کے

پہونچائے ہمکو دیکھئے عمر رواں کہاں
قابو مین یہ سمند نہین ہے سوار کے

آصف کے حال پر بہی تو احسان ہون کبہی
اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کے

وله

سامنے وہ بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
دیکھنے والون کو تاب دیکھئے کبتک رہے

تشنہ ہے ساقیا ہم بہی ہین جلدی پلا
بزم شراب و کباب دیکھئے کبتک رہے

حشر کا دن ہے بڑا حال غم اس سے ہوا
مجھسے سوال و جواب دیکھئے کبتک رہے

ہجر کا دن یا خدا حشر کا دن ہو گیا
پیش نظر آفتاب دیکھئے کبتک رہے

رات تڑپتے کٹی چین نہین دن کو بہی
دل کو مرے اضطراب دیکھئے کبتک رہے

سوتے ہین وہ وصل مین ڈر ہے کچھہ کچھہ انہین
چشم ہے وا نیم خواب دیکھئے کبتک رہے

مٹ گئین جو صورتین کیا کہین کس سے کہین
چرخ کا یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے

تلوون مین کی گدگدی پانون بہی دابے کبہی
وصل کی شب انکو خواب دیکھئے کبتک رہے

چین نہین تو نہین موت بہی اسکو نہین
یہ دل خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

تونے پہرایا ہے سر کہنے کا تیرے اثر
ناصح مشفق جناب دیکھئے کبتک رہے

ہاتہہ مین ہے جام مل پاس ہے اک رشک گل
نشہ جوش شراب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی جو تہی گہڑی وہ تو گذر ہی گئی
ہجر کا تیرے عذاب دیکھئے کبتک رہے

رشک سے وہ مہ جبین مانگ نہ ڈالے کہین
آئینہ کی آب و تاب دیکھئے کبتک رہے

کہتی ہے شوخی تری اور یہ مستی تری
شرم سے منہ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

جور کہا تک نہین اشک کہا تک نہین
اور غم بیحساب دیکھئے کبتک رہے

حسن کا اسکے ظہور دل کے ہوا نار نور
دور مہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی شب ہمکنار آج ہے وہ گلعذار
لطف شراب کباب دیکھیے کبتک رہے

آصف ناشاد کا حال وہی ہے جو تھا
عشق میں مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے

سلام

سلامی دیکھنا اشکوں کے گوہر بیسے ہوتے ہیں
لئے ہیں شہ نے دامن میں مقدر ایسے ہوتے ہیں

مضامین غم شہ زور اور دل تھام کر سنئے
رگ جاں کھولتے ہیں یہہ نشتر ایسے ہوتے ہیں

سنا شبیر کا نام اور اک بجلی گری دل پر
جو دلمیں درد رکھتے ہیں وہ مضطر ایسے ہوتے ہیں

فرشتوں نے کہا جب سر کٹانے آئکو دیکھا
ولی اللہ کے اسد اکبر ایسے ہوتے ہیں

لڑے اس شان سے اکبر کہ دشمن بھی پکار اٹھے
بہادر اسکو کہتے ہیں دلاور ایسے ہوتے ہیں

زمین سے عرش پر پہنچا دیا شبیر نے حر کو
خدا کے نیک بندے بندہ پرور ایسے ہوتے ہیں

مرے آئینہ دلمیں ہے جلوہ ماہ زہرہ کا
سکندر سے کہو دیکھے سکندر ایسے ہوتے ہیں

تن سرور پہ جتنے زخم تھے وہ سب بتاتے تھے
چھری تلوار برچھے تیر خنجر ایسے ہوتے ہیں

محبت زینب و شبیر کی دیکھو تو ظاہر ہو
کہ خواہر ایسی ہوتی ہے برادر ایسے ہوتے ہیں

لب و دندان میں شہ سے اور ہی کچھ آب پیدا ہے
نہ لعل اس رنگ کے دیکھے نہ گوہر ایسے ہوتے ہیں

لڑے بچے جو زینب کے تعجب آپہ بیجا ہے
کہ جو شمشیر زن پلتے ہیں وہ اکثر ایسے ہوتے ہیں

نہائی خون میں صغرا تو بانو سے کہا شہ نے
کہ دیکھو باغ جنت کے گل تر ایسے ہوتے ہیں

مظالم کربلا کے سنکے حیرت سبکو ہوتی ہے
کہ یہہ مٹی کے پتلے دل کے پتھر ایسے ہوتے ہیں

عدو بھی ہوگئے حیران جو دیکھا صبر حضرت کا
یہہ کیا معلوم کہ سبط پیمبر ایسے ہوتے ہیں

پھڑک کر شہ کی شہ رگ کہہ رہی تھی اپنے قاتل سے
کہ پیاسوں کے مشتاق خنجر ایسے ہوتے ہیں

مزا کیا دے رہے ہین دیدۂ تر اپنے ای آصف	یہہ ہم نے آج جانا جام کوثر بیسے ہوتے ہین

سلام

رات دن دل مین خیال شہدا رہتا ہے	خوب رونے کا تڑپنے کا مزا ملتا ہے
ماتم شاہ شہیدان کبھی مٹنے کا نہین	یہ وہ ہے داغ ہمیشہ جو ہرا رہتا ہے
دل مرا ساہے مگر دیکھئے وسعت اُسکی	داغ رہتا ہے جدا درد جدا رہتا ہے
خلف ساقی کوثر ہے ہمارا ساقی	مئے کوثر سے یہان جام بھرا رہتا ہے
عاجزی چاہئے اُن کو جو کرم والے ہین	خاک پر نخل ثمردار جھکا رہتا ہے
ہے تصور مین جو عابد کی برہنہ پائی	ایک کانٹا سا کلیجہ مین چبھا رہتا ہے

فیض یہہ چشم گہربار کا ہے ای آصف
موتیون سے مرا دامن جو بھرا رہتا ہے

آذری اسفراینی

آذری تخلص۔ سید حمزہ نام۔ شیخ نورالدین لقب۔ آپ[۵] خواجہ علی ملک سربداریہ کے فرزند ہین۔ نسب کا سلسلہ احمد یحیی ہاشمی مروزی سے منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ ملک سربداریہ کے عہد مین اسفراین مین صاحب اقتدار و اختیار تہا۔ آذری کا مسقط الراس اسفراین ہے۔ اسی شہر مین نشو و نما پایا۔ اور وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ جب فارغ التحصیل ہوا اُسوقت عالم شباب تہا۔ شعر و شاعری مین مشغول ہوا شاعری کے میدان مین مشاہیر شعرا سے بڑہ گیا۔ تیزی فہم و ذکا مین مشہور ہوا۔ چنانچہ ایک وقت شیخ صدرالدین رواس کے ہمراہ مشہد مقدس مین میرزا الغ بیگ کے ملنے کیلئے گیا مرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچہا کہ آپ رواس مین کہلہ یا رواث تہا شلتہ مین

[۵] از بہارستان سخن ۱۲

شیخ نے کہا رواص صاد سے ہون ۔ میرزا نے فرمایا کہ آپ صاد سے بھی نہین ہین اسلیے کہ رواص
کلام عرب مین نہین آیا ۔ پھر شیخ آذری سے پوچھا کہ آپکا تخلص آذری کس وجہ سے ہے
آپنے کہا چونکہ میری ولادت ماہ آذر مین ہوی تھی اسلیے مین نے آذر تخلص اختیار کیا ۔ میرزا نے
کہا آپ شاعر پیشہ نہین تھے ۔ وہ آذر بضم ذال ہے نہ بفتح ۔ شیخ نے بداہتہً جواب دیا ۔ ماہ
آذر کے ذال نے متعدد سال ذلت و خواری مین گذارے اور اسکی پیٹھ خمیدہ ہو گئی ۔ قریب تھا
کہ اسکی پیٹھ شکستہ ہو جائے ۔ لیکن مقام شعور و ہوش مین آیا ۔ اور قائم ہو گیا ۔ اسکی پشت
درست و راست ہو گئی ۔ میرزا کو شیخ کا جواب پسند آیا ۔ شیخ کو مصاحبین کے زمرہ مین شریک
فرمایا ۔ اور بیشمار انعام و احسان سے سرفراز کیا ۔ اور شیخ سے فرمائش کی کہ سلمان ساوجی
کے قصائد جواباً لکھیے شیخ نے موزون کر کے پیش کیا ۔ تمام شعرا نے پسند کیا ۔ بعد ازان ایک
قصیدہ میرزا شاہرخ کی مدح مین بھی لکھا شاہزادہ کے توسل سے میرزا کے ملاحظہ
مین پیش کیا ۔ میرزا بہت ہی خوش ہوا ۔ ملک الشعرائی خطاب سے مخاطب فرمایا ۔ اور صلہ
و انعام وافر سے مالا مال کیا ۔ اسی زمانہ مین شیخ نے دنیا سے برخاستہ خاطر ہو کے طریقہ درویشی
مین قدم رکھا ۔ شیخ محی الدین طوسی کی خدمت مین پہنچا ۔ کتب سلوک و احادیث کی سند
شیخ سے حاصل کی ۔ اور اُن کے ہمراہ حج کو گیا ۔ شیخ کے فوت ہونیکے بعد سید نعمت اللہ
ولی کرمانی کی خدمت مین آیا اور بیعت کی ۔ ریاضت شاقہ کے بعد سیر و سیاحت مین
مشغول ہوا ۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکھا سفر کرتے وقت میرزا بایسنغر بن میرزا
شاہرخ نے شیخ کی خدمت مین ایک بدرہ زر پیش کیا ۔ شیخ نے قبول نہین فرمایا ۔ اور یہ بیت پڑھی ۵

زر کہ ستانی و برافشانیش ہم بہ از انست کہ نستانیش

مولانا مجاہد ہندی طالب العلم نے اُس بدرہ سے ایک مشت زر اُٹھایا اور کہا اے شیخ

تونے اس مال کو اپنی ذات پر حرام کیا۔ خدانے مجھپر حلال کیا۔ شاہزادہ طالب علم
کے کلام سے مسکرایا۔ اور بدرہ اسکو دیدیا۔
شیخ سیاحت کے زمانہ مین ایک سال کامل بیت الحرام مین مقیم و مجاور رہا۔ قیام و مجاورت
کے زمانہ مین ایک کتاب مسمی سعی الصفا مشتمل بر مناسک حج و تاریخ کعبہ لکھی۔
فرشتہ نے لکھا کہ شیخ آذری حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہوکے دکن مین
آیا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا سلطان کی مدح مین چند قصائد
غرا پیش کئے انعام و خطاب ملک الشعرائی سے سرفراز ہوا پھر حسب الارشاد سلطان
بہمن نامہ کی نظم شروع کی۔ جب احمد شاہ کے داستان پر پہنچا تب کتاب بادشاہ کے
ملاحظہ مین پیش کی۔ اور وطن مالوفہ جانیکے لئے رخصت طلب کی۔ بادشاہ نے کہا
اے آذری فی زماننا مین مخدومی سید محمد الحسینی گیسو دراز کے فوت ہونے سے رنج
و مصیبت مین ہون آپکے ملنے سے میرا رنج و غم کم ہوتا ہے۔ آپ اسوقت سجائے نہین
آپکے فراق مین بھی مبتلا ہونگا۔ رنج و غم دوچند ہوگا۔ شیخ نے جب بادشاہ کی ایسی
عنایت دیکھی تو دکن مین سکونت اختیار کی۔ اور اپنے عیال و اطفال کو خراسان سے
طلب کیا۔ اتفاقاً بادشاہ نے انہین ایام یعنے ۸۳۲ ہجری مین دارالامارہ بیدر مین
ایک قصر رفیع الشان بنایا جس اتفاق سے تیار ہوگیا تہا۔ شیخ نے قصر کی شان مین
دو بیتین لکھ کے خوشنویس کے ہاتھ سے لکھوا کے دروازہ پر چسپان کردین۔ ایکروز
بادشاہ کی نظر بیتون پر پڑی بہت خوش ہوا تحسین کرکے پوچھا کہ یہہ کس نے لکھین ما جاوین
مقربین نے عرض کیا کہ یہہ شیخ آذری کا نتیجہ طبع ہے۔ اُسوقت شہزادہ علاء الدین
نے موقع دیکھ کے عرض کیا کہ شیخ مشتاق وطن ہے۔ کہتا ہے اگر بادشاہ مجکو رخصت کریگے تو

مین حج کا نصف ثواب پیشکش کرتا ہون۔ بادشاہ راضی ہوا شیخ کو بلوایا چالیس ہزار تنکہ نقرہ کہ ہر ایک تنکہ وزناً ایک تولہ ہوتا ہے پیش کیا۔ شیخ نے تمام زر کے بدرون کو دیکہہ کے کہا۔ لا یحمل عطایا کم الا مطایا کم۔ آپ کی عطیہ کو کوئی نہین اُٹہائیگا مگر آپکے اونٹ۔ بادشاہ مسکرایا اور بیس ہزار خرچ راہ وکرایہ کے لئے عطا کیا۔ اُسیوقت خلعت خاصہ اور پانچ خدمتگار ہندی بہی عنایت کئے۔ اور شیخ کو رخصت فرمایا شیخ نے رخصت کیوقت عضائری رازی کی یہہ دو بیتین پڑہین ؎

ثواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان	یگانہ داور دادار بی نظیر و ہمال
وگرنہ ہر دو ببخشیدی بوقت کرم	امید بندہ نماندی بایزد متعال

وعدہ کیا تہا کہ بہمن نامہ وہان سے لکہہ کے بہیجا کرونگا۔ ہمایون کے داستان تک لکہہ کے بہیجا۔ ہمایون کے داستان تک آذری کی تصنیف سے ہے۔ باقی ملا نظیری و سامعی وغیرہ نے تکمیل کی۔ اور اصل کے ساتہہ ملحق کردیا۔ شیخ آذری ہند سے اسفرائن مین پہنچا تا بزندگی گوشہ نشین رہا۔ شبانہ روز ریاضت و عبادت مین گزارتا تہا۔ آخر بیاسی برس کی عمر مین ۸۶۶ھ ہجری مین واصل حق ہوا۔ زندگی مین اپنے قبر کے لئے زمین و باغ خرید کے وقف کردیا تہا۔ زمین در وضہ کی آمدنی طلبہ فقرا و صلحا و روشنی و فرش کے لئے وقف کردی تہی حمد اللہ مستوفی نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

چراغ دل بمصباح حیاتش	بانواع حقائق داشت پرتو
چو او مانند خسرو بود در شعر	ازان تاریخ فوتش گشت خسرو

ہفت اقلیم کے مولف نے لکہا کہ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات خواب مین دیکہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہہ جاتے تہے

مین نے چاہا کہ ایک شخص سے پوچھون کہ حضرت کہان تشریف لیجاتے ہین۔ یکایک حضرت صلعم میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ آذری کی زیارت کیلئے اس بیت کے صلہ مین جاتا ہون کہ اُس نے میرے فرزند کے مرثیہ مین لکھی وہ بیت یہہ ہے ؎

سوراخ میشود دل ما چون گل حسین	ہر جا کہ ذکر واقعہ کربلا بود

باوجود این شیخ آذری کی شاعری و سخن گستری تمام طوائف انام کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اور اسکی درویشی و بزرگی بہی مقبول و محمود ہے۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا کہ صاحب التالیف و التصنیف تہا۔ من تصانیفہ جواہر الاسرار۔ و عجائب الدنیا۔ طغرائے ہمایون۔ سعی الصفا۔ جواہر الاسرار ایک مجموعۂ نوادر ہے بطور کشکول متعدد علوم پر شامل ہے۔ اور اسمین اکثر اشعار مشکلہ کو حل کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی لیاقت و استعداد کس حد تک تہی۔ تم کلامہ۔

من اشعارہ

در مدح حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

چنانکہ ہست فلک را دوازدہ تمثال	کہ آفتاب بر آن دور می کند ہمہ سال
بر آسمان ولایت دوازدہ برج اند	چو آفتاب نبوت ہمہ با وج کمال
شہان بی سپہ و خسروان بے شمشیر	ملوک بے حشم و اغنیائے بے اموال
از ین دوازدہ بروج دوازدہ خورشید	علیست مہر سپہر کمال و مطلع آل
علیست آنکہ بکنہ حقیقتش نرسد	بغیر ذات خداوند ایزد متعال
حدیث معرفت او بمردم نااہل	ہمان حکایت آبست و قصۂ غربال
چنان منورم از پرتو رضا کہ اگر	رگم زنند ہمہ نور ریزد از قیفال

وله

منت خدای را که مطیع پیمبرم | فرمان برِ قضای خداوند اکبرم

توحید بحر و این تن من همچو کشتی است | جان ناخدای کشتی و عقلست لنگرم

تا از سواد و چه شدم سرخ روی فقر | روشن شده است معنی گوگرد احمرم

معنی حلّ طلق حلول قناعت است | این نکته یاد گیر که من کیمیاگرم

دنیا چو جیفه طالب آن سگ شمرده اند | لیکن من این گروه بسگ نیز نشمرم

من ترک هند و جیفهٔ جیپال کرده ام | باد بروت جو نه بیک جو نمی خرم

از آفتاب همت من هر ذره پست | گر ذره ایش دانم از ذره کمترم

از خسروی روی زمین ننگ آیدم | تا من گدای حضرت ساقی کوثرم

وله

ز هول روز جزا آذری چه میترسی | تو کیستی که در آن روز در شمار آئی

وله

ز حکمت بیاموز مت نکتهٔ | که در هر دو عالم شوی سرفراز

وله

لباس طریقت چو در بر کنی | بذلت مرنج و بعزت مناز

وله

من گریه آتشین نمیدانستم | من سوز دل حزین نمیدانستم

نه نام بمن گذاشت عشقت نه نشان | من عشق ترا چنین نمیدانستم

وله

چون مستولی درد جدائی تن بمردن ده | دوای این مرض را هیچکس جز من نمیداند

وله

بارست شد چشم من میدان گریه آب زد | سیل اشک آمد بشبخون بر سپاه خواب زد

وله

آن چشم شوخ را الستم بتوان شناخت | زان رو که مست را بکرم میتوان شناخت

وله

با رخت دل بمنزل حیرت کشیده ایم | خط بر سواد خطهٔ راحت کشیده ایم

فردا عذاب حشر نیاید بچشم من | در جنب محنتی که ز فرقت کشیده ایم

وله

به مجلسی که در و گنج کبریا بخشند | هزار افسر شاهی بیک گدا بخشند

ولا ز میکده ها روز و شب گدای کن — بود که دُرد کشان جرعهٔ بما بخشند

شدیم پیر ز عصیان و چشم آن داریم — که جرم ما بجوانانِ پارسا بخشند

غلام همت آن عاشقانِ باکرمم — که یک صواب به بینند و صد خطا بخشند

بکوی میکده از مفلسی چه غم دارم — که ساقیان همه جام جهان نما بخشند

به نیم ساعت هجر آذری نمی ارزد — هزار بار گرش دو جهان بقا بخشند

وله

شنیده ام که درین طارم زراندود ست — خطیبکه عاقبت کار جمله محمود ست

ز تاب قهر میندیش ناامید مباش — که زیر سایهٔ خود نیست هرچه موجود ست

وله

اگرچه دولت وصلت بچون منی نرسید — درین امید بمیرم که خوش تمنای ست

وله

اگر صبا سر زلف ترا گذار دهد — هزار دل شده ایمان خود بباد دهد

وله

باز شب شد چشم من میدان گریه زد — سیل اشک آمد شب خون بر سپاه خواب زد

وله

خوش حیات ست کسی را که پس از جان دادن — دوستان بر سر خاکش بزیارت آیند

وله

غنیمت دولت وصل تو اگر جان بودی — کار بر عاشقان دلسوخته آسان بودی

که رسیدی بخم طرهٔ او دست مراد — همچنین خاطر مجموع پریشان بودی

بہارستان کے مولف نے لکھا کہ شعرائے معاصرین امیر شاہی آذری کے اشعار میں باہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے میں بحث و تکرار کرنے لگے۔ آخر اس تصفیہ کیلئے ایک بزرگ معتمد علیہ سے پوچھا۔ بزرگ معتمد علیہ نے تھوڑی دیر تامل کیا۔ ترجیح تو بیان نہیں کی لیکن شیخ آذری کی غزل سے ایک مصرع جس سے دونون کی تعریف مستفاد ہوتی تھی تضمین کرکے تصفیہ کردیا۔ **وھو ھذا**

اے که گفتی صفت آذری و شاهی کن — حال این نکته برون ست ز آگاهی ما

آذری مجمع اسرار کلام از ست	در نیاز دسر اندیشه بهمراهی ما
لیک خود بر سر دیوان سخن می گوید	چرخ بر دوش کشد غاشیهٔ شاہی ما

مصرع مذکور آذری کی دیوان کے ابتدائے غزل کے مطلع سے ہے۔ ب

گر کند نذر بہ لطف تو ہمراہی ما	چرخ بر دوش کشد غاشیہ شاہی ما

امیر شاہی سبزواری کی وفات ۸۵۷ھ ہجری مین بزمانہ بابر شہر استرآباد مین واقع ہوی اسکی نعش کو وہان سے منتقل کر کے سبزوار مین بزرگان سلف کے خانقاہ مین دفن کئے۔

مولانا محتشم کاشی نے شیخ آذری کے مرثیہ کی تتبع مین کہا ہے۔ کسی نے ابتک اس زمین مین مرثیہ نہین لکھا تھا۔ آذری سے بڑہگیا۔ بعض نے کہا کیا بڑھا الخ

ہست از ملال گرچہ بری ذوالجلال اوو در لست و ہیچ دسے نیست ملال

بہارستان سخن کے مولف نے دولتشاہ کے تذکرہ سے نقل کیا۔ کہ شیخ آذری حج و زیارت سے فارغ ہو کے ہند مین آیا۔ سلطان محمد جونہ سے ملا۔ سلطان نے ملا کو پہلی ہی ملاقات مین پچاس ہزار دینار دئے۔ بادشاہی امرا و اہل دربار نے چاہا کہ شیخ ہندوستانی رسم کے موافق بادشاہ کی تعظیم و کورنش مین مبادرت کرے۔ شیخ نے تعظیم و تواضع سے انکار کیا۔ اور زر عطیہ سلطانی کو واپس کر دیا۔ اور قصیدہ مین اس کا اظہار کیا ہے۔ ب

من نزرک ہند و جیفہ جیپال کردہ ام	باد بروت جونہ بیکجو نمی خرم

انتہی کلام سمرقندی۔ لیکن سمرقندی کی نقل خلاف واقع ہے۔ اسلئے کہ سلطان محمد جونہ ۷۵۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور شیخ کا تولد ۷۸۴ھ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ کی وفات و شیخ کے تولد مین (۳۲) سال کا تفاوت ہے۔ اس تفاوت کے سبب سلطان محمد سے

محمد شاہ نبیرۂ خضرخان مراد لئے ہین۔ کہ ۸۳۷ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ لیکن اسکو کسی نے جونہ سے موسوم نہین کیا۔ الخ

دولت شاہ نے اسطرح کے مقدمات بلاتحقیق لکھے ہین۔ انتہی کلام بہارستان۔

میرے نزدیک دونون مولفین غلطی کے میدان مین جولانی کرتے ہین۔ ادہر ادہر گم ہو رہے ہین واقع مین یہ ہے کہ شیخ نے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین متعدد قصائد لکھے۔ اور انمین اپنی استغنائی و آزادی کا اظہار کیا ہے اور یہہ بہی تبلایا کہ مین دنیا و مافیہا سے علیحدہ ہون جیسا کہ ع من ترک ہندو جیفۂ جیپال کردہ ام * با دبروت جونہ بیک جو نمی خرم * الخ

یہہ شعر شاعر نے باعتبار معنی مجازی لکہدیا ہے نہ باعتبار معنی حقیقی۔ اگر آپ باعتبار معنی حقیقی و عرف عام جونہ سے سلطان محمد لیتے ہین تو جیپال سے بہی وہی حقیقی لینا چاہیے۔ جیپال آذری کے زمانہ مین بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ آذر نوی صدی کے شعرا مین ہے۔ اور جیپال پانچوین صدی اور تغلق آٹھوین صدی مین گذرے مین سمرقندی کو اسی شعر کے جونہ نے غلطی کے گڑہے مین گرایا۔ اور بہارستان کے مولف نے سمرقندی پر جرح و قدح کی لیکن پورا تصفیہ نہین کیا۔ مذبذب چہوڑ دیا۔ آذری کا دیوان نادر الوجود ہے۔

مولینا الفتی یزدی

الفتی تخلص۔ مولینا الفتی نام۔ سادات یزد سے ہے۔ عالم فاضل ادیب کامل تہا ۹۴۲ ہجری مین وطن سے ہند مین وارد ہوا۔ خانزمان کے ظل عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا۔ ہمیشہ خان بہادر کی صحبت مین کیا حضر و کیا سفر زندگی

بسر کرتا رہا۔ اکثر خان موصوف کی مدایح مین قصائد و رباعیات لکھین۔ دلخواہ جائزے وصلے پاتا رہا۔ چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانۂ عامرہ مین لکھا الغنی نے خان زمان کی خدمت مین یہہ مطلع پیش کیا۔

مشت خاشاکیم و داریم آتشے ہمرۂ خویش		دور نبود گر بسوزم از شرار آہ خویش

خان مذکور نے مطلع کا صلہ ہزار روپیہ عطا کیا۔ شاعر کے کلام کی داد دی۔ جسوقت خان بہادر عازم گجرات ہوا نیر دی بہی ہمرکاب تہا۔ پہر گجرات سے دکن مین آیا۔ اس اثنا مین خان زمان کا انتقال ہوگیا۔ مولانا الغنی ۱۰۴۵ھ سنہ ہجری مین سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین رجوع ہوا۔ سلطان موصوف نے مولانا کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مولانا نے قطب شاہ کے حالات مین ایک کتاب مسمی روائح گلشن قطب شاہی لکھی۔ کتاب مختصر ہے سات روائح پر شامل ہے۔ رائحہ اول مین بادشاہ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر۔ رائحہ دوم مین محلات و عمارات شاہی کا بیان ہے۔ رائحہ سوم مین حیدرآباد کی آبادی کا ذکر ہے۔ رائحہ چہارم مین جشنہائے سالانہ کا ذکر۔ رائحہ پنجم مین لشکر فیروزی اثر کا ذکر ہے۔ رائحہ ہفتم مین سبب تالیف کتاب۔ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعنی ہے عبارت رنگین۔ مصنف نے گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔ عبارت رنگین و معانی شیرین ہے۔ کیا نظم و کیا نثر ہر ایک کا رنگ نرالا ہے۔ شایستگی الفاظ و خوبی معانی کا حسن دوبالا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ ہر ایک فقرہ دلچسپ اور ہر ایک لفظ دلپسند ہے۔ ہم بطور نمونہ ہر ایک روائح سے دو ایک فقرے ذیل مین نقل کرتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین۔

من رائحہ اول

للہ الحمد کہ ذات قدسی صفات در شش جہت ربع مسکون بہ پنج صفت یگانہ و ممتاز است

نور فشانی آفتاب عدل ـ کوه شکوهی سنگ قار ـ جلوه طرازی حسن خلق ـ گوہرباری پنجه سخاوت ـ قدرت نمائی بازوی شجاعت ـ از سواد عین عدلش بیاض دیده خورشید نورپژروه و از نقطه قاف وقارش کوه باریوزه شکوه و دندان سین سخایش با جواہر عقد پروین بطنز در تبسم و طرهٔ لام خلقش با جعد حور العین بسر زلف در تکلم ـ مد شین شجاعتش در صف شگافی سر آمد شمشیر بهرام ـ

من رائحه دوم

سبحان الله از شکوه دولتخانه عرش آشیانه که از بلند پایگی بسر کوبی قصر سپهر قامت رفعت برافراخته ـ تعالی الله از شوکت عمارت عالی منزلت که از علوشان بسر زنش کاخ آسمان لب بام را سخن گو ساخته ـ

نظم

زہے شان دروازهٔ شیر دل	که از رفعتش گشته گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز	سجود آورد مهر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب	بگیتی شده روشناس آفتاب
باین در بیایند شاهان چین	بدر بانیش باز دولت زمین

من رائحه سوم

توان از فیض وصف حیدرآباد	خرابی سخن را کرد آباد
قلم شرح سوادش را چو پرداخت	سواد اعظمی را طرح انداخت

من رائحه چهارم

وه چه عرصهٔ نشاط و بساط انبساط است که سامعه باریافتگان طالع سندر را بنغمه عیش نواخته ـ و شامه مقربان ارجمند را به نکهت نشاط معطر ساخته هر صبح فراشان

فراشان فرشتہ خصال بجاروب شہبال از گلہائے شبیہ آسمان آسمان انجم فشان

من رائحہ پنجم

در توصیف لشکر نصرت علم و تعریف عسکر ظفر پرچم صف آرائی و فوج نمائی معانی نمودہ شبدیز کلک و سمند قلم را بمیدان صفحہ می تازد و از جوش مضامین رنگین سطح بیاض را ہمچو عرصہ رزم دلیران شرح رومی سازد

من رائحہ ششم

دلا چند باشی چو غنم در خمار ۔۔۔ ہمہ از حبیب مستی چو عشرت برار
حیات ابد جو مسیحا نہ رو ۔۔۔ کہ بخشند شراب کہن جان نو
چو دست انابت دہی باوضو ۔۔۔ ہر آنکس کہ پیمانہ پیمانہ بست
بجز توبہ پیشش نباید شکست ۔۔۔ بگیر از مئی و آب زمزم وضو

من رائحہ ہفتم

این گرامی نسخہ کہ ارمغان عالم غیب و تحفہ مبداء فیاضی ست۔ بے مایہ نقد فرصت سر حد اقلیم آغاز بمنزل کشور انجام رسید۔ ہر رائحہ اش بمشام یعقوب جان نکتہ سنجان عاشق سخن نکہت پیرہن یوسف معنی رساند و ہر فقرہ اش بگوش مجنون دل دقیقہ سنجان ادا فہم مژدہ وصل لیلی مضمون رساند۔ از روائح سبعہ این گلشن جہات ستہ قلمرو سخن نکہتستان گشتہ۔ الخ

سلطان عبداللہ قطب شاہ نے کتاب مذکور کے صلہ مین سات ہزار ہون عطا کئے
مولانا الفتی لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا۔ بادشاہ و اہل دربار تمام مولانا کی تقریر و بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی سے نہایت خوش ہوتے تہے۔ مولانا کی مروت و حسن خلق

دکن میں مشہور۔ حسن خلق سے تمام اراکین دکن و مشائخ مشاہیر کو مسخر کر لیا تھا۔ سب مولانا کے مداح تھے۔ اکثر اہل حوائج کی سفارش بادشاہ کی خدمت میں کرتا تھا مولانا کے ذریعہ سے اکثر فائز المرام ہوتے تھے عبداللہ قطب شاہ کے فوت ہونیکے بعد ابوالحسن تاناشاہ کے زمانہ میں بھی چند روز زندہ رہا۔ عمر رسیدہ ہوکر حیدرآباد میں سنہ ہجری میں فوت ہوا۔ میر مومن کے دائرہ میں دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

عبداللہ قطب شاہ کی مدح میں

بہار فیض ازل قطب شاہ عبداللہ	کہ یافت نشاء ز عدلش ہنر تلنگانہ
سواد دیدۂ عالم سزد اگر گردد	ز نور معدلتش کشور تلنگانہ
ہمیشہ تا کہ نباتست خاکرا باشد	ز خاک مقدم او افسر تلنگانہ
لبالب از می مہر علی وآل شدہ است	بدور دولت او ساغر تلنگانہ
زمین تربیت آفتاب سلطنتش	بود برا وج شرف اختر تلنگانہ

تعریف کمان شیر دل

زہے شان دروازۂ شیر دل	کہ از رفعتش گشتہ گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز	سجود آورد مہر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب	بگیتی شدہ روشناس آفتاب
باین در بسایند شاہان جبین	بدر یا بند بار دولت زمین

تعریف لعل محل

چو نام لعل محل کلکم آورد بزبان	شوند معنی رنگین بصفحہ لعل فشان

تعریف چندن محل

کنم وصف چندن محل چون رقم | بدستم شود شاخ چندن قلم

گلن محل

بنگری بر گلن محل بو زند | کاختران فلک سلحداران
اندرو هر شب از پئ چوکی | می نشینند بخت بیداران

سجن محل

بیا زبان بحدیث سجن محل بکشا | که در بنائے سخن رفعتی شود پیدا
زہے عمارت عالی که از ره وسعت | بزیر سایۂ خود داده عالمی را جا
بصحن وسعت او فرش گشته کند وری | کشاده رو چو کریمان زند بخلق صلا

دروازه قدم

اس دروازه مین حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم کا نقش قدم تھا

کنم چون رقم وصف ہینگ قدم | سر از رتبه بر لوح ساید قلم
سرے را رسد وصل این نقش پا | که ہر دو جهان را دہد رو نما

خرقہ مبارک و موی مبارک

اسی دروازۂ مذکوره مین آنحضرت صلعم کا خرقه مبارک تھا

زموئے پیمبر سخن سر کنم | مشام دل و جان معطر کنم
در اوصاف این موی عنبر سرشت | رقم گشته ریحان باغ بہشت

بآین موی بسته دل اہل دین
ہمین ست تفسیر حبل المتین

دولت محل

اس محل مین اہل دربار کا سلام ہوتا تہا

بہین رتبہ و قدر دولت محل	کہ دولت ازو یافت قدر و محل
درو فرش گردیدہ بخت بلند	ستادہ بپا طالع ارجمند
درو مجلسی با سعادت قرین	ہمیشہ بدولت شدہ ہمنشین
ز ارباب دولت درو فوج فوج	ہمہ کار خود را رسانده باوج

ندی محل

یہہ محل موسی ندی کے کنارہ پر تہا

ساکنش تر دماغ بی مئی ناب	از ہوایش بسیر عالم آب
خادمش دم زند ز فیض ہوا	ہمچو خضر و مسیح ز آب و ہوا

حسینی محل

یہہ محل باغ مین تہا

عیان گشتہ بر طرف این بوستان	حسینی محل ہمچو قصر جنان
بود شبنمی بر سر لالہ زار	کہ شد سنبل از سایہ اش آشکار

حیدر محل

اس محل مین خاص امرا بادشاہ سے ملتے تہے

درو ہموارہ دولت خواہ بادا	مکان مخلصان شاہ بادا

محمدی محل

اس محل مین بادشاہ کا تخت جلوسی تہا اور بادشاہ اس مین دربار عام فرماتا تہا

زہے تختے کہ از عکس جواہر	بسطح چرخ انجم ساخت ظاہر
ز رفعت تاج از گردون ستاند	بساق عرش نسبت را رساند
علو او بکرسی شد ہم آغوش	ملک را زیور و ہم زینت دوش

الہی محل

یہہ محل بادشاہ کی سیرگاہ تہا

دُر تاج رفعت الہی محل	کہ زد بر بلندیش گردون مثل
ببام فلک قدرش افکندہ فرش	بنایش بکرسی است مانند عرش
شدہ بوستان بطرفش عیان	بلی جای خلدست بر آسمان
سہی سرو درختش بعرش آشنا	ہم آغوش با سدرة المنتہی
ز ہر شاخ تاریخ و لیمو چنان	چو ماہ و ستارہ ز سبز آسمان
چو خوش گشتہ بر طرف آن لالہ زار	دو حوض مدوّر ز زر آشکار
بہر حوض فیلے طلائی عیان	ز خرطوم پیوستہ گوہر فشان
چنان این دو حوض ند روشن ز آب	کہ گشتند روشن مہ و آفتاب

امانت محل

یہہ محل خاص بادشاہ کا خلوت خانہ تہا

این خانہ کہ گشتہ ظل حق را مسکن	طور است ز منزلت کلیمش شدہ من
چون نیست مرا حوصلۂ جام لقا	با من دارد ہمیشہ در پردہ سخن

حیات محل

اس محل مین سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النسا بیگم رہتے تہی

دربن عصمت سرائے آسمان فر — نیابد کس بجز ناموس اکبر

ولہ

کشد زہرہ را پردہ دار حیا — ز پردہ برون او فتد کر نوا

ولہ

تا بود بر سپہر شکل نبات — یاورش باد در زمانہ حیات

ولہ

تا کہ باشد نشان زماد و دہر — یاورش از نور چشم شاہی بہر

ولہ

کم مباد از سرش بحق الہ — سایۂ قطب شاہ عبداللہ

داد محل

بادشاہ اس محل مین مظلومون کی فریاد سنتا تہا اور دادرسی کرتا تہا۔

زہے از شان این قصر عدالت — کہ در رفعت بود ہمتائے گردون

غلط گفتم کہ از بیم حوادث — بود در سایہ اش ماوای گردون

خدیو دادرس از روئے نمودار — چو نور مہر از سیمائے گردون

ایضاً

تعالی اللہ زحسن جلوہ این دلربا منظر — کہ باقی از ہوائے جانفزایش دہر فانی باد

زبہر شمسہ اش گردون سپند از شمس میسوزد — کہ ایمن این بنا از چشم زخم آسمانی باد

بصد خوبی برآمد آرزو یش عاقبت از دل — زمین را از وجود این عمارت شادمانی باد

مولینا احمد گمانچہ گرلاری اسیر

اسیر تخلص۔ مولانا احمد نام المعروف میر قاضی برادر قاضی بیگ وزیر والی احمد نگر دکن۔ آپکا وطن اصلی لار تہا۔ شاہ عباس ماضی کے زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا ملازمان اکبر مین ملازمت اختیار کی۔ چند روز کے بعد اکبرآباد سے بہائی کے نزدیک دکن مین آیا۔ بہائی کے سایۂ عاطفت مین مدت تک رہا۔ نہایت خوشحال و فارغ البال تہا

بعد ازان بہائی کی بدمزاجی کی وجہ سے کشیدہ خاطر ہوکر وطن اصلی کو مراجعت کی
وطن مین پہنچکر شاہ عباس ماضی کے دربار مین باریاب ہوکر ملازمت کے سلسلہ مین منسلک
ہوا۔ فن موسیقی مین استاد تہا۔ کمانچہ نوازی مین کمال رکہتا تہا۔ اسی وجہ سے
احمد کمانچہ مشہور ہوا۔ علوم و فنون مین لیاقت تامہ و مہارت کاملہ رکہتا تہا۔ اور شعر
گوئی مین ہوشیار و یگانہ روزگار تہا۔ آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین دنیا ناپائدار سے عالم البقا
کو رحلت کی۔ اور قاضی بیگ بہی کالت و وزارت سے موقوف ہوکر وطن مالوفہ لار کو
گیا وہان پہنچکر عالم عدم کا سفر اختیار کیا۔ من تذکرہ ہفت اقلیم۔ اور یہہ دونو بہائی
قاضی مسعود قزوینی کے فرزند ہین۔ قاضی موصوف شاہ صفی کے زمانہ مین معزز و مکرم
تہا۔ اور انشا پردازی مین لائق و فائق تہا۔ دستور قاضی انشا مین ایک کتاب
آپکے تصنیف سے مشہور ہے۔ صاحب آتشکدہ و ہفت اقلیم نے امیر قاضی کا تخلص
اسیر لکہا ہے۔ لیکن صاحب صبح گلشن نے احمد لکہا۔ نہین معلوم کہان سے لکہا۔ ماخذ نہین بتلایا

من اشعارہ

آن مہ چو برقص دست بالا می کرد — ہر دم گرہے از دل ما وا می کرد
می آمد و می گشت و بخود می نازید — میرفت و بکشتگان تماشا می کرد

ولہ

حالیست ز اندیشۂ عشقت دلم امروز — رحم است بحال دل بیجا صلم امروز

ولہ

قاتل خود را بحل کردم کہ دست من بر آب ایں شکایت — داشتم تا نیم جانی دست و در کار بود

ولہ

سراپا سوختم زین غم کہ شمع بزم او خود را — سراپا سوخت تا از بزم او نازد بہ پیرنش

ولہ

زجنش تو دست میزند آن فتنہ را اگر — دلہائے مضطرب شدہ در کاسہ سم است

ولہ

بر من شب ہجران تو رحم است کہ چون شمع — می سوزم و جان میدہم چارہ ندارم

جا کو دہ چنان در دل تنگم ہوس او	گاید بشام از نفس من نفس او

قاضی محمد جان آشنا اورنگ آبادی

آشنا تخلص۔ محمد جان نام۔ اورنگ آبادی المولد تھے۔ نشو و نما کے بعد فضلاء شہر سے کتب درسیہ پڑہی تھین۔ ذی استعداد و لائق تھے۔ اورنگ آباد ضلع مین کسی گانون کے قاضی تھے۔ اسیوجہ سے لفظ قاضی آپکے نام کا تاج ہے۔ آپکے نسب کا حال اور ولادت و وفات کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی مگر تحفۃ الشعراء افضل اورنگ آبادی کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۷۵ہجری مین صاحب زندہ تھے۔ میر غلام علی آزاد و سراج الدین و عبدالقادر سامی افضل فاقشال وغیرہ شعرا کے معاصر تھے۔ آپ شعرگوئی کے شائق تھے۔ سخن فہم و کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ ہمکو جسقدر اشعار ملے مین اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خوش فکر تھے۔ جو کچھ کہا خوب کہا مضمون تازہ کی تلاش مین بے نظیر تھے۔

من اشعارہ

غبار راہ او را توتیائے چشم خود سازم		من این تعویذ را در پردہ با دام می بجیم
چشم کہ نظر کرد درین دشت جنون خیز	ولہ	گر شاخ غزالان گل بادام برآید
سرم سرگرم سودائے علی مرتضی باشد	ولہ	نیستان در دجوم بیشۂ شیر خدا باشد
ساقیا مست نگاہ تو شود جا دارد	ولہ	جرعۂ ہر کہ بجام تو تمنا دارد
روز و شب چرخ زرد و در سرکوبت رسید	ولہ	فلک از اختر خود آبلہ در پا دارد
من کج برستر غم یاد و شبہائے دراز		سر شوریدہ ما بین کہ چہ سودا دارد

حاصل سودا پریشانیست کاکل شاہدا	ولہ	تیرہ بختان را بگل از سنبل شاہدا
آتش عشق از ہجوم گریہ کی گردد خموش		شعلہ را از آب پیراہن بود گل شاہدا

شیخ معین الدین محمد اوحدی الدّقاقی البلبانی الحسینی

اوحدی تخلص۔ شیخ معین الدین محمد نام۔ سادات حسینی سے ہین۔ آپکا
اصلی وطن بلبان ضلع گازرون ہے۔ آپ شیخ ابو علی دقّاق کی اولاد مین ہین
تقی اوحدی آپکے فرزند ہین۔ آپ صاحب علم وہنر واہل وجد وحال تہے۔ حقائق
ومعارف کے رموز سے واقف۔ تصوف وعرفان کے مراتب سے عارف تہے۔ شعرگوئی
مین بہی استاد کامل تہے۔ آپکا کلام مضامین تصوف وتوحید مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے
ہر ایک فقرہ وکلمہ سے جوش وخروش نمایان۔ آپ وطن سے ۹۷۱ھ ہجری مین شہر
قزوین مین وارد ہوئے۔ شاہ طہماسپ ماضی کی خدمت مین باریاب ہوے۔ بادشاہ
آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ آپکی تعظیم وتوقیر کی انعام لائق وخلعت فاخرہ سے
سرفراز فرمایا۔ آپ بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہوکر شیراز مین آئے۔ وہان چندروز
قیام پذیر رہے پہر وہان سے ہندوستان آئے چندروز احمدنگر مین بسر کئے۔ چنانچہ
آپنے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ مین نے محسن ہمدانی کو احمدنگر مین دیکہا۔ آخر وہان سے
حیدرآباد دکن مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے پاس پہنچے۔ سلطان ذی مروت نے
آپکی بڑی عزت وآبرو کی۔ اور منصب عمدہ پر ممتاز فرمایا۔ آخر آپ ۹۷۹ھ ہجری مین
حیدرآباد مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ اوحدی تخلص کے
کئی شاعر گذرے ہین۔ اوحدی صفہانی المتوفی ۷۴۸ھ۔ اور اوحدی تقی بلبانی

آپکا فرزند بھی دکن مین آیا ہے۔ احمد نگر مین فوت ہوا۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ

گر نخچم بلند تو بتر ز ندا فتادہ است
آن نہ خال ست دل ماست کہ در زنخ گزند
دام صیاد معین باز بخود می بالد
در عشق بجز خون جگر ہیچ مخور
از نعمت خوان عیش لذت خواہی

ولہ

ہمتم راست چو نخل تو بلند افتادہ است
بر سر آتش حسنت چو سپند افتادہ است
تا زہ صیدیش ہما تا بکمند افتادہ است
تا از سر نوان خورد شکر ہیچ مخور
زنہار کہ غم بخور دگر ہیچ مخور

میر مومن ادائی یزدی

ادائی تخلص - میر مومن نام - سادات یزد سے تھا۔ عالم فاضل و ادیب کامل تھا علوم حکمیہ و مسائل فلسفیہ مین مہارت تامہ رکھتا تھا فلسفہ و معقول مین مشہور تھا علماء ظاہری نے اسکو الحاد و دہریت کی طرف منسوب و متہم کیا۔ وطن مین اسقدر تنگ ہوا کہ اسکو وہان رہنا مشکل ہو گیا۔ آخر اوسط عمر مین عازم ہند ہوا۔ ہند مین چند بندر سورت مین رہا پھر وہان سے گولکنڈہ حیدرآباد مین آیا۔ سلطان قلی قطب شاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ بادشاہ نے بڑی عزت و توقیر کی۔ میر مومن استرآبادی کی تائید سے منصب عمدہ پر مقرر کر دیا۔ مدت العمر گولکنڈہ مین خوش خرم رہا۔ آخر سنہ ۱۰۳ ہجری مین یہین فوت ہوا۔ بقول صاحب آتشکدہ سورت مین فوت ہوا۔ ادائی کا کلام اداہائے رنگین و اندازہائے شیرین سے مملو ہوتا ہے

من اشعارہ

ولہ
کبوتر برد سوی تش نامه من چون کنم یارب — که نتوانی باو گفتن سخنهای زبانی را

ولہ
چاشنی گیر زهر کاسه این خوان گشتم — خوش نمک تر ز سر انگشت پشیمانی هست

ولہ
بی رو تو روزی که رهم در چمن افتد — دیوار به از سایه که بر روی من افتد

ولہ
این عمر بیاد تو بهاران ماند — این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان مزی که بعد از مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

ولہ
زشوق نامه نویسم ترا شتاب پاره کنم — دلی که نیست تسلّی درو چه چاره کنم

ولہ
تا در جسد مدینه جسمت شده جان — دین تو گرفت قاف تا قاف جهان
در لفظ مدینه کز اعجاز تو چون — مه شق شده و گرفت دین را بمیان

میرزا اختر

اختری تخلص۔ یزد کے مشاہیر شعرا سے ہے۔ ریاض الشعرا کے مولف نے لکھا کہ اختری نشو و نما کے بعد عالم شباب میں علمائے یزد کی خدمت میں کتب علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوا۔ تحریر و تقریر میں یگانہ۔ عالی دماغ و پاگیزہ خیال تھا۔ علم نجوم و جفر میں بھی مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ نہایت ذکی و ذہین تھا۔ طبیعت فصاحت و بلاغت کے میدان میں جولانی کر رہی تھی۔ کلام فصیح و بلیغ ہوتا تھا۔ اسی شاعری کی بدولت شاہ عباس ماضی والی ایران کی خدمت میں پہنچا۔ مقربین کے زمرہ میں شریک ہوا۔ شاہی دربار میں معزز و مکرم تھا۔ اور شعرا میں ممتاز و سرفراز تھا۔ ائمہ اطہار و بادشاہ ذی اقتدار کے فضائل و مدائح میں قصیدے لکھے۔ چند مدت بادشاہ کی خدمت میں رہا۔ پھر سیر ہند کا ارادہ کیا۔

ایران سے ہند مین آیا۔ میر جملہ شہرستانی (جو قطب شاہیہ سلطنت کا مدار المہام تھا) کی خدمت مین آیا۔ میر کے توسل سے بادشاہی دربار مین باریاب ہو کر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا منصب و صلۂ مناسب پایا مدت تک دکن مین عشرت و عیش کے ساتھ زندگی بسر کرتا رہا۔ میر جملہ کے فوت ہونیکے بعد ایران گیا۔ وہان چند روز قیام کرکے پھر ہند مین مراجعت کی۔ حیدرآباد دکن مین مع الخیر پہنچا۔ ابو الحسن تانا شاہ کی سلطنت کا عالم شباب تھا۔ ابو الحسن خنری کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا آخر سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین یا فوت ہوا۔ لنگر حوض کے قریب مدفون ہوا۔

من اشعارہ

روز محشر گر بود دستے شہیدان ترا
کار خواہد بود مشکل طرف دامان ترا

ولہ

زان دم کہ چشیدم نمک خوان تمنا
ہر چند کہ خوردم مزہ خون جگر داشت

ولہ

ترسم کہ نامہ ام نرساند صبا بہ یار
بد کرد جان کہ ہمرہ باد صبا نرفت

ہلاکم می کند در عشق بازی رشک پروانہ
کہ گاہے رخصت برگرد سر گردیدنی دارد

حکم عشق ست کہ در کوی تو افغان نکنم
تا ترا از ستم کردہ پشیمان نکنم

از درش برد مرا بیل سر شک آخر کار
اخنری چون گلہ از دیدۂ گریان نکنم

ایجاد مرزا علی نقی خان

ایجاد تخلص۔ مرزا علی نقی خان نام۔ نقد علیخان خطاب۔ آپ ہمدانی الاصل قوم قاچار سے تھے آپ کے والد ماجد نقد علیخان (جو شیخ علیخان وزیر شاہ سلیمان صفوی کے قرابتدار تھے) غفرانمآب آصفجاہ بہادر اول کے عہد مین وارد دکن ہوئے۔ غفرانمآب سے

ملازمت حاصل کی۔ حضور نے آپکو بلحاظ علم و فضل حیدرآباد کی دیوانی پر مامور فرمایا
آپ دیوانی کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ انصاف پسند
و خدا ترس تھے مقدمات کی تحقیقات میں خوب غور و فکر کرتے تھے۔ اور رعایا کے حقوق کا
زیادہ لحاظ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ کہتے تھے ایسا نہو کہ رعایا کے حقوق تلف ہو جائیں
اور مین قیامت مین ماخوذ ہو جاؤں۔ ابتدا مین آپکے والد ماجد نے برہانپور
کو اپنا وطن قرار دیا تھا۔ عیال و اطفال و متعلقین کو وہین رکھا تھا۔
مرزا ایجاد صاحب ترجمہ کی ولادت دارالسرور برہانپور مین واقع ہوئی۔ چنانچہ
خود اُس نے ایام شباب مین اپنی ولادت کی تاریخ کہی ہے

چو ایجاد سعادت مند از دارالسرور آمد در اول حیدرآبادی شد و آخر کربلائی شد

نشو و نما کے بعد جب سن شعور و عقل کو پہنچا۔ کتب درسیہ علوم و فنون سے فارغ التحصیل
ہوا۔ تمام کتب متداولہ والد ماجد و دیگر علمائے زمانہ کی خدمت مین ختم کین۔ تکمیل
تحصیل کے بعد شعر و شاعری سخندانی و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکھا۔ والد ماجد سے
کلام کی اصلاح لیتا رہا۔ چونکہ طبیعت مین شاعری کا جوش و خروش موجزن تھا۔ اور ایجاد
معانی تازہ کا شوق برق افگن تھا۔ شیرین سخن کا فرہاد و نقدی کلام کا نقاد۔ معانی تازہ
کا موجد۔ و نازک خیالی کا مجدد ہوا۔ آپکے صفائی محاورہ نے گوہر گرانمایہ کو کم مایہ کیا۔ اور شیرین
کلامی نے چشمۂ حیات کو گوشۂ ظلمات مین گم نام۔ شعر و شاعری کے میدان مین ایسی جولانی
کی کہ امثال و اقران پر مقدم ہو گیا۔ اور اقسام کلام کے ایجاد مین اقدم شمار کیا گیا۔
آپ کے اشعار ابدار تازہ تازہ مضامین و معانی رنگین مین سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگے
اور ہر ایک شعر سے نازک خیالی و جادو بیانی ٹپکنے لگی۔ دکن کے شعرا مین آپ کی شاعری

وسحر البیانی کا چرچا ہونے لگا - اور شعرا کے نزدیک آپکی لیاقت مسلم الثبوت ہونے لگی -
آپکے معاصرین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی - و عبد الحکیم حاکم لاہوری - و واقف بٹالوی
و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی - و عبد القادر مہربان فخری و عبد الوہاب و غیرہم تھے
اور آپ نثر نویسی مین بھی منشی بے نظیر تھے - عبارت رنگین و مقفی لکھنے مین قدرت
کاملہ رکھتے تھے - آپکے عمدہ عمدہ فقرے فصاحت و بلاغت مین تولے ہوئے ہوتے
تھے گویا ہر ایک فقرہ خوبی و حسن کے سانچے مین ڈہلا ہوا ہوتا تھا - آپ و رمیر غلام علی
آزاد بلگرامی کے فیمابین محبت و اتحاد کا رشتہ قائم تھا - باہم مراسلت و مکاتبت
کا سلسلہ جاری تھا - آپنے ایکوقت آزاد کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تھا -
جسکے ہر ایک فقرہ کے اعداد مساوی اعداد کے میر غلام علی آزاد کے برآمد ہوتے ہین
کل اعداد اسم و تخلص چودہ سے چوالیس ہوتے ہین - مین رقعہ کے چند فقرے اس
مقام مین گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین اُسکے مطالعہ سے لطف اُٹھائین -
فقرات ذیل ہین -

شاہ عالی عذبہ کشور آزادی - اعلی مراتب اقلیم والانژادی - سلطان مملکت حق جوئی
و قناعت - فرمان روائے عالم دانائی و راحت - اورنگ نشین شرایع و یقین
سریر آرائے محفل حلم و تمکین - سید صحیح النسب میمنت صفات - دلکش کلام رفیع الدرجات
شمع التفات و سلوک - چراغ انجمن ملوک - عزت خاندان کرام - فخر مجموع اعالی
بلگرام - انتہی -

آپ عالم شباب مین والہ ماجد کے توسل سے عالی جناب غفران مآب آصفجاہ بہادر
اول کی خدمت مین باریاب ہوئے - غفران مآب آپکی لیاقت و استعداد و طبیعت خداداد کے

بلا حظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور آپ کو چند روز مصاحبت مین رکہا۔ پہر حضور نے
آپکو لشکر فیروزی اثر کی کوتوالی پر مقرر فرمایا۔ اور کوتوالی سے فیلخانہ کی داروغگی
پر منتقل کیا۔ اور تہوڑی مدت شہر حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مامور رہے
جب آپکے والد ماجد نے ۱۲۶۴ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کی تب آپ کو نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے والد مرحوم نقد علیخان کی جگہ
خدمت دیوانی حیدرآباد و خطاب موروثی نقد علیخان سے سرفراز فرمایا۔ آپ خوش خلق و نرم دل تہے۔ پاکیزہ مزاج
وصاف طبع نیک محضر و حلیم الوضع تہے۔ مدۃ العمر کسی کیلئے برائی نہین چاہی۔ نہ کسیکو برا کہا جسکو دیکہا
بہلائی سے کیا۔ اہل کن آپسے مانوس تہے آپکو مدبر واہین جانتے تہے۔ کوئی اہل غرض با بغرض آپکی
خدمت مین آتا۔ تو آپ نہایت حسن اخلاق و محبت سے ملتے تہے۔ عام و خاص کی
حاجت روائی مین زیادہ کوشش اسبات کی فرماتے تہے کہ حاجتمندون کے کام
نکلین۔ عوام الناس کی تالیف قلوب و غربا کی ہمدردی جسقدر ہو سکے کرتے تہے
آپ کی شان آفرین کے لائق تہی افسوس فی زمانہ انقلاب زمانہ سے عہدہ دارون
کی یہ حالت ہے کہ ارباب حوائج سے متنفر رہتے ہین۔ اور ملاقات سے بیزار ہر چند کہ
کوئی درماندہ آفت و گرفتار مصیبت عرض حالات کرے نہین سنتے۔ ذرہ برابر رحم
نہین کرتے۔ بزرگان سلف کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ اور اسلاف کے قدم
بقدم رہنا چاہئے۔ اسی پیروی مین ملک کی آبادی مالک کی نیکنامی ہے۔ اور آپنے
اپنی دیوانی کے زمانہ مین کسی پر ظلم و تعدی و ناجائز قہر و غضب نہین فرمایا۔ اور
آقا کے اطاعت گزار و تابعدار رہے۔ کبہی آقا کی اطاعت کے دائرے سے قدم باہر
نہین رکہا۔ جو آقا نے فرمایا سر آنکہون پر رکہا۔ اگر مالک کا کوئی حکم خلاف دستور ہوا تو

اسکی تعمیل کا اقرار کر کے حکمت عملی سے مالک کو ایسا سمجھایا تا کہ مالک خود کہدیتا کہ حکم سابق کو منسوخ کرنا چاہیے۔ دستور الورا کے مولف نے بادشاہ و وزیر کے اتفاق کی بابت ایک جملہ تعریف و آفرین کے لائق لکھا۔ وہ یہہ ہے وہ وزیر مبارک وزیر ہے جس سے بادشاہ و رعایا خوش ہون۔ اہل دکن کے نزدیک آپ اسی قسم کے وزیر تھے۔ کہ آپکی دیوانی کے عہد مین دکن کا ملک سبز و سیراب تہا۔ آپکا سنہ رحلت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۵ھ کے قریب فوت ہوئے۔ اولاً حیدرآباد مین امانتہ مدفون ہوئے۔ ثانیاً آپکے قرابتدارون نے لاش کو کربلاے معلی روانہ کیا۔ وہان کی خاک پاک مین دفن کئے گئے۔ آپکے یادگار تین فرزند ہوشمند و خداوند عقل و شعور تھے۔ علی نقی خان انصاف و مہدی علیخان تیر و باقر علیخان افسر ہر ایک کا ذکر مستقل اس تذکرہ مین آئیگا۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان و کلیات قلمی نواب سر سالار جنگ وزیر مرحوم کے کتبخانہ مین موجود ہے۔ اب مین آپکے دیوان سے اشعار ذیل شایقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون آپ فارسی و اردو دونو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے۔

من اشعارہ الفارسی

ماانگوئیم کہ از حلقۂ تقدیر برآ		لیکن از دانگہ عقل تدبیر برآ
با کمان صحبت اگر راست نیاید بگذر		از کمانخانۂ این طائفہ چون تیر برآ
در مزاج امراگر تو درآمد خواہی	ولہ	جرم برخویش بگیر از در تقصیر برآ
ہر شب نگار تازہ آمد بدست من		ایجاد کردہ اند برنگ حنا مرا
تو در دل ہم دمی من سطرے میرقیم از شوقت	ولہ	عبث بیہودہ عمرے کردہ ام تحصیل حاصل را

وله

چون بخاطر میرسد پامالی خون حنا — دست و پا گم میکنم در فکر مضمون حنا

در هر جگرے هست خراش سخن ما — الماس تراش است تراش سخن ما

ماه من در خانهٔ ایجاد هر شب میروی — رفتن آنجا یک شبے موقوف کن اینجا بیا

حرف بای موحده

کدام شمع بفانوس دل تجلی کرد — که هوش از دل پروانه ها پرید امشب

بروے شهد پروانه شمع را دیدم — که چادرے ز گل داغ می کشید امشب

تاے منقوطه

دل که در گریه گرم بے تابی ست — سروکارش بمردم آبی ست

وله

یار آمد می بنشست و شتاب رفت — عمر عزیز حیف باین اضطراب رفت

وله

اے داغ دلم چشم تماشائی قیامت — لخت جگرم لالهٔ صحرائے قیامت

وله

سر زلف دگر سلسله جنبان شده است — که حواس من دیوانه پریشان شده است

هر طرف می نگرم چشم خوشی می بینیم — نرگس امسال درین شهر فراوان شده است

جوش موج گل این فصل بسر سبزی من — عندلیبان چه بگوییم که چه طوفان شده است

خط رخسار تو زیبائش خاصی دارد — متن این باغچهٔ گل حاشیه ریحان شده است

شمع رویان بسر تربت مجنون جمعند — امشب ایجاد درین دشت چراغان شده است

وله

طالعم برگشت و بخت انتظارم برگشت — نامه بر برگشت و خط برگشت و یارم برنگشت

وله

از پر همائے ابرے داریم چتر شاهی — این سایه بر سر ما از دولت بهار است

پیری گشتی و هوسهائے جوانانه بجاست — صبح روشن شد و تاریکی این خانه بجاست

همچو طفلی نزد ایجاد با دو سنگے چند — از چنین شهر برون رفتن دیوانه بجاست

سبک آید بنظر هر که تهی مایه شود — همچو آن کیسهٔ منعم که ز درهم خالی است

وله

ایجاد مفلسی نبود جز نام اهل بیت — چیزی دگر بخانهٔ من هم نمانده است

از هیچ دری بسکه ندیدیم گشودی — ایجاد دل ما ز همه باب گرفته ست

وله

ابر است و هوای خوش یاران بهار — بر باده کشان ریزش احسان بهار است

تا غنچه دلش وا شود و گل کند آرام — باد سحری مروحه جنبان بهار است

بی کشتی و می جانب صحرا نتوان رفت — امسال که جوش گل و طوفان بهار است

وله

عمری رسید زاهد و موقوف شد شراب — گفتم برو نماز بکن آفتاب رفت

وله

چون غنچه و گل ایجاد مقسوم ما ازین باغ — از دولت بهاران دستار نیست و قبا نیست

قدر مجنون را کسی داند که همچون گردباد — خاک بر سر گرد باد عمری در بیابان گشته است

وله

در متانت که گران سنگ کسی نیست چو من — کوه اگر هست کمر بستهٔ تمکین من است

وله

احوال اشک خود چه مفصل کنم بیان — دریای شور مجملی از ماجرای اوست

ایجاد حج نکرده بمشهد روانه شو — من خدا منم رضای خدا در رضای اوست

وله

هیچ خوفی هم نکرد از باطن پیر مغان — آبروی دختر رز زاهد بی پیر ریخت

وله

نیست از کسی عجز و غرور من و تو — قصهٔ شاه و گدا در همه جا مشهور است

وله

پان و مسی که بر لب و رنگ تازه ریخت — نقاشی تبسم و پرداز بوسه است

عیش با تفاق در عالم — صحبت بی نقاب محجوب است

وله

پیری و گریهٔ سحرگاهی — شب ماهتاب و عالم آب است

وله

بر خطش رو گذاشتم همه شب — بوی ریحان علاج بیخوابی ست

چندان عرق شرم بریزم که بشوید — از گرد گناه همه سیمای قیامت

پادشاهی گدای درویشی ست	وله	سر دولت بپای درویشی ست
خواب شیرین و شکر آرام		در نی بوریای درویشی ست
بیشتر خلق ز هم شکوه چه گفتا زند		ورنه کس را زکسی کم گله خاموشی ست
چندی چو مرغ قبله نما چرخ میزنم	وله	آخر بر آب کعبه قرارم بسوی تست
میرسد پیغام دل بر رم که هامون از من ست	وله	اشک می گوید بروی من که جیحون از من ست
اگر تقصیر کردی معذرت خواه	وله	که ترک معذرت تقصیر ثانی است
دل به تسلیم و رضا کار خود آراسته ست	وله	از خدا خواسته ایم انچه خدا خواسته است
گفته بودی که فراموش بیادت نکنم	وله	کردهٔ گر تو فراموش مرا خود یادست
زن طبیعت از دم گیرای ما آگاه نیست	وله	جوهر شمشیر ما را مرد میداند که چیست
باز آنشوخ بگانهٔ من آمده است	وله	دولت رفته من خانهٔ من آمده است
رفتم و گرد سرے یار شبی گردیدم		گفت با شمع که پروانهٔ من آمده است
شدم بمیکده دیدم شراب نوشیهاست	وله	میان باده و خم طرفه گرم جوشیهاست
قبای پرده دری باب بدقماشان است		لباس مرد هنرمند عیب پوشیهاست
دیدم ز عین مردمی اول بروی من	وله	چشم تو قعم بنگاه نخست نیست
این دست و پا شکسته سر جنگ روزگار		محتاج مومیای لطف درست نیست
میخرامی بسر خاک شهیدان امروزه	وله	بزمین خوردن دامان بی چیزی نیست
تنگ پوشیده امروز برنگی که چو گل		جامهٔ نازک و خوشبوی تو جزو بدن است
ضعفم چنان گرفته که در وصف نقش یار		گویم اگر قصیده مجال گریز نیست
بشکل مجلس آینه می آئی		نگاه هر یکی بهر خود نمائی است

امیدوار پیری خویش هر جوان		شب خواب هیچ کس نکند بی خیال صبح
وقت آخر چون رسد رونق ز دولت میرود		گشت برمن روشن این حرف از فروغ ماه صبح

ردیف دال مهمله

نباشد گر کسی را دست گیر خود بکار آید		برای آشنا باید بپای آشنا افتد
ذکری ز نمکدان لب یار نباشد	وله	در مجلس ایجاد چه شوریست به بینید
در بتخانه حسن برهمن زاده دیدم	وله	ملاقات من و آن سنگدل آنجا فدائی شد
بسان کفش زردوزیست مسکت جفت با دینا	وله	بحلقش گر گزاری پای که از زر دست بر دارد
غریبی گر کند یاد وطن مسرور میگردد	وله	دلم دار السرور از نام برهانپور میگردد
نفس در کش گر از بحر حقیقت گوهری خواهی	وله	بدریا چون رود غواص دم در خویشتن دزدد
آن نباتی جامه گر با بنده هم بالین شود	وله	بند بندم یکقلم چون نیشکر شیرین شود
سختی دوران گران بر خاطر هموار نیست		صفحه کاغذ ز نقش کوه کی سنگین شود
چالاکی نگاه تو نازم که سوی من	وله	دیدی چنانکه چشم ترا هم خبر نشد
خاطر خود جمعدار ای غنچه لب کز نامه ام	وله	خود بخود مکتوب من مانند گل وا می شود
سرمهٔ پیراهنی در مجلس ما دوش بود	وله	چشم از دیدار روشن بود خاموش بود
ایجاد در حضور شریعت پناه عشق	وله	بیمهر داغ محضر دل معتبر نشد
ترکیب لب لعل تو بی سبزهٔ خط نیست	وله	حرفیست که یاقوت با سنگ ندارد
هر کسی در صفت حسن تو بیتی میخواند	وله	شعر برجستهٔ من مطلع ابروی تو بود
نرگس چینی گرفتم همچشم لبس تنگ میداند	وله	کف دستم ز استغنا کجا رنگ حنا گیرد
شیشه در دست جوان ساقی گلفام رسید		هوش رفت از سر مستان که پریزاد آمد

این دل صافی که من دارم به آئینه ازبست
بلکه در اقبال پهلو با سکندر می زند

روز حشر ایجاد من در سایهٔ مهر علی
خیمه خود بر کنار حوض کوثر می زند

وله

مو سفیدی نمک زندگی پیران است
ماهتاب طرف صبح بهاری دارد

وله

چشم دل مردمک دیدهٔ جانم کردند
هرچه منظور نظر بود بیانم کردند

لاله زاری بمن از داغ عطا فرمودند
رونق محشر خونین کفانم کردند

وله

اگر با قامتش دعوی کند سرو
الهی حرف او بالا نگردد

کسی اول گرد باید گر بگردد
بگرد کعبه گردد یا نگردد

وله

سرکشی آن قد رعنا دارد
ناز بر عالم بالا دارد

گل دیدار شگفته است مآل
باغ نظاره تماشا دارد

بی تأمل سفر از خویش کنید
راه اندیشه عمرها دارد

وله

هرگز سخنی نکردی ارشاد
از دست خموشش تو فریاد

وله

از خانهٔ خود نگردیم دور
عمر تو دراز خانه آباد

وله

ما را چو کمان بهر کشیدی
اینخانهٔ الفت تو آباد

وله

در چمن یار گلعذار آمد
رنگ بر چهرهٔ بهار آمد

وله

راست می گوید اگر سرو که همدوش توام
بر سر دعوی خود مصحف گل بردارد

وله

قید هستی غم سنگین جانی دارد
دوش آزادی ما بار گران دارد

تو محیطی همه لب تشنهٔ دیدار تواند
چون حبابانه دل جمله هوادار تواند

حرف راء مهمله

پوشش خود سفیدان گلبدن ناز کرد		رنگ زردی بهار یاسمن پرواز گیر

حرف زاء معجمه

اگر مطلب ز خط او نمی بود		نمی شد در جهان هرگز سخن سبز
شهید حسن سبز گشتم ایجاد		بہ محشر می کنم رنگ کفن سبز

حرف شین معجمه

ای مصور از لباس یار دامانش بکش		بر رقیبم دست اگر یابی گریبانش بکش

حرف صاد مهمله

گرش چشمیست تماشای شب و روز منست		ہمچو آن مردم کہ بینند صبح و شام رقص

حرف لام

چشم زخم مردم عالم اگر منظور نیست		مهر شبنم چرا بستند در بازوی گل
در ہوای گلرخان ہر کس کہ زیر خاک شد		بر مزار او بیفشانند بر روی گل

حرف میم

پریشان ہی نشود خاطر صبا و از زلف بکشائی		من از شبہای تاریک و دراز تار می ترسم
از دست ہمدمان در شکوہ لبریزم ولی	ولہ	یکدم کسی ہمچو بی تصویر نشنیدہ ست آوازم

حرف نون

با وصف نام ہمچو نگین در تمام عمر		یکجا نہ دست داد برای نشست من

حرف یاء

نیستی در بحر ہستی جز حباب زندگی		دم غنیمت دان بکن جمع در اخراب زندگی

زود تر آئی جمع اند بکاشانهٔ ما | با مید نمک لطف تو مهمانی
نه بسر و الفتی داری نه سوی لاله می بینی | صراحی در بغل ساغر بکف مستانه می آئی

من اشعاره الہندی

اب کے ترے گھر جو آئیں گے ہم | پھر یہاں سے کہیں نجائیں گے ہم
مانند نسیم تجھکو ہر صبح | اے غنچہ دہان ہنسائیں گے ہم
جو تیری زبان سے آئے کہیو | ٹک منہ سے تو منہ لگائیں گے ہم
پی کر ترے منہ کی گالیاں بھی | ان ہاتون کی مار کہائیں گے ہم
لوہو ترا پانی کرکے تجھکو | بادہ کی جگہ پلائیں گے ہم
پھر ہم کہے یہ تیری خاطر | یہ جو کہیں سب اٹھائیں گے ہم
اب تو تری بندگی میں آئے | جسطرح اٹھے اٹھائیں گے ہم
سن یار کہا کہ تجھکو ایجاد | ان جانون ستی دکھائیں گے ہم

نوحہ سید الشہدائے امام حسین علیہ السلام

جان و دل قربان شاہ کربلا | من بلا گردان شاہ کربلا
من نشینم رفتہ چو نقش قدم | بر در ایوان شاہ کربلا
لعنت حق ای وفاداران کنید | بر جفا کاران شاہ کربلا
شاخ مرجان زبس در خون طپید | گوہر غلطان شاہ کربلا
مصحف حق را سجاوندی نمود | سرخی قرآن شاہ کربلا
آخر از فرمودۂ شاہ نجف | می شوم مہمان شاہ کربلا
جا مرا در صفحۂ خود میدہند | بوذر و سلمان شاہ کربلا

ساقی گو شرمرا مدہوش کن
از مئی عرفان شاہ کربلا

این ستم نفس چرخ مخروطی بود
گوئے از چوگان شاہ کربلا

می کند خورشید ہم کسب ضیا
از مہ تابان شاہ کربلا

از رحمنت گوہر نیسان بود
ریزش احسان شاہ کربلا

سبحہ گردید دست باخود سجدگاہ
طینت پاکان شاہ کربلا

خانہ اش باب السلام جنت است
ہرکہ شد دربان شاہ کربلا

یا علی ایجاد را محشور کن
با عزاداران شاہ کربلا

افصح - میر محمد علی

افصح تخلص - میر محمد علی نام مشہدی الاصل سادات رضوی سے ہین - تذکرہ بے نظیر کے مولف نے لکھا کہ آپکے جد امجد سید اختیار امیر تیمور گورگان کے عہد مین توران سے شہر سبزوار مین آئے - مدت تک وہان سکونت پذیر رہے - جب امیر تیمور خراسان کو فتح کرکے شہر سبزوار مین آیا - سید موصوف کو بلحاظ شرافت حسب و نسب اپنے ہمراہ سمرقند مین لایا - بقول بعض خراسان سے شہر سبزوار مین لایا - اور اپنی دختر سے شادی کردی - اور شہر سمرقند یا شہر سبزوار کی قضا پر مامور فرمایا - سید مذکور تا بمرگ اسی خدمت پر بحال رہا - پھر سید کی رحلت کے بعد انکی اولاد بھی وہان معزز خدمات و عہدون پر کامیاب ہوتے رہے - اور خاص قضا کی خدمت کا سلسلہ بھی پہلے خاندان مین نسلاً بعد نسل مسلسل رہا - امیر تیمور کی قرابت کی وجہ سے آپکے اولاد کے ناموں کا تاج لفظ سلطان ہوا - آپکے والد سلطان شاہ مرزا عالمگیری زمانہ مین

وارد ہند ہوئے۔ سربلند خان میر بخشی کی لڑکی سے شادی کی۔ شادی کے بعد مخاطب
بہ شاہنواز خان ہوا۔ میر افصح سربلند خان کی لڑکی کے بطن سے ہند مین پیدا ہوا۔
ہند ہی کی زمین مین نشو نما پایا۔ اور تربیت و تعلیم بھی یہین پائی سنہ شعور کے بعد کتب
درسیہ اساتذۂ زمانہ سے پڑہین۔ عالم جوانی مین تحصیل علوم و تکمیل فنون سے فارغ ہوا۔
ذہین وہوشیار فہیم و ہونہار تہا موزون الطبع وسنجیدہ وضع تہا۔ شاعری کے میدان
مین ایسا قدم بڑہایا کہ معاصرین سے چند قدم آگے بڑہ گیا۔ گل رعنا مین لکھا ہے
کہ حسن اتفاق سے ہے کہ ۱۱۵۲ھ ہجری مین شہر لاہور مین رونق افروز رہا۔ تذکرہ مردم دیدہ
کے مولف حاکم نے لکھا کہ مین میر افصح سے لاہور مین ملا شاعر خوش مزاج و لائق ہے
حسن اخلاق و تواضع مین فائق۔ لیکن جسقدر لیاقت رکھتا ہے اس سے زیادہ کا مدعی ہے
شعرائے لاہور نے میر کی تحریک و طرح پر مشکل زمین مین اکثر غزلین کہین۔ وہان چند مدت
مشاعرہ کا لطف رہا۔ یاران ہم مشرب کا جلسہ غنیمت تہا۔ پہر آپکے والد شاہ مرزا و میر افصح
غفران مآب نواب صفجاہ مرحوم اول کے ہمراہ دکن مین آئے۔ ڈاک چوکی کی داروغگی پر
مقرر ہوئے۔ اور میر افصح بھی اہل مناصب مین مامور ہوئے۔ پدر و پسر دونون غفران مآب
کی ملازمت و رفاقت مین رہے۔ جب ہمت یار خان ناظم صوبہ بیجاپور ہوئے۔ آپ بہی
مع والد با جد ناظم صاحب کے ہمراہ معین ہوئے۔ مدت تک ناظم صاحب کے ہمراہ ہمت
و جوانمردی سے بسر کرتے رہے۔ آخر جب ناظم صاحب ہمت خان افغان مہدوی حاکم
کرنول کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے۔ میر افصح مع والد ہمرکاب تھے۔ حاکم کرنول سے سخت
جنگ ہوا۔ طرفین سے اکثر مقتول و مجروح ہوئے۔ اسی معرکہ مین میر افصح اور اُن کے
والد شاہ میرزا مقتول ہوئے۔ صاحب مردم دیدہ نے لکھا کہ یہہ واقعہ ۱۱۵۴ھ گیارہ سے چون مین

واقع ہوا۔ اور دیگر مولفین نے لکھا کہ سنہ گیارہ سو پچاس مین الخ اول کا قول صحیح ہے اسلئے کہ مردم دیدہ کا مولف میر افصح کا معاصر ہے۔ جو لکھا ہے اسکا مشاہدہ ہے۔

من اشعاره

نمک بوسہ بر آن زد قدح نوش حرام
کہ فراموش کند حق نمکدان ترا

وله
نیست پیرایہ ہر تیرہ درون جامۂ فقر
رسم آئینہ دلانست نمد پوشیہا

وله
شود معلوم ظرف نیک و بد وقت سخن گفتن
نمی باشد صدائے کاسۂ چینی سفالی را

وله
آہم مباد آن قد برجستہ رستہ است
چون نیشکر ز خاک کمر بستہ رستہ است

وله
ببزم اہل تمیز در آ تماشا کن
برین مرقع تصویر یک قلم صاد است

وله
منور است ازان نور چشم دیر و حرم
کہ این چراغ میان دو محل فساد است

وله
شکر خدا کہ دیدۂ شاہد پرست من
ہر چند بت پرست بود خود پرست نیست

وله
مرا کہ ابلق ایام زیر فرمانست
چہ غم کہ توسن گردون ستارہ پیشانیست

وله
ہر دلبرے کہ دل نبرد مایۂ غم ست
سروے کہ جلوہ نکند نخل ماتم ست

وله
از مے تہی مباد کہ در چشم اہل ذوق
پیمانۂ بے شراب ہلال محرم ست

وله
تا خرامان بچمن آن دلجو شدہ است
سرو انگشت تحیر بلب جو شدہ است

وله
ز خون بیگنہ تا ہنوز گلگون ست
بہ تیغ یار چہ حاجت غلاف مخمل سرخ

وله
دل خرابی می کند از زلف بیرونش کنید
دست و پائے میزند دیوانہ زنجیرش کنید

آسمان خم بر سر کوئے تو از تعظیم شد
عمر این محو ارادت صرف یک تسلیم شد

وله
نہ از رخت عرق از گرمی شراب چکید
ستارہ آب شد از شرم آفتاب چکید

وله
چون رخت از مے عرق افشان شود
خانۂ آئینہ چراغان شود

دل عبث می خواہد از دور فلک عیش مدام	وله	آرزوے می کشی از شیشۂ واژون نگرد
بداد حق نبود شرط مومن و کافر	وله	که ابر کعبه گہے در فرنگ می بارد
دل بے درد چه اندیشۂ نقصان دارد	"	موی چینی نشود از غم ایام سفید
خط مشکین بگرد حسن گلفام این چنین باید	وله	تکلف برطرف صبح اینچنین شام اینچنین باید
مرا در حلقۂ زلف تو ہرکس دید تحسین کرد	"	که صیاد اینچنین صید اینچنین دام اینچنین باید
شہید زہر نگاه که گشته افصح	وله	که ہمچو رنگ حنا شد ترا رگ جان سبز
بجز تصور چشم تو نیست در دل من	وله	شگفته است درین باغ یک قلم نرگس
کسے کشته نگردد به تیغ دلبر خویش	وله	سزد که تیر خورد ہمچو ماہی از پر خویش
گردن دعوی مکش در بزم ادب	وله	میرسد آخر به پستی سرفرازیہاے شمع
در محفل که حسن تو روشن کند چراغ	وله	پروانہا به شمع نہد بہر داغ
بر من کاسۂ سودا شده زان سبزۂ خط	وله	که خیالات فزون می شود از شیشۂ تنگ
تا دیده شبے سنبل گیسوی تو در خواب	وله	مشہور چمن شده به پریشان نظرے گل
در طریق راستیہا کرده ام از سر قدم	وله	گرچه ہمچو خامه در ظاہر محرف میروم

امین - امین الدین علی

امین تخلص - امین الدین علی نام - مہدی علیخان خطاب ہے - آپ سید مبارک خان بخاری قلعدار دولت آباد کے قرابتداروں میں سے ہیں - عالم فاضل فارغ التحصیل تھے - فضائل و کمالات صوری معنوی سے موصوف تھے - شعرگوئی و سخن سنجی میں لائق شمار کئے جاتے تھے - ذی استعداد و صاحب السواد - خوش رفتار و خوش گفتار -

فقرا دوست و غربا پرور آشنا پرست و مہمان نواز تھے - آپکا کلام دلچسپ و پسندیدہ ہوتا تھا آپ کی غزل و مثنوی کو شعرا کا عذر نہ سمجھتے تھے - آپ غفران مآب نواب آصفجاہ اول کے منصبدارون مین ممتاز تھے - منصب مناسب و خطاب و مراتب سے سرفراز ۱۱۷۴ہجری تک زندہ رہے آخر ۱۱۷۹ہجری مین فوت ہوے - دولت آباد مین دفن کئے گئے

من اشعارہ

چہ قدر صید دل تو اند کرد
در برش تا لباس باد ابیت

ولہ

نہ چمن نہ غنچہ نہ گلزار میخواہم دلم
چہرۂ سبز بہیچ یار میخواہد دلم

بادۂ صاف کنار آب مہتاب خوشی
ساقی امشب نشۂ سرشار میخواہد دلم

بسکہ دلچسپ است شیرین کار قند لبش
بوسۂ زان لعل شکربار می خواہد دلم

دلربائے شوخ و شنگ ہر چند دلرا می برد
دلبر دلدادہ را بسیار می خواہد دلم

ولہ

گر بے تو خورم شراب جانان
جان سوز دو دل کباب جانان

در یاد تو میبدم بھر سو
چون نشۂ کہ بر شراب جانان

شاید کہ رسید روز وصلت
دارد دلم اضطراب جانان

انسان شیخ غلام مصطفیٰ مرادآبادی

انسان تخلص - شیخ غلام مصطفیٰ نام - قوم کنبوہ آپکا مولد و منشا مرادآباد ہے انسان کامل عالم فاضل جامع معقول و منقول تھا - شعر و شاعری مین مقبول تھا کتب معقولات ملا قطب الدین سہالوی و شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے تحصیل کی تہین - ملا کے ارشد تلامذہ سے تہا - اور حدیث کی سند کا سلسلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے

پہنچتا ہے۔ اور شیخ جان محمد صاحب قادری دہلوی کے مرید و خلیفہ۔ شیخ کملائے زمانہ و اولیا
عصر سے تھے۔ علوم درسی کے سوا علم طب نجوم و فنون خوش نویسی و شانہ بینی وغیرہ
مین مستعد کامل تھے۔ اکثر براہمنہ ہند مسائل نجوم مین آپ سے امداد و اعانت لیتے تھے
مسائل غریبہ و عجیبہ کو نہایت آسانی و سہولت سے حل کر دیتے تھے۔ ہندی مین شعر
و دوہہ خوب کہتے تھے۔ فارسی مین آپکا کلام توحید و تعرف و سلوک تصوف کے
مضامین سے مملو ہوتا تھا۔ کلام کی بندش و ترکیب نہایت درست ہوتی ہے
میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ جمیع علوم و فنون کی کتابین انسان کے سینہ مین
محفوظ نہین۔ آپکا علم سینوی تھا نہ سفینوی۔ آپکے پاس کوئی کتاب نہین تھی۔
جو کچھہ علوم و فنون سے تھا آپکی زبان پر از بر تھا۔ درس و تدریس کیوقت فوائد و زوائد
مع حل و شرح سامع کی حیثیت کے موافق بیان فرماتے تھے۔ اکثر طلبۂ علوم و فنون
دیار و امصار سے آپکی خدمت مین آتے تھے اور آپ سے علوم و فنون کی کتابین پڑھتے
تھے۔ مسائل مختلفہ و مقامات مشکلہ کو آسانی کے ساتھہ حل کر لیتے تھے۔ آپ
مدۃ العمر نوکر پیشہ رہے عالمگیری زمانہ مین ہند سے دکن آئے منصبداری صیغہ مین
مامور ہوئے۔ مدت تک اسی ملک مین گزارے۔ آخر نوکری ترک کر کے بلدہ ایلچپور برار
مین آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ یہان ایسے جمے کہ مر کے اٹھے۔ یہان ایک جوان
خوشرو دیہاتی پر فریفتہ ہوئے۔ اور اس سے تعلق خاطر ہو گیا۔ اسی محبوب کے دروازہ
پر اقامت گزین ہوئے۔ اتفاقاً یکایک وہ جوان مر گیا۔ آپ کو رنج و غم کا سخت صدمہ
ہوا۔ اسکے رنج مین زندہ درگور ہوئے۔ کثرت غم سے دیوانہ بنگئے۔ آبادی سے نکل کر
صحرا نوردی اختیار کی۔ انہین ایام مین آپکے استاد مولینا قطب الدین سہالوی

جو زیارت حرمین شریفین سے مراجعت کرکے آرہے تھے بلدۂ ایلچپور مین وارد ہوئے
لوگون سے شاگرد رشید انسان کا حال پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے
آبادی سے دور ویرانون مین رہتا ہے۔ مولینا نے فرمایا کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگو ان نے
عرض کیا کہ وہ آبادی مین ہرگز نہین آئیگا۔ ہم کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیگا۔ مولانا نے
ایک رقعہ لکھا ایک شخص کو دیکے کہا کہ یہ رقعہ انسان کو دکہلاؤ۔ آپنے رقعہ مین
یہہ فقرہ جو عرب کے نزدیک ضرب المثل ہے کہ اطرق کری ان النعامة فی القری یہ مثل اُس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اپنے نفس پر
نازان ہو۔ یا اس شخص کے نسبت جو کلام لطیف و نرم سے دام فریب مین آجائے۔
اس مثل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ کری ایک پرندہ مثل کبک دری کے ہوتا ہے
عرب جب اسکے شکار کا ارادہ کرتے ہین تب آہستہ آہستہ یہ فقرہ بولتے ہین اطرق کری الخ
وہ آواز سنکے زمین سے دبکے پیوست ہو جاتا ہے۔ پس اُسپر چادر ڈالدیتے ہین اور اُسکو
آسانی سے شکار کر لیتے ہین۔ پہر عرب کے نزدیک یہ مثل شخص فریب خوردہ کے نسبت
مستعمل و مروج ہو گئی۔ ھذا ماخوذ من ضرب الامثال للمیدانی۔
حسب ہدایت ملا صاحب شخص مذکور رقعہ لیگیا۔ اور انسان کو دکہلایا۔ انسان
رقعہ کو دیکھتے ہی مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مولانا سے نیازمندانہ ملا۔ پہر ملا صاحب
ہندوستان روانہ ہوئے۔ انسان بدستور سابق دشت و صحرا مین پراگندہ و پریشان
گہومنے لگا۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ انسان نے انتقال سے تین سال قبل
ترک لباس کیا تہا۔ صرف ایک قمیص پر اکتفا کیا ہوا تہا۔ ایک رات اول وقت مین
خواب مین دیکہا کہ کوئی ہاتف غیبی کہتا ہے۔ رحل خیر من بعمل خیرا۔ یعنے

نیک مرد وہ شخص ہے جو اوم خیر کرے - آخر ۱۲۴۲ ہجری مین فوت ہوا - بلدہ ایلچپور مین
شاہ عبدالرحمن عرف رحمن شاہ دولہ غزنوی کے مزار کے قریب مدفون ہوا - اور
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آغا محمد امین ایلچپوری متخلص بوفا آپکے ارشد تلامذہ
مین تہے - نقل کرتے ہین کہ ایک وقت ناصر علی ہندی و انسان باہم ملے - مکالمہ مین
ناصر علی نے استادون کے اشعار مین عیب جوئی و نکتہ چینی شروع کی - انسان نے
فرمایا کہ آپ ساتذہ کے کلام مین عیوب نکالتے ہین - اور اپنے کلام سے خبر نہین کہتے
چنانچہ آپکے اس شعر مین ~

مانده ام مینائے می بر طاق و حسرت می کشم	تو به گستاخی است شرم از روی رحمت می کشم

شرم کشیدن خلاف محاورہ ہے - اس مقام مین خجالت کشیدن چاہیے - کہتے ہین کہ
ناصر علی سخت نادم ہوا - جلسہ برخاست ہوا - انسان سلام علیک کہکر چلتے ہوئے -

من اشعارہ

نه بر راه نو تنها دارد از نرگس چمن چشمی	وله	بود با دام چشمی لاله چشمی یاسمن چشمی
بازی عشق است می باید بسامان باختن	وله	هر سحر چون صبح جان تازه خندان باختن
چه عجب و روش دهر گر افتاد خلل	وله	پیر شد چرخ از ان گشت دماغش مختل
روشن دل و وابسته مذهب چه کمانست	وله	هر چه متقابل شود آئینه همانست
در شان علی بحث کند شیعه و سنی		حقا که علی برتر ازین هر دو بیان است
انسان چو مسمی شود از اسم الهی		ناچار ز افزون شدن عبد بر ان است
در اسم علی چون که نبی عبد نیفزود		بنگر که درین پرده عجب رمز نهان است
هستی شخص و عدم چو آئینه به پیش	وله	عالم بمثال عکس بیخویش بخویش

انسان بمثل چو چشم عکس است درو   آن شخص عیان نمودہ پاک از کم و بیش

انسان نے اس رباعی مین وحدت الوجود کا مسئلہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اس رباعی کے شرح تذکرہ سرو آزاد مین لکھی ہے۔ مین یہان اسکا ترجمہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے مستفید ہون۔

قولہ ہستی۔ اصطلاح صوفیہ کرام مین ہستی سے حقیقت حق مراد ہے۔ اسکو اس شخص سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنی ذات کو آئینہ مین مشاہدہ کرے۔ دونون مین وجہ تشبیہ جامعیت کثرت ہے۔ مشاہدہ کرنیوالے مین کثرت بوجہ اعضا۔ اور ذات حق مین باعتبار صفات ذاتیہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے {کنت کنزاً مخفیاً} دونون ظہور کے خواہان و جویان ہین۔ ایک تناسب اعضا کی وجہ سے نمایان۔ دوسرا اسمائے صفاتی کے لحاظ سے عیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسکے قول سے {فاحببت ان اعرف} یس مین دوست رکھتا ہون کہ پہچانا جاؤن۔ قولہ و عدم الخ عدم سے علم حق مراد ہے۔ اسکو آئینہ سے تشبیہ دیتا ہے اس لئے کہ دونون مبدء انکشاف ہین۔ اور عالم کو آئینہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے اسلئے کہ عالم کے حقائق صوفیہ کرام کے نزدیک صور علمیہ ہین۔ مرتبہ علم مین ظاہر ہوتی ہین۔ جیسا کہ آئینہ مین عکس دکھلائی دیتا ہے۔ عقلا پر ظاہر ہے جسطرح تمام اعضا کا عکس آئینہ مین واقع ہوتا ہے اسیطرح آنکھ کا عکس بھی اسمین واقع ہوتا ہے اور آنکھ کے عکس مین اس شخص کا تمام عکس نمایان ہوتا ہے۔ پس شاعر انسان کی حقیقت کو جو تمام حقائق عالم سے جامعیت کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنکھ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے کیونکہ وہ بھی بہ نسبت عکس تمام اعضا اس شخص کی آئینہ داری کرتا ہے اور اسکو

دکہلاتا ہے۔ بخلاف دیگر عکوس۔ اور شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ کے کلام سے بہی
یہی مراد ہے۔ کہ وکان آدم هی المراۃ المجلوۃ کہ مشبہ ومشبہ بہ کا مشترک الاسم
ہونا نہایت لطف رکہتا ہے۔ اور شاعر کا تخلص کہ انسان ہے اس معنی نے لطف کو قند مکرر
کر دیا۔ پس رباعی کے معنی یہ ہین کہ ہستی نے یعنی ذات حق جو جامع تمام اسمائے صفاتی
ہے اور مرتبہ علم مین آئینہ سے ظہور کیا۔ اور عالم اُس شخص کے عکسون کی طرح صورت نما ہوا
بیخوبش و بیخوبش کے معنی یہہ ہین کہ عالم کو عکس کی طرح دو جہت پیدا ہوئین۔ ایک کے
وجود علیحدہ دکہائی دیتا ہے اور غیر معلوم ہوتا ہے بیخوبش ہے۔ یعنی ہیچ ہے۔ کیونکہ
واقع مین وہ شخص آپ ظاہر ہوتا ہے اور عکس کا وجود وہمی ہے کیونکہ یہ بہی واقع مین
خود وہی ہے جو اپنی ذات پر ظاہر ہوا ہے یعنے موجود فی حد ذاتہ ہے انسان کی حقیقت
تمام عالم کے حقائق کے مقابلہ مین آنکہہ کے عکس کی طرح ہے یعنے آنکہہ کے عکس مین
ذات حق نے تمام مراتب کے ساتہہ جلوہ فرمایا۔ و معنی پاک از کم و بیش الخ کے یہہ مین
کہ اللہ کا ظہور انسان کی حقیقت مین اور اسکا ظہور تمام عالم مین کم و بیش نہین ہے
بلکہ انسان مین بطور اجمال۔ اور عالم مین بطور تفصیل ہے۔ مثلاً انسان کی صورت
آئینہ مین اور انسان کی صورت آنکہہ کے عکس مین برابر ہے مگر فرق اتنا ہے کہ آئینہ مین
بڑی اور آنکہہ کے عکس مین چہوٹی۔ اسلئے انسان کو عالم صغرا اور عالم کو انسان اکبر
کہتے ہین۔ انتہی ترجمۃ الرباعی۔

انصاف ۔ علی نقی خان

انصاف تخلص۔ علی نقی خان نام ہمدانی الاصل قوم قاچار سے تہے۔ آپ

نعمت علیخان ایجاد کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد دکن مین ۱۱۷۳ ہجری مین
واقع ہوی چنانچہ آپکے جد امجد نے جو تاریخ گوئی مین بےنظیر تھے۔ آپکی ولادت کی تاریخ
اس فقرہ مین پائی کہ صاحب اقبال مبارک قدم ست کہ پرورش و تربیت کے بعد
اسی شہر مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے۔ علوم حکمیہ و فنون ادبیہ مین مرتبہ کمال کو پہنچے
مرزا افضل ثابت تحفۃ الشعرا مین لکہتے ہین کہ انصاف الٰہیات و طبعیات مین بےنظیر
تھے۔ مین نے ایجاد کی زبانی سنا وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند فخر خاندان ہے انہی کلامہ
انصافاً۔ کا عالم شباب تھا درجہ کمال آپکا ہمرکاب تھا مزاج بحر مواج تھا۔ بزرگی کا
سر پر تاج تھا۔ طبیعت برق تھی ذکاوت ذہن کے بادلون مین کڑک رہی تھی دماغ مین
علم و فہم کی روشنی چمک رہی تہی فلسفی خیالون اور حکمی مثالون کا ذخیرہ قوت حافظہ
مین محفوظ تہا اور زمانہ کے واقعات کا فوٹو خیال کے مرقع مین ملحوظ تہا۔ آپکے دل مین
شعرگوئی کا خیال پیدا ہوا۔ جوش طبیعت سے موزون کرنے لگے۔ ابتدا مین والد ماجد سے
اصلاح لینے لگے تھوڑے ہی دنون مین زمرۂ شعرا مین مشہور ہوگئے۔ آپکا کلام شستہ
و صاف ہے ہرایک شعر سے مضامین دلپسند و معانی دلچسپ نمایان ہین اور ہرایک فقرہ
سے رنگین بیانی و شیرزبانی عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان عجائب
و غرائب کا سفینہ ہے لطائف و نوادر کا خزینہ ہے۔ ذہین و فہیم ادیب حکیم تھے۔ شاعر
خوش فکر و خوش طبع خوش مزاج و شگفتہ جبین۔ ظریف و رنگین تھے۔ خلیق و لئیق تھے
دوست پرست و یار نواز۔ آپ سرکار عالی نظام کے منصبدارون مین سرفراز۔ عالم
فاضل و ادیب کامل تھے درس تدریس کا شوق تہا۔ چونکہ معقولات و الٰہیات مین
مشہور تھے۔ اکثر طلبہ منتہی آپ سے اس فن کے کتب پڑھتے تھے۔ ہم عصرون مین لائق

مانے جاتے تھے۔ اور آپکو موروثی شاعری کی بھی دہشت تھی۔ ہفتہ عشرہ مین اپنے مکان پر
مشاعرہ کا جلسہ بھی منعقد فرماتے تھے۔ شہر کے اکثر شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ خوب مزہ
و لطف رہتا تھا۔ گل رعنا مین لچھمی نرائن شفیق لکھتے ہین کہ مین ۱۱۸۰ھ ہجری مین وارد
حیدرآباد ہوا انصاف سے چند روز خوب ملاقات رہی اکثر اوقات مشاعرہ کا اتفاق ہوا انتہی کلام
پھر دوسرے مقام مین لکھتے ہین کہ جناب انصاف ۱۱۸۲ھ ہجری مین اورنگ آباد رونق
افروز ہوے فقیر سے ملاقات ہوی چند روز مقیم رہے خوب لطف رہا انتہی۔ غرض جہان
آپ رہے اپنے خیال وضع کے پابند رہے مدۃ العمر عمدہ طرح سے گزارے۔ قدرت اللہ خان
قدرت نتائج الافکار مین لکھتے ہین کہ آپکی وفات ۱۱۹۵ھ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین
واقع ہوی۔ اب ہم آپکے دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے ملاحظہ کیلئے گزارش کرتے ہین

من اشعاره الفارسی

روشن از نور ثنائے اوست روے حرف ما		عقد گوہر بست حمدش در گلوے حرف ما
چہرہ گفتار ما را رونق از نعت نبی		وصف آن دُر یتیم ست آبروے حرف ما
گلشن تقریر ما را وصف آلش سبز ساخت		نازہ بر فردوس دارد رنگ و بوے حرف ما
قیس را آدم نمیدانیم با دیوانہا	وله	بود یک غول بیابانی ز صحراے شما
جان نباید داد چین را بر جبین از ہر کہ او		دخل بیجا می کند در بیت ابروے شما
صبا ہر صبح بعد از گرد سر گردیدن یثرب	وله	رسانی بندگی از من خداوندان بطحا را
دست قاتل بدہم روز جزا دامان را	وله	من نہ آنم کہ فراموش کنم احسان را
نشوم دشمن ہجران اگرم قتل کند		بسکہ بوصل بتان دوست ندارم جان را
مرید سرکشی خواہند شیخان ریاضت کش	وله	تلاش توسن بدخو بود چابک سواران را

تماشا کردن جنگ خروسان معصیت باشد		نباید آرزو کردن نزاع تا جداران را
روئے او دیدم نمودم محو داغ خویش را	وله	صبح روشن شد زدم دامن چراغ خویش را
بارہا چون شیشئہ ساعت درین کلفت سرا	وله	آسمان برگشت و مشکل روزگارم برگشت
در گلستان آمد و رنگ دیگر از رخ گلہا پرید	وله	از برائے عندلیبان این گل دیگر شگفت
دل چون من ضعیفی را چہ نقصان گر بدست آید		سلیمان ہم برائے نام مورے میکند پیدا
اوج نمک حرامان ہرگز نمی تواں دید		خورشید چشم پوشید وقت ظہور مہتاب

من الشعاره الهندی

مے ہو چکی تمام گلابی میں کیا رہا		ساقی سمجھ کے دیکھ خرابی میں کیا رہا
ذبح کر کے داب کیوں رکھتا ہے پانوں تلے		چھوڑ دے بسمل کو تا کہو لکے وہ تلملے

ایما - میر بخشی عاشق علیخان

ایما تخلص - میر بخشی نام عاشق علیخان خطاب - آپ خوشحال خان قاقشال کے نواسہ ہے آپکے نانا عالمگیری زمانہ مین بادشاہی معزز منصبدارون مین تھے - شوخ طبیعت و آزادانہ مزاج تھے - بی پروائی آپکی ذاتی صفت تھی - آپکو خوشی سے خوشی تھی نہ غمی سے غمی اکوقت خوشحال خان نے جواہر و زر سے بنگلہ آراستہ کیا - عالمگیری عتاب مین معتوب ہوا - کچھہ پروا کی بلکہ شوخی سے کہتا تہا - ہماری خوشحالی کہین نہین گئی ہم ہر حال مین خوشحال مین - آخر خانزادی کی وجہ سے قصور معاف ہوا - بدستور اصل منصب سے سرفرازی پائی - عالمگیری زمانہ مین فوت ہوا - میر بخشی صاحب ترجمہ نانا کے بعد وزارت خان بن دیانت خان کے ذریعہ سے پانصدی منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوا

نظام الملک آصفجاہ کے منصبدارون مین منسلک ہوا۔ چند مدت کے بعد پریشان حال ہوا اور کسیقدر حواس و دماغ مین خلل واقع ہوا۔ اسوجہ سے دلاور خان بن دلاور خان نصرت کی رفاقت مین رہا۔ دلاور خان ریچور وادونی کی قلعداری و فوجداری پر ممتاز تہا۔ علم ہندی کا استاد۔ چند رسائل آپکی تصنیف سے ہین۔ علم عربی و فارسی مین بہی استعداد قابل تہا۔ شعرگوئی و تاریخ گوئی مین یگانہ شمار کیا جاتا تہا۔ ۱۲؁ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چاہ زنخدان آبروے سائلان بو سہ ریخت		با کہ گویم غور کن این ماجراے آشنا

جب مبارز خان نظام الملک آصفجاہ کے لشکر کے قریب پہنچکر دریاے پورنا سے عبور کر کے آگے نکل گیا اور آصفجاہ کا مقابل نہین ہوا۔ تب لشکر مین شہرت ہوی کہ مبارز خان خوف سے بہاگا۔ میان ابا ہی لشکر مین تہے۔ تاریخ کہی ؎

سال تاریخ پوچہتے ہین یاران		گفتمش ڈر گیا مبارز خان ۱۱۳۶؁ھ ہجری

من اشعارہ الہندی

طبیب عشق سین پوچہا زلیخانی علاج اپنا		کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
عاشق نہین ہے تجکو کچہہ خوف معصیت کا	ولہ	موسی رضا ہینگے امام ضامن اپنا
کیون نہ گہبراوے وہ کمان ابرو	ولہ	واسطے جسکے کہینچتے ہین سب چلے

افتخار سید عبدالوہاب دولت آبادی

افتخار تخلص۔ سید عبدالوہاب نام۔ سادات بخاری الاصل سے ہین۔ نسب کا سلسلہ سید مخدوم جہانیان بخاری سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا احمدنگر دکن ہے۔ تعلیم و تربیت کے بعد

مرتضی خان بخاری قلعدار دولت آباد کی دختر سے شادی کی۔ اس تقریب سے آپ دولت آباد
مین آئے۔ اور یہین متوطن ہوئے۔ سن شعور کے بعد فارسی کتب درسیہ مین استعداد
وافی حاصل کی۔ پھر صرف کی تصریف ماضی و حال و استقبال مین مصروف رہے۔ بعد ازان
نحو کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک زمانہ تک کلمہ و کلام کی تعریف و رفع و نصب و جر کے تحقیق مین
گذارے۔ علیٰ ہذا القیاس معقول کے حاصل کرنے مین بھی عرق ریزی و دلسوزی کی
فراغت تحصیل کے بعد فن ادب و شعر کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی
کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپکی شاگردی مین فائز المرام ہوئے۔ اور کتب تحصیل شدہ
کی تکمیل بھی حضرت آزاد کی توجہ سے کی۔ آپنے تذکرہ بینظیر مین حضرت آزاد کی شادی
اور اپنی شاگردی کا اقرار و اظہار کیا ہے ؎

ہفت اقلیم سخن امروز از استاد ما   دارد این معمورہ را زیر قلم آزاد ما

فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپنے علم طب کو بھی حاصل کیا۔ مدت تک اطبا کی خدمت
مین مشق کرتا رہا۔ اکثر مطبون مین بیٹھکر تشخیص و تفتیش کرتے رہے۔ حکیم حاذق و طبیب
فائق تھے۔ آپ ۱۱۸۲ھ ہجری مین نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص بہ غیور کی خدمت
مین مقربین کے زمرہ مین اول نمبر تھے۔ نواب صاحب آپکی بڑی عزت و آبرو فرماتے تھے
خوش حال و فارغ البال تھے۔ آپ نواب صاحب کی مجلس کی رونق تھے۔ ہر وقت لطائف
و ظرائف سے نواب کی دلجوئی و خوش طبعی فرماتے تھے۔ آپ سلیم الطبع حلیم الوضع
پسندیدہ سیرت و سنجیدہ طبیعت تھے خوش کردار و خوش رفتار راست گفتار صاحب وقار
تھے۔ ظرافت و لطافت مین مشہور فصاحت و بلاغت مین نور علیٰ نور تھے۔ انشا پردازی
مین بلند پرواز۔ اور نظم کی شیرازہ بندی مین گویا بلبل شیراز تھے۔ کلام شستہ و رنگین ہے

نقشبند و مضامین برجستہ و دلنشین کے نخابند تھے۔ آپکی انشاء نثر کے دیکھنے سے ذائقہ کو
لذت اور سامعہ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور لطافت نظم و نزاکت معانی کے مطالعہ سے
قوت ناطقہ کو لطف و مزہ ہاتھہ آتا ہے۔ تازہ تازہ لطائف شگوفہ ظرائف کے ملاحظہ سے
دل و دماغ سیراب تازہ ہوتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان روزمرہ اہل زبان ہے۔ محاورہ مین
سفینہ کمال نزاکت و خوبی مین سحر حلال ہے۔ آپکا کلام ریختہ زبان مین بھی فصاحت
و ملاحت سے لبریز ہے۔ حسن بلاغت و نزاکت سے شورانگیز ہے۔ اداہاے دل آویز
و کرشمہاے جادو آمیز سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر سامری ہے۔ کثرت آرائش و نگارش سے
ثابت ہوتا ہے کہ زہرہ و مشتری ہے۔ آپ ریختہ زبان مین بھی صاحب دیوان ہین۔ آپنے
ریختہ مین دوہے اور کبت در جہولنہ و بکری اور پہیلیان بھی کہی ہین۔ آپکا تخلص
افتخار ہے۔ ہم اگر آپکو فخر دکن کہین تو بجا ہے۔ آپنے ۱۱۷۲ہ ہجری مین تذکرہ شعرا
مسمی بے نظیر تالیف کیا ہے۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا حال تاریخی طرز پر لکھا ہے
تذکرہ کا نام بے نظیر تاریخی ہے۔ آخر آپ ۱۱۹۰ہ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ دولت آباد
مین حضرت برہان الدین غریب کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ کسی تذکرہ نویس نے
آپکی وفات کا سنہ نہین لکھا شاید معلوم نہوا ہوگا۔

من اشعارہ الفارسی

بود فیضان دیگر چشمۂ داد الہی را ۔۔ زماہی قسمت افزونتر بود دندان ماہی را

ولہ

حمایت میکند ناموس دل دیوانۂ ما را ۔۔ گل داغم چراغے زیر دامان ست صحرا را

ولہ

بود بیغیرتی با قحبۂ بازار جوشیدن ۔۔ اگر راہ حمیت میروی بگذار دنیا را

ولہ

اسجدا از نقش پائش جبہۂ ما بر فروز ۔۔ از زمین بین سجدہ داری بخشش انعام ما

مشت خاک خویش را فرش ره او ساختم وله تا باین تقریب با هم دولت پابوس را

شب خیال او تصرف کرد در دل بسکه چه خواب نیست وله حکم صاحب خانه دارد آنکه شد مهمان ما

بیقراران را بحال دیگران پروا نیست وله احتیاج دلو نبود چشمهٔ سیماب را

رسوا کند محک زر ناقص عیار را وله باشد همین معامله سنگ مزار را

یک جهان جلوه کند نور خدا در دل صاف وله آتشین نخل شو و عکس چراغی در آب

بگذرند از خود نکویان از نکوی نگذرند وله بو نمیدارد دریغ از ما چو گل گردد گلاب

سوختن چون شمع بر بالین جانان بهتر است وله درد گر این منزلت باشد ز درمان بهتر است

آن خوب را بجامهٔ رنگین نیاز نیست وله چون بر لباس در بر او ساده خوشنماست

در زلف عشق تو آرام دل بیتاب است وله قائم القار که دیدیم همین سیماب است

ز تیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما وله بود بهر دو جهان چهرهٔ شهیدان سرخ

یا علی غیر ترا در دل من نیست گذر وله هست مشهور که این بادیه شیرے دارد

برهمنے که دلم را بسوخت می گوید وله بر و بروز تو بوئے کباب می آید

چشم گریان مرا عالم تماشا کردنیست وله آن پری را آرزوی سیر این دریا نشد

غنچه یکبار کشاید لب و خوشبوی دهد وله خوب آید سخنی کز لب کم گو آید

مزاج عاشق و طفل است یکسان امتحان کردم وله باندک حیلهٔ خوبان به پیراهن نمی گنجد

چه از بیگانه نالد کس وفا از خود ندید آخر وله ز شبنم شکوه بیجا که رنگش هم پرید آخر

از وفا گشتم خجل چون یار شد شمع مزار وله می شدم پروانه گر جان دگر میداشتم

سیر زلف تو چگویم بچه عنوان کردم وله هر دم آنجا دل جمعی پریشان کردم

مگر رخانهٔ آئینه روشن کردهٔ ظالم وله شبی در خانهٔ ما هم چراغان میتوان کردن

میرود آن آہنین دل از سرم دامن فشان		لوح خاکم سنگ مقناطیس بودی کاشکے

انور۔ نورالدین خان کرناٹکی

انور تخلص۔ نورالدین محمد خان بہادر نام۔ آپ ابوالمعانی بہادر گوپاموی کے فرزند ہین اور نواب محمد محفوظ خان بہادر شہامت جنگ کے نواسہ ۱۱۶۰؁ہجری مین شہر تہٹر نگر مین پیدا ہوئے۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ عربیہ فارسیہ علما فضلا کی خدمت مین ختم کین اور فن شعرگوئی مین مولانا محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی اوّلاً انور تخلص کرتے تہے ثانیاً دل تخلص اختیار کیا۔

ابتدا مین نواب والاجاہ کی سرکار مین بعہدۂ خانسامانی تنجاور پر مقرر ہوئے۔ بعد ازان نیلور کی فوجداری پر سرفراز ہوئے پہر وہان بجرم قتل معزول ہوئے۔ اور قلعہ چندرگیری مین مقید کئے گئے۔ حالت حبس مین حافظ محمد مکی سے قرآن حفظ فرمایا۔ حفظ قرآن کے بعد ایک عرضی معافی جرائم کے لئے نواب والاجاہ کی خدمت مین بہیجی۔ نوابصاحب نے قید خانہ سے بلایا۔ اور قرآن شریف سنا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تہا۔ تراویح پڑہنے کا ارشاد ہوا انور نے نوابصاحب کے حضور مین شبینہ پڑہا۔ نوابصاحب بہت خوش ہوئے پہر نیلور کی فوجداری پر بحال فرمایا۔ اور پلناڈ اور ونکول کی فوجداری بہی آپ ہی کے تفویض ہوئی۔ نوابصاحب کے انتقال کے بعد ۱۲۱۰؁ہجری مین عمدۃ الامرا بہادر کے طرف سے صوبہ داری ارکاٹ کی نیابت پر مامور ہوئے۔ ایک سال کے بعد معزول ہوکر مدراس مین پہنچے وہان عارضہ سل و دق مین مبتلا ہوئے۔ آخر ۱۲۱۲؁ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا شیخ محمد مخدوم ساوی کے گنبد کے قریب مدفون ہوئے۔

مشہور ہے کہ انور نے ایکروز ایک رباعی مستزاد نواب والاجاہ کی خدمت مین پیش کی نواب نے انور کا منہ جواہر گران بہا سے بہر دیا وہ رباعی مستزاد یہہ ہے **رباعی**

از نقد بقائیکہ عطا کرد ترا * رب الارباب ۔۔ کردی ہمہ را صرف در راہ خدا * صدق و ثواب

از وعدہ ایزدی کہ یک را بعوض * دہ می بخشد ۔۔ مقصود حق ست بعد ازان لطف و عطا * وہو الوہاب

صاحب دیوان ہے۔ اشعار مین دونون تخلص موجود مین کہین انور کہین دل جو وہ بعض نے لکھا ہے کہ انور کے دو دیوان ایک مین انور تخلص کرتا ہے اور دوسرے مین دل یہہ سہو ہے صاحب گلدستہ کرناٹک نے محقق طور سے لکھا ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

طپیدنہاے دل آرد ز عشرت نوید اینجا ۔ ولہ ۔ مگر قربان شدن باشد مبارکباد اینجا

ز فیض دادن سر یافتیم از سر جوانیہا ۔ ولہ ۔ بجا شد اتفاق شمع و من در سرفشانیہا

دل ز گیسوے تو شد محو پریشانیہا ۔۔ گرد در کار جنون سلسلہ جنبانیہا

خوشتر از گلبانگ می آید فغانم یار را ۔ ولہ ۔ گوش گل باز ست از بہر نوائے عندلیب

تیر تو آمد بدل منزل خود جان گذاشت ۔ ولہ ۔ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت

در شکن زلف یار کرد دل آخر قرار ۔۔ عشق تو دیوانہ را بر در زندان گذاشت

سینہ از بسکہ وحشت آباد ست ۔ ولہ ۔ طفل اشکم رمیدہ می آید

بہر تعظیم یار ما ز عدم ۔۔ سرو قامت کشیدہ می آید

گر بیاد زلف مشکین تو گردم اشکبار ۔ ولہ ۔ چون سلیمانی شود ہر اشک من زنار دار

وصل ہم مانع بیتابی انور نشود ۔۔ لذت این طپش آغوش تیغ میداند و بس

آئینہ ہند و دل ساعت فرنگ ۔۔ باشد حیات دل طپش بیشمار دل

وحشت نگر که چون قدم از کشور عدم
بر داشتم بدامن صحرا گذاشتم

وله

ز شمع حسن تو گر چشم دل شود روشن
برنگ مهر زند خنده هر سحر شامم

وله

خدنگ ناز بکش غمزه را تمام مکن
بخون خلق مزن دست و قتل عام مکن

سحر ز من گل و بلبل کنند بگلشن مشق
یکی دریدن جیب و دگر کشیدن آه

من امشب هر چه گویم بی تکلف میشود موزون
خیالم محو آن بالای موزونست پنداری

ارسلان مولانا قاسم مشہدی

ارسلان تخلص - مولانا قاسم نام - مشہدی الاصل ہے - سید صحیح النسب تہا - علامۂ دہر و فہامۂ عصر تہا - فن شاعری مین فرد فرید - اکبر بادشاہ کے زمانہ مین ہند مین وارد ہوا تاریخ گوئی و خوشنویسی مین وحید تہا - چندمدت تک اکبر کی ملازمت مین رہا - پہر احمد آباد گجرات مین گیا - اور وہان سکونت پذیر ہوا - چند روز کے بعد دکن کی سیر کو نکلا اوّلاً احمد نگر مین پہنچا - نظام شاہ بحری نے بڑی خاطرداری مہمان نوازی کی - پہر وہان سے بیجاپور آیا وہان کے بہی والی نے بڑی عزت و آبروکی - چندروز قیام کرکے وہان سے گولکنڈہ مین رونق افزا ہوا - یہان بہی بدستور شاہان دیگر تعظیم و توقیر سے ممتاز ہوا - اور عبداللہ قطب شاہ نے بہت کچہہ سلوک کیا - عطیات و صلات سے سرفراز فرمایا - چند روز مہمان رہا بعد ازان احمد آباد گجرات مین معاودت کی - اس فکر مین تہا کہ وطن مالوفہ روانہ ہوجائے کہ یکایک وقت موعود پہنچا - وہین فوت ہوا - یہہ حادثہ سنہ ۱۰۱۵ ہجری مین واقع ہوا - صاحب صبح گلشن نے لکہا کہ یہہ واقعہ لاہور مین سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین - اور ہم نے ریاض الشعرا مین دیکہا - کہ اسکا مدفن احمد آباد - اور

نہین معلوم کہ سنہ مذکور و مدفن لاہور صاحب صبح گلشن نے کس کتاب سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ الفارسی

آہ دلم گر اثرے داشتے		شام امیدم سحرے داشتے
گرد سرت کشتی و کردے طواف	ولہ	کعبہ اگر بال و پرے داشتے
لفظ و معنی بحال من گریند		بی گذرے در کتاب کنم

امداد۔ شیخ غلام حسین برہانپوری

امداد تخلص۔ شیخ غلام حسین نام۔ ہاشمی النسب قادری الطریقہ ہے۔ حافظ گہانسی صاحب کا ہمشیر زادہ تہا۔ آپکا مولد و منشا برہانپور خاندیش تہا۔ سن تمیز کے بعد کتب درسیہ عربیہ فضلائے شہر سے پڑہین۔ لیاقت استعداد حاصل کی۔ شعرگوئی مین عمدہ سلیقہ پیدا کیا۔ برہانپور سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کے حلقۂ شاگردی مین داخل ہوا آپکی خدمت مین مشق کرتا رہا۔ جناب آزاد کی توجہ و اصلاح سے شعر خوب کہنے لگا خیالات رنگین و مضامین دلنشین ایجاد کرنے لگا مدت تک اورنگ آباد مین رہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی ملازمون مین ممتاز تہا۔ ملازمت کے علاوہ امرا کے بچون کو بہی تربیت و تعلیم دیتا تہا۔ شہر کے اکثر معزز امرازادے آپکی خدمت بابرکت مین بغرض استفادہ حاضر ہوتے تہے۔ امرا آپکی کفیل تہے عمدہ طرح سے خدمت و سلوک کرتے تہے۔ نہایت فراغت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر اورنگ آباد سے وطن مالوفہ برہانپور روانہ ہوا۔ وہان چند روز زندہ رہا۔ پہر بہشت برین کو رحلت کی۔ آپکی وفات قریب سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین ہوئی۔ آپ خوش فکر خوش سلیقہ۔ ظریف الطبع شگفتہ جبین تہے

مزاج مین درویشی و خاکساری تہی درویش دوست و فانی مشرب تہے۔ اکثر اوقات اہل اللہ واہل دکن کی خدمت مین گزارتے تہے ۔

من اشعاره الفارسی

از تو پنہان میکند آئینہ روی خویش را — ہر کسی منظور دارد آبروی خویش را

گل ز باطن صاحبدلان بی قصد فیض — در گرہ بستن نداند غنچہ بوی خویش را

وله

سرگرم الفت من و اغیار بودہ — اے جان عاشقی تو چہ عیار بودہ

وله

بر دامن دلم نہ غبار تعصب ست — چون ساغر بلور مرا صاف مشرب ست

وله

گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد — شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد

صندلی رنگ بتے گر سر درمان دارد — درد ہم گرد سر ما بتمنا گردد

وله

دل ز دستم رفت و من ہم رفتم ای قاتل بیا — گر برای من نمی آئی برائے دل بیا

وله

سیر کتاب عبرت ازین باغ می کنم — از داغ دل چو لالہ ورق داغ می کنم

وله

ظاہر شود باو ہمہ رنگ شکست ما — در صورتی کہ آئینہ گیرد بدست ما

ماو الی قلم و مضمون تازہ ایم — در گل زمین صفحہ بود بند و بست ما

وله

ہزار شخص درین شیشہ خانہ امکان — بوحدت تو نمودند صورت مجلس

وله

در خدمت تو پیر مغان کہنہ بندگیست — عمری بظل عاطفت تاک ماندہ ایم

وله

موج واری دل طپش از آب میخواہیم ما — پارہ بیتابی سیماب میخواہیم ما

دارم عشق نوجوان امداد ما پیرانہ — سیر بادہ گلرنگ در مہتاب میخواہیم ما

در تحیر اشک ما خونین دلان بیوجہ نیست — نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما

وله

اہل گلشن یک قلم پروردہ حسن تو اند — سرو از سرکار رعنائے تو یک تو سر فراز

رونق ده تخت شرع شاه نجف ست	وله	روشن کن آفتاب ماه نجف ست
شاهی خواهی وگر تو راهی جوئی		شاه نجف است و شاهراه نجف ست
چون سر زند از کسی سخن بیهده کر شو	وله	از حرف سبک نیست الم گوش گران را
بداغ هجر تو ای وای سوختند مرا	وله	بدر رهی که نباید فروختند مرا
چسان کنم مژه را وا بسوی روی بتان		نگه چو جوهر آئینه دوختند مرا
همچو آن طایر که بیجو دپر زند در پا بند	وله	با کمال اختیار خویش مجبوریم ما
از دلش محو کن یارب یاد نسیان مرا	وله	بشکن از خاطر شکستهای پیمان مرا
با لباس سرمه در چشم خوبان میروم		یا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا
اگر گویم که چین ابروست آن ابرو کمان من	وله	رسد گر تیر چشمش می شود خاطر نشان من
آنها که زلف یار مکرر نوشته اند		هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند
امداد مردمیکه بدرد اند آشنا		مضمون اشک از همه بهتر نوشته اند

مستزاد امداد

سازی تو حیا بهانه در خون بطپیم + ای باغ نگاه
بر سر زنی گلی و ما داغ شویم + خورشید و ماه
این مسئله از کدام ملت ای یار + از بر کرده
تسبیح رقیب دما زیاد رویم + سبحان الله

چو مو شد ناتوان دیوانه زلف گره گیرش	وله	توان از شانه سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چسان از پرده حسنش چهره بگشاید
میان هیچ کلک مانی یک قلم شد صرف تصویرش

اقدس میر رضی شوستری

اقدس تخلص - میر رضی نام - سادات شوسترسے ہین - آپکے والد باجد اُس ملک
مین شیخ الاسلامی کے خطاب سے مخاطب تہے - آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین شہر شوستر مین
واقع ہوئی - نشو ونما کے بعد علوم وفنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اُنیس ۱۹ برس کی
عمر مین فاضل کامل ہوئے - تحصیل کے بعد آپکو سیر وسیاحت کا شوق ہوا - اولاً عراق عجم
وعرب کا سفر اختیار کیا - ہر ایک شہر و دیار کے علما وفضلا سے ملا اور اُن کے درس
وتدریس کے حلقون مین شریک ہوتا رہا - ہر ایک انجمن سے فائدہ ہر ایک نشیمن سے استفادہ پایا
اور ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک خوان سے توشہ لیا - ثانیاً ہندوستان کی سیر کا
ارادہ کیا سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین بندر بصرہ سے سوداگرون کے ہمراہ بندر سورت مین آیا - چند روز
سورت مین قیام کرکے براہ دریا بنگالہ روانہ ہوا - بنگالہ مین پہنچکر نواب شجاع الدولہ ناظم
بنگالہ سے ملاقات کی - ناظم نے آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کی نہایت عزت وآبرو سے رکہا
مہمان نوازی وغریب پروری کا حق پورا ادا کیا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر پر کاربند ہوا

بزرگان مسافر بجان پرورند ۔ کہ نام نکوئی بعالم برند

میر رضی نہایت دلجمعی واطمینان سے مدت تک نواب صاحب کی مصاحبت مین رہا
نواب صاحب کے انتقال کے بعد نواب شد قلیخان بہادر رستم جنگ مخمور کے ہمراہ
دکن مین آیا - حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین ملازم ہوا - اہل مناصب کے
زمرہ مین شریک کیا گیا - ماہوار صرف ما یحتاج کے لئے ساٹہہ روپئے مقرر ہوئی تہی -
چونکہ خاطر خواہ ترقی نہین پائی تہی اسوجہ سے کشیدہ خاطر ورنجیدہ دل ہوکر کمال ہمت

و استقلال سے استغنا و بی پروائی کا دامن ہاتھہ مین تہا مگر گوشہ نشینی اختیار کرلی تہی
امراکی خدمت مین آنا جانا بالکل ترک کردیا تہا - آخر عہد مین نواب آصفجاہ مرحوم نے دارالانشا
کی خدمت تجویز کی مگر اقدس نے منظور نہین کی - حضور سے ارشاد ہوا کہ ما بدولت کی
ملاقات کے لئے ہفتہ مین ایکبار آیا کرو اقدس نے قبول کیا - اور عرض کیا اس شرط پر
کہ ایک شخص کی سفارش کرتا رہونگا - بندگانعالی نے منظور فرمایا - ملازمت و باریابی کا دن
سہ شنبہ تہا - روز مذکور مین میر رضی کے مکان پر اژدہام خلائق ہوتا تہا - میر رضی نے مقرر
کیا تہا جو سب سے اول نمبر پہنچے اُس روز اُسکی سفارش کرتا تہا - مدۃ العمر یہہ سلسلہ برابر جاری رہا
اکثر حاجتمند رضی کے ذریعہ سے اس سرکار دولتمدار مین فائز المرام ہوئے - آصفجاہ ثانی کے
زمانہ مین دس ہزار روپیہ محاصل کے جاگیر سے سرفراز ہوا تہا - شہر حیدرآباد مین رضی کا
دولتخانہ ایرانی گلی مین اور امام باڑہ پورانی حویلی کے قریب تہا - فی زماننا اصل مکان تو
باقی نہین رہا - مگر اُسی مقام مین میر عالم کی بڑی بڑی عمارتین قائم ہین - اور امام باڑہ
والا وہ بدستور قدیم اتبک موجود ہے - شہر مین ہر ایک شخص رضی کے الاوہ سے واقف ہے
ملا رضی علوم و فنون مین مشہور و معروف - اور فضائل و کرائم سے موصوف - خوش
تقریر و خوش تحریر فصاحت و بلاغت مین بےمثل - طلاقت لسانی و عذوبت بیانی مین
بے بدل تہا - علما و فضلا کی مجالس مین مسائل حکمیہ و نکات علمیہ کو اُس خوبی و آسانی سے
بیان کرتا تہا کہ حاضرین مجلس محظوظ و مستفیض ہوتے تہے -

ادیب کامل و شاعر فاضل ناظم و ناثر تہا - فارسی و عربی مین نثر بامحاورہ لکہتا اور
نظم بہی دونون زبانون مین نہایت ہی مرغوب موزون - کیا نظم و کیا نثر بغیر سوچے
سمجہے لکہتا تہا - جو فقرہ یا مصرع آپکے قلم سے نکلتا تہا وہ دلچسپ و دلپسند ہوتا تہا - آپکے

آپ کے اشعار لآلی آبدار و درشاہوار ہین - اب ہم گزارش کے رشتہ مین پروتے ہین
تاکہ شائقین اونکو قوت ناطقہ کے گلے کا ہار بنائین -

من اشعارہ الفارسی

آسمان تا طرح دل بیتاب ریخت — از سر کلک قضا یک قطرہ خون ناب ریخت
نشئہ جز بیقراری نیست اندر بزم عشق — در قدح ساقی بجای می مگر سیماب ریخت
سالکان راہ حیرت را بآسائش چہ کار — خامہ کی در دیدۂ تصویر رنگ خواب ریخت
شوخ چشمی بسکہ دارد ساقی دوران شعار — شب نمک در جام می از پرتو مہتاب ریخت
سطرہای صفحۂ مضمون چلیپا شد مگر — خامہ طرح وصف کج رفتاری احباب ریخت
سیل از ہر جا کہ خیزد مقصدش دریا بود — عشق طرح منزل دریائی دل بیتاب ریخت
وله — نرم شو کز سخت رویان کار صورت گیر نیست — خامۂ فولاد ہرگز لائق تصویر نیست
وله — نباشد خودنمائی مردم افتادہ از پا را — گر رنگینی نباشد سایۂ گلہائے رعنا را
وله — ظالم از عربدہ بار ستم خویش کشد — عقرب از کجروشی بر سر خود نیش کشد
وله — رفتہ رفتہ ظلم گردون بیشتر از عدل شد — این کمان از بسکہ یکجا ماند آخر خانہ کرد
وله — ریاضت در جہاد نفس باشد حربۂ مردان — خوش آن پہلو کہ زیر کش نہد نقش بوریا گردد
وله — سخت رویان فارغ اند از کاوش اہل جہان — در زمین سخت سہم کندن بنیاد نیست
وله — دولت بی رنجگان سرمایۂ سنگین دلی است — خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود
وله — تا چند بار خاطر دلہا توان شدن — یک چند سیر کشور نسیانم آرزوست

میر رضی موصوف کے دو فرزند تھے ایک میر ابوالقاسم المخاطب بہ میر عالم بہادر دوم
میر زین العابدین میر عالم بہادر اولاً بعہدۂ وکالت فیمابین سرکار آصفیہ و انگلشیہ مقرر تھا

ارسطوجاہ مدار المہام سرکار عالی نظام کے فوت ہونیکے بعد عہدہ مدار المہامی پر مامور ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوا۔ اولاد ایک فرزند میر دوران عالم شباب مین اپنے جد کے حیات مین فوت ہوچکا تہا۔ اور دو لڑکیان تہین دونون منیر الملک بہادر کے عقد مین آئین۔ ایک کے مرنیکے بعد دوسری۔ فرزند دوم میر رضی مرحوم میر زین العابدین ٹیپو سلطان کی سرکار مین ملازم تہا المتوفی سنہ ۱۲۱۳ ہجری بمرض سرسام۔

دونون کا حال محبوب الزمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکہا گیا ہے۔

امیر۔ سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد

امیر تخلص۔ امیر حیدر نام۔ آپ میر نور الحسین بن میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر بلگرام مین دس تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین واقع ہوئی۔ جد بزرگوار آزاد نے تاریخ ولادت کہی ہے

بفرزند من میر نور الحسین | پسر داد خلاق عالیجناب
خرد سال تاریخ میلاد او | رقم کرد صاحب شرف آفتاب

سنہ شعور کے بعد سنہ ۱۱۹ ہجری مین حسب الطلب جد بزرگوار ہمراہ میر ولا محمد خان ذکا اورنگ آباد مین آئے۔ جد بزرگوار کے سایہ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوئے۔ جمیع علوم و فنون مین عمدہ مہارت حاصل کی مسائل فقہیہ کے استخراج مین قوت اجتہادیہ پیدا کی۔ جزئیات فقہ پر زیادہ واقفیت تہی ہزار ہا مسائل مستحضر تہے۔ دار الامارہ کلکتہ مین خدمت افتا پر مقرر تہے۔ سولہ برس تک افتا کا کام نہایت خوبی کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔ حکام وقت و رعایا آپ سے

نہایت خوش تھے۔ آپ مقبول خالق و عزیز خلائق تھے۔ شعر گوئی و انشا پردازی فارسی
مین بھی بے نظیر تھے۔ خوش تحریر و خوش تقریر تھے۔ آخر ترین سال کی عمر مین ۱۲۱۷ ہجری
مین کلکتہ سے عظیم آباد روانہ ہوئے۔ مرشد آباد مین پہنچکر آخرت کا سفر اختیار کیا قالوا ان
للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر پرشاد بادفروش نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ۵
وا ویلا امیر حیدر رفت۔ آپکی تصانیف سے منتخب الصرف و منتخب النحو۔ و تاریخ اکبری
یادگار ہین۔

من اشعارہ الفارسی

تاج نام حق بود بر تارک دیوان ما
سر نوشت از بسم اللہ بر عنوان ما

ولہ

با تنک ظرفان عالم نیست ما را اختلاط
شیشہ نتواند شدن دام پری زادان ما

ولہ

یار آئینہ خود ساخت سراپائے مرا
قابل صورت خود دید ہیولائی مرا

ولہ

حکمتے در دست باشد نرگس دلدار را
از نگاہے مید ہد صحت من بیمار را

ولہ

نمی باشد شکیب اے ہمنشین جویائی صحبت را
ندارد گر کسے از سایہ یاری میکند پیدا

ولہ

از چمن امروز رخصت می شوم
عازم گل دام صیادیم ما

ولہ

عنایت کن ز چشم خود شتن ساقی شراب
روم تا در چمن چون غنچہ نرگس بخواب امشب

ولہ

امیر آن نے سوار ماہ سیما در خرام آمد
سر دگر فوج اختر ہا نشاید در رکاب امشب

ولہ

در سر زلف بتان بر من چہ آفتہا گذشت
حیف سیر ملک ہندوستان بختہا گذشت

صبح پیری آمد و فصل جوانیہا نماند
چشم را واکن کہ وقت خواب غفلتہا گذشت

سرو بالا نازنینی در نظر آمد امیر
از خرام قامتش بر من قیامتہا گذشت

ولہ

شبکہ در میخانہ ہر لب تشنہ ساغر نوش بود
عالم آب از طلوع ماہ من در جوش بود

این نگویم که مرا از قفس آزاد کنید | وله | در چمن موسم گل نام مرا یاد کنید

بسکه شب عضای من لبریز از غم گشته بود | وله | پیکرم از پای تا سر نخل ماتم گشته بود

پریشان می شود هر کس که در کویت می آید | وله | بزلف شوخ می نازم که بر روی تو می آید

در عدم هم درد و داغ عشق باشد بیشمار | وله | طفل چون پیدا شود اول بگرید زار زار

بر عاشق خود ظلم و بر اغیار ترحم | وله | نا منصفی طبع شما را چکنم بس

صفحهٔ رخسار او با خالها همراه خط | وله | زینت دیگر دهد همچون کتاب با نقط

پیش آن شمع رخ از رقص کنان برخیزم | وله | کم ز پروانه از سر جان برخیزم

چشم سلمان متعجب نگرد سوئے امیر | | صبح محشر که من از خواب گران برخیزم

چه شد شمشیر خونریزت سلامت را نمی خواهم | وله | تا اسیر شکن طرهٔ جانان شده ام

هر که بی مغز است نتوان داشت ز چشم امید | وله | آرزوی باده زنهار از تهی مینا مکن

رود دولت ز ارباب غنا آهسته آهسته | وله | که زایل می شود از مس طلا آهسته آهسته

بزرگان را بود دائم بکف سررشتهٔ تمکین | | گذارد فیل در رفتار پا آهسته آهسته

عندلیب قفسم یاد بهاران مددی | | بال و پر ریخته ام سوی گلستان مددی

همچو ماهی که فتد دور ز سرچشمهٔ آب | | تشنگی میکشدم چاه زنخدان مددی

ارشد میر غلام علی اورنگ آبادی

ارشد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ سادات رضوی سے تھا۔ صحیح النسب۔ نسب کا سلسلہ ستروین پشت مین سید شجاع المدنی الکرمانی سے پہنچتا ہے۔ اور سید شجاع گیارہ واسطے سے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا شہر اُجین

صوبہ مالوہ ہے آپکی ولادت کا مادۂ تاریخ { نیک بخت ازلی } ہے آپنے سنہ شعور کے بعد شیخ نظام الدین دیپالپوری اعظم شاہی کی خدمت مین علم و فضل حاصل کیا۔ آپکی آجداد کرام کا اصلی وطن سنام ضلع سرہند تہا۔ آپکے والد و جد میر محمد سعید و جد امجد میر محمد شاکر عالمگیری منصبدار تہے ضلع اُجین مین فوجداری خدمتون پر مامور تہے۔ آپنے اپنا سجع مع نام والد و جد موزون کیا ہے نہایت ہی عمدہ و خوشنما ہے ؎ شاکر بخت سعیدم کہ غلام علیم۔ میر محمد جعفر آپکے نانا تہے وہ بہی عالمگیری زمانہ مین برار کے صدر تہے۔ پہر مالوہ مین اسی خدمت پر گئے آخر شہر اجین کے قاضی ہوئے۔ امانت و دیانتدار تہے۔ بادشاہ کے نزدیک ذی اعتبار و ذی وقار تہے۔ میر ارشد بہی بادشاہ کی طرف سے موروثی عہدۂ قضا پر سرفراز ہوا مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہا۔ پہر ۱۱۷۵ھ ہجری مین وطن سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہوا۔ سلسلۂ قادریہ مین شاہ محی الدین بن قاضی سید احمد سنامی کا مرید تہا یہان شاہ عبد القادر بن شاہ محمد صادق اللطیفی الملتانی القادری کا بہی طالب ہوگئے چندروز مستفید ہوتا رہا۔ پہر آخر مین حضرت شاہ فخر الدین الترمذی الحسینی سے فیضیاب ہوا۔ اسی سنہ مذکورہ مین امیر الممالک کے لشکر سے نواب مؤتمن الدولہ درگاہ قلیخان بہادر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ ارشد نے آپکی خیر مقدم مین یہ قطعہ پیش کیا ؎

ناظم عصر چو آمد بخجستہ بنیاد	شکر درگاہ الٰہی ز حد افزون باشد
روحۂ گلشن دولت کہ بظل کرمش	خلق از آفت دوران ہمہ مامون باشد
شاد در بزم لقایش دل احباب مدام	دشمن ام بمصیبت کدہ محزون باشد
باد در حصن نگہبانی ایزد محفوظ	مثل آن نقطہ کہ در دائرہ نون باشد
خواست ارشد ز خرد سال قدومش فرمود	قدم مؤتمن الدولہ ہمایون باشد

ارشد مدت تک نواب صاحب کی رفاقت مین رہا۔ نواب صاحب ارشد کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے آخر نواب صاحب غرہ رجب ۱۱۷۹ھ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ ذیحجہ پانچوین تاریخ سنہ مذکور اورنگ آباد سے نظام آباد مین رونق افزا ہوئے نظام آباد آپکی جاگیر تھی۔ دوبارہ بحالی کا بندوبست ہوا کہ یکایک ۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ ہجری کو بعارضہ سرسام فوت ہوئے۔ نظام آباد سے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے۔ اُن کی والد کے مقبرہ مین مدفون کئے۔ ارشد نے نواب مرحوم کی تاریخ مین ایک مصرع لکہا ہے ؎ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالارجنگ + ارشد نواب مرحوم کے بعد نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص غیور کی خدمت مین ارباب ہوا خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ میر ارشد ظریف الطبع لطیف المزاج شگفتہ جبین تہا۔ پسندیدہ صورت سنجیدہ طبیعت تہا۔ تاریخ گوئی مین بینظیر خوش تقریر و خوش تحریر تہا۔ ائمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین بہت قصائد لکھے ہین۔ غزل مین کم فکر ہے۔ محمد اعظم اور اُسکے بیٹے بیدار بخت و خان عالم جب شہید ہوئے تاریخ شہادت آیہ کریمہ سے استخراج کیا ؎ ولنُدخلنّھم فی الصالحین۔ اور امیر الامرا حسین علیخان کی تاریخ (رضوان اللہ عنہ) اور اپنے ماموں سید شاکر علیخان کی تاریخ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین) اور فردوس آرامگاہ محمد شاہ کی تاریخ (انی ذاہب الی ربی سیھدین) ہے۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی کی تاریخ جلوسی (ان فضلہ کان علیک) میر شمس الدین نامی کی تاریخ تولد (خورشید دمید) ارشد فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتا تہا۔

من اشعارہ الفارسی

عاشقان دیدہ خود را چمنی ساختہ اند | تا بنظارہ گلگون بدنے ساختہ اند

حاصل ز طول امل نیست بااین بوالہوسی | مگر از بہر تقید رسنے ساختہ اند

وله

عشق غالب گشت و دل را جانب آئینہ برد | این گدا را قسمت آخر بدر آن شاہ برد

وله

نیست آسان در فراقش زندگی بردن بسر | در خیال قامت جانان قیامتہا گذشت

وله

کاسہ کاسہ خون دل در باغ گیتی می خورم | حیرتے دارم ندانم لالہ زار کیستم

قدردان من نباشد ہر کسی از اہل جہان | صیرفی داند کہ من نقد عیار کیستم

من اشعارہ الہندی

مجکو خبر نہین کہ مرا جی کدہر گیا | گر راہ لی ہے گہر کی تو تحقیق گہر گیا

جسنے دیکھا ہے تری خوبی حسن رخسار | بے توقف کہا سبحان جمالک اے یار

یار میرا ہے ایسے حسن کے آرائش مین | مین بہی چشم نظر انداز کو رکہتا ہون سنوار

بات شیرین ہے اسکی مصری | اسکے دو لب ہین شاہد عادل

اس کیفیت کی کیف بیسکو نہین | ساقی کے جام سے پیتا ہون مین مدام

سجن یہ رو ہے تیرا رشک سورج اور مہ گل | سیاہ شب تیری مو اور مشک اور سنبل

نین تیرے ہین جیون آہو کے چشم و نرگس و حور | ہین لعل لب تیرے شکر اور آب زمزم و مل

آپ کی تصنیف سے ایک تنبیہ الشائنین فی جلائل محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تہی اسمین آپنے محبوب سبحانی رض کے فضائل اور معترضین رذائل کے اعتراضات کے جوابات مدلل و مکمل لکہے ہین۔ اور اسی رسالہ مین اپنے بزرگان سلف و خلف کے حالات بہی ضمناً بیان کئے ہین۔ آپکا رسالہ نادر الوجود میرے کتبخانہ مین موجود تہا۔ لیکن افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی واقعہ سنہ ١٣٢٦ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے جسقدر اس رسالہ سے اپنی بیاض مین نقل کرلیا تہا۔ وہی میرے پاس باقی ہے۔ موقع و محل پر ہر ایک واقع کو

بیان کرتا ہوں۔ میر غلام علیؒ ارشد حضرت شاہ فخر الدین ترمذی کا نواسہ و مرید و خلیفہ تہا۔

امید۔ قزلباش خان

امید تخلص۔ میر محمد رضا اصلی نام۔ قزلباش خان خطاب۔ ہمدانی الاصل قوم قرائلو سے تہا۔ عالم شباب مین ہمدان سے اصفہان مین آیا۔ مرزا طاہر وحید سے تلمذ حاصل کیا۔ عالمگیر کے زمانہ مین ہند مین پہنچا منصبدار ہوا۔ شاہ عالم کے زمانہ مین قزلباش خان کا خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ ہوشیار و تجربہ کار تہا امرا سے ربط و ضبط رکہتا تہا۔ زندگی عیش و عشرت و حظ و لذت مین بسر کرتا تہا۔ امرا اسکی بڑی عزت و آبرو کرتے تہے۔ محمد معز الدین جہاندار شاہ کے عہد مین برہانپور کی دیوانی پر مقرر ہوا چند روز دیوانی کا کام انجام دیتا رہا۔ پہر امیر الامرا حسین علیخان کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا تہوڑے دن رہکر مبارز خان ناظم حیدر آباد کے ہمراہ شہر مین وارد ہوا۔ چست و چالاک دلیر و بیباک تہا۔ جب مبارز خان نواب آصفجاہ کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا تو اسوقت امید بہی ہمراہ ہوا۔ معرکۂ جنگ مین خوب لڑا دلیری و بہادری سے خوب کام لیا آخر مبارز خان مقتول ہوا۔ فوج مین اضطرابی پہیل گئی۔ بہت سے مقتول ہوئے اور بعض نے فرار کا رستہ لیا۔ اور بعض آصفجاہی فوج مین اسیر و قید ہوئے۔ انمین امید بہی تہا۔ ایک غزل آصفجاہ کی خدمت مین بہیجی آپنے شاہانہ عنایت سے رہا فرمایا۔ اور بحالی خدمت و جاگیر کا حکم دیا۔ مدت تک خوشحال و فارغ البال رہا۔ سفر حرمین شریفین کی رخصت لی۔ نواب آصفجاہ مرحوم نے نہایت خوشی سے مرحمت کی۔ ایک سن کے بعد زیارت حرمین سے مراجعت کی۔ نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نذر و تبرکات گذرانے

آپ نے قبول فرمایا - بدستور سابق خدمت و جاگیر پر بحال کیا - پہر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین نواب آصف جاہ مرحوم دلّی بلائے گئے - نواب موصوف فی الفور روانہ ہوئے - امید بہی ہمرکاب تہا - اور سفر بہوپال مین بہی ہمراہ رہا - دلّی مین پہنچنے کے بعد چند روز نواب صاحب مرحوم کی خدمت و بندگی مین بسر کیا - جب حضور آصفجاہ نے دکن کی طرف مراجعت کی امید نے دکن سے ناامید ہوکے دار الخلافہ مین سکونت اختیار کی - تحفۃ الشعرا مین قاقشال نے لکہا ہے کہ حضور آصفجاہ دلّی مین امید سے کشیدہ ہوگئے تہے - اسیوجہ سے امید نے آپکی رفاقت ترک کرکے دلی مین سکونت اختیار کی تہی -

امید خوش اخلاق پسندیدہ سیرت شگفتہ مزاج سنجیدہ طینت تہا - ظریف الطبع لطیف الوضع تہا - ذکاوت و چالاکی مین شعلۂ جوالہ ذہانت و تیزی مین آتش کا پرکالہ تہا - صحبت رنگین کا فریفتہ - یاران نازنین کا شیفتہ تہا - فن شاعری و انشا مین وحید عصر نازک خیالی مین فرید دہر تہا - ولایت زا تہا مگر ہندیون کی بدولت دوہے و کبت خوب سمجہتا تہا - اور ریختہ زبان مین بہی شعر موزون کرتا تہا - جب تک دکن مین رہا بلند آوازہ رہا - اسیطرح دلّی مین بہی تا بزندگی خوش و خرم رہا - امرازادے اور نوابزادے آپکی بڑی قدر کرتے تہے - ہزارہا روپئے نذر دیتے تہے - آرام و عیش کے ساتہہ زندگی بسر کرتا تہا - موسیقی ہندی مین خوب ماہر تہا - خوش الحان و خوش آواز تہا - راگ و رنگ کا شائق - رباب و چنگ کا عاشق تہا آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا مجمع رہتا تہا - کبہی مشاعرہ کبہی سماع کا جلسہ ہوتا تہا - ہر روز نوروز ہر رات شب برات تہی - آخر امید سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین اس عالم سے ناامید ہوکے بہشت برین روانہ ہوا - میر غلام علی آزاد سے اتحاد و محبت رکہتا تہا میر نے مرحوم کی تاریخ وفات کہی - ع

حسان سخن گستر و سحر آفرین	رخت سفر بست ازین خاکدان
سال وفاتش دل نالانِ من	یافته جان وادهٔ قزلباش خان

۱۱۵۹

لطیفہ۔ خود امید سے منقول ہے کہ مین ایک روز نواب ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر کی خدمت مین گیا اور زمانہ کی شکایت کی۔ نواب نے فرمایا کہ دنیا کو امید کے ساتھہ کہاتے ہین۔ مین نے عرض کیا پس آپ کیون میرے بغیر کہاتے ہین۔ اُسوقت سے نواب نے روزانہ کہانا بہیجنا مقرر کیا۔ خاص نواب کے دسترخوان سے کئی خوان اقسام اقسام کے کہانون سے بہرے ہوئے آتے تہے فراغت سے احباب کے ساتھہ کہاتا تہا۔ اور کہلاتا تہا آشناپرست و مہمان دوست تہا۔

من اشعاره الفارسی

منم آن آہوئے وحشت زدهٔ دشتِ جنون	کہ نیاورد بدام الفت صیاد مرا
برنگ سرمہ کہ در چشم کور بیقدر ست	کسے بہیچ نگیرد درین دیار مرا
ز آب دیدہ ز بس پائے در گل ست مرا	سفر ز کوئے تو بسیار مشکل ست مرا
بسا کشاد کہ در بستگی شود ظاہر	کلید روزی استاد قفل گر قفل ست
پاس و لہائے جگر خون شدہ چون خواہد یافت	چشم مخمور تو خود از ہمہ بیمار تر است
خدا نا کردہ اندوہت چرا از دوستان باشد	شنیدم کلفتی داری نصیب دشمنان باشد
سرگشتگی بطالعم ہست	بر گردِ سرت چرا نگردم
خوشا وقتے کہ می بالید از جانان بروی دوشم	برنگ ماہ نو ہر شام بر می گشت آغوشم
گشت روگردان ز بس آبادی از ویرانہ ام	چون کمان حلقہ بیرون شد درون خانہ ام
روشن شود بہ پیش تو چون شمع سوز من	یک شب اگر تو ہم نشینی بروز من

	رباعی	
صد سالہ گنہ تمد آہے بخشند	رباعی	بر در گہ دوست گناہے بخشند
زینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند		عفو گنہم بنا توانی کردند

امیرؔ - امیر احمد مینائی

امیر تخلص - شیخ امیر احمد نام - مینائی نسبت ہے جد اعلی حضرت شیخ مینا لکھنوی کے طرف آپکی نسب کا سلسلہ شیخ موصوف سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - حضرت شیخ اولیائے کاملین سے تھے - صاحب کشف و کرامات - جامع الحسنات والبرکات تھے - آپکے ارشاد و ہدایت سے اکثر عام و خاص فیض نعمت و معرفت سے مستفید ہوئے ہین - ابتک آپکے خاندان مین یکے بعد دیگرے ارشاد و ہدایت کی مسند پر جلوس فرما ہوتے ہین - بزرگان سلف سے خلف تک وہی سلسلۂ فیض جاری ہے - حضرت شیخ کی رحلت سنہ ہجری مین واقع ہوئی شہر لکھنو مین آصف الدولہ کے امام باڑہ کے قریب میدان پر فضا مین مدفون ہوئے - فی زمانا آپکا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے - سالانہ عرس ہوتا ہے - فقیر مولف آپکی زیارت و فاتحہ عرس سے مشرف ہوا ہے - عجب مقام نورانی فرودگاہ ملائکہ سبحانی ہے - صاحب ترجمہ کے والد ماجد مولوی کرم احمد تھے - آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین ہوئی - آپکا مسقط الراس شہر لکھنو ہے - آپکی نشو و نما وہان کی آب و ہوا کے آغوش مین ہوئی - جب سن شعور و تمیز کو پہنچے تحصیل علوم و فنون کے طرف ہمہ تن مصروف ہوئے - اولاً والد ماجد کی خدمت مین مختصرات کتب متداولہ سے فراغت حاصل کی - اور کتب مطولات علوم عقلی و نقلی اساتذہ کملا و علمائے فضلا کی خدمت مین ختم کین - فارغ التحصیل کیوقت شباب کا عالم تہا - درس و تدریس کا شوق دلمین جوش مار رہا تہا - طلبہ کو نہایت محبت و خلق سے پڑہاتے تہے

عربی و فارسی دونوں زبانوں مین دستگاہ کامل تھے۔ چونکہ آپکی طبیعت فطرۃً موزون الطبع واقع ہوی تھی۔ آپکا میلان طبع شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ طبیعت خداداد و عطیۂ رب العباد سے مضامین دلکش موزون کرنے لگے۔ اور اپنے نتائج طبع کو سید مظفر علیخان تدبیر الدولہ اسیر لکھنوی کے ملاحظہ مین پیش کرنے لگے۔ اسیر آپکے مضامین پاکیزہ کو دیکھہ کے حیران ہوتے تھے۔ اور اصلاح کے زیور سے آراستہ فرماتے تھے۔ اسیر کو آپکی شاگردی پر فخر و ناز تھا۔ واقعی اسیر کا فخر بجا تھا۔ آپکی ذات پر شعر و شاعری خود نازان ہے۔ آپ لکھنو کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے۔ آپکا کلام نہایت ہی شگفتہ و برجستہ ہوتا تھا جب آپ اپنا کلام حاضرین مشاعرہ کو سناتے تھے تب تمام حاضرین واہ واہ کرتے تھے اور کہتے تھے واہ میان اسیر آپنے تو ایک شہباز بلند پرواز تیار کیا۔ یہ ہونہار میدان شاعری مین خوب پرواز کریگا۔ عجب نہین کہ مجمع شعرا مین ممتاز ہوگا۔ تہوڑی ہی زمانہ کے بعد شعرا کا خیال و گمان مرتبہ اذعان و یقین کو پہنچ گیا۔ یعنی آپ ایسے لائق و فائق ہوئے کہ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکا کلام شستہ و صاف و پاکیزہ و شفاف ہوتا ہے۔ آپکی بندش الفاظ و نشست معانی ایسی عجیب و دلکش ہوتی ہے کہ سامعین کے قلوب پر جادو کا اثر کرتی ہے قلوب کی وہ حالت ہوتی ہے کہ مضمون پر تاثیر سے وجد کرنے لگتے ہین۔ جس مضمون مین ارادہ کرتے ہین وہی مضمون آسانی سے ایسی خوش اسلوبی و خوبی کے ساتھہ موزون فرماتے ہین گویا مضمون کا مصداق دکہا دیتے ہین۔ مثلاً اگر تصوف و وحدت الوجود یا نعت رسول محمود و معشوق حقیقی کے خط و خال کی تعریف۔ یا بہار و خزان کی توصیف یا بخت و اقبال کی خوبی یا بدبختی و ادبار کی برائی بیان کرین تو واقع کے مطابق معانی ذہنیہ و صور علمیہ کا سماں نمایان کر دیتے ہین۔ آپکے کلام الہام التیام کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی

ادا کر سکے - پس مین یہہ کہتا ہون کہ آپکے کلام کی تعریف محدود کرنا ممنوعات سے ہے
جب آپکی لیاقت و جادو بیانی کی شہرت بلند آوازہ ہوئی - اور آپکی شاعری کا شہرہ
اکناف و اطراف مین شایع ہوا - تب شایقین کلام آپکے حلقہ تلمذ مین دور دور سے
آنے لگے - اور آپکی اصلاح سے کلام کو مزین کرنے لگے - اسیطرح رؤسائے ہند آپ کو
خواہش سے طلب کرنے لگے - ہر ایک رئیس چاہتا تھا کہ آپ میری ریاست مین آئین
اور اپنے فیض سے طالبین کو مستفید فرمائین - آپ درویش صفت قناعت پرست تھے
دنیا و مافیہا کی طرف رغبت کم رکھتے تھے - جاہ و حشمت کے خواہان نہین تھے -
آپکا دل قناعت کی دولت سے مالا مال تھا - آپ چند مدت واجد علیشاہ بادشاہ کے
دربار مین باریاب رہے - ہنگامۂ غدر کے بعد نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی رامپور
نے آپ کو طلب فرمایا - آپ حسب طلب لکھنو سے رامپور آئے - نوابصاحب نے
آپ کی تعظیم و توقیر و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا - اور آپکیلئے
معتدبہ تنخواہ مقرر کردی - آپ مدت تک نوابصاحب کی خدمت مین رہے - فراغت
سے زندگی بسر کئے - اور اپنی عمر کا بڑا حصہ بسر کیا تھا - آرام و فراغت سے رہے - تالیف
و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - اور اوقات معینہ پر نوابصاحب کی خدمت مین بھی
آمد و رفت کرتے تھے - آپ نوابصاحب کی مجلس کے روشن چراغ تھے - آپ کی ذات سے
مجلس کی رونق بڑھ جاتی تھی -

اعلیحضرت آصفجاہ ششم خلد اللہ ملکہ ۱۳۱۸ ہجری مین بتقریب ملاقات گورنر جنرل
کلکتہ تشریف لیگئے - ملاقات سے فارغ ہوکے بطور سیر و تفریح بنارس مین رونق افزا ہوے
حسن اتفاق سے حضرت امیر مینائی صاحب ترجمہ بھی وہان تھے - بعض احباب کی تحریک سے

اعلیحضرت سے ملاقات کی۔ اور ایک مدحیہ مسدس تازہ تالیف پیش کیا۔ اعلیحضرت جو قلمرو سخن کے حکمران ہین آپکے کلام شیرین سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کی کلام کی داد دی اور آپ کو حیدرآباد تشریف آوری کی دعوت دی۔ آپ طاعۃً وسمعاً حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور آتے ہی ہیضہ سے بیمار ہوے۔ بیماری کا سلسلہ ایک مہینے تک جاری رہا ہر چند کہ معالجہ کیا گیا۔ کوئی علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت آپ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی سنہ مذکورہ مین اس جہان ناپائدار سے خلدبرین روانہ ہوئے۔ قالوا ان للہ وانا الیہ راجعون اور یوسف صاحب شریف صاحب قدس سرہما کی درگاہ مین مدفون ہین۔ آپ نیک نیت و پسندیدہ طینت تھے بعید و قریب و مقیم و غریب کی دلداری ہمدردی مین کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ ہر ایک کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ مریدون و تلامذہ کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ اور ہر ایک کو اپنی جادو بیانی سے مسخر کر لیتے تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپکے فرزند حقیقی مولوی لطیف احمد صاحب والدماجد کے ہمراہ یہان آئے تھے۔ اور نیز مرحوم کے ایک نشاگرد رشید مولوی جلیل حسن صاحب جلیل ہمرکاب تھے۔ جو بے سروسامانی کے عالم مین نہایت استقلال کے ساتھہ متوکلاً علی اللہ شہر مین جمے رہے۔ اور امیدوار تھے کہ حضور خلداللہ ملکہ کیا تجویز فرماتے ہین۔ لیکن اعلیحضرت کو آپکی پرورش کا کامل خیال تہا۔ بمصداق کل امر مرھون باوقاتھا پس اعلیحضرت خلداللہ ملکہ نے سنہ ۱۳۲۸ ہجری مین مولوی لطیف احمد صاحب اختر و مولوی جلیل حسن صاحب جلیل کو پانسو پانسو روپئے ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ مولوی اختر صاحب کو ہوم سکرٹری کا مددگار کیا۔ اور مولانا جلیل کو استاد داغ کی جگہ عطا کی۔

دونون بزرگ سراپا خوش اخلاق خوش اشفاق ہین لطیف الطبع وخندان جبین ہین۔ اسی تذکرہ مین آپ دونون بزرگون کا ذکر جیبر آئیگا۔ مرحوم مینائی کو لطیف احمد کے سوا اور بہی چار فرزند دلبند ہین۔ محمد احمد۔ مولوی خورشید احمد۔ مولوی مختار احمد۔ مولوی مسعود احمد۔ آپ کے کل باقیات الصالحات لائق فائق وذی استعداد ہین۔ اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ۔ آپ کی سخندانی وسخن سنجی کا آفتاب ایسا چمکا کہ ہند کے بلاد و امصار کو تمام روشن کردیا اور آپکے گلدستون وشگوفہائے اشعار رشک گلزار سے شاعرون کے مشاعرے اور سخنورون کے جلسے گلشن بنگئے۔ آپ ہی کے مضامین رنگین و معانی شیرین سے نازک خیالان سخن سنج ونقش بندان بلند آہنگ مستفید ہوتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مسدس و دیوان نعت وغیرہ مطبوع ہوچکے ہین ہند و دکن مین مبتدی و منتہی مین کون ایسا ہے جو آپکے کلام سے واقف نہوگا۔ بناءً علیہ بطور نمونہ مختصر آپکے نتائج طبع کو گزارش کرتا ہون۔

ھو ھذہ

الف آدم مین ہے صمد و احمد مین ہے میم مد کا
سبب ہے کہ انسان یہ تہا یان سایہ نہا قد کا
گمان ہوتا ہے جنت سے وہی تیرا عبا ہوکر
اٹہار کہا تہا جو اللہ نے سایہ محمد کا

زیارت کو چلون یارب پڑے یہ غل مدینہ مین
غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا

ولہ

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اٹہائی اُس نے چلون ہوگیا پردہ گریبان کا
وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چہڑکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

ولہ

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

ولہ

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میرے تیمم بہی وضو ہوجائیگا

وله
بتون کے ظلم سے بھی اپنا مدعا نکلا
کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

وله
سوجھا ہے بیخودی میں یہہ مضمون دور کا
پردے مین دخت رز کی ہے جلوہ حضور کا

وله
گل خود تھے بے ثبات گلستان دہر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

وله
وہ کون تھا جو خرابات مین خراب تھا
ہم آج ہوئے کیا کبھی شباب تھا

لحاظ ہم سے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپنے وہ اضطراب تھا

شکایت انسے کوئی گالیون کی کیا کرتا
کسیکا نام کسیکی طرف خطاب نہ تھا

وله
زلف آئی ہے لٹک کر رخ جانان کیطرف
پاؤن پہیلائے ہین کافر نے قرآن کیطرف

وله
آسمان بہر عدو ڈہونڈ رہا ہے لیکن
ایک ذرہ نہین ملتی ہے کہین گرد ملال

مہانی کی یہہ ہے رسم عجب کیا ہے اگر
سامری گاو کرے دعوی موسی مین جلال

وله
مرے آنسو نے مجھکو بخشوا یا
بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل گیا

تیزی کا تصور دل مجرم مین جو گذرے
ٹہرانے سے قاضی کے نہ ٹہرے کبھی تقصیر

وله
ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

وله
گم گشتہ دل کی تا کجا جستجو کرین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

وله
دل ویران میرا آباد رہے
ایسے ویرانے کہان بستے ہین

آئی ہے شب ہجر رلانیکے لئے
مین ایک نہین سب کے مٹانے کیلئے

اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لئے

مسدس

آج کیسا راس آیا انقلاب آسمان
کر گیا تسکین خاطر اضطراب آسمان

اٹھہ گیا آنکھون کے آگے سے حجاب آسمان
گر گئے نظرون سے ماہ و آفتاب آسمان

اپنی گردش دیکھکر خود آسمان چکرا گیا
گردش چشم حسینان کا ہمیں لطف آ گیا

لی مقدر نے یہ کروٹ یا کسی دلدار نے
رخ سے برقع کو ہٹایا شاہد اسرار نے

لے لیا بوسہ جبین کا دولت بیدار نے
منہ چھپایا دامن اقبال میں ادبار نے

باغ امکان میں بہار کامرانی آ گئی
پیر گردون پر نئے سر سے جوانی آ گئی

رنگ عالم دیکھیے اب ہیئت زینت اور ہے
کیا یہ نیرنگی کوئی سمجھے حقیقت اور ہے

کل تو تھی کچھ اور صورت آج صورت اور ہے
دل کو حیرت اور ہے آنکھوں کو حیرت اور ہے

رات سے دن ہو گیا اسد کیونکر ہو گیا
زلف سمٹی چاند سا چہرہ منور ہو گیا

کون گھر سے اس طرح نکلا ہے نکلے جیسے ہم
سر پہ گرد راہ چھائی صورت ابر کرم

دل سے نکلی آرزو نہ نکلا جگر سے خار ہم
دست ہمت نکلے کانٹوں نے لئے اپنے قدم

صبح غربت ہے کہ خود آغوش پھیلائے ہوئے
شام غربت ہے کہ لیلیٰ زلف بکھرائے ہوئے

امتیاز میر محسن مدراسی کرناٹکی

امتیاز تخلص۔ میر محسن نام مدراسی الاصل ہے۔ جامع فضل و کمال منشی بے مثال تھا۔ انشاپردازی عبارت نویسی میں مرزا عبدالقادر بیدل کی پیروی کرتا تھا۔ اور بیدل کی طرز خاص کا معتقد تھا۔ عزلت نشین دنیا و مافیہا سے متنفر تھا۔ گوشہ عزلت سے بے ضرورت

کبھی قدم باہر نہیں رکھتا تھا۔ اکثر اہل مدارس کو درس و تدریس سے مستفید کرتا تھا۔ مولانا رائق مصنف صبح وطن آپکے تلامذہ مین سے ہے۔ شاعر خوش گو و شیرین خو تھا۔ اُس کے کلام سے شیرینی و رنگینی عیان ہے آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین جہان فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا

من اشعارہ

از عدم رنگین کفن گردیدہ می آمد برون
حسن شوخ آئینہ ہا بر طاق مژگان چیدہ است
گرد راہِ ما غزالان را سواد دیدہ شد

غنچہ میدارد مگر در سینہ پیکان ترا
این چمن طبعان نگہ را دستہ بند گل کنید
تا خرابِ نازِ چشم سرمہ سا گردیدہ ام

آثم۔ سید ابراہیم حیدرآبادی

آثم تخلص۔ سید ابراہیم نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے۔ آپکی تربیت و پرورش اسی شہر مین ہوئی۔ آپنے عالم شباب کے شروع مین کتب درسیہ فارسیہ مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرلی۔ موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ شعرگوئی بھی شروع کی موزون کرنے لگے۔ کلام درست و سنجیدہ ہوتا ہے۔ فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہوگی

من اشعارہ الہندی

مضمون بنا ہے دل مین مرے زلف یار کا
رکھا ہے مین نے نافہ مین نافہ تتار کا

فرقت مین بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

کیا خوب فاتحہ کا بہانا ملا اُنہین
تعویذ تک مٹا گئے آکر مزار کا

سنکر غم فراق تجاہل سے کہتے ہین
اب کہئے کیا ہے حال دل بیقرار کا

جو حکم ہے بجا ہے مرے کردگار کا	آئم وہ رکھے نور ہیں یا پھینکدے زمیں

اشک سید جمال الدین لکھنوی

اشک تخلص - اشک تخلص سید جمال الدین حیدر نام ہے - لکھنوی الاصل ہیں آپکے بزرگ نواب مبارز الملک سربلند خان صوبہ ارکاٹ کے قرابتدار تھے - آپ ذی استعداد و لائق ہیں شعر و شاعری ہیں بے نظیر ہیں - آپکا کلام شستہ و سنجیدہ ہے مطالعہ سے لطف مزہ آتا ہے - آپکو مولوی شیخ محمد بخش شہید لکھنوی سے تلمذ حاصل ہے - آپ صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان مسمی باسم تاریخی دستور الشعرا مطبوع ہو گیا ہے آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی ہوگی - آپ کو لکھنو چھوڑے ہوے تخمیناً چالیس برس کا زمانہ گذرا ہے - چالیس برس سے حیدرآباد میں سکونت پذیر ہیں - سرکار عالی نظام میں منصب مناسب پر ممتاز ہیں - خوشحال فارغ البال ہیں - خوش خوراک و خوش پوشاک ہیں -

من اشعارہ الہندی

اجتماع قالب و جان ہوتے ہوتے رہگیا		ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی
آج ہی وا قفل زندان ہوتے ہوتے رہگیا		دیکھیے آزاد ہوں اُن کے اسیر
جسقدر عصیان بڑھے اُتنی ہی رحمت بڑھ گئی	وله	ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی
قتل کے سامان ہو جسدن عنایت بڑھ گئی		چل گئی دلبر چھری دیکھا جو اُسنے ناز سے
یا پگھل کر رہگئی یا شمع تربت بڑھ گئی		بعد مردن بھی دکھایا تیرہ بختی نے اثر

افسر - سید احمد حیدرآبادی

افسر تخلص - سید احمد نام حیدرآبادی المولد والمنشا ہے - آپ فارسی میں عمدہ مہارت

واستعداد رکھتے ہین - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین تیز قدم ہین - مزاج مین چستی کلام مین شوخی ہے - جو کچھہ کہتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - نواب میر عباس حسین خان تشند حیدرآبادی سے اصلاح لیتے ہین - صاحب دیوان و مثنوی ہین - آپکا کلام صاف و شستہ و بامحاورہ ہے - رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچ جائینگے - فی الحال آپکی عمر تقریباً پینتیس چھتیس ہوگی - خدائے تعالی خوش وخرم رکھے -

من اشعارہ الہندی

اپنی سلامتی کا دوگانہ ادا کرے
ظالم نے کی قبول قدم دیکھنے کی عرض

احسان نہ رہا فرط خوشی بخت رسا کا
اندیشہ شب وصل عدو کہنے کا بیجا

ہے شوق کی افزائش الفت مین فنا ہونا

ولہ

خط دیکے نامہ بر نہو سائل جواب کا
ہنوایا میری آنکھہ سے حلقہ رکاب کا

وان جاکے مجھے ہوش نہین ہی سراپا کا
یان ضعف سے اٹھنا ہی نہین ہاتھہ دعا کا

جان سیکھتی ہے دل سے قربان ادا ہونا

الفت محمد جمال الدین مدراسی

الفت تخلص - محمد جمال الدین نام - آپ مولوی تاج الدین بہجت مدراسی کے خلف الصدق ہین - آپ مدراسی المولد ہین - آپنے والد ماجد سے کتب درسیہ تحصیل کین - ذی استعداد و لائق ہوئے - شعرگوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا - شعر موزون کی مشق والد ماجد سے کرتے رہے - چندروز کی اصلاح سے کلام درست ہوگیا - کلام سے پختگی و شستگی ظاہر ہونے لگی - آپکا کلام نعت و حمد مین ہے - آپنے اکثر قصائد حمد و نعت مین لکھے ہین - اور بزرگان عظام و اولیا اکرام کی مدائح مین بھی موزون کیے ہین

جناب الفت نے خوب کہا توشۂ عقبیٰ ہے۔ آپکی عمر قریب ساٹھ برس کے ہے۔ پیشتر ریاست حیدرآباد میں سرکاری خدمت پر مامور تھے۔ اب بسبب کبرسنی وظیفہ خوار ہیں ورسندر یس فرماتے ہیں۔

من اشعارہ الہندی

ہے رونق بستان جہان کوئے محمدؐ	رونق دہ گلہائے جہان روئے محمدؐ
والشمس ہے تفسیر دو رخسارۂ انور	واللیل ہے تعبیر دو گیسوئے محمدؐ

من اشعارہ الفارسی

حکام جہان تابع فرمان محمدؐ	شاہان جہان اند گدایان محمدؐ
چون شرح دہم منزلت و رفعت والا	نہ چرخ برین پایۂ دیوان محمدؐ
پاسنگ بود ثقل گناہان تو الفت	بس ہست گران پلۂ احسان محمدؐ

احسان ۔ میر عباس علیخان حیدرآبادی

احسان تخلص ۔ میر عباس علیخان نام ۔ آپ نواب سہام جنگ کے فرزند ہیں آپ حیدرآبادی المولد ہیں ۔ آپنے فارسی کتب پڑھکے بقدر ضرورت لیاقت پیدا کی مگر عالم طفولیت سے شعرگوئی کا شوق تہا اکثر استادون کے دواوین فراہم کرکے اُن میں سے ہزارہا اشعار یاد کرلئے ۔ اور آپ ہی طبیعت کی صفائی اور فکر کی رسائی سے شعر موزون کرتے تہے ۔ کلام سلیس وبامحاورہ ہوتا تہا ۔ خوش خلق وخوش مزاج تہا ۔ خوش خوراک وخوش پوشاک تہا ۔ رات دن لہو ولعب میں مشغول رہتا تہا ۔ مرغ لڑانا ۔ کبوتر اُڑانا ۔ مرغبازی وکبوتربازی میں ہزارہا روپیہ صرف کرتا تہا ۔ پتنگ بازی کا فریفتہ تہا ۔ ایک کبوتر اور مرغ سو روپیہ کو لیتا تہا ۔ منیرالملک بہادر دادا دوراین الملک کے ہاتہہ

فروخت بھی کرتا تھا - آپ کو ہجو گوئی کی استعداد تھی جب چاہتے تھے کسیکی بھی ہجو کہہ دیتے تھے - لچھمی نراین صاحب تخلص اورنگ آبادی نے اعظم الامرا بہادر کے نسبت چند اشعار نامناسب لکھے تھے - آپ نے اوسکا رد کیا اعظم الامرا کی سرکار مین جاگیر و انعام سے سرفراز ہوا - آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین عالم ہستی سے عدم کا مسافر ہوا

من اشعارہ

آستین سے تری باہر جو کلائی ہوتی — شمع فانوس سے باہر نکل آئی ہوتی

وله

نہ کام اس چرخ دون پرور سے نکلے — مگر شاہنشہ قنبر سے نکلے

فلاطون سا مدبر تھا سو بھولا — نہ جبکا اب کوئی ہمسر سے نکلے

پر اسپر بھی ارسطو جاہ دانا — بڑی فطرت مین اسکندر سے نکلے

کرے کیا فوج نے اسکو ندی تن — مگر جو خال ادہر سے نکلے

سورن کو جیت کر اب سرخرو ہو — قسم ہے لالہ احمر سے نکلے

اڑا دون یہان سے یون مضمون صاحب — خزف جسطرح کسی گوہر سے نکلے

نہ سمجھا تا قیامت فہم اتنا — کہ جب وہ شیر نر اودہر سے نکلے

تو پھر کیا حال ہووے دشمنو نکا — کہ آہ شعلہ زن ہر سر سے نکلے

نکل آیا وہ یون خورشید تابان — کہ مہ بدلی کی جیسے گھر سے نکلے

یون نکلا کفر سے وہ اسم اعظم — شرر جون چیر کر پتھر سے نکلے

ریاست پھر نئے سر سے جو چمکی — چراغ خضر ہر اک گھر سے نکلے

تری تضمین پر تحسین احسان
محبت حیدر و صفدر سے نکلے

آزاد۔ ابوالحمید لکھنوی سلمہ اللہ

آزاد تخلص۔ ابوالحمید نام۔ آپکا اصلی وطن لکھنؤ ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد فارسی و عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرکے شعرگوئی کی طبع موزون و خوش فکر تھے۔ خوب کہنے لگے۔ نواب مرزا خان داغ دہلوی سے اصلاح لینے لگے۔ جناب داغ کی عنایت و توجہ سے لائق شاعر ہوگئے۔ کلام سلیس و بامحاورہ ہے۔ ایہام و مبالغہ سے پاک و صاف ہے۔ آپ چند سال سے سرکار عالی نظام مین ملازم ہین۔ خوش خلق و نیک سیرت ہین۔ عمر تقریبا چالیس پچاس برس کے ہے۔

من اشعارہ الہندی

وان سب اقرار صرف بے وفائی ہوگئی
یاغضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی

واہ اے نیرنگئ قدرت تراممنون ہون
وہ تماشائی ہوا جب مجھکو حیرت ہوگئی

جھوٹے وعدون نے کسیکی کردیا خانہ خراب
منزل دل رہگذار یاس و حسرت ہوگئی

جب تلاش شاہد مقصود مین کہا قدم
رہنمائی کے لئے آگے مصیبت ہوگئی

آج عشق و عاشقی کا ہوگیا جھگڑا تمام
اٹھہ گیا آزاد دنیا سے فراغت ہوگئی

ایما۔ میر حسن علیخان اورنگ آبادی

ایما تخلص۔ میر حسن علیخان نام۔ آپ شرفاء اورنگ آباد دکن سے تھے۔ صاحب فضائل و کمالات تھے۔ شعرگوئی مین لائق اقران و امثال مین فائق تھے۔ آپکا کلام فصاحت و ملاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین تولا ہوا ہوتا تھا۔ ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہوتا تھا۔ آپ خوش گفتار و خوش کردار تھے۔ طرز لباس و وضع رفتار اہل ہنر کی طرح رکھتے تھے۔ آپ اورنگ آباد سے سنہ ۱۲ مین

حیدرآباد آئے۔ مہاراجہ چندولال بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے۔ مہاراج نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی پانسو روپیئے ماہوار مقرر کر دیئے۔ آپ اکثر اوقات مہاراج کی مصاحبت مین رہتے تہے۔ آپکو ایک وقت حضور سکندر جاہ بہادر نے یہہ فرد دی کہ اسکو اردو اشعار مین تضمین کر کے پیش کرو۔ **فرد** اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان۔ بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد * آپنے اسکو تضمین کر کے پیش کیا۔ پانچ سو روپیہ صلہ پایا۔ تضمین یہہ ہے ؎

ایامین ساکنان چمن سے کیا سوال
کیفیتین بہار کی ہم سے بہی کچہہ کہو
غنچہ جو مسکرا کے دیا چٹ ہین جواب

ہم بہی تو تہے خزان تمہارے شریک درد
اردی بہشت دی کی ہوئی کس طرح نبرد
تو نی سنی نہین کسی اُستاد کی یہ فرد

اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

آپنے آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ آپ صاحب دیوان تہے اردو و فارسی دونو زبانون مین خوب شعر کہتے تہے۔

ادیب مولوی محمد سیف الحق دہلوی

ادیب تخلص۔ محمد سیف الحق نام۔ آپکا اصلی وطن دلّی ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ مولوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پہنچتا ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد علمائے دلّی کی خدمت مین کتب درسیۂ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ ذکی الطبع و فہیم تہے طبیعت مین چستی و چالاکی خداداد تہی۔ اور آپکے دلمین اس باتکا جوش و خروش تہا کہ

حالت موجودہ سے کسی خاص فن جدید مین ترقی کرنا چاہیئے۔ چند روز تک آپ
اس تردد و تفکر مین رہے۔ مگر قوت فیصلہ سے کوئی خاص امر طے نہین پایا تہا کہ یکایک
طبیعت کی اقتضائے فن شاعری کیطرف متوجہ کیا۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے مضامین
سنجیدہ و معانی پسندیدہ کو بیان کے قالب مین ایسی طرز سے ڈہالے کہ نہایت ہی خوشنما
و مرغوب نظر آنے لگے۔ اُسوقت مرزا اسد اللہ خان غالب زندہ تہے۔ اور اُنکی اُستادی
کل ہند مین مسلم الثبوت تہی۔ آپنے غالب مرحوم کو اپنا کلام دکہلایا۔ مرحوم البتہ آپکا کلام
دیکہتے ہی بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہونہار بروا چکنے چکنے پات۔ اُستاد مرحوم کا یہ فقرہ
ادیب کے دلپر موثر ہوا۔ اور آپکا شوق بہ نسبت سابق دو چند ہو گیا۔ اس فن مین خوب
کوشش و جانفشانی کی۔ اور استاد مرحوم کی بہی توجہ کامل رہی۔ چند روز مین استادی کے
رتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکی شاعری معاصرین کے نزدیک بہی مسلم الثبوت ہوگئی۔
آپ خوش نویسی و خوش خطی مین بے نظیر تہے۔ اور تاریخ گوئی مین بہی عدیم المثال ظریف الطبع
و لطیف الوضع تہے یاران ہم مشرب سے خوش طبعی و خوش مزاجی سے ملتے تہے۔ اشفاق
و اخلاق مین شہرۂ آفاق تہے۔ آپ فارسی و ہندی دونو زبان مین کہتے تہے۔ ہم آپکے
اشعار آبدار ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین لطف و مزہ اُٹہائین۔
جناب ادیب دہلی سے ریاست حیدرآباد مین آئے سرکار عالی نظام مین ملازم ہوئے۔ چند سال تک
سرکاری خدمت مفوضہ کا اہتمام عمدہ طرح کرتے رہے آخر ۳ صفر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین شہر حیدرآباد
دکن مین مسافر عدم ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

آؤ کبہی تو فاتحہ پڑہنے کیواسطے	حسرت نشان ہے مرے کنج مزار کا

ہو جان پر جو ایک مصیبت تو روئے
موت آ گئی مجھے ہر شام فراق سے

کر چشم و دل کی خبر سے طلب دید
کیسا کٹا ہے غیر جو دو چار ہو گیا

خوف فنا سے سنہائے نہانی کیجئے
غیر تک ملتفت حال یون ہے میرا

موج دریا کی حقیقت بھی کھلی ہارے ادب

دل بھی یہان ملا تو ترے اختیار کا
دشمن نے آج کام کیا دوستدار کا

ولہ

ایکا بُرا پڑا ہے تجھے انتظار کا
میرا دم اُسکو خنجر خونخوار ہو گیا

ولہ

ناتوان دیکھتے ہین دیدۂ مردم مجھکو
جانتا واقف اسرار نہان تم مجھکو

جوش گریہ نے دکھایا جو تلاطم مجھکو

اعزاز۔ مرزا دین محمد بیگ کابلی

اعزاز تخلص۔ مرزا دین محمد بیگ نام۔ آپکا اصلی وطن کابل ہے۔ نشو و نما وہین کی آب و ہوا اور وہین کی خوشنما غذا مین ہوا ہے۔ اور سن شعور کے بعد آپنے وطن کے علما سے کتب درسیہ علوم متداولہ و فنون متعارفہ تحصیل کی تہین۔ علم و لیاقت و فضل و قابلیت مین مستعد و لائق تہے۔ آپ وطن سے دلّی مین آئے اور وہان متوطن ہوے۔ چند مدت امرا کی ملازمت و سفارت و وکالت مین رہے۔ مال و زر خوب حاصل کرتے تہے۔ جہان رہے وہان خوش رہے۔ آپکا مزاج آزادانہ اور مشرب فلسفانہ تہا۔ صلح کل کے طریقہ کے پیرو تہے۔ آپ خوش خلاقی کی وجہ سے ہر ایک بشر کو کیا ہندو کیا مسلمان مساوی سمجھتے تہے۔ ہر ایک کے ساتھہ لطف و مدارا فرماتے تہے۔ دلّی سے آپ نواب وزیر الدولہ کے زمانہ مین ریاست ٹونک مین آئے نواب سے ملے نواب صاحب نے آپکو سفارت کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ خوش و خرم تہے کسی قسم کی تکلیف

نہین تہی۔ آپ ٹونک سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین حیدرآباد دکن آئے۔ مولوی
محمد حسین صاحب جو مقرب حضور تہے اُنکے مکان پر فروکش تہے۔ مولوی صاحب
آپکی بڑی خاطرداری کرتے تہے۔ آپنے ایک کتاب مسمی اخلاق محمدی نواب کے نام پر لکہی
اور مولوی صاحب کے ذریعہ سے حضور مین پیش کی معلوم نہین حضور نے منظور فرمایا یا نہین
کتاب اسم بامسمی مضامین اخلاق پر شامل تہی ہر ایک فقرہ و کلمہ سے خلق محمدی عیان
اور ہر ایک حکایت و نقل سے خود خلق مجسم نمایان تہا۔ اُسکی متعدد باب ہین۔ ہر ایک باب
مین مضامین اخلاق کو مع شواہد و نظائر لکہا ہے۔ دیکہنے سے لطف آتا ہے۔ آپکو سیر و
سیاحت کا شوق تہا۔ عراق عجم و عراق عرب کی خوب سیر کی ہے۔ ملک بخارا و خوارزم و بلخ
و بدخشان تک گئے ہین۔ سندو ہند مین بہی خوب گہومے ہین۔ ہر ایک مقام کے رسم و رواج اور
ہر ملک کی طرز معاشرت سے واقف تہے۔ چنانچہ آپنے ایک کتاب قباوہی نسائی تالیف
کی۔ اُسمین ہر ملک کی عورتون کے رسم اور اُنکی مزعومات عمدہ طرح سے بیان کئے ہین۔ گویا
یہہ کتاب مذہب عجم کے مسائل و عقائد کا آئینہ ہے۔

آپ فارسی مین نظم و نثر عمدہ لکہتے تہے۔ آپکی تحریر و تقریر مین مضمون کی آمد تہی۔ بغیر سوچے
سمجہے لکہتے تہے۔ آپکی عبارت رنگین و شیرین ہوتی تہی۔ نظم مین آپ اعزاز تخلص کرتے
تہے اور نثر مین رست گفتار۔ آپکا کلام اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بیشک آپ ان
دو اسمون کے مسمّی و مصداق تہے۔ آپ حیدرآباد سے برار آئے۔ اور وہان حکام کی
قدردانی سے ملکاپور ضلع بلڈانہ مین منصفی کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ دو ڈہائی سال تک
اس خدمت پر مامور رہے عدالت کا کام نہایت امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔
مقدمات کی تحقیق مین کسی کی رعایت نہین کرتے تہے اور نہ کسی کی سفارش سنتے تہی۔

حق کو باطل سے علیحدہ کرتے تھے۔ اہل مقدمات اور اُن کے متعلقین سے گھر نہین
ملتے تھے۔ رشوت کے نام سے کشیدہ ورنجیدہ ہوتے تھے۔ کسیکا ہدیہ و تحفہ بھی نہین لیتے تھے
جب برار سے فارسی دفتر موقوف ہوا۔ اور اُسکی جگہ مرہٹی دفتر قائم ہوا۔ اور منصف بھی
موقوف ہوئے اور آپ بھی موقوف ہوگئے۔ تب ملکاپور مین جامع مسجد کے بیرونی حجرون
مین سکونت اختیار کی۔ ملکاپور کے قاضی خواجہ محمد صاحب جو برار مین نامی و معروف
و مشہور ہین آپکی خدمت و مہمان نوازی نہایت سیر چشمی سے کرتے تھے۔ ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ قاضی صاحب اور مرزا صاحب دو قالب ایک جان ہین۔ پھر آپ حکام کی قدر دانی
سے عہدۂ تحصیلداری پر مقرر ہوئے۔ جلگاؤن ضلع آکولہ کے تحصیلدار ہوئے
دو تین سال تک کام عمدہ طرح سے کرتے رہے۔ افسران بالا آپکے کام سے نہایت ہی
خوش تھے۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ ظریف و بذلہ سنج و لطیفہ گو تھے
اہل مجلس کو اپنے کلام رنگین سے رنگین فرماتے تھے۔ لطائف و ظرائف سے اسقدر ہنسلتے
تھے کہ پیٹون مین بل پڑجاتے تھے۔ خندہ پیشانی و شگفتہ دل تھے۔ آپکے مزاج
مین غرور و تکبر کا نام و نشان نہین تھا۔ فقیر مولف کو بھی آپسے نیاز تھا۔ نہایت
توجہ و عنایت سے تکلم فرماتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ مین اُسوقت
طالب علمی کرتا تھا۔ میری عمر اُسوقت تقریباً بارہ برس کی ہوگی۔ مین اکثر آپکی خدمت
مین حاضر ہوتا تھا۔ اور آپکے فیض درس سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ صاحب التالیف
والتصنیف تھے۔ چند کتب آپ کی تالیف سے ہین از انجملہ اخلاق محمدی۔ شاہنشنامہ
فتاوی نسائی۔ دیوان غیر مرتب ہین۔ عجائب الکلمات۔ مرات الخصائل۔ آپکی
یہہ کتابین میرے کتبخانہ مین موجود تھین افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی مین تمام

غرق آب و نذر سیلاب ہو گئین۔ آخر آپ ۱۲۷۷ھ ہجری مین مقام قصبہ جلگانون ضلع آکولہ برار مین عالم بقا کی طرف مسافر ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اُسی قصبہ مین مدفون کئے گئے۔ آپکی تاریخ منشی رام سیوک صاحب متخلص گہر بار نے کہی ہے

چو مرزا دین محمد بیگ اعزاز ۔۔۔ ازین دار فنا شد جادہ پیما
چہ اعزاز یکہ سلطان سخن سنج ۔۔۔ بلیغ و ناثر و ہم فخر شعرا
ہمای فکر اورا آشیان عرش ۔۔۔ نہنگ طبع او را قعر دریا
ید بیضا مضامین منیرش ۔۔۔ خیالاتش چہ اعجاز مسیحا
گذشت آن منشی یکتای دوران ۔۔۔ کسے دیگر نگیرد نام انشا
ازین ماتم دو تا پشت فلک شد ۔۔۔ دماغم این چنان بگرفت سودا
بگو تاج بلاغت چون بیفتاد ۔۔۔ تبارنجش دریغا وائے ویلا

۱۲۷۷ھ

اُسوقت برار مین مرزا صاحب مرحوم کے دوست عنایت فرما دستور رتنجی و بہمن جی باشندگان پونہ معزز خدمات پر مقرر تہے۔ مرزا صاحب کے انتقال سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مرزا صاحب کے تمام مال و اسباب کو حفاظت سے اُٹھا رکہا۔ اور مرحوم کے فرزند مرزا مہر علی بیگ کو دلی سے بلایا۔ حسب الطلب مرزا آئے۔ دونون معززین نے اپنے پیارے دوست کے لخت جگر کو اپنے دولتخانہ پر مہمان رکہا۔ اور مہمانی و مدارات مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین فرمایا۔ اور اُنسے کہا اگر آپ یہان نوکری کرنا چاہین تو ہم کوشش کرکے کرا سکتے ہین مگر مرحوم کے فرزند نے انکار کیا۔ آخر دونون بہائیون نے مرحوم کا تمام مال و اسباب فرزند مرحوم کے حوالہ کیا اور اپنے جیب خاص سے بہی معتدبہ رقم دیکے دلی روانہ کیا مرحوم کے فرزند نے دونون بزرگان فرشتہ طینت کا شکریہ ادا کیا۔ اور وطن مالوفہ روانہ ہوا

دونون بزرگان برا کے خصائل کی ہمدردی خالصاً لوجہ اللہ آفرین و تعریف کے لائق ہے ہم کو ایسے بزرگون کی پیروی کرنی چاہئے۔ افسوس فی زمانا مروت ہمدردی عنقا صفت مجہول الاسم و معروف الاسم ہے۔

من اشعارہ الفارسی

رفتم کہ بوسم قدم پیر مغان را
عذرم اثر نہ پذیرد شد طبع یار را
چون بقامت راست سازد شہر نازنین قبا
گر گذارد پا بچشم دل خیال نازاو
در سفر بردی رقیبا از چہ جانان مرا
بنمود در خانہ ایم خانہ خراب
گفت قاصد کہ یار می آید
از گردش زمانہ کسے را فراغ نیست
وضع دل خونبار نمی دانم چیست
حلقۂ زلف او گلو گیر است
خواست آلودہ کند پنجہ بخون من نگار
در تہیدستی مناسب نیست قرب دوستان
ز جنت پرتوی در گلشن افتاد
گل بردہ مگر رشک زدامان قبایش
می شنوم آب چو چاہ ذقنش می بینم

وله

نذر در میخانہ کنم نقد روان را
خاموش آب چشم نسازد شرار را
از زبان گل مبارک باد می آرد صبا
مردمک گوید زراہ دیدہ او را مرحبا
دور کردی جانم از تن بردہ جان مرا
ہمچنان قطرۂ درمیان حباب
این خیالیست دیدہ ام در خواب
آن کیست در جہان کہ دلش پر ز داغ نیست
این گریۂ بسیار نمی دانم چیست
می کشد دل چہ دام تزویر است
خنجرش را زتن لاغر من عار آمد
می فتد شاخ درخت خشک از چشم بہار
نمود از چہرۂ گلرنگ پرواز
امروز پشیمان شدہ افتاد بپایش
غنچہ را محو بہ بینش دہنش می بینم

بر سر تربت اعزا زبنا آید و	وله	کشتۂ کیست کہ خون از کفنش می بینم
می شود آخر ہمان کارے کہ میبایستد است	وله	مفت بہر کار خود در ہیچ و تاب افتادہ ایم
شدہ ام پیر تمنائے جوانی دارم	وله	شاید از دہر بکف خط امانی دارم
شد تہی دستی ازان مایۂ وسامان من	وله	تا نہ بیند کس غبار از گوشۂ دامان من
از سر خاکم چرا برچیدہ دامان میروی	وله	روی گردان از سر خاک غریبان میروی
ہر غمی کہ درین زمانہ صورت دارد	رباعی	در پیش من آمدن ضرورت دارد
من میکنمش ضیافت از خون جگر		با این ہمہ خاطرش کدورت دارد

آفاق۔ محمد عیسیٰ خان دہلوی

آفاق تخلص۔ محمد عیسیٰ خان نام۔ آپکا اصلی وطن دہلی ہے۔ آپ دلّی کے شریف زادون مین سے تہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہے مستعد طالب علم تہے۔ شعرگوئی پر شیفتہ تہے۔ طبیعت مین قدرتی تیزی و چالاکی تہی۔ شعر کہنے لگے قائم دہلی سے اصلاح لیتے تہے۔ رفتہ رفتہ کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ درجہ کمال کو پہنچے۔ شہرۂ آفاق ہوئے۔ دلّی سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور نواب شمس الامرا بہادر کی سرکار مین دو سو روپئے ماہوار سے ملازم ہوئے۔ مدت تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اس دار ناپایدار سے دارالقرار کو روانہ ہوئے۔ جناب مولینا میر شمس الدین فیض نے تاریخ رحلت کہی ہے۔ سہ ز اقصای آفاق آفاق رفت ۞

۱۲۵۳ھ

تضمین بر غزل قائم

کہنے جو ہو مثل گل چاک جگر جائے	اور برنگ صبا جلد گذر جائے

سب سے ہے بہتر یہی اب کے اگر جائے | گلشن الفت سے دل لے یہ ثمر جائے
داغ بدل جائے دست بسر جائے

کیا کہون تجھسے دلا طرفہ ہے اک ماجرا | نگہت گل کا گیا آ گئے نکل قافلا
پہلے تو وہ رنگ تہا اب یہ نیا گل کھلا | کرکے ہمین ہمنشین کہتی ہے باد صبا
مین کوئی کوئی دم مین چلی آپ ٹھہر جائے

کیا کہون کیا بات ہے ایک طلسمات ہے | مرگ کی شب بات ہے ظلم سے ظلمات ہے
ہجر کی یہ رات ہے غم سے ملاقات ہے | دل بہی نہین ساتھ ہے عالم برسات ہے
بات سے تیرے کدہر دیدۂ تر جائے

ایمان شیر محمد خان حیدرآبادی

ایمان تخلص - شیر محمد خان نام محمد عاقل خان نایک کا فرزند ہے - حیدرآبادی المولد ہے - آپکے والد سرکار نظام مین وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تہے - اور اخبار گوئی کا بہی کام انکے سپرد تہا - ایمان نے نشو و نما کے بعد شہر کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ تحصیل کین یگانہ روزگار ہوا - اور موروثی فن مین بہی بینظیر - سرکاری تمام اخباریون کا افسر تہا - دکن کے تمام واقعات اُسکے حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تہے - سرکار مین ممتاز و معزز تہا - اکثر اوقات سفر و حضر مین اعظم الامرا کا مصاحب رہا ہے شعر گوئی و شعر فہمی مین بیمثل تاریخ دانی و وقایع نگاری مین بے بدل تہا - شعراء و حاضرین آپکی اُستادی کے قائل تہے - سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین حضور آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین محلہ کمان ایلچی بیگ مین مشاعرہ قرار پایا تہا - تمام شعرا جمع ہوئے - مگر آپ نہین آئے تہے - آپکا

انتظار کر رہے تھے - بعض کی رائے ہوئی کہ غزل خوانی شروع کیجائے - اکثر نے کہا
جب تک استاد نہون کچھ مزہ و لطف نہوگا - آخر آپ آئے وجہ تاخیر بیان کئے سبکا
شکریہ ادا کرکے عذرخواہی کی - مشاعرہ بڑی عظمت وشان سے ہوا جسمین شعراء ہند و دکن
مجتمع تھے - آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے - صنائع و بدایع کے زیور سے آراستہ
اور آرائش جگت و ضلع سے پیراستہ ہوتا ہے - آپ اپنے کلام مین ایہام بہی استعمال
کرتے ہین - آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان بعض کتبخانون مین موجود ہے - آپ
تاریخ گوئی مین کامل مہارت وقدرت رکھتے تھے - فی البدیہہ تاریخ کہتے تھے - آپنے
حضور آصفجاہ ثانی کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا - اُس کے چوتھے مصرع سے دو مادہ
تاریخ برآمد ہوتے ہین - مقبرہ کے دروازہ پر کہ مسجد مین ہی قطعہ کندہ ہے ؎

بر روح پاک میر نظام علی مدام	زین مصرع عجیب دو تاریخ رابخوان
خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ	مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

۱۲۱۸

اور دوسرے شعرا نے بہی تاریخین کہین مگر آپکی تاریخ مطبوع عام ہوئی - اسیوجہ سے
مقبرہ کے دروازہ پر کندہ کرائی گئی - آپ خوش خلق خوش سیرت تھے - پاکیزہ شمائل
و حمیدہ خصائل تھے - عزیز خلائق مقبول خالق تھے - آخر سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین فوت
ہوئے - آپکی تالیف سے رسالہ شطرنج و رسالہ عروض و قافیہ و دیوان مشہور ہے -

من اشعارہ - ضلع میوہ مین

آسیب ہے جنگ عشق کر نہین عیان	آتا نہین زخم پہ انگور یہان
سو سیب ہوا فال سے یو نہین معلوم	سردیکو ہی تو ناشپاتی ہے کہان

ضلع پلنگ مین

آرام نہ کیونکر اب یہ بنئیے بہو لین ‌‌ | ‌‌ کسطرح خوشی سے نہ پلنگ پہ جہولین
پایا تہا کبہو نہ سات پیٹری مین یہ دکہ ‌‌ | ‌‌ پٹی پڑی ایسی کہ اکہڑ گئی چولین

ضلع لٹو مین

لٹو ہے تیرے یہ ہر کوئی اب یار ‌‌ | ‌‌ اور حال پریشان سے نہیں کہتا ہی عا
آخر کوچے مین اسکی جا کر جالی ‌‌ | ‌‌ پہرتا تہا اسی آس پہ وہ سوسو بار

ولہ

مژہ گر چشم سے اپنی وہ خوش ابرو پونچے ‌‌ | ‌‌ گرد خجلت کو سدا دیدۂ آہو پونچے
آستین کا مین کسو کی نہ ہوا دست نگر ‌‌ | ‌‌ میری ہاتون نے آخر میرے آنسو پونچے
رنگ گلشن کا شفق روئے فلک سے اڑجائے ‌‌ | ‌‌ اپنے ماتہے سے وہ کافر کبہی گر کو پونچے

ولہ

رنگ لب جانان کو سرخ زیادہ ہے ‌‌ | ‌‌ اور وزن مین برگ گل و سرخ زیادہ ہے

ولہ

روا ہے کون سے مشرب مین ای ایمان نا منصف ‌‌ | ‌‌ دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

ولہ

ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا ایمان آنکہون سے ‌‌ | ‌‌ مئی گلگون کا جسدم بزم مین ساغر جہلکتا ہے

افسر - میر باقر علیخان

افسر تخلص - میر باقر علیخان نام - آپ نقد علیخان ایجاد کے فرزند دوم ہین آپ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اور پیرایۂ حسن خلق و کمال سے پیراستہ تہے خوش سلیقہ خوش سیرت تہے - شعر و شاعری کے شیفتہ - استعداد خداداد تہی - اصلاح کلام والد ماجد سے لیتے تہے - آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہے -

من نتائج طبع

امروز میرود بگلستان نگار ما ‌‌ | ‌‌ از دست میرود دل بے اختیار ما

دوستان موسم گل آمده دل شاد کنید	وله	دست درگردن هم زمزمه بنیاد کنید

اختر۔ مولوی لطیف احمد صاحب

اختر تخلص - لطیف احمد نام ہے - آپ حضرت امیر احمد مینائی لکھنوی کے فرزند سوم ہین - آپ کی ولادت باسعادت شہر لکھنو مین ہوئی - (بلند اختر) سے آپکی تاریخ ولادت بحساب جمل برآمد ہوتی ہے - یعنی ۱۲۸۷ھ ہجری - آپ کی نشو و نما لکھنو کی آب و ہوائے مردم خیز مین ہوئی - جب آپ کی عمر ہفت سالہ ہوئی - تب والد ماجد نے آپکی تعلیم شروع کی - آپ نہایت ہی ذکی الطبع و ذہین تھے - آپکے چہرہ مہرہ سے چستی و چالاکی عیان تھی - عزیز قریب یہی کہتے تھے یہہ صاحبزادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے - چشم بد دور خدا عمر خضر نصیب کرے - والد ماجد تعلیم کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے - والد ماجد کی توجہ کی برکت سے آپ پندرہ یا سولہ برس کی عمر مین فارسی عربی کتب درسیہ و علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے - شعر و شاعری کے طرف بچپن ہی سے طبیعت مائل تھی - مائل کیون نہو یہ شعرگوئی و سخندانی آپ کی موروثی ملک تھی والد ماجد ایام طالب علمی مین اگرچہ شاعری و شعرگوئی سے مانع ہوتے تھے - لیکن مقتضائے طبیعت مبادرت کرہی جاتا تھا - آپکے نتائج طبع والد ماجد و دیگر اعزہ دیکھہ کے متعجب ہوتے تھے تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرنے لگے - اقران و امثال مین فائق ہونے لگے - آپکو تلمذ والد ماجد ہی سے تھا - اپنے نتائج طبع والد ماجد ہی کے ملاحظہ مین پیش کرتے رہے والد ماجد ہی کی اصلاح سے استادی کے رتبہ کو پہنچے - بمصداق الولد سرّ لابیہ والد کے

ہین۔ آپکے اخلاق وعادات سے بزرگان سلف کی شان نمایان ہوتی ہے۔ مروت
وہمدردی آپکا پیرایہ فتوت وجوانمردی آپکا سرمایہ ہے۔ آپکی کسرنفسی وخاکساری کی
یہہ حالت ہے ہرکس وناکس کے سامنے جہکے جاتے ہین۔ نہد شاخ پرمیوہ سربزمین کے مصداق ہین
ہر غریب نا بلد و نو وارد بلد سے ایسے ملتے ہین جیساکہ کوئی اپنے عزیز قریب سے ملتا ہے
آپ کو علوم وفنون سے ایسی دلچسپی ہے کہ ہروقت آپکی مجلس مین علوم وفنون کا
تذکرہ اور شعر وشاعری کا چرچا ہوتا ہے۔ اور خاص آپ کی عادات سے ہے کہ بزرگان
سلف وخلف کو بہلائی سے یاد کرتے ہین۔ اور آپنے ایسا طریقہ وضابطہ رکہا ہے
کہ حاضرین مجلس سے کوئی کسیکی شکایت نہین کرسکتا۔ اگر کوئی سہواً کسیکی نسبت
کہے تو آپ اسکے قول کو ایسے ڈہنگ سے بدل دیتے ہین کہ وہ خیر محض ہو جاتا ہے
یا اشارۃً وکنایۃً اسطرح کلام کرتے ہین کہ غافل شناکی شاکر بنجاتا ہے۔ فقیر مولف کو
تہوڑاہی زمانہ گذرا ہے کہ آپ سے نیاز حاصل ہوا ہے۔ مجہے اس تہوڑی ہی مدت مین آپکی
ملاقات سے جو لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے۔ اسطرح مدت کے احباب سے کبہی نہین ہوا۔
مین اختر صاحب و مولانا جلیل کو سچے دل سے ایسا سمجہتا ہون کہ گویا یہہ میرے قدیم
عنایت فرما ہین۔ مدعیان عیب بین میرے اس قول پر قہقہ مارین گے۔ کہ یہہ مولوی
تملقاً دونون بزرگون کی محبت کا دم مارتا ہے۔ یہہ نہین سمجہین گے کہ دونون
بزرگون کی خوش اخلاقی کی کرامت ہے کہ مین انکو اپنا عنایت فرما سمجہتا ہون۔
فی زماننا جناب اختر صاحب و مولانا جلیل امام الشعرا واستاذ البلغا ہین۔ آپ کی توجہ
واصلاح کی برکت سے دکن مین شعرا کا گروہ بہت بڑہ جائیگا۔ اور شعر وشاعری کا
بازار گرم ہو جائیگا۔ اکثر شاعر شاعر ہو جائین گے۔ سخن سنجی وسخن دانی سے ماہر ہر ایک

شاعر کو آپکی شاگردی پر ناز ہوگا۔ مورخین سلف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نظم
کلام ریختہ کا وجود اولاً زمین دکن مین پیدا ہوا۔ ابھی اسکی پوری نشو ونما نہین ہوئی تھی
کہ وطن سے غربت اختیار کیا۔ دکن سے ہندمین پہنچا۔ کبھی لکھنو کبھی دہلی مین آمد و رفت
کرتا رہا۔ اور اپنے اصلی وطن کو فراموش کردیا تہا۔ اب مدت کے بعد اپنے اصلی وطن کو
مراجعت کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہان ہی دونون بزرگون کی توجہ سے سکونت
اختیار کرے۔ اور شعرا کے نزدیک لکھنو و دکن و دہلی کی زبانین مستند سمجھی جائین۔
آپکا کلام آسمان فصاحت و بلاغت کا نیر اعظم ہے۔ بندش برجستہ و ترکیب شایستہ کا
اختر معظم ہے۔ آپکا کلام صفائی و شستگی مین ڈوبا ہوا ہے۔ نزاکت و لطافت سے
بہرا ہوا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک صاف۔ تعقید لفظی و معنوی سے شفاف ہے
سامعین کے دلون پر سحر سامری کا اثر کرتا ہے۔ اور کلام کے سننے سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہے اور صاحبان کمال وجد کرتے ہین۔ جناب اختر اسوقت ہوم سکریٹری
کے مددگاری کی خدمت پر مامور ہین۔ خدمت مفوضہ کا کام نہایت عمدگی سے
ادا کرتے ہین۔ ارباب حاجات سے خلوص و حسن سلوک سے ملتے ہین۔ غرور و تکبر سے
منزلون دور رہتے ہین۔ آپکی انکساری دیکھہ کے کل دفتر کے ملازمین و صاحبان اغراض
فرمان بردار و حلقہ بگوش بنتے ہین۔ تہوڑی ہی مدت کی ملازمت مین وہ قبولیت
عامہ حاصل ہوئی کہ دیگر برسون کے ملازمین کو ہمدست نہین ہوئی۔ ادنی سے اعلی
تک تمام آپکے شکر گزار ہین۔ کوئی آپکی نسبت شکایت نہین کرتا ہے ہر ایک آپکو بھلائی
سے یاد کرتا ہے۔ اختر کے لئے قبولیت عامہ کا ہونا عطیۂ عظمی۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء، وطوائف انام کا آپکو معتمد قرار دینا نعمت کبری ہے۔ آپکے حالات لطائف

آیات بیشمار ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرکے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ اب آپکے نتائج طبع گذارش کرتا ہون **ھوھذہ**

دکہادے آج ای اختر کہ جودت ایسی ہوتی ہے
ثنا ہو شاہ آصف کی اور ایسی ہو کہ سب کہدین
جمال شاہ دیکھا تھا کہ دل اپنا پکار اُٹھا
خدا رکھے یہی ظل خدا ہین اب خدائی مین
علی کا ہو جو محبوب اُسکی رعنائی کا کیا کہنا
غلط کیا ہی کہ آپ آصف کے پیرہمن سلیمان ہین
فلک فرمیر محبوب علیخان کا زمانہ ہے
وہ طرز حکمرانی ہے وہ رنگ خسروانی ہے
مظالم کو مٹا دینا غریبونکی خبر لینا
جہانبانی سلیمانی مسیحائی و دارائی
بشر کیسے فلک ہی قدم لینے کو جھکتا ہے
ہزارون دل ہین سب مین ہے جاگ ذات آصف کی

سخنور اسکو کہتے ہین طبیعت ایسی ہوتی ہے
بلاغت نام اسکا ہی فصاحت ایسی ہوتی ہے
خدائے پاک کی بندون پہ رحمت ایسی ہوتی ہے
جوان ہین ہے کسی مین کب جلالت ایسی ہوتی ہے
ہزارون صورتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہی
کسیکی قاف سے تا قاف شہرت ایسی ہوتی ہے
جو گھر گھر ایسی عشرت ہے مسرت ایسی ہوتی ہے
حکومت خود یہ کہتی ہی حکومت ایسی ہوتی ہی
سیاست کے یہ معنی ہین ریاست ایسی ہوتی ہے
کوئی پوچھے تو ہم کہدین کہ حضرت ایسی ہوتی ہے
اسی کہتے ہین رفعت شان و شوکت ایسی ہوتی ہے
حقیقت تو یہ ہی کثرت مین وحدت ایسی ہوتی ہے

آزاد۔ میر غلام علی الحسینی البلگرامی

آزاد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ آپکا مسقط الراس محلہ میدان پورہ واقع قصبہ بلگرام صوبہ اودہ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت پچیس تاریخ ماہ صفر روز یکشنبہ سنہ ۱۱۱۶ الہجری مین واقع ہوی۔ آپکی نسب کا سلسلہ عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین

رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ چنانچہ خود آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے

گرچہ باشد موتم الاشبال عیسیٰ جا رمن   عیسیٰ جان بخش شیرم بابداد نعش

آپ نسباً حسینی و اصلاً واسطی و وطناً بلگرامی مذہباً حنفی و طریقۃً چشتی تھے جب آپنے

نشو و نما کے میدان مین قدم رکھا۔ سرو روان کی طرح بڑہنے لگے۔ اعزہ و اقارب

آپکے رنگ و ڈہنگ کو دیکھکر کہتے تھے۔ ہونہار برواکے چکنے چکنے پات۔ آپکے چہرے

مہرے اور اعضا و مفاصل کے قیافہ سے مترشح ہوتا تھا کہ یہہ آفتاب خاندان جہان کو

روشن کریگا۔ فضائے عالم کو اپنے فیضان نعمت سے گلشن بنائیگا۔ اور محافل علم و فضل

کو زینت دیگا۔ معقولات و منقولات کے نکات ظاہر کریگا۔ بناءً علیہ والد ما جد و دیگر اعزۂ

خاص جد مادری علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی آپکی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے

اور عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ کرام و علمائے نحاریر سے آپکی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ درجہ

بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے رہے۔ چنانچہ خود صاحب ترجمہ نے اپنے مولفہ تذکرہ

خزانۂ عامرہ مین لکھا کہ میری تحصیل پانچ اساتذہ کرام سے درجۂ تکمیل کو پہنچی۔ اول

مولانا میر طفیل احمد بلگرامی قدس سرہ سے کتب درسیہ پڑہین۔ آپکے قصیدہ افتخاریہ کے

شعر سے ثابت ہوتا ہے

شاگرد خاص میر طفیل محمدم   او در علوم عقلی و نقلی ست رہبرم

دوم علامۂ زمان میر عبد الجلیل سقی اللہ السلسبیل سے لغت و حدیث و سیر نبوی

و فنون ادب حاصل کیا۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین

آزاد ما کہ فضل و کمال بہم رساند   خدمت نمود حضرت عبد الجلیل را

سوم بحر مواج علوم میر سید محمد خلف علامہ مرحوم سے عروض و قوافی و فنون ادب کی

تکمیل کی۔ چہارم صاحب آیات بینات مولانا شیخ محمد حیات سندی روح اللہ روحہ سے مدینہ منورہ مین صحیح بخاری کی سند و صحاح ستہ و سائر مفردات کی اجازت حاصل کی پنجم جامع کمالات شیخ عبدالوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین بعض فوائد علم حدیث اخذ کیا۔ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہونیکے بعد سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین حضرت قدوۃ العارفین سید لطف اللہ بلگرامی قدس سرہ العزیز سے بیعت حاصل کی انتہی کلامہ۔

آپ پندرہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم شباب تہا۔ طبیعت بحر علوم و فنون مین متواج شعر و شاعری کے میدان مین شعلہ جوالہ تہی۔ اور دلمین سیر و سیاحت و تلاش ملازمت و تحصیل نعمت و شہرت کا شوق جوش زن تہا۔ چنانچہ آپنے خزانہ عامرہ مین لکہا کہ مجکو مدت العمر مین تین سفر واقع ہوئے۔ سفر اول شاہجہان آباد۔ آپ سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین علامہ مرحوم کے ملنے کیلئے بلگرام سے میر عظمت اللہ بیخبر بلگرامی کے ہمراہ شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ وہان پہنچ کے علامہ کی خدمت مین دو سال تک رہے اس مدت مین فوائد علم و فضل سے مستفید ہوکے وطن مالوفہ تشریف لائے۔ سفر دوم سیوستان واقع سندہ۔ سیوستان مین آپکے ماموں میر سید محمد میر بخشی گری و وقائع نگاری پر مامور تہے۔ حسب الطلب میر سنہ ۱۱۴۲ ہجری ماہ ذیحجہ مین وطن سے سیوستان روانہ ہوئے شاہجہان آباد و ملتان وغیرہ بلاد سے عبور و مرور کرتے ہوئے بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین شہر مذکور مین مع الخیر پہنچے ماموں صاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ میر صاحب ہمشیرزادہ کے دیدار سے بہت خوش ہوے۔ اور ہمشیرزادہ کو نیابتاً دونون خدمتون پر مامور کرکے خود بلگرام روانہ ہوئے۔ آپ چار سال تک دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آپکے انتظام سے حکام بالادست خوش ہوتے رہے

آپکی لیاقت وخوبی انتظام کی تعریف کرتے تھے۔ چار سال گزرنے کے بعد میر صاحب
وطن سے واپس آئے۔ اور اپنے ہمشیرہ زادے آزاد کو بلگرام روانہ فرمایا۔ پس صاحب ترجمہ
آزاد ۱۱۴۷ھ ہجری مین سیوستان سے روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد مین پہنچے وہان
معلوم ہوا کہ آپکے والد میر محمد نوح مع تمام اہل بیت الہ آباد مین آئے ہین۔ آپ شاہجہان آباد سے
برآمد ہوئے۔ سیدھے اکبر آباد سے الہ آباد پہنچے۔ تین سال تک وہان والد ماجد کی خدمت
مین رہے۔ اس مدت مین دو مرتبہ بلگرام مین بھی گئے تھے۔ لچھمی نراین شفیق شاگرد آزاد صاحب
ترجمہ تذکرہ گل رعنا مین آپکی زبانی نقل کرتا ہے کہ جناب آزاد نے مجھسے ذکر کیا۔ کہ نواب
مبارز الملک سربلند خان تونی صوبہ الہ آباد اپنے فرزند میر محمود المخاطب بہ شاہنواز خان
کو نیابتہ صوبہ مین مقرر کرکے خود شاہجہان آباد مین محمد شاہ بادشاہ کے پاس گیا
اور میرے والد میر محمد نوح نواب شاہنواز خان کی سرکار مین میر سامانی کی خدمت پر مامور
تھے۔ ایک روز والد مجکو اور میرے بھائی میر غلام حسین کو نواب شاہنواز خان کی ملازمت
کے لئے لیگئے۔ نواب بنگلہ مرتضی مین رونق افزا تھے۔ اور میرے والد نواب کے قریب
کھڑے ہوئے افراد کاغذات پر دستخط کرا رہے تھے۔ اور ہم دونون بھائی دور کھڑے ہوئے
اس انتظار مین تھے کہ نواب ہمارے طرف دیکھے کہ ہم تسلیم بجا لائین۔ نواب دستخط
کرنے مین ایسے مشغول تھے کہ دیر تک ہماری طرف نہین دیکھا باوجود حسب دستور چوبدارون نے
باادب وباقاعدہ کہہ کے چلایا لیکن نواب نے چوبدارون کے چلانے سے بھی ہماری طرف
نہین دیکھا۔ اسوقت میرے دل مین غیرت وحمیت نے جوش کیا کہ مخلوق کے
دروازہ پر اسقدر عجز وانکسار کرنا فضول ہے۔ خالق حقیقی کے طرف رجوع ہونا افضل ہے
مین سلام گاہ سے لوٹا۔ چوبدار نے پوچھا حضرت کہان جاتے ہین۔ مین نے کہا گھر

چوبداروں کے آداب سے ہے کہ امارہ کو روک لیتے ہیں۔ اور روندہ کو نہیں روکتے چوبدار نے
مجھکو نہیں روکا۔ میں سیدہا گھر آیا۔ اور میرا بھائی وہان ٹھیرا رہا۔ بعد میں نواب کی
ملازمت و تسلیم سے مشرف ہوا۔ جب ابا جد دربار سے گھر میں آئے۔ مجھ سے پوچھا
کہ آپنے نواب کی ملازمت ترک کی آخر کیا کروگے میں نے عرض کیا جو کچھ تقدیر میں ہے ہوگا

سفر۔ زیارت بیت اللہ شریف

آپنے اُسیوقت دلمیں عزم جزم کیا کہ آپکو خالق کے دروازہ پر چلنا چاہئے۔ پس
بلگرام سے تیسری تاریخ ماہ رجب ۱۱۵۰ ہجری مطابق مادہ تاریخ (سفر خیر) زیارت
بیت اللہ کا احرام باندہا۔ اور شہر سے نکلتے وقت کسیکو آگاہ نہیں کیا۔ نہیں تو
سدراہ ہوتے۔ اہل بیت کو تین روز کے بعد معلوم ہوا۔ افسوس کرنے لگے۔ آپکے
حقیقی بھائی غلام حسن تین منزل تک تعاقب میں گئے۔ آخر آپکو نہیں پایا۔ لاچار ہوکے
واپس آئے۔ آپ غیر معروف راہ سے پیادہ پا سرونج ضلع مالوہ تک آئے۔ آپنے
غیر متعارف طریق اسلئے اختیار کیا تہا تاکہ کوئی خبردار ہوکے مانع نہووے۔ اُسوقت
عالیجناب نواب آصفجاہ اول کا لشکر فیروزی اثر اس ملک میں جلوہ افروز تہا۔ لشکر میں
ایک عزیز نیک محضر نے بے سابقہ معرفت آپ کی خاطر و مدارات کی۔ اور مہمان نوازی
کے لوازم پورے ادا کئے۔ اور آپکو ایک تہہ کلف ساز و سامان سے آراستہ سواری
کے لئے عطا کی۔ سبحان اللہ اُس زمانہ میں اہل زمان کیا فراخ حوصلہ و مہمان نواز و غربا پرور
ہوتے تہے۔ غربائے نابلد و درماندگان بیوسیلہ کے ساتہہ جان و مال سے ہمدردی و
مساعدت فرماتے تہے۔ فی زماننا باوجود معرفت سابقہ اغماض کرتے ہیں بیچارہ
غریب بلکہ قریب کا بہی کوئی ہمدردی نہیں کرتا۔ ہم بزرگان سلف کے واقعات سے

سبق لینا چاہیئے اور قدم بقدم چلنا چاہئے۔ اسلاف کی پیروی میں دارین کی بہبودی و نیکنامی ہے۔ اسی ضلع میں حسن اتفاق سے بتاریخ دوم شعبان سنہ مذکورہ مین نواب آصفجاہ سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آپنے ایک رباعی پیش کی۔ رباعی

اے حامی دین محیط جود و احسان　　حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد　　تو آل نبی را بدر کعبہ رسان

نواب عالیجناب باعی دیکھ کے بہت محظوظ ہوئے۔ اور زاد و راحلہ کا کامل بندوبست کر دیا۔ آزاد اسم بامسمی تھا بجز اس رباعی کے کسیکی مدح سرائی نہین کی۔ اور نہ کسی سے صلہ طلب کیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ رباعی بھی بیت اللہ شریف کے سفر کیلیے ہے نہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے۔ بقول صاحب گل رعنا آپ بالوہ سے آسائش و آرام کے ساتھہ آہستہ آہستہ منزل مقصود کو پہنچے۔ یعنے بندرگاہ سورت مین داخل ہوا۔ اور سبحۃ المرجان مین خود آزاد نے لکہا کہ مین مبادین دشوار گزار و کوہہاے ناہنجار کو پیادہ پا طی کرتا ہوا جاتا تھا راہ مین سوائے شوق دل میرا کوئی رہنما و رفیق نہین تھا۔ آخر خداے تعالی نے مجکو اس مقام پر پہنچایا جسکی مجکو امید نہین تھی یعنی مین بندرگاہ سورت محروسہ مین پہنچ گیا۔ اور وہان سے جہاز پر سوار ہوا۔ چند روز کے بعد جدہ مکرمہ کے کنارہ پر وارد ہوا۔ اور وہان فرو کش ہو کے خدا کا شکریہ ادا کیا چار روز تک اسی مقام پر فضا مین قیام پذیر رہا۔ اور چار روز کے قیام مین تندرست و شگفتہ رو ہوگیا۔ پھر وہان سے کعبہ معظمہ مین مع الخیر والعافیۃ بتاریخ ۲۹ محرم سنہ ۱۱۵۱ ہجری داخل ہوا انتہی کلامہ۔ چونکہ حج کا موسم باقی نہین رہا تھا۔

تین روز مکہ معظمہ مین قیام فرمایا طواف بیت اللہ و مقامات متبرکہ کی زیارت سے
مشرف ہوکے مدینہ منورہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے
شوق مین روانہ ہوا - ۲۵ تاریخ ماہ صفر مدینہ منورہ مین حضرت کی زیارت سے دل کو تازہ
وسیراب فرمایا - خود فرماتے ہین کہ زیارت سے مشرف ہوتے ہی غربت کے مصائب دور ہوگئے
اور مین قبہ عالی وروضہ صافی کے سامنے نہایت ادب سے کھڑا ہوگیا - اور آستانہ مقدس
کی خاک کو آنکھون کا سرمہ بنایا - اور وہان کے قیام کو نعمت عظمیٰ سمجھا - اسی اقامت کے
زمانہ مین حضرت شیخ محمد حیات سندی سے صحیح بخاری پڑہی اور اسکی سند اور صحاح ستہ
اور مفردات کی اجازت بہی شیخ سے حاصل کی - جیساکہ صدر مین مذکور ہوچکا ہے
آپ مدینہ منورہ مین تقریباً دس مہینے تک رہے اور عید الفطر وہان کرکے ۱۴ تاریخ ماہ
شوال سنہ مذکور مین مدینہ منورہ سے دیدۂ گریان و سینۂ سوزان برآمد ہوئے
آخر عشرہ مین بیت اللہ شریف مین پہنچے - وہان شیخ عبدالوہاب طنطاوی سے
احادیث نبویہ مین فوائد کثیرہ حاصل کئے - پہر حج کے لئے احرام باندہا - اور حج
کے مناسک فرائض وسنن کلّاً ادا کئے اور ادائے حج کی تاریخ عمل اعظم ہے - خود
صاحب ترجمہ نے تذکرہ خزانہ عامرہ مین لکھا کہ سالم کشمیری نے میرے اور اپنے حال
کی نسبت کہا ہے ؎

عید فطرست برور پیغمبر	شیئاً للہ گفتم بس باور
این عید و مدینہ بخت من طالع	انشاء اللہ مکہ و عید دگر

آخر ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۲ہجری مین طائف گئے - وہان کے باغات ومیوہ ہائے
طائف کی سیر کی اور سیدنا عبداللہ بن عباس کی زیارت سے مشرف ہوکے مکہ مین

مراجعت کی ماہ مذکور کے آخر عشرہ مین مکہ معظمہ سے اہل و عیال کے تعلق و والدین کی محبت کی وجہ ہند روانہ ہوئے۔ تیسری تاریخ جمادی الاولی جدہ سے جہاز پر سوار ہوکے آٹھہ روز مین مخا مین پہنچے۔ حضرت سیدنا علی بن عمر شاذلی کی زیارت کی وہان چار دن قیام کرکے ۲۹ ماہ مذکور کو سترہ مسرورہ کے کنارہ پر اترے۔ اور دوسری تاریخ ماہ جمادی الثانی بلدہ ماموره بصرہ مین داخل ہوے۔ آپکی مراجعت کی تاریخ (سفر بخیر) ہے۔ پانچ مہینے تک بصرہ مین رہے۔ پھر آپ ۱۱ تاریخ ماہ ذیقعدہ وہان سے برآمد ہوکے ۲۷ ماہ مذکور مین شہر اورنگ آباد کو قدوم میمنت لزوم سے رشک گلشن فرمایا۔ اور عارف ربانی شاہ مسافر غجدوانی قدس سرہ المتوفی سنہ ۱۱۲۶ ہجری کے تکیہ مین گوشہ نشین ہوئے۔ دنیا و مافیہا سے کنارہ کش۔ ساتھہ برس تک تکیہ مذکورہ مین سکونت گزین رہے سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین بطور سیر حیدرآباد و بیدر گئے تھے۔ چند روز بسر کرکے سال مذکورہ مین خجستہ بنیاد مین آئے بدستور تکیہ مین تھے۔ جب سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید والد ماجد نواب آصف جاہ کے طرف سے صوبہ داری اورنگ آباد پر نیابتاً مامور ہوکے آئے۔ اُسوقت نواب نے آپکو اپنے دربار مین بلایا۔ آپ حسب الطلب نواب کے پاس گئے۔ نواب نے آپکی بہت تعظیم و توقیر کی۔ اور آپکو اپنے حسن خلق کے دام مین مقید کرلیا۔ ہرچند کہ آپ کنارہ کش ہوتے تھے لیکن نواب شہید آپکو نہین چھوڑتا تھا۔ ابتداے ملاقات سے مدت حیات تک آزاد کو محبت و اتحاد کے دام سے کبھی آزاد نہین کیا نواب شعر و شاعری کا فریفتہ تھا۔ آپ سے اصلاح لیتا تھا۔ آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین۔ کہ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات کے بعد لکھے ہین بے سقم و عیب ہین۔ جب میرے سامنے موزون فرماتے تھے تب اُسیوقت اصلاح لیتے تھے۔ اور اگر غائبانہ کہتے تو لفافہ مین بند کرکے

میرے پاس بھیجتے تھے۔ فقیر اشعار اصلاح کردہ کو سربمہر کر کے بھیجتا تھا۔ خود نواب
اصلاح کردہ اشعار شائقین کو سناتے تھے۔ اور دیوان میں داخل کرتے تھے۔ نواب نے
جو اشعار فقیر کی ملاقات سے قبل موزوں کئے اصلاح طلب ہیں۔ مجھکو اپنا دیوان اصلاح
کے لئے دیا تھا۔ میں دیوان کا تھوڑا حصہ درست کیا باقی کے لئے دماغ و زمانہ نے موقع
نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کر کے فقیر کے پاس بھیجی۔ اصلاح باقی کے لئے
دماغ و زمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کر کے فقیر کے پاس بھیجی
اصلاح کر کے بھیجدیا۔ صبح نواب دیوانخانہ میں رونق افزا ہوئے۔ اور امرا و شعرای رکاب
مثلاً صمصام الدولہ شاہنواز خان و موسوی خان جرات و رنگ آبادی و رضی خان داماد
موسوی خان مذکور و نقد علیخان سجاد وغیرہ حاضر تھے۔ نواب غزل اصلاح شدہ پڑھنے لگے
ایک شعر میں سرو خراماں یعنی درخت سرو باندھا تھا۔ جرات نے اعتراض کیا کہ سرو خراماں
معشوق کے قامت پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر کیونکر صادق ہو سکتا ہے۔ نواب نے
فقیر کے طرف دیکھا۔ میں نے کہا میرزا صائب نے سرو خراماں سے درخت سرو ارادہ کیا
ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

یارب ز ابر آزار امتین بست نگارین در چمن — تا دستہا پنہان کند سرو خراماں در بغل

نواب بہت خوش ہوئے اور بیت کو فوراً یاد کر لی۔ جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے
کہ سرو زمین گیر کو سرو خراماں کہا۔ میں نے کہا جناب شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ درخت کہ
ہوا کی تحریک سے جنبش کرتا ہے گویا خرام کرتا ہے۔ چنانچہ سلمان ساوجی اس امر کی تصریح کرتا ہے ؎

سرو از صبا گرد چمان تا چون قدت باشد روان — ہرچند بخرامد بان سرو خراماں کی رسد

ایسا ہی عربی میں غصن متمایس و شجر میاد کہتے ہیں متمایس و میاد دونوں بمعنی خراماں

ہین۔ (انتہی کلام آزاد بلگرامی صاحب ترجمہ)
حضرت نواب کی خدمت مین تابزندگی سایہ کی طرح ہمرکاب ہے۔ نواب شہید آپکی
مصاحبت سے بہت محظوظ ہوتا تہا۔ او آپ کی عزت و آبرو مین ایک دقیقہ فروگذاشت
نہین کرتا تہا۔ آپکے توسل سے اکثر اہل حاجات فائز المرام ہوتے تہے۔ آپ ہرشخص ناکس
کی سفارش مین کوتاہی نہین فرماتے تہے۔ نواب شہید آپ کی سفارش سنتا تہا۔ آپ
اس کار خیر مین معروف تہے۔ ہر ایک غریب و بیا آپکے سایہ عاطفت مین آکے خواستگار
دستگیری ہوتا تہا۔ سنہ مذکورہ مین نواب کرناٹک مین بطور دورہ روانہ ہوا۔ اُسوقت آزاد
صاحب ترجمہ کو ہمراہ لیا۔ آپ سرینگ پٹن تک جو راجہ میسور کا دار السلطنت تہا ہمرکاب رہے
پائین گہاٹ و بالا گہاٹ کے پر فضا میدانون و پہاڑون کی خوب سیر کی۔ و عجائب
و غرائب تماشے دیکہے۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری غرہ ماہ صفر کو ہمراہ نواب اورنگ آباد رونق افزا
ہوئے۔ اور اُسی سال مذکورہ مین نواب صوف کے ہمراہ بلدہ برہانپور گئے۔ چندہی روز
مین واپس آئے۔ پہر سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین دوبارہ برہانپور جانیکا اتفاق ہوا۔ کنارہ نربدا تک
ملاحظہ کرکے مع نواب اورنگ آباد آئے۔ ابہی سفر سے آرام نہین پائے تہے کہ پہر ۱۴ تاریخ
ماہ شوال سنہ مذکورہ مین نواب شہید کے ہمراہ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ ایک سال چند ماہ
تک سفر مین بسر کیے۔ اسی سفر مین نواب کی شہادت واقع ہوئی۔ نواب کی شہادت کے بعد
بتاریخ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری شہر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ بعد بتاریخ
نہم رجب سنہ مذکور حسب الطلب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان مرحوم حیدر آباد روانہ
ہوئے۔ چند مہینے بسر کرکے ۱۶ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور حیدر آباد سے برآمد ہوکے
اورنگ آباد مین آئے۔ قدوم میمنت لزوم سے اورنگ آباد کو رشک فردوس برین کیا۔

چند روز تک شاہ مسافر کے تکیہ مین آزادانہ رہے۔ جب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان ۱۱۶۷ سنہ ہجری مین نواب امیر الممالک خلف آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت منصب وکالت سے سرفراز ہوکے حیدر آباد گئے۔ وہان سے آزاد صاحب ترجمہ کو نہایت شوق واشتیاق سے طلب فرمایا حسب الطلب سنہ مذکورہ مین حیدر آباد تشریف لیگئے۔ پھر ۱۱۶۸ سنہ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین مراجعت کی پھر اورنگ آباد مین ایسے جمے کہ مرکے اُٹھے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حضرت آزاد فرماتے تھے کہ جب بیت اللہ کی زیارت سے واپس آیا تب مین نے دل مین مشورہ و مطارحہ کیا کہ فقیری متعدد الاقسام ہے ازانجملہ کونسی قسم اختیار کرنی چاہئیے۔ آخر یہہ مقرر پایا کہ بند شیخت و پیری و مریدی سے آزاد رہنا چاہئیے۔ راہ راست پر ثابت قدم۔ اس لئے کہ دنیوی معاملات مین ورع کو فروغ نہین ہوتا ہے اور دنیوی معاملات مین بطریق اولی۔ چنانچہ حضرت کرامات گوئی و سلسلہ پیری و مریدی سے منزلون دور رہتے ہین۔ راستی و درستی و خوش معاملگی مین زندگی بسر کرتے ہین مشایخانہ و پیرانہ نمائش نہین کرتے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے۔ کہ عرس و بزم آرائی ریاکارون کی شہرت و شکار کا وسیلہ ہے۔ خلائق کو گرفتار کرنیکا دام ہے۔ آپنے اپنے لئے خاص کوئی تکیہ خانقاہ نہین بنایا۔ فرماتے تھے کہ تکیہ داری مین خانہ داری سے زیادہ مضرت ہے۔ اسلئے کہ اگر خانہ داری مین صاحب خانہ سے قصور و خطا واقع ہو جائے تو اہل بیت زن و فرزند بسبب تعلق جزئیت معاف کرتے ہین۔ اور تکیہ داری مین اگر قصور و فتور واقع ہو جائے تو واردین و صادرین مختلف الطبایع چشم پوشی نہین کرتے۔ بلکہ لعن و طعن کا بازار گرم کرتے ہین چنانچہ آپکے ایک شعر سے یہی مضمون مترشح ہوتا ہے۔ ~

تکیہ داران نیستند از خانہ داران ہیچ کم + شکر حق آزاد را از رسم شان دارد فراغ + انتہی کلامہ
آزاد صاحب ترجمہ کے تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے لکھا کہ جب مین نے سفر حجاز
سے مراجعت کی اول بندر سورت مین آیا۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین پہنچا۔ گوشہ نشینی
و توکل پر قدم جمایا۔ تقریباً دس برس تک برفاقت فقاعت زندگی بسر کی۔ کسی کی پروا نہین کرتا تہا
آخر عمر چالیس برس سے زائد ہو گئی۔ امور ضروری کیلئے استعانت کی نوبت آئی۔ گرمی سردی
کے سہنے کی تاب توان باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین توکل سے کام نہین چلتا تہا۔
پس انہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے آپسے رفاقت کی خواہش کی
آپنے بامر مجبوری قبول کی۔ اور آپ نواب کی رفاقت مین شہادت تک رہے۔
آپ فرماتے ہین کہ نواب کی رفاقت کے بعد یقیناً معلوم ہوا کہ ایک امیر کی نوکری توکل سے
بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک امیر کے طرف محتاج ہونا ہزار امیر کے طرف سے بہتر ہے۔ جب
انسان کی نظر تمام جانب سے بند ہو جاتی ہے تب وہ دل جمعی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ جو
کام پیش آتا ہے اطمینان سے انجام دیتا ہے۔ آپنے توکل کے معنی اسطرح بیان فرمایا کہ
متوکل پر اگر پے در پے فاقے واقع ہون مگر اسکے دلمین یہہ خطرہ نہووے کہ کوئی کہانا
لائے اگر توکل مین یہہ مرتبہ حاصل ہو تو توکل مبارک ہے۔ اگر توکل مین یہہ مرتبہ نہو تو
وہ توکل توکل نہین ہے بلکہ پراگندگی ہے۔ جو متوکل منتظر فتوح ہو گا۔ اپنا دل پراگندہ
کریگا۔ اور وقت عزیز کو برباد کریگا۔ ٥

توکل را نظر بر روز بر تو خدمتی باشد ۔۔۔ ہمان بہتر کہ این کس را رضا جوئے باشد
اگر بستے میان ارشاد کار محتاجان ۔۔۔ تقرب با خداوندان دولت طاعتے باشد
سواد فقر را از پرتو دولت چراغان کن ۔۔۔ نزاین جامعیت با سلیمان نسبتی باشد

ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا کا ذکر

آزاد صاحب جمہ کے مزاج مین ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا جوش زن تہی۔ اہل جہان
کی حاجت روائی و فیض رسانی و دلسوزی خلق مین زبان و قلم درم سے دریغ نہین فرماتے
تہے۔ یہہ صفتِ ہمدردی خاص آپکی ذات بابرکات مین ایسی تہی کہ سلف سے خلف تک
کسی مین دیکہے گئے نہ سنے گئے۔ چنانچہ جب نواب نظام الدولہ نے مظفر جنگ پر فیروزی پائی
اُسوقت ملک ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے۔ اُسطرف کے تمام عمال و حکام حضور طلب ہوئے
ہر ایک سے محاسبہ لینے لگے۔ آپ اس زمانہ مین نواب صمصام الدولہ کے خیمہ کے قریب فروکش
تہے۔ آپ ایک روز نواب کے خیمہ سے برآمد ہوئے۔ ایک شخص آپکے پاس دوڑتا ہوا آیا۔
اور آپ سے کہا کہ حاجی عبد الشکور نام عامل معزول کہتا ہے کہ مین حوالات مین ہون۔
جگہ سے جنبش نہین کرسکتا ہون۔ شکنجہ بلا مین مبتلا ہون۔ آپ یہانتک تشریف لائیے
اور میرے حال پر نظر رحم فرمائیے۔ باوجودیکہ معنی کہ آپ سے اور عامل سے تعارف و آشنائی کی
سابقہ نہین تہی۔ آپ از روی مروت اسکے پاس گئے۔ دیکہا اس نے محاسبہ و قیدکی
شکایت کی۔ آپ اُسیوقت نواب صمصام الدولہ کے پاس مراجعت کرکے آئے۔ نواب سے
کہا حاجی عبد الشکور نام ایک عامل عاملون کے زمرہ مین آپکے آستانہ پر حاضر ہے۔ آپ
بیچارہ غریب کو روبرو بلائیے۔ نواب نے فرمایا عامل محاسبہ کو روبرو طلب کرنیکا ضابطہ نہین ہے
آپ نے فرمایا کہ مین آپکو یہہ نہین کہتا ہون کہ اسکو محاسبہ سے معاف فرمائیے۔ صرف
یہہ چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ روبرو بلائیے۔ نواب انکار فرماتے تہے اور آپ اصرار کرتے تہے
آخر نواب نے اسکو روبرو بلایا اور اسکی حالت دیکہی۔ بہت مہربانی کی۔ فرمایا کہ کل
ڈیوڑہی پر حاضر رہین اور چوبدار کو تاکید کی جب حاضر ہو جائے تو ہمکو مطلع کرنا

حسب الحکم دوسرے روز حاجی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا۔ چوبدار نے خبر دی۔ نواب صمصام الدولہ
نے نواب نظام الدولہ سے عرض کیا کہ حاجی عبداللہ شکور محاسبہ دار حاضر ہے۔ میر غلام علی
آزاد نے مجھ سے کہا کہ ایک مرتبہ اسکو روبرو بلائے۔ ہر چند کہ مین نے انکار کیا لیکن میری
مجکو معذور نہین رکھا۔ بامر لاچاری روبرو بلایا۔ اسوقت مین بھی حضور مین عرض گزار ہون
کہ حاجی کو ایکمرتبہ روبرو بلائے۔ حکم صادر ہوا کہ حاضر کرین۔ فوراً حاضر ہوا۔ نواب
نظام الدولہ نے دیکھا کہ پیر نود سالہ کوژہ پشت پیراہن زیب بدن و دستار سبز بر سر
عصا و تسبیح ہاتھ مین تھامے ہوے ہے۔ نواب نے دیکھتے ہی پیر فانی کو پاس بلایا۔ اور
حال استفسار فرمایا۔ فرد محاسبہ قریب بیس ہزار کے تھی معاف فرمایا۔ اور پیر فانی کے لئے
روزینہ معین کر دیا۔ سرکار سے سواری عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اور آپ فرماتے تھے
کہ باہم زمانہ مین اتفاق پیدا کرنا بہتر ہے۔ اور انقطاع بے ہنری۔ آدمی کو چاہئے
کہ عالم آشنائی و صحبت مین نقدی الایام صحبت کو ضائع نکرے۔

عظمت و رفعت

امرائے جلیل القدر و رؤسائے عالی جوہر آپکو بزرگی و عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے
اور آپکی تعظیم و تکریم بجالاتے تھے۔ آپ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی امیر و وزیر سے
خواستگار نہین ہوتے تھے۔ امرا آپ کی ملازمت و خدمت کو فخر جانتے تھے۔ اور آپ سے
امور ریاست مین استعانت لیتے تھے۔ آپکی رائے صائب سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ
تا بزندگی مستغنیانہ رہے آپ خزانہ عامرہ کے خطبہ مین لکھتے ہین کہ۔ مین نے مدۃ العمر
کسی امیر کی مدح نہین کی نہ اپنے نامہ کو کسی دولتمند کی ستائش سے سیاہ کیا ؎

مہر بر لب کرد آزاد از ثنائے اغنیا — نیست ارباب دول را بار در دیوان ما

آپ فرماتے ہین ہرچند کہ مین امرا سے ارتباط ورؤسا سے اختلاط رکھتا ہون۔ لیکن استغنائی و بی پروائی کو ترک نہین کرتا ہون۔ اور فقر کے فخر کو تونگری کے دروازہ پہ ذلیل نہین کرتا ہون۔ چنانچہ بلبل گل کی مصاحبت سے خواہان زر نہین ہے۔ نہ مچھلی سیپ کی مجالست سے گوہر کی خواستگار ہے۔ اسی مضمون مین کہا ہے ؎

حبابم مشت من از گوہر منت نمی آمد　　نباشد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم

اور آپ نے فرمایا کہ خادم الخلائق کی نسبت کا مدار اسبات پر ہے کہ اگر تہی دستی کی وجہ سے دستگیری نہو سکے تو حاجتمندون کی حاجت روائی مین اعانت کے طریق پر چلنا چاہئے اور حاجتمند کو امیر و وزیر کے پاس لیجانا۔ اور منزل مقصود کو پہنچانا چاہیے۔ اگر انگشت مین گرہ کشائی کی قوت نہو تو بذریعۂ زبان قلم حاجتمندون کی سفارش کرنی چاہئے۔ نہی کلام آپ کی سفارش کا رقعہ اکسیر ہے غربا و فقرا آپ کے رقعہ کو آیۂ رحمت جانتے ہین۔ جس شخص کو آپکا رقعہ ملا گویا اُس نے رقعۂ زر پایا۔ امرا آپکے رقعہ کو مانتے تھے۔ آپکی سفارش سنتے تھے۔

بردباری کا ذکر

آپ حلیم الطبع و سلیم المزاج و متواضع تھے اگر آپ کسی نا اہل جاہل سے سخت کلامی و درشتی سنتے تو چشم پوشی فرماتے تھے۔ اور فرمودہ الٰہی (واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما) پر عمل کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ کلام تلخ ایسی دوائے تلخ ہے کہ اُسکا پینا مفید ہے شور و شر کو دفع کرتا ہے۔ اور کلام تلخ کا جواب فتنہ و شر کا سبب ہوتا ہے۔ ایکوقت کسی بزرگ نیک محضر نے مرتبان کلان مربا سے بھری ہوئی آپکی خدمت مین ہدیۃً بھیجی آپ نے جانی نام خادم کے حوالہ کیا۔ جانی اُٹھا کے لے گیا۔ پھر آپ نے مرتبان کو ایک ساعت کے بعد

دیکھا ربع حصہ خالی ہوگیا۔ آپ کو گمان ہوا کہ جانی نے تصرف کیا۔ اُس سے اسطرح
پوچھا۔ اے جانی اگر تونے مرتبان مین ہاتہہ دہو کے ڈالا ہے تو بہتر ہے نہین تو باقی
تمام مربا بیکار ہوگا۔ جانی نے کہا مگر مین نے ہاتہہ دہو کے مرتبان مین ڈالا تہا۔ آپ نے
فرمایا بہت خوب کیا۔ آپ کی چشم پوشی و معافی سبحان اللہ کیا خوب تہی۔ اللہ اللہ
بزرگان سلف کیسے ملائک صفت ہوتے تہے۔ عفو کرم حلم و تواضع انکا خمیر ہوتا تہا
واقع مین یہی شرفا انسان کامل ہوتے تہے۔ فی زماننا ہم خلاف کو ان کے خلاف
پاتے ہین۔ ابتو خادمون زیردستون کو ذراسی تقصیر خطاب پر سخت سخت سزائین
دیتے ہین بلکہ کوتوالی مین بہیجتے ہین۔ انکی قدیمانہ خدمتون کو بہول جاتے ہین۔ رعونت
وغرور مین ایسے مست ہین کہ عفو و کرم و حلم و تواضع کے مفہوم کو نہین جانتے
اللہ تعالی ہم تمام کو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کے طریقہ پر چلین۔ اور
اُن کے واقعات کو عبرت کی نظر سے دیکہین۔
گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکھا کہ اورنگ آباد مین ایک رات آپکی شال چوری گئی
چندروز کے بعد ایک دست فروش نے فروخت کے لئے بازار مین لایا۔ آپ کے کسی دوست
یا شاگرد نے شال کو پہچانا کہ یہہ حضرت کی شال ہے۔ خرید کے بہانہ سے حضرت کے
پاس لایا۔ اور عرض کیا کہ دست فروش کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اُس سے استفسار کرنا کہ
یہ شال کہان سے لایا۔ آپنے مخبر کی بات نہین سُنی اور فرمایا۔ کہ یہہ معاملہ حاکم وقت
کی پیشی مین جائیگا۔ مین مدعی ہونگا۔ مین اس بات کو پسند نہین کرتا ہون کہ دعوی
مین حاکم کے اجلاس مین بازاری آدمی کا مقابل ہون۔ شال واپس کردی اور
سارق کو چہوڑ دیا۔

عقل و فراست و فہم و کیاست

آپکی عقل و فراست و فہم و کیاست اس درجہ پر تہی کہ ارسطو آپ سے سبق لیوے اور افلاطون اصلاح۔ چنانچہ ایکروز جناب مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے پاس ایک شخص ہدیہ لایا۔ اور مولوی صاحب نے ہدیہ کو رشوت سمجھہ کے رد کیا۔ اُسوقت حضرت آزاد حاضر تہے۔ آپنے شخص مذکور سے کہا کہ اگر یہہ ہدیہ مجھکو دیتا ہے تو مین لیتا ہون۔ اُس شخص نے برضا و رغبت دیا۔ آپنے ہدیہ لیکے۔ مولوی صاحب کے سامنے رکہا۔ اور فرمایا مولانا یہہ میری ملک ہے مین آپکو دیتا ہون لیجے اسمین رشوت کی آمیزش نہین ہے۔ مولوی صاحب نے سکراکے قبول کیا۔ حاضرین مجلس اس معاملہ کے دیکہنے سے تعجب کرنے لگے۔

نقل ہے کہ ایکروز سید غلام حسن مولوی فخر الدین کے درمیان نغمہ کی حلت و حرمت کی بابت باہم مباحثہ ہونے لگا۔ سید صاحب نغمہ کی تحریم کے دلائل بیان کرتے تہے۔ اور مولوی صاحب دلائل حلت۔ حاجی حسام الدین علامۂ سیاح سید کا طرفدار ہوا یہہ مباحثہ بہت بڑہگیا حضرت آزاد بہی اسی مجلس مین شریک تہے۔ ہرچند کہ آپنے رفع مناقشہ مین جسقدر کوشش کرنی تہی ادا کی لیکن کوشش مفید نہین ہوئی بامر لاچاری ایک تدبیر سوجہی۔ حاجی حسام الدین سے پوچہا کہ آپنے کہان کہان کی سیر و سیاحت کی۔ فرمائے۔ ہود علیہ السلام کی قبر کہان ہے۔ آپنے فرمایا یمن مین۔ آپنے فرمایا نہین شام مین ہے۔ حاجی نے کہا مین نے اُن کی قبر کی زیارت یمن مین کی آپنے کہا کہ مین نے ایک معتبر کتاب مین دیکہا کہ شام مین ہے۔ حاجی اپنی راستی پر مبالغہ کرنے لگا۔ حضرت آزاد بہی معارضہ کی زنجیر ہلاتے تہے۔ مولوی و سید

اپنا مناقشہ چھوڑ کے آزاد و حاجی کے مناقشہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نغمہ کا مذاکرہ بھول گئے۔ جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ نغمہ منقطع ہو گیا۔ تب آپ نے حاجی سے فرمایا آپ جو کچھہ کہتے ہین وہی صحیح ہے ہود کی قبر یمن مین ہے۔ آپنے مناقشہ کو حکمت عملی سے دور کیا۔

قوت حافظہ۔ ولطیفہ گوئی۔ و حسن ظرافت

آپکی قوت حافظہ نہایت ہی قوی تہی۔ جو بات ایک دفعہ سنتے وہ حافظہ کے صفحہ پر نقش کالحجر ہو جاتی تہی۔ پہر کبہی نہین بہولتے تہے۔ چنانچہ آپنے سرو آزاد مین سید عظیم الدین بلگرامی کے ترجمہ مین لکہا کہ ایک وقت قاسم کاہی کی یہہ بیت ان کے سامنے پڑہی گئی ؎

چون زعکس عارضش آئینہ برگ گل شود گردران آئینہ طوطی بنگرد بلبل شود

بہت محظوظ ہوئے۔ انہین ایام مین احمد آباد گجرات اپنے والد ماجد کے پاس گئے پہر پانچ برس کے بعد بلگرام مین آئے۔ آزاد سے پوچہا کہ وہ بیت خوب آپنے سنائی تہی فوراً آزاد نے سنا دیا۔ سید متعجب ہوا۔

آپ لطیف الطبع و ظریف الوضع تہے۔ قاضی بیضاوی نے آیہ کریمہ (الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا) یعنے خدائے تعالی نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی کی تفسیر مین کہتا ہے مثلاً جب مرخ کی شاخ کو عفار کی شاخ پر رگڑتے ہین یہانتک کہ دونون سے پانی ٹپکتا ہے آخر آگ انہون سے نکلتی ہے۔ جوہری صحاح مین کہتا ہے کہ مرخ وعفار دو درخت ہین انسے آگ لیتے ہین عفار زنہ ہے مرخ مادہ ہے۔ آپنے سبحۃ المرجان مین لکہا کہ بیضاوی اگر ایسا کہتا کہ عفار کو مرخ پر رگڑتے ہین۔ تو اسمین صورتین

زیادہ پڑہتا ۔ لیکن قاضی نے قول آلہی پر عمل کیا ۔ فاتو حرثکم انّا شئتم پہر آپنے
قاضی کے جانب سے خوش طبعی کے ساتہہ جواب دیا کہ آیہ کا معنی یہہ ہے کہ تم مباشرت
کرو بی بیون سے جسطرح چاہو ۔

لطیفہ دیگر ۔ سیف الدولہ میر بخشی آصفجاہ ثانی کی زوجہ کو دردزہ عارض ہوا ۔ ولادت مین
دیر ہوئی ۔ حاجی علی اکبر نامی تعویذ نویس جو بخشی کے دولتخانہ پر حاضر تہا ۔ آسانی ولادت
کے لئے اُس سے تعویذ طلب کیا گیا ۔ حاجی مذکور نے تعویذ لکہہ کے دیا ۔ حق التعویذ
گیارہ پیسے مقرر ہوئے ۔ اتفاقاً بچہ مردہ شکم سے برآمد ہوا اُسی دن حاجی کی ما دیان بہی
فوت ہوئی ۔ حق التعویذ گیارہ پیسے حاجی کو دئے ۔ اُسوقت کسی ظریف الطبع نے
کہا بچہ مردہ برآمد ہوا ۔ حاجی صاحب اجرت کیون لیتے ہین ۔ حضرت آزاد صاحب نے ترجمہ فرمایا ۔ مادیان
کا کرایہ لیتے ہین ۔ اسلئے کہ میر بخشی کا لڑکا پیادہ نہین چل سکتا ہے ۔ حاجی کی گہوڑی پر سوار ہوکے جاتا ہے

لطیفہ دیگر ۔ حضرت آزاد شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر غجدوانی کے تکیہ مین سکونت پذیر تہے
حسن اتفاق سے ایک مغل تازہ بخارا سے آیا ۔ عصر کیوقت تکیہ مین وارد ہوا ۔ حضرت شاہ محمود نے
اُسکو آزاد کے حجرے کے پہلو مین اُتارا ۔ مغل نے رات اپنے حجرے مین گذاری ۔ باوجود عدم تعارف
صبح آزاد کے حجرے مین آیا ۔ اور کہا مین آپکا مہمان ہون ۔ آپنے میری ضیافت نہین کی
آپنے فرمایا باوجود آشنائی قدیم ہمارے لئے کیا تحفہ لایا ۔ ضیافت طلب کرتے ہین بعد ازان
ماحضر سے اُسکی عزت کی ۔ مغل بخاری مرہون منت ہوا ۔

لطیفہ دیگر ۔ ایک روز ایک فقیر جو مدعی فضیلت تہا ۔ اور خود کو شعرائے عرب سے شمار کرتا تہا
آپکے پاس آیا ۔ اور عربی قصیدہ اپنا طبع زاد پڑہا ۔ قصیدہ تمام پڑہنے کے بعد تحسین و تعریف کا
امیدوار ہوا ۔ چونکہ قصیدہ شعرا کے عادات کے خلاف تہا و قواعد عربیت و موزونیت سے

خارج تھا۔ آپنے اسکی تعریف اسطرح کی کہ آپکا قصیدہ خرق عادت ہے۔ آپکی مجلس مین
کبھی کسیکی برائی نہین ذکر کی جاتی تھی نہ آپ کی زبان قلم سے یا قلم زبان سے لغو وبیہودہ
لفظ وحرف نہین نکلتا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

زحرف تلخ مبرّاست خامۂ آزاد — کہ زہر ریختن از نیشکر نمی آید

لطیفہ دیگر۔ آپنے سرو آزاد مین لکھا کہ فقیر کو عالیجناب غفران پناہ آصفجاہ سے
محبت واتحاد کامل تھا۔ اکثر اوقات مصاحبت رہی ہے۔ اتفاقاً ایک روز عین
مجالست کے وقت ایک ہندو بارادہ اسلام آیا۔ شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ عرض بیگی
نے عرض کیا کہ نام کا امیدوار ہے فرمایا کوئی نام ایسا رکھنا چاہئے کہ دین اسلام پر دلالت
کرے۔ آزاد نے عرض کیا کہ دین محمد نام رکھو آصفجاہ نے فرمایا کہ کلہ ایک شخص مسلمان
ہوا اُسکا نام دین محمد رکھا گیا۔ آزادنے عرض کیا دین محمد جسقدر زیادہ ہوجائے بہتر ہے
اللھم انصر من نصر دین محمد نواب بہت خوش ہوے یہی نام رکھا گیا۔

لطیفہ دیگر آپنے فرمایا کہ میسور کے سفر مین نواب نظام الدولہ اور مین ہاتی پر سوار جاتے
تھے۔ میدان ناہموار وصحرائے ناہنجار مین گذر ہوا۔ تمام میدان سوار وپیادہ سے معمور
ہوگیا۔ جدہر نظر پڑتی تھی اُدہر سوار وپیادہ دکھلائی دیتے تھے۔ نواب نے مجھ سے کہا
کہ لشکر کی رفتار کو ملاحظہ کرنا چاہئے۔ مین نے کہا جبر واختیار کا مسئلہ مشکل زیادہ
مسائل لاینحل سے ہے یہان حل ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی حرکات ایک ہی شخص کے
تابع ہے اور اسے ایک کے حکم سے حرکت کرتے ہین۔

مقبولیت بارگاہ ایزدی

گل رعنا کے مولف نے لکھا آپ جب مکہ معظمہ مین سکونت پذیر تھے اُسوقت ایک

عجیب و غریب واقعہ غیبی و کرشمہ وہبی نمود ہوا جس سے آپکی مقبولیت بارگاہ ایزدین
متشرح ہوتی ہے۔ معتقدین پیر پرست و مستان الست کہین گے کہ کرشمہ و کرامت گویا
خرق عادت ہے و حکمائے فلسفی مشرب اس کیفیت کو بخت و اتفاق پر محمول کرینگے جو بعد
آپ مکہ مین سکونت کے زمانہ مین ایک روز جبل ثور جو مکہ معظمہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار برج ثور کی مانند واقع ہے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم شب ہجرت اسی غار مین رونق افزا تھے۔ خود آزاد صاحب ترجمہ
ماثر الکرام مین لکھتے ہین کہ مین نے انتیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۵۲ ہجری مین جبل ثور کی زیارت کا
ارادہ کیا۔ اسوقت گرما کا موسم ایسا سخت تھا کہ باد سموم تند و تیز برق تاز و حرارت
خارا گداز تھی۔ فرودگاہ سے چند قدم برآمد ہوا کہ تشنگی کی حرارت نے غلبہ کیا۔ زبان
خشک ہونے لگی۔ اور ہمراہ پانی اس خیال سے نہین لیا تھا کہ راستہ مین ملجائیگا راستہ مین
کہین پانی بجز عرق نہین نظر آتا تھا۔ راستہ مین چند آدمی ملے جنکے پاس تھوڑا سا پانی
تھا۔ بلحاظ شرم اُن سے سوال نہین کیا۔ خود اُن کے پاس اسقدر ہے کہ انکو کافی نہین ہے
سائل کو کیا دین گے خاموش ہو گیا اور چلنے سے باز نہین رہا بمشقت تمام راستہ کے
نشیب و فراز کو طے کیا۔ میرا جگر حرارت کی سوزش سے کباب ہوا۔ بمشکل تمام پائین پہاڑ پہنچا
اب دوسری مصیبت پیش آئی کہ باوجود تشنگی و تکان پہاڑ چڑہنا چاہیے۔ افتان و خیزان
کمر کوہ تک چڑہ گیا لیکن طاقت سے طاق ہوگیا۔ آگے بڑہنے کی قوت باقی نہین رہی۔
ایسی حالت مین کہ مین پانی کے شوق و خیال مین تھا۔ میرے آئینہ دل مین عجیب و غریب
کیفیت نقش پذیر ہوئی۔ دیکھا کہ ایک بزرگ مجھسے دو تین قدم آگے چڑہ رہا ہے اور اُس کے
ہاتھہ مین صراحی ہے۔ یکایک اسکی صراحی پتھر سے ٹکرائی۔ اسکا نصف حصہ علی عزیز کے ہاتھہ مین

اور نصف اسفل کاسہ کیطرح بلندی سے نیچے آرہا تہا۔ اور اسمین پانی محفوظ تہا۔ فوراً اسکو دونون ہاتہہ سے اخذ کرلیا۔ اور اُسی عزیز مالک سے اجازت لیکے پیا۔ بخدا وہ پانی ایسا شیرین وبامزہ تہا کہ ابتک اسکا مزہ حلق و زبان مین موجود ہے۔ جب خیال کرتا ہون لطف و مزہ خاص پاتا ہون۔ اسوقت خدائے جل شانہ نے بندۂ غریب و سوختہ دل کو آب رحمت سے سیراب فرمایا۔ فسبحان الذی ھو یطعمنی ویسقین انتہی کلامہ

ایضاً

جب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید و مظفر جنگ کے درمیان پہلچری مین مقابلہ معرکہ واقع ہوا نصارائے فرانسیس مظفر جنگ کے معین و مددگار رہتے۔ مقابلہ تمام روز رہا طرفین سے نیران عدل مین برابر تہے۔ شام تک جنگ کا فیصلہ نہین ہوا تہا۔ نواب ودیگر امرا نے نماز مغرب ادا کی آزاد صاحب ترجمہ امام تہے۔ نواب و امرا مقتدی تہے۔ آپنے نماز مین تفاؤلاً سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ پڑہے۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد تمام مقتدیون نے تحسین و تعریف کی کہ سورہ موقع پر پڑہا گیا۔ انشاء اللہ تعالی ضرور ہم فیروز و کامیاب ہون گے۔ مخالفین بمصداق یدخلون فی دین اللہ اطاعت و اسلام کے دائرہ مین داخل ہون گے۔ آپنے فرمایا کہ مین نے عمداً تفاؤلاً اسی سورہ کو پڑہا۔ دوسرے دن نواب نظام الدولہ کو فیروزی و کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ کی فال واقع کے مطابق ہوئی تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

ایضاً

جب سنہ ۱۱۷۴ہجری مین احمد شاہ درانی نے بہاؤ رئیس مرہٹہ پر بمقام پانی پت مین فیروزی پائی آپنے فتح سے چہہ مہینے پیشتر تفاؤلاً ایک غزل موزون کی تہی۔ چنانچہ آپ کی فال کا

آخر نتیجہ ظاہر ہوا - غزل یہہ ہے۔

شاہے رسید و ہند سپید فام را گرفت — ماہے طلوع کرد و سر شام را گرفت
شکر خدا کہ کذلک تصحیح حک نمود — نقشِ غلط کہ صفحۂ ایام را گرفت
چون ریشِ خویش شد علفِ تیغ بیدریغ — آن برہمن کہ سلطنتِ عام گرفت
آخر ز تیغِ خسروِ غازی بریدہ شد — زلفِ ایاز کز دلِ خود کام را گرفت
انجامِ کار غیر ندامت چہ صرفہ برد — فیلے کہ راہ خانۂ احرام را گرفت
نازم باقتدار سلیمانِ کامگار — از دستِ دیو لشکرِ اسلام را گرفت
آمد خبر ز دہلی محروس در دکن — آزاد ما بمیکدہ گل جام را گرفت

رحمدلی

آپ رقیق القلب و رحیم الفواد تھے - کسی انسان و حیوان کو ایذا نہین دیتے تھے حتی المقدور جان کی حفاظت مین کوشش فرماتے تھے - آپنے سروِ آزاد مین لکھا کہ جب نواب نظام الدولہ بطور دورہ ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے - اُسوقت صحرائے پر فضا و مرغزار روح افزا مین شکار کے لئے گئے - حسب ضابطہ قراولون نے ہرن کو نواب کے خیمہ کے قریب لاکے ٹھہلائے - نواب نے حاضرین محفل سے کہا کہ اس ہرن کو شکار کرنا یا آزاد کرنا چاہیے حاضرین نے دیکھا کہ نواب شکار کی طرف مائل ہے - نواب کی مرضی کے موافق کہا کہ شکار کرنا چاہیے - آخر نواب نے آزاد سے دریافت فرمایا - آزاد نے عرض کیا - اسوقت ایک نقل یاد آئی ہے اگر حکم ہو تو عرض کرون - فرمایا وہ کیا ہے - آزاد نے عرض کیا کہ سلاطین سلف سے کسی ایک بادشاہ نے کسی قیدی کے قتل کا حکم جاری کیا - رسم عام ہے کہ جب کسی کو قتل کرنا چاہتے ہین اُس سے دریافت کرتے ہین اُسوقت جو چیز مطلوب ہو ظاہر کرے - اگر وہ

جو حکم کرے اُسکی تعمیل کرتے ہین۔ جب امیر سے استفسار کئے۔ اُس نے کہا میری
یہہ آرزو ہے کہ مین ایکمرتبہ بادشاہی دربار مین باریاب ہو جاؤن۔ اسکی خواہش کے موافق
دربار مین حاضر کئے۔ اور اُس سے استفسار کیا کہ کچھہ عرض کرنا ہے جواب دیا نہ خیر۔ جب
بادشاہ دربار سے برخاست کرنے لگا۔ قیدی نے عرض کیا کہ مین اگرچہ واجب القتل
ہون۔ لیکن بادشاہ پر حق مصاحبت ثابت کردیا۔ بادشاہ اسکی حسن تقریر سے
بہت خوش ہوا اور اُسکو آزاد کردیا بالفعل اس اسیر نے حضور پر حق مصاحبت ثابت
کردیا۔ آپ مختار ہین جو چاہین کیجئے۔ نواب نے مسکرا کے آزاد کردیا۔ میرزا جلال اسیر کا
شعر حسب حال ہے ؎

اگر از مئی مروت قدحے چشیدہ باشی　　کباب آہو نمکت خلاصی او

ایضاً

صاحب ترجمہ مآثر آزاد مین لکھتے ہین کہ نواب نظام الدولہ نے اورنگ آباد مین سادات عرب کی
دعوت کی۔ قہوہ کا دور چلنے لگا۔ نواب اپنے بزرگان سلف کی طرح قہوہ دوست تھا
سادات مین سے ایک نے جو عقل و خرد سے خالی تھا کہا ع القهوة محرمة عند
بعض العلماء نواب نے آزاد سے پوچھا۔ آپ کیا فرماتے ہین مولانا نے عرب کے قول کی
ایسی توجیہ کی کہ نواب خاموش ہو گیا۔ توجیہ یہہ ہے۔ سید عرب فرماتے ہین کہ بعض علما کے
نزدیک قہوہ معظم ہے لفظ محترم مادہ احترام سے ہے۔ آزاد کی توجیہ سے نواب نے سکوت
اختیار کیا۔ عرب صاحب سے بحث و تکرار نہین کی۔ مجلس برخاست ہونیکے بعد سید عرب نے
آزاد کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا مرحبا مولانا آپ نے میرے کلام کی خوب توجیہ کی۔ نہین تو
نواب مجھہ سے سخت رنجیدہ ہوتا۔ انتہی کلامہ۔

بدیہی گوئی

آپ کو نظم فی البدیہہ کہنے مین قدرت کاملہ تھی - جب ارادہ کرتے فوراً موزون کر دیتے تھے
طبیعت مین مضامین کی آمد تھی غور و فکر کی ضرورت نہین ہوتی تھی - گل رعنا کے
مولف نے لکھا کہ حضرت آزاد صاحب جمعہ ایک مجلس درس تدریس مین فرما رہے تھے
کہ مجمع النفائس مین سراج الدین علیخان آرزو بابا فغانی کے ترجمہ مین لکھتا ہے کہ بابا فغانی
کی یہہ ایک بیت مجکو نہایت خوش مزہ معلوم ہوتی ہے ؎

نخل قدرت کہ از چمن جان بر آمدہ   شاخ گلے بصورت انسان بر آمدہ

پھر آپنے فرمایا شاخ کا برآمد ہونا انسان کی صورت مین محض ادعا ہے - انسان
مین برآمد ہونا امر وقوعی ہے - اُسوقت آپنے بابا فغانی کے جواب مین ایک مطلع موزون
کیا - ؎ طفلی بطرز نو ز دبستان برآمدہ * یعنی پیری بصورت انسان برآمدہ

ایضاً

ایکروز نواب معین خان بہادر ناظم اورنگ آباد نے آپسے کہا کہ میرے والد فرخ نژاد خان
تحسین تخلص نے ایک ایسا مصرع موزون کیا ہے کہ اسکا ثانی مصرع موزون نہین ہو سکتا ہی
وہ مصرع یہہ ہے ؎ کا غذ سوختہ ام خندہ من نزع من است - آپنے اسیوقت فی البدیہہ
یہہ ایک مصرع موزون کر دیا - **وھوھذا** صبح افروختہ ام خندہ من نزع من است
صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است * پھر اسی غزل کو تمام کیا - **وھوھذا**

صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است	برق افروختہ ام خندہ من نزع من است
شرر یا برکابم کہ نظر بر رخ غم	دو و طرب وختہ ام خندہ من نزع من است
در شبستان جہان رسم طرب از گلریز	خوب آموختہ ام خندہ من نزع من است

گفت آزاد برین مصرع تخمین غزلے		کاغذ سوختہ ام خندۂ من نزع من است

صلح پسند

گل رعنا کے مولف نے لکھا ایک رات بتقریب عرس حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ کے مکان پر تمام شہر کے مشائخ وامرا مجتمع تھے۔ شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر بھی تشریف لائے۔ سید موصوف رعونت سبب تعظیم کے لئے نہین اُٹھے۔ شاہ محمود رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوئے۔ سید بھی بدستور شاہ صاحب کے طرف متوجہ نہین ہوا۔ دیر تک سید و شاہ صاحب عالم سکوت مین رہے۔ حضرت آزاد اس فکر مین تھے دونون بزرگون مین باہم صلح ہو جائے۔ اور شیخین کے دلون سے کدورت دور ہو جائے۔ آپ دونون کے قریب آئے۔ اور بیٹھ گئے۔ اُس روز سید صاحب چھینٹ ہزارہ کا جبّہ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ کہ ہزارہ اُس چھینٹ کو کہتے تھے جس کے گل وبوٹے مختلف ہوتے تھے کہ آپنے دونون بزرگون سے خطاب کر کے فرمایا ای حضرات اس چھینٹ مین صوفیہ کرام کا مسئلہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ حق تعالی کی تجلی مین تکرار نہین ہوتی ہے۔ آپ کے اس قول سے دونون بزرگ مسکرائے۔ اون کی بستگی کشادگی سے مبدل ہوگئی۔ دونون بزرگ باہم مکالمہ کرنے لگے۔ اور اُٹھے اور فرمایا خدا تعالی عالم ہستی سے خارج ہے۔ اور عالم کے ہر ایک جز مین موجود ہے واحد کی طرح۔ علمائے حساب واحد کو اعداد سے نہین شمار کرتے ہین اور وہ تمام عداد مین موجود ہے۔ یہہ مضمون رباعی مین موزون کیا گیا ہے۔ رباعی

احد برون ز عالم ایجاد است	اما ہید ابجملہ افراد است
شک نیست کہ واحد نبود از اعداد	لیکن موجود در ہمہ عداد است

پہر فرمایا کہ اس عالم مین جو تمام سے کمتر ہے۔ عالم اخری مین تمام سے برتر و بہتر ہے
جیسا کہ کتاب کے صفحہ مین انتہائے صفحہ کا کلمہ اس صفحہ کے تمام کلمات سے موخر ہے
لیکن دوسرے صفحہ کے تمام کلمات و فقرات سے مقدم ہے آپنے اس مضمون کو
موزون کیا۔ ھو ھذہ

سہر فراز آنجہان باشد ذلیل اینجہان | حرف ختم صفحہ تاج صفحہ آئندہ است

آپکے علم وفضل کا ذکر

آپ جامع کمالات انسانی و مظہر انوار تجلیات ربانی تہے۔ برہان قاطع معقولات
و میزان عدل منقولات شیرازہ بند دفتر صلح کل۔ آب و رنگ بہار تفضل۔ پیشوائے
ارباب بلاغت و قدوۂ صاحبان فصاحت مفتاح کنوز الہی۔ و مصباح رموز نامتناہی
آپکا تبحر علم وفضل علمائے معاصرین کے نزدیک مسلم الثبوت تہا۔ آپکی
طبیعت فطرۃً موزون تہی۔ شعرگوئی و شعرفہمی کی استعداد خداداد تہی۔ آپ علوم
و فنون کی تکمیل سے پہلے ہی شعر موزون کرنے لگے۔ آپکے اشعار سنجیدہ و پسندیدہ
ہوتے تہے۔ مضامین تشبیہ استعارہ کے زیور سے آراستہ ہوتے تہے۔ جب آپ تحصیل
علوم و فنون سے فارغ ہوئے۔ تب آپ درس و تدریس مین ہمہ تن مصروف ہوئے اور
شعرگوئی کے میدان مین ایسی سبقت کی کہ امثال و اقران مین مقدم ہوگئے۔ اور اساتذہ
کے زمرہ مین شمار کئے گئے۔ عربی و فارسی دونون زبان مین موزون فرماتے تہے۔ اور اپنے
جد اعلی مولانا عبد الجلیل بلگرامی اور اپنے ماموں سید محمد بلگرامی سے اصلاح لیتے تہے
آپکا کلام کیا ہے گویا الہام ہے باوجود بسیارگوئی کلام کو خوبی و خوش اسلوبی کے قالب
مین بطرز عجیب و غریب ڈہالتے ہین۔ خیالات نفائس کا فوٹو نہایت خوشنما پیرایہ مین

کھینچتے ہین۔ مضامین کو تشبیہ و استعارہ کے نوادر زیور سے سجاتے ہین۔ آپکا کلام
معجز نظام اعجاز عیسوی کا دم بھرتا ہے۔ اور اپنے ید بیضا سے سحر سامری کا بازار سرد کرتا ہے
آپ صاحب تالیف و تصنیف ہین۔ عربی و فارسی مین آپکے متعدد دیوان مدون ہین
چونکہ آپکے اکثر قصائد حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین ہین۔ آپکو
حسان الہند کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ آپنے عربی اشعار کو ایسی ایسی تشبیہات سے
آراستہ فرمایا کہ اہل عرب آپکی تقلید کرنے لگے۔ ہند مین ابتدائے فتح اسلام سے کوئی شخص
ایسا پیدا نہین ہوا۔ اکبری عہد کے بعد آپ ہی ایک ایسے بزرگ ہین کہ تذکرہ نویسون مین
مقدم و مستند مانے جاتے ہین۔ تاریخ و تذکرہ نویسی مین قوت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے
آپکی تصنیفات سے متعدد کتابین متداول و متعارف ہین۔ از انجملہ تذکرہ خزانہ عامرہ
و ید بیضا۔ و سرو آزاد۔ و غزلان الہند۔ شرح بخاری تا کتاب الزکوۃ۔ و شمامۃ الہند
فی ذکر الہند۔ تسلیۃ الفواد۔ سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات۔ روضۃ الاولیائے
خلد آباد۔ ماثر الکرام۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان۔ دو دیوان عربی سہ ہزار اشعار
دیوان فارسی پنجہزار بیت۔ خود آزاد صاحب ترجمہ خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ مین نے
کلام عربی کو طرز خاص سے ادا کیا ہے۔ اور بابل کے افسانہ گویون کا بازار سرد کیا ہے
مین طوطی ہند ہون قمریان عرب کے ساتھہ ہمدم و ہم نوا ہون و نغمہ سنج پورب ہون
با خوش نوایان حجاز ہم آواز۔

من قولہ

سخن عربی را بطرز خاص ادا میکنم و بازار افسون خوانان بابل می شکنم۔ طوطی ہندم با قمریان
عرب دمسازم و نغمہ سنج پوربم با خوش نوایان حجاز ہم آواز۔ دیوان فقیر در حرمین شریفین

وبلاد یمن و مصر شہرت و محافل عرب عربا باین غربت تازہ وارد معمور گویا شوکت
بخاری از زبان من گوید ؎

شنیدہ اند بتان یمن کلام مرا + نوشتہ اند بآب عقیق نام مرا + انتہی کلامہ

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سید حسین بغدادی جو عالم فاضل و شاعر علامہ تہا بغداد سے
عازم ہند ہو کے شہر اورنگ آباد مین وارد ہوا حضرت آزاد سے ملا چند روز باہم خوب ملاقات
رہی۔ آپ کے قصائد نعتیہ سنکے وجد کرتا تہا۔ آپکی فصاحت و بلاغت کی داد دیتا تہا۔
جب سید بغداد عربی اورنگ آباد سے عازم بغداد ہوا۔ آپکے دیوان کے دو نسخے ہمرہ لیگیا
بندر مسقط مین پہنچ کے ایک خط عربی عبارت مین مورخہ ۲۹ ماہ رجب سنہ ۱۱۸۰ ہجری آپکی
خدمت مین بہیجا۔ خط مذکور بتاریخ دہم رمضان سنہ مذکور شہر اورنگ آباد مین پہنچا۔ اسمین
لکہتا ہے کہ حسن اتفاق سے یہان بصرہ و بحرین کے علما و شعرائے اکابر جمع ہوئے مین نے
آپکا عربی دیوان علما کے مجمع مین پیش کیا۔ تمام نے دیکہا اور پڑہا بہت پسند کیا ہر ایک
مرحبا مرحبا واہ واہ کہتا تہا۔ اشعار کے مضامین پر وجد کرتے تہے۔ اور تعجب کرتے مین
کہ ہندی الاصل جسکی نشو نما ہند کی سرزمین ہوئی ہو کسطرح زبان عربی اہل زبان کی طرح
کہتا ہے اور اشعار مین مضامین فصاحت و بلاغت دلپذیر باندہتا ہے۔ منجملہ علمائے بحرین
حضرت شیخ عبد العلی بحرینی نے جو اجل علما سے ہے کہا۔ واللہ لو ادعی النبوۃ
فی الھند صاحب ھذا الدیوان لصحت دعواہ یعنے قسم خدا اگر دعوی نبوت
کند در ہند صاحب این دیوان ہر آئینہ صحیح شود انتہی مضمون المکتوب۔

میرزا محمد امین مثل قطعہ خواجہ حافظ شیرازی جسکا اول یہہ ہے ؎

بعہد سلطنت شاہ ابو اسحق + بہ پنج شخص ملک فارس بود آباد الخ کہتا ہے ؎

درین زمانه که ارباب فضل کمیاب اند | ز بلگرام دو شخص اند در سخن استاد
یکے امام زمان سیدی غلام نبی | رسانده فطرت او شعر هند را بمراد
کلام فائق آن شهرهٔ دیار عرب | ز خوبی سخن این بهند شور فساد
نگاه دار همیشه الٰهی ایشان را | بمرسل عربی و آله الامجاد

حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے دیوان فارسی سے چند اجزا خان آرزو کے پاس اورنگ آباد سے دہلی بھیجے۔ خان آرزو نے جواب مین لکھا کہ مین نے آپکے اشعار اول سے آخر تک دیکھے کوئی شعر لطف و مزے سے خالی نہین انتہی کلامہ۔

بخدا خان آرزو کی زبان سے حرف راست و درست مطابق واقع برآمد ہوا۔ دیوان کے مطالعہ سے آپکے کلام فصاحت لتیام کی خوبی و نازکخیالی معلوم ہوتی ہے۔

جب آپ سبحۃ المرجان کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ چاہا کہ ایک نسخہ دیار عرب مین روانہ کرین بمقتضائے وقت انہین ایام مین فیمابین نصاریٰ و اعراب مناقشہ واقع ہوا بسبب فتنہ و شر علما و اکابر تجار بصرہ و بحرین سے حفظ جان و مال کے لئے سرزمین مسقط مین پناہ گیر تھے۔ آپنے ایک نسخہ مع خط عربی بنام سلطان مسقط امام احمد بن سعید نواب قائم الدولہ حاکم بندر سورت کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ آپ اپنے ذریعہ سے امام مسقط کے خدمت مین روانہ کرین۔ نواب موصوف نے کتاب مکتوب کو روانہ کیا۔ امام نے نامہ کا جواب بتعظیم تمام و تعریف کتاب مع ہدیہ بھیجا۔ **وھو ھذہ**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ المتوکل علیہ المعتصم بہ امام المسلمین احمد بن سعید بن احمد بن محمد البوسعیدی الی حضرۃ افصح الائمۃ لسانا وابرعهم بیانا واحدهم

عقلاً و اثبتهم نقلاً الشیخ الاستاد علامۃ الدھر و فریدۃ العصر ازاد الحسینی الواسطی البلگرامی سلمہ اللہ تعالی۔ احی رسوم الفصاحۃ بعد ان عفت و اطلع شموسہا بعد ان انکسفت و اجری میاہہا بعد ان غاضت وشید ارکانہا بعد ان انہاصت الخ چونکہ خط دراز ہے تخمیناً پچاس فقرے نثر مین اور چند اشعار نظم مین تہے۔ طوالت کی وجہ سے باقی فقرات کو قلم انداز کیا۔

ضمیمہ وقعت

آپ دکن مین تمام عمر اعزاز و اکرام کے ساتھہ رہے۔ اہل دکن امرا و فقرا کل آپ سے مانوس و موافق تہے۔ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی نظر مین آپ معزز و مکرم رہے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید آپکی بہت ہی خاطر و مدارات فرماتے۔ آپکو تا بہ شہادت اپنی مصاحبت مین رکہا۔ آپکے دائرہ تلمذ مین داخل ہوا۔ آپکی اصلاح سے اپنا کلام درست کرتا رہا آپ ناصر جنگ کی مجلس کے رونق تہے اگر رات ہو تو روشن چراغ۔ اگر دن ہو تو آفتاب روشن تہے۔ سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہم رکاب رہتے تہے۔ شہید مرحوم آپ سے جدا رہنا پسند نہین کرتا تہا۔ آپکی صحبت کو غنیمت سمجہتا تہا۔ اسیطرح نواب نظام علیخان خلف آصفجاہ دوم بہی آپکی بہت قدر کرتے تہے۔ چنانچہ مآثر آصفی کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت آزاد تقریب سیر یا بسبب طلب بعض احباب حیدرآباد تشریف لائے اور شاہ علی بنڈہ پر قریب دروازہ علی آباد لب سڑک پر فروکش ہوئے۔ قائم الدولہ نے آپکی تشریف آوری سے خبر دی آپنے فرمایا۔ کہان فروکش ہوئے وہ ہمارے مہمان ہین انکو مکان عزیز پر اتارنا چاہئے۔ قائم الدولہ نے فرمایا کہ علی آباد کے دروازہ کے قریب فروکش ہین فرمایا آج ہم اس راہ سے تفرجاً جائین گے۔ محل فرودگاہ کے قریب

سواری پہنچے تو ہمکو مطلع کرنا۔ آپ حسب قرارداد سہ پہر کو ہاتھی پر سوار دروازہ کے قریب پہنچے نقیب نے عرض کیا حضور یہہ آزاد کا فرودگاہ ہے۔ آپ ہاتی سے اُتر رہی تھے کہ حضرت آزاد حاضر ہوئے نذر دکھلائی۔ حضور خیر و عافیت دریافت کرکے روانہ ہوگئے۔ سیر سے مراجعت کرکے آئے۔ قائم الدولہ کو حکم کیا کہ حضرت آزاد کے لئے ایکہزار روپیہ مزد قدم و شصت سیر بھیج دیجئے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت آزاد نے عطیہ حضور کو منظور فرمایا۔ اور شکریہ ادا کیا۔ دوسرے روز آپ حضور سے ملے۔ حضور آپکی ملاقات سے بہت مسرور ہوئے۔ پوچھا آپ کبتک یہان رہین گے۔ آپنے فرمایا۔ چندروز۔ حکم صادر ہوا۔ کہ آپ ہمارے مہمان ہین ہر روز صبح و شام آپکے لئے خاص ہمارے خاصہ سے ماحضر طعام بھیجتے رہین۔ جب تک آپ رہے خاصہ کے طعام سے سرفراز رہے دیکھو سرکار آصف جاہ اول کے زمانہ سے اس عہد تک وہی شان مہمان نوازی۔ و علما و فضلا کی قدردانی۔ اور ہر ایک اہل ہنر کی جوہر شناسی نسلاً بعد نسلٍ میراثاً اباً عن جدٍ مسلسل نظر آتی ہے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت تو مہمان غریب کی ایسی مہمانی و خاطرداری فرماتے ہین کہ وہ وطن کو غربت اور دکن وطن قرار دیتا ہے۔ اور آپکے سایۂ عاطفت مین ایسا جمتا ہے کہ مرکے اُٹھتا ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت میر محبوبعلیخان نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ ششم مع صاحبزادگان بلند اقبال دائم وقائم رکھے آمین ثم آمین۔

تعمیر عافیت خانہ کا ذکر

آپنے ۱۲۹۵؁ ہجری مین عزم جزم کیا کہ اس مسافرخانۂ ناپائیدار سے دارالسرور پائیدار کی طرف رحلت ضرور ہے۔ پس زاد راحلہ کی فکر کرنا چاہئے۔ راتدن اعمال خیر و افعال پسندیدہ

کئے جاتے تھے۔ اور مکان اصلی و وطن ابدی کیطرف جانیکے لئے مستعد رہتے تھے۔ آپنے
جسم خاکی کے دفن کیلئے ایک قطعۂ زمین روضۂ خلد آباد قریب مزار حضرت شاہ برہان الدین
غریب خرید کیا۔ اور وہان قبر بنوائی۔ تاکہ اس قالب سے روح کے برآمد ہونیکے بعد آسانی سے
جسم خانی کو اسمین دفن کرین۔ اور آپنے اُسکا نام عاقبت خانہ رکھا۔ عاقبت خانہ کی
آبادی و تعمیر کا جشن بزرگ و عرس عظیم الشان منعقد فرمایا جشن مین شعرا و امرا و مشائخ کو
دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کہانے پکوائے اور طرح طرح کے حلوے بنوائے۔ حاضرین دعوت کی
خاطر و مدارات و تواضع مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تہے۔ اور کہتے تہے یہہ جشن
وداعی ہے۔ غنیمت ہے خلان باصفا و دوستان باوفا کا مجمع آپ ہر ایک سے فرماتے تہے۔
ھذا فراق بینی وبینک آپکے اس فقرہ سے ہر ایک کے دل پر حسرت و رقت موثر ہوتی تہی۔
آپ بشاش و بشاش تہے فرماتے تہے یہہ جدائی چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبی مین باہم ملینگے۔
یکے بعد دیگرے اُسی مقام اصلی مین پہنچ جائین گے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے کوئی پیچھے
پہنچیگا۔ طعام سے فارغ ہونیکے بعد آپ نے تمام حاضرین جشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہر ایک سے
معافی چاہی۔ شعرانے آپکے عاقبت خانہ کے تعمیر کی تاریخین کہین۔ اور آپکی مدح سرائی
مین قطعات مدحیہ و دعائیہ لکہے۔ مین نے یہہ واقعات کتاب مسمی تنبیہ الثقلین فی
جلائل حضرت محبوب سبحانی مولفہ میر غلام علی ارشد تخلص مین دیکہے۔ اور یہی اسمین انکا ارسلام
تذکرہ تہے۔ افسوس وہ نسخہ نادر الوجود رود موسی کی طغیانی مین برباد و تلف ہو گیا۔ اسکی
گم ہونے پر مجکو سخت رنج والم عائد حال ہے۔ بامرلاچاری صبر و شکر اختیار کرتا ہون۔ اس
جشن کے بعد آپ پانچ سال تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم
جاودانی کیطرف رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی رحلت سے

مشاہیر شہر و مشائخ کرام و امرائے عظام کو بہت رنج و غم لاحق ہوا۔ تمام مشائخ و بزرگان شہر نے آپ کی تجہیز و تکفین کر کے آپکا جنازہ اعزاز و اکرام کے ساتھہ لیجا کے خانۂ معہود مین دفن کیا۔ کسی شاعر نے آپ کی رحلت کا مادۂ تاریخ نکالا ۔ ع آہ غلام علی آزاد
۱۲۰۰ھ

سخن دانی و سخن فہمی کا ذکر

آپ ایسے ذکی الطبع و سریع الفہم تھے اشعار مالاینحل کو آسانی سے حل کر دیتے تھے۔ اساتذہ و قدما کے کلام کی توجیہ واقع کے مطابق فرماتے تھے۔ محاورات و اصطلاحات سے ماہر تھے استعارات و تشبیہات کے رموز سے واقف تھے۔ کلام کی بلاغت و فصاحت کو خوب پہنچتے تھے مضامین کی خوبیان و معانی کی نازکخیالان۔ و صنایع بدایع کی موشکافیان صراحت و وضاحت کے ساتھہ حسن تقریر سے کرسی ظہور پر جلوہ افروز فرماتے تھے۔ سامعین و طالبین آپکی تقریر دلپذیر سے محظوظ ہوتے تھے۔ اور کلام کے حسن و قبح سے واقف ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت جامع العلوم الفنون تھی۔ اور خاص آپ کی طبع سلیم ہر ایک علم و فن سے مناسب تھی۔ جس فن و علم کا طالب آپکی خدمت مین آتا تھا مستفید ہوتا تھا۔ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و کامیاب ہوتا تھا۔ آپ اورنگ آباد دکن مین شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت پذیر و گوشہ نشین تھے۔ قطب کی طرح جمے ہوئے تا بزندگی مقام تکیہ سے نہین نکلے آپ کی شہرت ہند و سندھ و عرب و عجم کے اطراف مین کھوم رہی تھی۔ آپ شب و روز درس و تدریس و اصلاح شعر و شاعری مین مصروف رہتے تھے۔ آپکی مجلس مین مذاکرہ علوم و فنون کا جوش و شعر و شاعری کا خروش رہتا تھا۔ آپکے حلقۂ درس مین طلبا عرب و عجم رہتے تھے۔ آپکی بدولت دکن مین اکثر پیرایۂ علم سے آراستہ ہو گئے۔ مثلاً مولانا عبدالوہاب افتخار مولف تذکرۂ بی نظیر و عبدالقادر مہربان فخری۔ و افضل بیگ خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا

ولچھمی نرائن شفیق مولف گل رعنا وغیرہا و غلام علی ارشاد مولف تنبیہات شاکین۔ و مولانا رفیع الدین قندہاری۔ و نواب ناصر جنگ شہید وغیرہم۔ یہہ تمام آپکے خوان نعمت سے مستفید ہوئے ہین۔ اب ہین بطور نمونہ آپکی تحقیقات مسائل مختلفہ و حل مشکلات مالاینحل سے دو ایک مثالین ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ میرے کلام کی تصدیق۔ اور حضرت آزاد صاحب ترجمہ کی ذکاوت ذہن و سرعت فہم کا اندازہ ہوجائے ایکروز وقت صبح نواب شہید کے دیوانخانہ مین شعرا و امرا مجتمع تھے۔ نواب نے غزل پڑہنی شروع کی ایک شعر مین سرو خرامان بمعنی درخت سرو باندہا تہا۔ موسوی خان جرات نے کہا کہ سرو خرامان معشوق کے قد پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر اسکا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے۔ نواب نے آپکے طرف اشارہ کیا آپنے فرمایا کہ میرزا صائب نے سرو خرامان سے درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

یکرہ برآر از آستین دست نگارین در چمن   تا دستہا پنہان کند سرو خرامان در بغل

نواب شہید بہت محظوظ ہوئے اور بیت کو حفظ کرلی۔ جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ درخت زمین گیر کو خرامان کہا۔ آپنے جواب مین فرمایا شعر کی بنا تخئیل پر ہے۔ درخت ہوا کی تحریک سے ہلتا ہے گویا خرامان کرتا ہے۔ ایسا ہی آپنے سلمان ساوجی کا شعر بھی تائید امیان کیا ؎

سروا ز صبا گر روچنان تا چون قدت شد باروان   ہر چند بنجرامدبان سرو خرامان کی رسد

آپ کے نظائر و شواہد سے تمام حاضرین مجلس خاص مولانا جرات خاموش ہوگئے۔ اور آپکی معلومات و شعر فہمی کی تعریف کرنے لگے۔ آپکی سخن دانی و سخن فہمی کا کامل اندازہ آپکی تالیفات و تصنیفات دیکھنے سے ہوتا ہے۔ طوالت کی وجہ سے صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کیا۔ اگر

کوئی طالب تحقیق و شائق ہو تو آپ کی تالیفات کو دیکھے۔

تاریخ گوئی کی مہارت کا ذکر

آپ تاریخ گوئی مین فرد کامل تھے اکثر واقعات خوشی و غمی کی تاریخین موزون فرماتے تھے۔ اشعار موزون مین ایک مصرع یا نصف یا زائد مادۂ تاریخ وسن واقعہ ہوتا ہے بحساب جمل حروف ابجدی پورا سنہ برآمد ہوتا ہے۔ آپکے قطعات تاریخی بیشمار ہین اگر جمع کئے جائین تو ایک کامل کتاب مفید ہو جائے۔ مین چند تاریخی قطعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے لطف اُٹھائین۔

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ ہند۔ و وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدینخان بہادر و نواب میر قمر الدینخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر یہ ارکین ثلاثہ یکے بعد دیگرے عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے باسقاط شش عدد تعمیہ تاریخ کہی ۔ ۵

گذشت تاریخ چون شنیدم آہ	موت شاہ و وزیر آصفجاہ

ایضاً

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	فنا دخیف سہ در یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ	نماند شاہ زمان با وزیر آصف دہر

تاریخ شہادت نواب ناصر جنگ بہادر مرحوم

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

تاریخ وفات شجاع الدولہ

کرد از عالم فانی رحلت	سرور غالب صاحب صولت

گفت تاریخ این ظفر آزاد — نصرت بادشاه عالیجاه

١١٧٣ھ

ایضاً

شاه بادُر را پس از دوتا به گشت — کرد در انجام و در آغاز فتح

سورنائے خامۂ تاریخش نواخت — شاه دُرّانی نموده باز فتح

١١٧٤ھ

ایضاً

بااو بافوج خود تلف شد — از دست مجاهدان قتال

تاریخ شکست فوج کفار — فرمود خرد غنیم پامال

تاریخ فتح کشمیر

کشمیر گرفت بار دیگر — سلطان احمد بزور شمشیر

فرمود زبان تیغ تاریخ — او فتح نمود باز کشمیر

١١٧ھ

منه تاریخ رحلت میرزا خان رسا

شیراز نظم میرزا خان — هم شهره بفکر او مباهی

تاریخ وفات او خرد گفت — پیوست برحمت الٰهی

١١٧٤ھ

منه تاریخ رحلت موسوی خان جرات

موسوی خان کلک گهربار — آبرو داد شعر و انشا را

گفت تاریخ رحلتش آزاد — کرد جرات وداع دنیا را

١١٧٥ھ

منه تاریخ رحلت سراج الدین علیخان آزاد

خان والاشان سراج الدین علی — شمع رونق بخش بزم گفتگو

زود رقم آزاد سال رحلتش — رحمت کامل بروح آرزو

١١٦٩ھ

منہ تاریخ میر محمد افضل الہ آبادی ثابت

استاذیان کہ کرد تعلیم	اعجاز سخن بکلک صامت
تاریخ برائے رحلت او	فرمود خرد رحیل ثابت

اب مین آپکے اشعار آبدار فارسی بترتیب ردیف گزارش کرتا ہون۔ ھوھذا

الہی نالۂ گرمی دل دیوانۂ ما را
کرامت کن نہال آتشینی دانۂ ما را

بدہ در دست زنگار ہوس آئینہ دل را
زحسن خویش کن آباد حیرت خانۂ ما را

گریبان را نظر بر زشتی مہمان نمی باشد
مبر از باغ بیرون سبزۂ بیگانۂ ما را

درین محفل مکن از دست مردم آبریزی
تو گردش دہ برنگ آسمان پیمانۂ ما را

ولہ

بر از آمد بسم اللہ تیغ خوش مقالی را
مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را

چہ آن زلفے کہ بعد از شانہ کردن تاب بر بندد
بجمعیت رساند صبر من آشفتہ حالی را

نگاہے ہست چشم یار را با چشم گریانم
کہ بستان در دست میداد زد ابر بنگالی را

ولہ

گرچہ فرمود ز بند قفس آزاد مرا
گشت بیرون قفس منت صیاد مرا

بلبلے دور زگلزار بزاری میگفت
خاطر عاطر گل کاش کند یاد مرا

ولہ

کرد تا آہنگ رفتن محمل جانان ما
چون جرس در سینہ می غلطد دل نالان ما

ولہ

مزاج کم کسے را الفت اول بجا ماند
برو در بیکسی سنجیدہ ام اسباب یاران را

ولہ

بے فنائے خود میسر نیست دیدار شما
میفروشد خویش را اول خریدار شما

منکہ باشم تا شوم در بزم والا بار یاب
میکنم سر را فدا بر پائے دیوار شما

ولہ

سفیدی آمدہ بیوقت زلف پرخم را
مبین بچشم حقارت بلائے رقم را

اسیر دام دو معشوق می شود رسوا
برآورد ز چمن آفتاب شبنم را

کردم علاج درد دل خود ز درد دل | از می توان شکست خمار شراب را
در وصل بیقراری عاشق نمی رود | دارم گواه خویش گل آفتاب را

وله

زخود گذشتم و در عالم دگر رفتم | مریض عشقم و تبدیل می کنم جا را
دو چشم او دل آزاد را ز پا فکند | دو ناتوان زده بر خاک یک توانا را

وله

با سر به سر و کار ندارد بصر ما | خاک قدم یار بود در نظر ما
واللّه که ما طاقت پرواز نداریم | صیاد چرا می شکند بال و پر ما

وله

ای مصور از تو آید اینقدر تدبیر ما | با شبیه آن پری پیکر مکش تصویر ما
التماس آشنایان را مفگن بر زمین | قابل گوش تو باشد گوهر تقریر ما

وله

ساقی ما جا و بجا امید به پیمانه را | یا آگهی هوش ده این قاسم دیوانه را

وله

می داد چشم یار دل زخم دیده را | داند که نافع ست جراحت رسیده را
خطش دمید و وحشی دل را اسیر کرد | تو چاکری گرفت غزال رمیده را
پیری رسید بر در طاعت مقیم شو | ضایع مساز حلقهٔ قد خمیده را
نازم به صاحبی که سراپا مروت ست | آزاد کرد پیر غلام خریده را

وله

با گل پیام گفت ز برگ گیاه ما | شاباش بر نسیم سفارت پناه ما
تسخیر دل نمود بطوری که داد و واه | هر چند خورد سال بود بادشاه ما

وله

همچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیده ایم | تار و پود شعله و آب ست در دامان ما

وله

با تو تا نیست روزنا توان روشن شود | گر کتان را فکنی در آفتاب ماهتاب

وله

بادشاها خاطر آزاد را آباد کن | ننگ سلطان ست در اقلیم و شهر خراب

وله

دست طلب عنبر و گوهر شنیدنی است | یکبار طره و سخن او شنیدنی ست

بی فیض قابل دم تیغ اجل بود — شاخے کہ برگ و بار ندارد بریدنی ست

وله

نامہ را در پیش پائے قاصد افگندی کجاست — خاکساری اثرہا در وصول نامہ ہاست

گفتم آن یار کہ باشد شمع این محفل کجاست — آمد آواز کہ در دل جوئے گفتم دل کجاست

بیا کہ چون گہر مہتو چشم تر باقی ست — تمام خشک شدم لیکن اینقدر باقی ست

توان رساند بہ بالین حضرت صیاد — ز مرغ بسمل او مشت بال و پر باقی ست

وله

دل با علو ہمت خود از جہان گذشت — بر پشت این براق ز تیرہ آسمان گذشت

با من نسیم صبح حدیث صحیح گفت — بیمار شد کسیکہ برین گلستان گذشت

وله

در ہجر از خرابی احوال ما مپرس — یعنی کہ در قلمرو ما بادشاہ نیست

وله

دست ہوس مزن کمر یار نازک ست — شوخی مکن چو آبلہ کاین کار نازک ست

دل از غبار خاطر خویش بشکند — این شیشہ لطیف چہ مقدار نازک ست

اے باد صبح مرضی او دیدہ عرض کن — پیغام من کہ نازک و بسیار نازک ست

وله

بودہ آہوئے صیاد شناس — دام در راہ تو چیدیم عبث

وله

شراب خوردہ ز میخانہ شد روان کج مج — کلاہ گوشہ بسر حرف زو زبان کج مج

وله

معاشران سبب پیچ و تاب می پرسند — ندیدہ اند مگر زلف جا بجا کج مج

وله

خوش قدان ساغر بکف چو شاخ گل ایستادہ اند — شاید از دست کسی این بستان گیر قدح

کسے چہ رنگ اقامت درین زمین ریزد — نشد ز آبلہ خار این بیابان سرخ

سپہر پایہ دولت بتلخ رو بخشند — رخ محیط نماید ز شاخ مرجان سرخ

عمرے بسوے عمارۂ ما گذر نکرد — روزیکہ کرد زود گذشت و خبر نکرد

با آنکہ صبح و شام ازین راہ می رود — یکبار جوئے گور غریبان نظر نکرد

در بزم دوش جانب ما ملتفت نشد ‌‌ — اینهم غنیمت است که ما را بدر نکرد

وله

خط مشکین خال رخسار ترا بر سر رسید — فوج هندوستان بتسخیر ملک عنبر رسید

پیش گل بی رتبه می گردد بهار یاسمن — قدر مفلس نیست در بزمی که صاحب زر رسید

وله

سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می شود — نیشکر را نی ببالا کم حلاوت می شود

وله

ساقیا امروز بقصد جست باران میرسد — فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد

میتوان تا دامن صحرا باستقبال رفت — در چنین روزی که ابر از کوهساران میرسد

کیست تا باری نگهدارد عنان هوش را — با هزاران ساغر گل نوبهاران میرسد

وله

در کوی یار از دل من ناله میرود — دل نیز عنقریب بدنباله میرود

دارد شراب طرفه دهان و دو چشم یار — هوشم ازین ثلاثه غساله میرود

اشکم ز بلگرام بر آید بسوی شوق — مانند رود گنگ به بنگاله میرود

وله

دلارام مرا گیسوی مشکین بر قدم افتد — چو هندوی سیه فامی که در پای صنم افتد

وله

ابروی یار و چشم تر ما نظر کنید — ماه ربیع و آب روان را نظر کنید

سحبان باین عبارت رنگین سخن نکرد — تقریر آن دو نرگس شهلا نظر کنید

وله

نیلوفر از شگفتن شبها را کند — چون یار رفت دیده خود بر که وا کند

یکبار هم بطرف مزارش نمیروند — این جرم بیکسی که بخوبان وفا کند

صیاد لاابالی من صید تشنه را — در وادیی که آب ندارد رها کند

وله

عطر حسن خلق و زر وقتی که یکجا میشود — قدر صاحب دولتان چون گل دو بالا می شود

میکند طوطی سخن اما پس از آموختن — بلبل خوش لهجه من بی استاد گویا می شود

وله

چشم دارم که مرا گوشهٔ صحرا بخشند — راضیم گر دگران را همه دنیا بخشند

دلِ آرام طلب عیش دو بالا خواهد — کاش در سایهٔ آن سرو مرا جا بخشند

وله

چه خوش شد دل سوخته مغز از دیدن این باغ میگردد — گل صد برگ را دل در جوانی داغ میگردد

این پسر سلمه الله جوان خواهد شد — هست گر ماه نوی بدر جهان خواهد شد

خورد سالی که خورد شیر پستان کرم — پدر مشفق ابنای زمان خواهد شد

گل همان به که ز رخویش ته بلبل بخشد — بعد چندی همه تاراج خزان خواهد شد

وله

صبح دیدم بدر میکده میخوارے چند — ساغرے چند خریدند بدستارے چند

چیست حاصل ز تماشای بیابانی چند — گر بهایم نخلد خار مغیلانی چند

وله

نگارِ ما دل شب در نظر نمی آید — که جز بشام و سحر زهره بر نمی آید

وداع کرد جهان را مگر نسیم علیل — که مدتیست ز جانان خبر نمی آید

بود ضرور شعور مزاجدانیها — تقرب امرا از هنر نمی آید

وله

دل از شنیدن پیغام آشنا شگفد — که غنچه از مدد و حضرت صبا شگفد

ز گرمجوشی آن آفتاب دل واشد — چو آن گلی که بهنگام استوا شگفد

منم شهید حنابند قاتل آزاد — همیشه بر سر خاکم گل حنا شگفد

وله

شیشهٔ نازک ز سنگ خار پیدا می شود — گاه می باشد که دهقان زاده میرزا می شود

همچو صیادی که نی را وصل سازد در شکار — کار ظالم از تهی مغزان دوبالا می شود

وله

عمر همیشه نقد نصیب ستاره شد — نخواه ما به نسیهٔ عمر دوباره شد

وله

نگاه نرگس خوابیده ات ز جان نافذ — خدنگ ناز تو ناجسته ز نشان نافذ

بلا بود مرض مسری که چشم ترست — که شد بچشم زدن در دل جهان نافذ

وله

زن بود در زبان هندی ناره — وقنا ربنا عذاب النار

می شکند بگلستان طرف کلاه از غرور — چشم نمائی تو هست نرگس شوخ از فرو

وله

دل عنان گرداند از یار کهن سوئے دگر — قبله را تحویل کرد از طاق ابروئے دگر

علاج خسته دلان کرده خنده لب یار — زیک انار برآید مرا و صد بیمار

وله

رو بدرگاه الٰهی چه نمائی فردا — به که خود فوت شوی پیشتر از فوت نماز

ہمچو زلفے که رسد تا کمر صاحب ناز — می کشد تا بعدم سلسلهٔ عمر دراز

مژگان بدور مردم چشم سیاه او — استاد گرد کعبه مدوّر صف نماز

وله

آتش زدیم پیکر خود را ز داغ خویش — ما سوختیم پیکر خود از چراغ خویش

فردوس را وداع چو طاؤس کرده ام — گل گل شگفته ز تماشائے باغ خویش

وله

ولے که زلف نگارے بود شبستانش — ز شاه ہند فزون است شوکت و شانش

کجا نصیب که چینم گلے ز بستانش — غنیمت است مرا نکهت گلستانش

من از خزانهٔ او گوہرے نمی‌خواہم — نمی بس است مرا از سحاب نیسانش

مرا ز خدمت آن طفل آرزو این است — که خاکروب شوم بر در دبستانش

وله

بقربانت روم پایت بوسم مرحبا ای دل — که می آئی ز سیر لیلة المعراج گیسویش

چه واقع شد که اکنون نقش پائے او نمی بینم — خوشا وقتیکه بالین سر من بود زانویش

بسکه شوخیهاست پنهان در سینهٔ جام — می تواند کرد بر رخسار آتش فام رقص

صهبا خوش است وقت بهاران علی الخصوص — در حالت ترشح باران علی الخصوص

ہنگامہائے میکده بسیار دلرباست — انداز رقص بادکشان علی الخصوص

یاران نیاز مندی من در جناب او — کردند عرض آئینه داران علی الخصوص

رسم ادب بحلقهٔ مخلص نگاهدار — در بارگاه کوه وقاران علی الخصوص

وله نیست خودداری میسر شعلهٔ جواله را — از طپیدنهائے دل صوفی نکند ناکام رقص

وله ترا ز آمدن جائے ما چه بود غرض — بجز نواختن آشنا چه بود غرض

دل شکسته قابل فشار نبود — ز تاب دادن کاکل ترا چه بود غرض

زمین آئینه را مخلصانه بوسیدی — بحیرتم که ازین التجا چه بود غرض

سوائے اینکه کند پاس حکم پیر مغان — ز پیر میکده آزاد را چه بود غرض

وله خون مرا حلال مکن میکنی غلط — زنهار این خیال مکن میکنی غلط

حال بتان همیشه بخاطر نگاه دار — انکار ز خال خال مکن میکنی غلط

وله شراب خورده کجا میرود خدا حافظ — گشاده بند قبا میرود خدا حافظ

هزار حیف که پروانه قدر خود نشناخت — به پیش شمع چرا میرود خدا حافظ

چه واقع است که آن طفل در شب تاریک — دو دیده پا بحیا میرود خدا حافظ

وله جدا از شهر شور خنده کبک رهی دارد — چه عشرتها که در کوه و بیابان است در واقع

وله موسم طفلی عجب جنت بود طاؤس را — در جوانی ز آتش اندیشه گردد داغ داغ

وله عداوت غربا میکنی زهے انصاف — تلاش کشتن ما میکنی زهے انصاف

ز ساغر تو درد محض میخواهم — جواب صاف ما میکنی زهے انصاف

وله مرا اگرچه نسبت نام ست با سهیل یمن — نمیرود طپش سینه جز بآب عقیق

اگر ز دام بلا ها نجات میطلبی — مشو اسیر تامل مرو بچاه عمیق

وله بلند رتبه کند از قبول منت ننگ — بیاض جبهه ز برگ حنا نگیرد رنگ

دو چشم شوخ تو با من کرشمها دارد — بحیرتم ز نهرهائے کافران فرنگ

حسن بیرنگ مرا نشد بلا عالم رنگ — گرد دلم شکسته تماشائے تصاویر رنگ

وله

سبز شد از فیض جاری دم هوای برشکال
محو سازد از زمین و آسمان گرد ملال

خط ترا شبدیز عارض را بزلف آراستی
عامل معزول را از مرحمت کردی بحال

چون بلا نازل شود سازند ناسازان بهم
تارهای مختلف را کوک سازد گوشمال

نیست در صف بینوائی قسمت آزادگان
جاده پیدا می‌کند در خود زمین پامال

بی مشقت نیست ممکن وصل آن سرو سهی
خار بستی از رقیبان هست گرد این نهال

وله

نوازد گر باهنگ ترنم نفس بلبل
دهد هر غنچهٔ خاموش را شور جرس بلبل

دماغ عاشق شوریده هم دارد بلندیها
نشستن بر بساط برگ گل دارد هوس بلبل

وله

گره کند در شکن زلف ترا غمخواری دل
نشنود گوش تو با قرب مکان زاری دل

وله

من از سر رشتهٔ طول امل دامان رها کردم
بزور این مهره را بیرون ز کام اژدها کردم

مرا چون غنچه کی شد فرصت نظارهٔ هستی
نفس گردید تاراج صبا تا چشم وا کردم

گرانی کرد بار زندگی از دام بر دوشش
چو شاخ میوه‌دار از پختگی سر را جدا کردم

وله

میرود مکتوب من دائم ز بخت نارسا
کاش من هم بال مرغ نامه بر میداشتم

هر کسی برداشت یک چیزی ز اسباب جهان
من از این دنیای فانی دست بر سر داشتم

وله

بیخودم از نشاء و [illegible] برنگ چشم یار
خود قدح گردان و خود مخمور و خود میخانه‌ام

چو سایه در قدم سرو سرفراز توام
مرید سلسلهٔ گیسوی دراز توام

وله

دلم را کرد غارت زلف جانانی که من دارم
بدست کافری افتاد قرآنی که من دارم

درین ماتم سرا کردند با دولاب هم رنگم
حمائل شد بگردن چشم گریانی که من دارم

وله

کشیده اند ز رنگ نیاز تصویرم
خط شکسته از خوشنویس تقدیرم

وله

کبوتر را چو طوطی کاش باشد خوش بیانی هم
که یار ار نرساند نامه پیغام زبانی هم

امید قوتم در وقت پیری نیست از صهبا — که محتاج عصا چون تاک بودم در جوانی هم

شب آزادی پروانه شد آن شمع اقدس را — بجا آورد آداب غلامی جانفشانی هم

چشم بر لطف تو دارد رخت بی سامانیم — ز آتشین تیغی تو جامهٔ عریانیم

شب نه اهل دارد وحشتی از آفتاب — ماه می باید که گیرد نور را از پیشانیم

گوهرم را آسمان هر چند دارد در گره — آخر از قید صدف بیرون برد غلطانیم

وله

نگیر تنگ مرا تو اسیر دام توام — بلطف تربیتم کن که نو غلام توام

تو بعد سوختنم قصد کشتنم داری — نکش مرا که چراغی برای شام توام

وله

از آن عنایت کم بیشمار میدانم — چو عندلیب یکی را هزار میدانم

جواب وقت تکلم بجا هلال ندهم — که قدر این گهر آبدار میدانم

ثبات نیست سفید و سیاه عالم را — نظر ز گردش لیل و نهار میدانم

نگاه مرحمتش نیست جز باهل جنون — دماغ عالی فصل بهار میدانم

وله

تماش مذهب هر شخص در نظر دارم — مرقع عجب از صلح کل ببر دارم

وله

خواهم که کارخانهٔ ایجاد بشکنم — گر دست من رسد دو جهان را بهم زنم

وله

یاران بهم نشستن فردا که دیده است — باید شمرد صحبت امروز مغتنم

اینقدر چشم ز تصویر بتان میدارم — که فروشند ببازار بتان تصویرم

کرد ازبسکه سر زلف بتان زنجیرم — نیست مقدور مصور که کشد تصویرم

وصل آن ماه کند چارهٔ بیماری من — فرصتی کو که نخواند که کند تدبیرم

منع کردی که کسی حرف شفاعت نزند — شرح کن بنده نوازا چه بود تقصیرم

وله

تو خداوندی من بندهٔ سرکار توام — خواهش خواه رها کن که گرفتار توام

جان من پیر قدم باشد و جانش بر سر — چه قدر خون ز گل گوشهٔ دستار توام

باغبان بلبل نو وارد بستان توام — وله — قبلهٔ من ز رگ گل ره که ثناخوان تو ام

قبلهٔ عالمیان کعبهٔ حاجت طلبان — خیر از حالت من گیر که قربان توام

داد بر باد جفائے تو اگر بنیادم — وله — می توانی که کنی از سر نو آبادم

در قفس یاد چمن کردم و خود را کشتم — کاش در سایهٔ گل دفن کند صیادم

منتظر دارد مرا یار کرم فرمائے من — وله — دیر می آید چو عیسی صاحب احیائے من

سائلم اما لب از اظهار مطلب بسته ام — حالتم چون ماه نو پیداست از سیمائے من

بسکه جا چون چرخ بر طاق بلندی داده اند — دست خارا را تصرف نیست بر مینائے من

بخون نازم بر از سرمهٔ آن چشم فهمیدن — وله — که درد ته نشین جام بالا نشین گردیدن

آسان درین جهان نیست سر رشته برگرفتن — وله — سوراخ میشود گوش از بهر زر گرفتن

روزیکه کامیاب شوم از لقائے او — وله — بے اختیار گریم و افتم بپائے او

شریک صحبت ناجنس زینهار مشو — وله — کناره گیر ابو بکره سبزه وار مشو

حذر از پیاله دارم شب ماهتاب بیتو — وله — بدهان مار ماند قدح شراب بیتو

صنما سیر تو کردم شب ماه جلوه فرما — بخدا که چشم من شد گل مهتاب بیتو

نه بخانه می نشینم نه بباغ انس گیرم — که بود بچشم گریان همه جا خراب بیتو

بعدالت قیامت چو حساب من ببیند — سخن فرشتگان را ندهم جواب بیتو

ماه من امشب نمیدانم که مهمان که — وله — گرم رفتی از نظر شمع شبستان که

سالها شد در سراغت سر بصحرا داده ام — اے غزال بیمروت در بیابان که

من هم آخر درد مند چشم بیمار توام — ای نظر بانت روم در فکر درمان که

تا تو رفتی یک قلم مکتب خراب افتاده است
خاطرت آزاد دارد سخت بی جمعیتی
در نظرها بسکه انداز نمایان شده
باد سیراب گلستان نواز آب بقا
هزار حیف که از مخلصان جدا شده
دل من از هوایت گشته وا آهسته آهسته
اگر طشتم فتاد از بام رسوائی بدست من
دل نومشق را در کوی او شد طاقت جولان
به پیش آفتاب آرا دهر دم سایه می کاهد
ز جانان در کمند وحدت خود میکنم یادی
چه لازم تا کشم از سبزه گل منت بیجا
نشاط آدمیان کم غم زمانه زیاد است
الهی تا زنم در هر خم گیسوی او دستی
به پیش او دل بیمار میکشد آهی
دلا بران ذقن نو دمیده خط مشکین
مرا بسمل نمودی زنده باشی
تا کجا تشنهٔ خون من ناکام شوی
ز خود آسودگان دانند آئین حق آگاهی
درین عالم که همره موافق میکند پیدا

طفل شیرین حرف من شور دبستان که
خیر باشد واله زلف پریشان که

وله

چشم بد دور را مام صف خوبان شده
بر سر تربت آزاد گل افشان شده

وله

بگو برای خدا یا که آشنا شده

وله

برنگ غنچه گل از صبا آهسته آهسته
نمی ترسم که بر خاستن ماند صدا آهسته آهسته
گذارد طفل در رفتار پا آهسته آهسته
شدم در پرتو رویش فنا آهسته آهسته

وله

درین مندل نشستم بهر تسخیر پریزادی
کفایت میکند بر مرقد من سرو آزادی

وله

برای گریه دو چشم و برای خنده دهانی

وله

کرامت کن مرا چون شاخ سنبل مو بمو دستی

وله

علاج می طلبد از طبیب بدخواهی
مخسپ در شب تاریک بر سر چاهی

وله

ز پا انداختی پاینده باشی

وله

آنقدر هم مکنی جور که بدنام شوی
درین دارالخلافت میرسد منصور را شاهی
نیامد راست از خضر و کلیم سد همراهی

آگاہ ۔ مولوی محمد باقر ناعط مدراسی

آگاہ تخلص ۔ محمد باقر نام ۔ قبیلہ نوناعط سے ہین ۔ آپکے بزرگان سلف وطنًا بیجاپوری تھے ۔ بکشش آبخورش مدراس مین آئے شہر ویلور مین سکونت اختیار کی ۔ آگاہ صاحب ترجمہ شہر مذکور مین پیدا ہوئے ۔ وہان کی سرزمین مین نشو ونما پایا ۔ سن شعور کو پہنچ کے اساتذہ کرام و علماء عظام سے کتب علوم و فنون کی تحصیل درجہ تکمیل کو پہنچائی ۔ فراغت تحصیل کے بعد درس تدریس مین مشغول ہوئے ۔ اکثر طلبہ مدراس مین آپسے فارغ التحصیل ہوئے ۔ آپ سخندانی و سخن شناسی کے صدر نشین تھے آپکا کلام مثل اہل زبان بامحاورہ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ۔ آپکے اشعار آبدار سے سامعین و شائقین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے ۔ شمع انجمن کا مولف آپکی نسبت لکھتا ہے ۔ کہ در خیابان کرناٹک ہیچو او نہالی سہر بالاکردہ ۔ واز گل زمین مدراس مثل او گلے خوش رنگ ندمیدہ انتہی کلامہ ۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے ۔ فضائل نسانی و کمالات روحانی سے بھی موصوف تھے آخر سنہ ۱۲۲۰ مین اس دارفانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے ۔۔

من اشعارہ

غم فراق تو از بسکہ کاست جان مرا	عصا ز آہ بود جسم ناتوان ما
ستم بطرۂ تو دل زار خویش را	آخر فکندہ ام برت باز خویش را
شیخ در میخانہ با ہر مست یاری میکند	ظاہرا با دختر رز خواستگاری میکند

امین ۔ محمد امین

امین تخلص ۔ محمد امین نام ۔ ہندی الاصل تھا ۔ شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر تھا

نواب سعادت اللہ خان ناظم صوبہ کرناٹک کی خدمت مین میر منشی تہا۔ نظم و نثر مین استعداد کامل رکہتا تہا۔ تحریر و تقریر مین منشی بے نظیر تہا۔ انشا گلشن سعادت و دیوان شعر اسکی تالیفات سے یادگار ہے۔ خوش فکر و سخن سنج تہا۔ اسکا کلام اہل زبان کیطرح ہوتا تہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔

من کلامہ

اگر بر چرخ چہارم رفت چشمش بر زمین باشد	نجابت ہر کرا چون مہر با رفعت قرین باشد

باب الباء موحدہ

بدیع - ملا بدیع

بدیع تخلص - ملا بدیع نام - سمرقندی الاصل تہا۔ سمرقند کے مشاہیر سے تہا۔ فن معما و تواریخ مین استاد مانا جاتا تہا۔ وطن سے دکن مین آیا۔ شہر مین اس کے فن معما و تواریخ دانی کا ذکر کوچہ و بازار مین ہوتا تہا۔ اسکا کلام دلچسپ و شیرین ہوتا تہا۔ بلدہ حیدرآباد دکن مین مدت تک رہا۔ وہان اسکو کافی کامرانی ہوئی آخر وہین رحلت کی۔

من اشعارہ

چشم تو بیدار ساز فتنہ مست است	زلف تو هندوے آفتاب پرست است
شبے در خواب او را با رقیبان ہم سخن دیدم	نہ بیند ہیچکس در خواب یارب آنچہ من دیدم
ترا اے گل چو خندان صبحدم در بوستان دیدم	ز شبنم غنچہا را آب حسرت در دہان دیدم

بسمل - میر محمد یوسف خان

بسمل تخلص - میر محمد یوسف خان نام - آپ میر امام بدخشانی کے فرزند ہین

آپ وطن مالوف سے حیدرآباد دکن مین آئی - مبارزخان صوبہ دار حیدرآباد کی ملازمت اختیار کی - مدت تک خان موصوف کی خدمت مین رہا - جب ۱۱۳۷ہجری مین مبارزخان و نواب آصفجاہ کے فیمابین جنگ ہوا - بسمل صاحب ترجمہ خان موصوف کے ہمراہ معرکہ مین تیسری تاریخ ماہ محرم سنہ مذکور مین تلوار و نیزون کے زخمون سے بسمل ہوگیا بسمل صاحب ترجمہ کے فرزند واقربا قلعہ فرخنگر مین بتقریب خدمت قلعداری سکونت پذیر تھے - شاعر خوش فکر و شیرین زبان تہا - دلیری و بہادری مین بے نظیر تہا - شعر و شاعری کا شائق تہا - بشرط فرصت کبھی کبھی شعر موزون کرتا تہا - آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تہا -

من نتائج طبعہ

زاہد تو صبح و شام عبث شور می کنی
اللہ ہو اکبرست ز اللہ اکبرست

شوخی بنجیر برہم میزند یک دام را
تا نبود ابتر دل من زلف او ابتر نشد

از گردش نگاہت شد نیم کشتہ بسمل
گرد سر تو گردم یک غمزہ بار دگر

از غم جگر فگار بردیم
این گل بسر مزار بردیم

صحرای عدم ز لالہ پر شد
تا ما دل داغدار بردیم

از حیرت ما نبود واقف
آئینہ بہ پیش یار بردیم

ای اہل وفا نداشت قدری
این جنس بہر دیار بردیم

خاک رہ او شدیم بسمل
از سرمہ چہ اعتبار بردیم

بینش - سید مرتضیٰ مدراسی

بینش تخلص - سید مرتضیٰ نام - میر صادق علی حسینی کے فرزند ہین -

مشہدی سے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم
سے پہنچتا ہے آپکی جد اعلی مشہد مقدس سے ملک دکن مین وارد ہوئے۔ گلبرگہ مین
اقامت گزین ہوئے۔ آپکے احفاد مین شاہ ابراہیم مصطفی حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز
گیسودراز کے ماموں تہے۔ شاہ نور اللہ جو شاہ ابراہیم کے اولاد مین سے تہے۔ نواب
سعادت خان کے زمانہ مین شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوے۔ شاہ نور اللہ سید ابراہیم
بینش کے جد حقیقی ہین۔ شاہ صاحب نواب والا جاہ کی عنایت و مرحمت کی وجہ سے
مدراس مین سکونت پذیر ہوئے۔ سنہ ۱۲۲۶ ہجری مین بینش کی ولادت شہر مدراس مین
واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد علماء مدراس سے کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تحصیل
کین۔ تحصیل کے بعد شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ اولاً والد ماجد و برادر سے
مشق سخن کرتے رہے۔ ثانیاً مولوی واقف سے مستفید ہوئے۔ ذکی الطبع و صحیح الفکر
و خوش تقریر و حاضر جوابی مین بیمثل۔ شعر و شاعری مین بیبدل تہا۔ حیدرآباد مین
مدت تک مقیم رہا۔ پہر مدراس مین پہنچا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ شعراء معاصرین
سے خوب مناظرہ و معارضہ کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ راہ مین
بہت سی تکلیفین اٹہائین آخر فائز المرام ہوا۔ حج و زیارت سے مشرف ہوا۔ ایک سال
کے بعد وطن مالوفہ مین مراجعت کی۔ چند مدت کے بعد وطن مین مسافر عدم ہوا۔ وفات کا
سن کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔

من اشعارہ الفارسی

نتوان یافت جز بکوچہ یار	دل از خود رمیدہ مارا
آستار عشق سبز خطان جلوہ میدہد	از سبزہ دمیدہ خاک مزار ما

نشاء بادهٔ این بزم خمار آمود است | وله | سر بسر در پئے ہر سود زیانست اینجا

دلم از زلف بتان ربط نہان میدارد | وله | دانهٔ سبحه کند رشتهٔ زنار طلب

خط شعاع نیست که از پنجهٔ جنون | وله | گشتست تار تار گریبان آفتاب

چشمم گہر اشک فشاند بقدومش | وله | گر پیک صبا زان گل رعنا خبر آرد

از وطن آواره گردید از نظر افتاده آه | وله | برق عالم سوز حسنش سوخت تا ما وانمود

لغزد چسان بکوی تو از ضعف پای دل | وله | باشد همیشه آه رسایم عصای دل

گر خاک شوم پائے حنا بست تو بوسم | وله | ور سرمه شوم چشم سیه مست تو بوسم

روز افزون حسن تو یا ماه یا آزار من | وله | گرم تر خوی تو یا خورشید یا بازار من

آستینت پر شکن یا زلف یا پیشانیم | | دست تو گوهر فشان یا ابر یا افکار من

خال مشکین طرف چشم بلا انگیزش | وله | مست افتاده سیاهی بدر میکده

بینیش بهر دلیکه صفا موج می زند | وله | نایاب گوہریست ببازار زندگی

هر دم از رنگ گل عارض آن غنچه دهن | وله | بینوا گل کند اکنون بخیالم چمنی

بہار ۔ سید علی مدراسی

بہار تخلص ۔ سید علی نام ۔ آپ سید عبد الحق مذہبًا حنفی مشربًا قادری مولدًا مدراسی کے فرزند ہین تیس تیتیس برس کی عمر ہے ۔ جوان صالح و مستعد طالب علم ہین ۔ فارسی و اردو دونون مین شعر کہتے ہین ۔ اوائل مین سید صادق حسین شریف مدراسی سے مشق سخن کرتے رہے ۔ اور آخر مین منشی امیر احمد امیر لکھنوی کے شاگرد ہوے صاحب دیوان ہین کلام شیرین و رنگین ہے ۔

من اشعارہ الہندی

نیم بسمل مرے قاتل نے مجھے چھوڑ دیا
اور آ وقت مین ٹرا رحم کے قابل ہوکر

عکس سے آئینہ مین اوس نے بگڑکر پوچھا
آپ ہی آئے ہو کیا بوسہ کے سائل ہوکر

سختیان بعد فنا بھی ہی باقی ہین بہار
سنگ میری چھاتی پہ ہاسل ہوکر

ولہ

آتی ہے بوئے محبت آج دود شمع سے
جل بجھا شاید کوئی پروانہ اس محفل مین ہے

یہ نیری نیچی نگاہین کہہ رہی ہین صاف صاف
مجھسے بڑھ کر وصل کا ارمان تیرے دل مین ہے

بلیغ۔ محمد غریب الدین فتحپوری

بلیغ تخلص - محمد غریب الدین نام فتحپوری ہسوہ کے رہنے والے ہین - کتب عربیہ درسیہ سے فارغ التحصیل ہین - جامع معقول و منقول ہین - آپنے علم حدیث مین مولوی محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے سند پائی ہے - ذہن استعداد ولائق ہین ہر ایک علم و فن مین لیاقت و قابلیت رکھتے ہین اور آپکو شعر گوئی مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی سے تلمذ ہے شعر خوب کہتے ہین - کلام صاف و شیرین ہوتا ہے - خوش طبع و خوش خلق ہین مدت سے حیدر آباد دکن مین وارد ہین - معلوم نہین کہ آپ کس محکمہ مین ملازم ہین - آپکی عمر قریبا سا پینتیس برس کی ہوگی - بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ

اون کی حنائی ہاتھ مین جام شراب ہے
یا جلوہ گر شفق مین فلک آفتاب ہے

یہ بات ہے جو کہتے نہین خط کا وہ جواب
ایک ایک حرف خط کا میری لاجواب ہے

اوٹھے اگر نقاب تو باقی رہی حیا
بے پردگی ہی آپکی عین حجاب ہے

سر پر بلا نہ لائے لٹکا کے زلف کو	آنکھیں دکہائیگا جو مجھے پہ عتاب سے
مٹی تری خراب نہو گی کبھی بلیغ	تو تو نہال باغ بن بوتراب ہے

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی

بیان تخلص۔ خواجہ احسن اللہ نام۔ آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپنے عالم شباب مین علم وفضل کے حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق کیا طبیعت مین موزونیت خدادا دتھی۔ موزون کرنے لگے۔ جناب مرزا جانجانان مظہر کے شاگرد ہوئے۔ استاد کی توجہ واصلاح سے چند ہی روز مین درجہ کمال کو پہنچے۔ آپکا کلام شیرین ودلاویز نمکین وشور انگیز ہوتا تھا۔ آپ اپنے معاصرین واقران سے بڑہ گئے۔ خوش خلق وخوش سیرت تھے۔ ظریف الطبع لطیف المزاج تھے یاران ہم مشرب سے نہایت خوشی وخرمی سے ملتے تھے خندہ رو شگفتہ پیشانی تھے۔ مولانا فخرالدین اورنگ آبادی کے مرید تھے۔ مرشد کے عاشق تھے مرشد کے معتقد ومطیع تھے۔ آخر آپ دلی سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے چند مدت تک زندہ رہے پھر آخر سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ

قفس مین مین رہائی کیلئے کیا کیا نہین کرتا		تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا
کہتا نہین مین عرش پہ اے نالہ جا پہنچ	ولہ	کانون تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہنچ
باتون مین آہ کٹنی لگا یارسی بیان	ولہ	رکھتا تھا کان تک مری فریاد کیطرف
ہوویگا ذوق حسرت دیدار مین خلل		شیرین گذر نکیجیو فرہاد کی طرف
جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی	ولہ	ظالم یہہ تیری نگاہ کیا تھی

مست آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بہی	وله	جسطرح کٹتا روز گذر جائیگی شب بہی
بیان کون ہے اتنلک یو چہتے ہو	وله	تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجہہ سے ہمنشین	وله	شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین ہی

بندہ میر محمد میر اورنگ آبادی

بندہ تخلص - میر محمد میر نام - سید صحیح النسب شریف الحسب ہین - اصلی وطن اورنگ آباد دکن ہے - آپ فارسی و عربی مین ذی استعداد طالب علم تہے - زبان ریختہ مین نہایت نزاکت و لطافت سے کلام موزون فرماتے تہے چند مثنویان ہندی زبان مین ارباب دول کی تعریف و توصیف مین تالیف کین - لچہمی نرائن صاحب کے دوستون مین سے ہین - صاحب چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ میر صاحب ابتدا مین میر تخلص کرتے تہے - جب مجہہ سے ملاقات ہوئی تو مین نے کہا کہ میر تقی میر تخلص آپکے ہمنام و تخلص ہند مین موجود ہین میرے نزدیک اشتراک تخلص خوب نہین آپنے میری بات قبول کی او سیروز سے بندہ تخلص فرمایا انتہی کلامہ آپ حرف گیرون کے بیان مین ایک مثنوی لکہی ہے - ہم مثنوی کے چند اشعار لکہتے ہین ہو ہذہ

مثنوی

سنو نکتہ چینون کا مجہسے بیان	کہ اون کی حقیقت ہے اُنپر عیان
کسیکا اگر شعر ہے خوب صاف	ولیکن وہ کہتے ز راہ خلاف
کہ اس شعر مین کچہہ نہین بند و بست	ہر اک جائے پر بحر مین ہی شکست
کسی کا ہے مضمون اگر بہتر ین	یہہ کہتے ہین وہ سارے زراہ کین
یہ مضمون مدت سے ہیگا قدیم	کہ اسکو کہا ہے اسیر و کلیم

کسی نے اگر تازہ مضمون پڑہا		کہ جس کے معانی ہے بس بے بہا
یو کہتے ہین وہ نکتہ چین از حسد	شعر	یہ مضمون کسی سے نہین ہے سند
سرو شمشاد ہو گئی حیران		جب چمن مین ترا خرام ہوا

بیان - آقا مہدی اصفہانی

بیان تخلص - آقا مہدی نام - ابو طالب کلیم کا ہمشیرہ زادہ ہے - ہمدانی المولد اصفہانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد اصفہان مین علوم و فنون مین استعداد وافی و مہارت کافی حاصل کی - جامع علوم و فواضل تہا - تحریر و تقریر مین بے نظیر زمین خوش مزاج و حلیم تہا - ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا - تکبر و غرور سے نفور۔ صاحب عزت و غیور تہا - شاعری مین استادانہ کلام شستہ و پختہ کہتا تہا - عالمگیری زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا - دلّی و لاہور و آگرہ مین چند مدت تک بسر کرتا رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا اوسوقت عبد اللہ قطب شاہ زندہ تہا - بادشاہ کے حضور مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - اُسوقت گولکنڈہ دکن مین وبائی بیماری پیدا ہوئی - اکثر خلائق اس مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوئے بیان بہی اسی مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوا - یہ واقعہ سنہ ۱۰۸۰ہجری کے آخر مین واقع ہوا - صاحب ریاض الشعرا اور صاحب تذکرہ کے بیان صاحب ترجمہ کے حال مین اختلاف کرتے ہین - صاحب ریاض الشعرا کا قول فقیر مولف کے موافق ہے - اور صاحب تذکرہ بی نظیر کہتے ہین کہ بیان اولاً وطن سے کشمیر مین وارد ہوا اور وہان سے چند روز کے بعد سنہ ۱۰۸۰ کے آخر مین وطن کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا

کشتی مین سوار ہوا کشتی کو آگ لگ گئی آگ و دریا مین حریق و غریق ہو گیا

من اشعار دا لفارسی

شب جنابت و دل خلقی ز کف افزرید
بیابان خاک رہت گرد بدعم لبست
خدنگت بہر غم وا ہمیگذارد
گذشت تیر جانان را بلا کم
ازان خار سر را ہم بکوبیت

ولہ

ولہ

ولہ

خوب دستی آن بت بیداد گروا کردہ است
بزیر پا زنگاہے میتوان کرد
اگر در سینہ ام جا میگذارد
کہ پیکان را بدل وا می گذارد
کہ آنجا مدعی پا میگذارد

بیجان - لالہ جیکشن داس اورنگ آبادی

بیجان تخلص - لالہ جیکشن داس نام آپکا وطن اورنگ آباد ہے - آپ نواب صلابت جنگ بہادر کی دارالانشا مین تہے - منشی خوش تحریر - اور خوشنویسی مین جواہر رقلم - شعر گوئی ریختہ کا فریفتہ تہا - اور شاہ سراج اورنگ آبادی کی خدمت مین کلام کی اصلاح لیتا تہا - مضامین نازک و معانی لطیف کو موزون کرتا تہا - خوش خلق نیک سیرت درویش دوست و صوفی مشرب تہا لچھمی نرائن شفیق چمنستان شعرا مین نقل کرتے ہین کہ ایکروز مجہسے شاہ سراج نے نقل کی کہ جیکشن نواب صلابت جنگ کے لشکر جانے کے لئے تیار ہوکر میرے پاس رخصت کے لئے آیا اور ایک شعر تازہ جو کہا تہا پڑہا اور اصلاح کا خواہان ہوا شعر یہ ہے

تری یاد کمر سے یون عدم مین ملگیا بیجان + کہ قالب ہی نیا وے
گو کوئی اُسکا کفن کہوے + حاصل کلام رخصت ہو کر چلا گیا اثنا اُسکا

بتاو نشان نہین انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الہندی

نگہ کی جوت پتلی کی نین سینی نمایان ہے
یار مہندی بہری ہاتون سی اگر ہووی طبیب
قید مین عاشق اگر یاد کرے گلرو کو
باغ مین کرے نرگس عرض حال اگر اپنا
کیون نہ حاصل ہوئی خوشی جگبین

ولہ

اندہاری رات مین بجلی بہی چمکی ہی خدا حافظ
نباض نبض دل بیمار سے مرجان ہووے
وہان کی زنجیر کے والے سے گلستان ہووے

ولہ

آنکہہ کے اشارت سے تب جواب دیتا ہے
دل بیجان مین جان آیا ہے

باقی ۔ راجہ گردہاری پرشا حیدر آبادی

باقی تخلص ۔ راجہ گردہاری پرشاد نام بنسی راجہ عرف ہے ۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن چھپرا ہوا ہے ۔ آپکے جد اعلی آصفجاہی زمانہ مین وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے بندگانعالی سرکار نظام کی قدردانی سے خدمات جلیلہ پر مامور ہوئے ۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کا کام دیانت داری اور امانت سے انجام دیتے رہے ۔ امانت و دیانت وقتاً فوقتاً آپکی بزرگون کی ترقی کا باعث ہوتی رہی ۔ آپکا خاندان ہمیشہ ترقی کے اوج پر عروج کرتا گیا ۔ روز بروز عزت و آبرو بڑہتی گئی ۔ فی الحال زمانہ کے امتداد سے اور خاندانی سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی پانچ یا چھہ پشتین گذری ہین ۔ برابر آپکے بزرگ مسلسل طور پر اس ریاست مین معزز و مکرم رہے ہین ۔

آپکی ولادت باسعادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی ۔ نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین ہوا ابتدائے تعلیم و تربیت کے بعد آپنے شروع شباب مین علما حیدرآباد سے کتب درسیہ

فارسیہ کی تحصیل کی۔ اور عربی مین مختصرات نحو و صرف کو حاصل کین۔ انشا پردازی
و عبارت نویسی مین منشی بیبدل ہوئے۔ فن حساب و سیاق مین جو آپکا موروثی ہی صاحب
بے مثل ہوئے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی موجزن۔ اور طبیعت مین شوخی و بیباکی
شعلہ زن تہی۔ مزاج مین جولانی اور دماغ مین سنجیدگی کا جوش۔ اور قوت ناطقہ مین تازگی
اور خیال مین نازک خیالی کا خروش تہا۔ طرفہ یہہ ہے کہ شباب کا عالم ہر رگ و ریشہ تازہ دم تہا
ایسے زمانہ رشک بہار مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ تلاش مضامین کا
ذوق ہویدا ہوا۔ آپنے اکثر استادون کے دواوین فارسی و اردو جمع کئے۔ اور ہر ایک دیوان
کو ابتدا سے انتہا تک خوض و غور و فکر سے ملاحظہ کیا۔ مواد و اسباب ہر قسم کا حافظہ کے خزانہ مین
موجود تہا۔ دواوین کا دیکہنا کیا تہا کہ آپ دیوانہ و مستانہ بنگئے۔ جوش دل سے تازہ تازہ
مضامین شگفتہ معانی کے ساتہہ موزون کرنے لگے۔ سننے والون کو آپکے کلام سے
حیرت ہوتی تہی۔ اور اکثر کثرت تعجب سے عالم سکتہ مین محو ہوتے تہے۔ آپکا کلام دونون
زبانون مین نہایت ہی شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین
ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ حضرت شمس الدین فیض کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ چنانچہ
آپ فرماتے ہین ؎

میر فیض صاحب ہین اپنے استاد　　　دکن سے جائین کیون ہندوستان ہم

آپ بظاہر امیر مگر بباطن فقیر ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ آپکا کلام ہمارے اس
قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اکثر آپکا کلام صوفیانہ ہوتا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے
توحید و وحدت عیان ہے۔ ہر ایک فقرہ و کلمہ سے انا الحق کی کیفیت نمایان ہی آپکے
صوفیانہ کلام سے صوفیائے کرام کو وجد و حال آتا ہے۔ آپکی رباعیات مین بہی کیفیت ہے

غزلیات مین عاشقانہ جوش و خروش ہے کہین خط و خال کی تعریف ہے۔ کہین سراپائے حسن و جمال کی توصیف ہے۔ کہین شمات فراق ہے کہین لذت وصال ہے۔
اور آپ کے قصائد مدحیہ کا اور ہی رنگ ہے کہین ممدوح کی سیرت و صورت کی بہار ہے کہین شجاعت و سخاوت کا گلزار ہے۔ کہین مضامین واقعہ کا مرقع۔ کہین لطافت و نزاکت کا تماشا دکھایا ہے۔ غرض کہ آپ جامع الکمال ہین۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع ہین سلیم المزاج و حلیم الخصال ہین۔ آپکی عمر قریب ستر برس کی ہو گی۔ ماشاء اللہ چشم بددور روشن دل تازہ دماغ ہین۔ ابھی تک طبیعت مین جوانی کا ولولہ و ترقی کا حوصلہ موجود ہے حسن اتفاق و اشفاق مین شہرۂ آفاق ہین۔ آپکو خلائق کے ساتھہ کیا خاص کیا عام اتفاق ہے۔ پیشتر بندگانعالی متعالی حضور پرنور کی مقرب تھے۔ رات دن مورد عنایت و مرحمت تھے۔ بعد ازان نظم جمعیت مین عہدۂ جلیلہ سررشتہ داری پر مامور ہوئے صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ کلیات یادگار باقی۔ کنوز التاریخ۔ دیوان بقائی قصائد باقی۔ سیاق باقی۔ پیرایۂ عروض۔ آئینۂ سخن وغیرہ ہین
آخر آپنے سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

شبے اے ترک ابواب طرب بر روے ما بکشا
گلہ از سر نہ بنشین کمر واکن قبا بکشا

بہ بستان نرگس شہلا بہ شوخی دیدہ می بازد
تو نیز از خواب شوخ بیدار و چشم سرمہ سا بکشا

بس اے صیاد رحمی کن بہار آمد رہائی دہ
چنین تا چند در بند قفس داری تا کجا بکشا

بیا در بادہ در بند خمارم تا کجا داری
در میخانہ اے پیر مغان بہر خدا بکشا

نگر در دست پیرم از شیشہ و ساغر تو اے ساقی
سر رطل و سبو واکن خم سر بستہ را بکشا

بہ محشر تا حساب دیگران را فرصتی باشد	تو باقی دفتر آوارہ خود را جدا بکشا
بناز آن زلف را بر بند و کاکل از ادا بکشا	آن بست و کشاد این خاطر وا بستہ را بکشا
ہمہ فانیست الا حق زبان در بحث لا بکشا	بجز او کیست باقی چشم عبرت انتہا بکشا
بہ بند از نقش چشم و صنعت نقاش را بنگر	مکن صورت پرستی دیدہ معنی نما بکشا
تماشائے دو عالم دیدنی دارد چو آئینہ	بہ بین از پائے تا سر دیدہ حیرت نما بکشا

من اشعارہ الہندی

جلوہ فرما جو کبھی وہ مہ انور ہوتا		شرف منزل خورشید میرا گھر ہوتا
بلبل آتش نفس ہوں ڈر ہی کیا صیاد کا	ولہ	شعلہ آواز سے ہو کون قفس فولاد کا
ملے گا خضر کو اپنا پتا کب	ولہ	رواں ہیں صورت ریگ رواں ہم
آگ دیتا ہوں جگر کو دل سے	ولہ	حق ہمسایہ ادا کرتا ہوں
شور گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے		مرگ یدیدہ ترا برسے کیا بدلی ہے
ایک گل میں بھی نہیں بوئے وفا باقی		اندنوں گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

ردیف بائے فارسی

پروانہ۔ شاہ ضیاء الدین برہانپوری

پروانہ تخلص۔ شاہ ضیاء الدین نام آپکا مسقط الراس دارالسرور برہانپور ہے اور آپکے بزرگان سلف اورنگ آباد آئے اور سکونت پذیر ہوئے۔ آپ بھی بزرگان سلف کے ساتھ ایام طفلگی میں آئے۔ اور اسی شہر میں نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کو پہنچکے کتب درسیہ متداولہ اساتذہ کرام سے حاصل کیں۔ در شعر و شاعری میں حضرت آزاد بلگرامی سے

اصلاح لیتے رہے۔ آزاد کی اصلاح سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ چنانچہ میر کی خدمت مین اپنی نیازمندی کا اظہار کرتا ہے ؎

پیشت اے نسیم صبح عرض مطلبی دارم ۔۔۔ رسانی حضرت آزاد را از من زمین بوسی را

پروانہ صوفی مشرب فقیر دوست تہا۔ شاہ سراج الدین اورنگ آبادی کا مرید و خلیفہ تہا تا بزندگی پیر اورنگ آباد مین قیام پذیر رہا۔ پیر کی رحلت کے بعد سیر و سیاحت کا عزم کیا پیر و مرشد کی قبر و مکان کی عمدہ تعمیر کی۔ تعمیر کے بعد بیدر گیا۔ اور وہان اپنے لئے ایک تکیہ تعمیر کیا۔ وہان کے حکام و اعزہ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تہے۔ گل رعنا کا مؤلف لکہتا ہے ایک زمانہ مین ہم روستان موافق یعنی میر اولاد محمد ذکا و میر عبدالقادر مہربان و میرزا عطا ضیا۔ و شاہ پروانہ صاحب ترجمہ وغیرہم کا مجمع ہوتا تہا۔ باہم حسن صحبت و اخلاق سے لطف و حظ حاصل ہوتا تہا۔ شعر و شاعری کا مذاکرہ و مباحثہ رہتا تہا انتہی کلامہ۔ پروانہ صاحب ترجمہ ہندی فارسی دونون زبانون مین کلام موزون کرتا تہا۔ لیکن شعرگوئی ہندی کیطرف زیادہ مائل تہا۔ کبہی کبہی اعزہ و احباب کی خواہش سے فارسی بہی موزون کرتا تہا۔ دونون زبانون مین آپکا کلام رنگین خوش ادا ہے آپ ۱۱۷۵ھ سنہ ہجری مین بطور سیر احمدنگر مین رونق افزا ہوئے تہے۔ بمقتضائے آب و خورش رہا چند مدت تک وہان سکونت پذیر رہے۔ اس سکونت کی وجہ سے بعض نے آپکو احمدنگری اور بعض نے بیدری لکہا۔ واقع مین آپ مولد برہانپوری نشو و نما کی وجہ سے اورنگ آبادی تہے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکا سنہ وفات نہین لکہا۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین رحلت کی۔ والعلم عنداللہ

من اشعارہ الفارسی

در جناب حق ز شرم آبرو لائیسم ما | بر سر غیر خدا تیغ تبرائیسم ما
کی شناسد هستی ما چشم پوچ هر حباب | در نظرها قطره‌ایم و عین دریائیسم ما

وله
در میان ما حجابی نیست جز پندار ما | آئینه شد حد فاصل شاهد و مشهود ما

وله
کی فهمد بجز عشاق قدر کم نگاهی را | تغافلهای صیاد است دام مرغ ماهی را
بدست خنجر و در دست دیگر تیغ می آید | خدا حافظ دل خود داده ام طفل سپاهی را
بمن پروانه دیر و حرم این حرف میگوید | که در هر شمع دیدم شعلهٔ نور الهی را

وله
روز عید از دست خود فرمود قربانی مرا | خلعت بسیار رنگین کرد ارزانی مرا
رنگ دامن کرد رسوا قاتل بیرحم را | آه گشت از خون خود حاصل پشیمانی مرا

وله
چه بخت سبز دارد هر که می بوسد دهانش را | بمن هم لطف کن یارب نصیب برگ پانش را

وله
اگرت بود بدل اینچنین که تخلص شود یقین | پر و بال سوخته‌ام ببین بطواف شمع لگن درا

وله
انحرافی از هوا دارد مزاج عندلیب | می توان از قرص گل کردن علاج عندلیب

وله
کیست از سلسله جویان که گرفتار تو نیست | نیست در مصر عزیزی که خریدار تو نیست

وله
سیه هم دل نگاری که وفائی دارد | باز ده آئینهٔ من که زسرکار تو نیست
روش پروانه با شمع خود آرائی گفت | که بجز من سببی گرمی بازار تو نیست

وله
ندارد رو بر کف ساقی این پیاله عبث | نکرده ایم باو نقد جان حواله عبث

وله
پای من وقت خزان گشت بدامان محتاج | فصل گل دست جنون شد بگریبان محتاج

وله
نه از تراوش می روش شور قلقل بود | که خواند شیشه او را دعای قدح

وله
ز شمع گریه ز پروانه ماند خاکستر | آب چشم صراحی بخاک پای قدح

وله
هست دبستان اگر صحن و در و دیوار سرخ | در بیابان از کف پایم بود هر خار سرخ

چون شمع مرا شعلهٔ آتش بسر افتاد
زند دم بوالهوس گر بر رخم از روی نادانی
ز شوخی بسکه داری در دل من آمد و رفتی
وبه چون نقش مرا پرسید این مقتول کیست
غنچه سان خوابیده گانرا کیسه زر می نهند
فغانم غفلت آسودگان خاک بر هم زد
نمی ماند ز رفتن شمع گر آتش بسر بارد
خیالت در دل تنگم هر آنکس بیند می گوید
تا حال دل خود بدلارام نویسم
خدا بیرون آورد از گلدام آزادم نکرد
با زبان تیر خواهم گفت حرفت را جواب
جز دل آگه خدا را کی توانی یافتن
هر بلبلی که زاغ شود هم نوای او
کی کند با سرو پا در گل به بستان خیال
لاله و سنبل نگر در کوه و صحرا کرد گل
خیال روی تو از دل نمی شود زائل
سوختن در محفل عشاق چون سر کرد شمع
موسم خط در بساط زلف و یکدل نماند
جان داد و در رهش دل امیدوار حیف

وله هر نافه یم سوخته در چشم تر افتاد
وله چو شمع گشته از سوز درونم دود برخیزد
غباری کز تو بر خاطر نشیند زود برخیزد
وله دیده و دانسته میدانم تجاهل می کند
وله هوشیارانرا چو شبنم دیدهٔ تر می دهند
وله دل بیتاب الله الله چنین باشد
رهی سالکی او را جان آگهی چنین باشد
که تاریکی چنین یوسف چنین چاهی چنین باشد
وله ای اشک می باش مشو دشمن کاغذ
وله مرغ دست آموز تمکین رشته بر پایم هنوز
وله بوالهوس از جوهر شمشیر عریانم مپرس
وله قبله گر میجوئی از قبله نما غافل مباش
باشد با و چو غنچه خموشی هزار فرض
گر کند قمری بآن سرو خرامان اختلاط
دست سرو دیوانه دارد با گریبان اختلاط
برنگ آتش خار است در وطن محفوظ
دیده را اول ز اشک آتشین تر کرد شمع
کهنه دولتمند یارب تو پریشان شد دریغ
آن طفل نی سوار بیامد هزار حیف

یکروز ہم نکرد گذار آن سیاہ چشم — وله — چشم سفید شد برہ انتظار حیف

ریخت ہر شب شورہا در دیدۂ لیلی نمک — وله — گرد پیدا در جہان یارب جنون ما نمک

در بیع گاہ یار بیک جو نمیخرند — وله — آرد اگر چہ یوسف مصری ہزار دل

بیاد سرو دلجوی قیامت نالہا کردم — وله — چو قمری مشت خاک خویش را اندر ہوا کردم

بگوش گل رسان پیغام دردآلود مشتاقان — بہ پیشت عرض احوال خود ای باد صبا کردم

نقش تصویرم سراپا انتظار کیستم — وله — کیست داند تا مرا جز خود دو چار کیستم

ہمین کہ فال شہادت گذشت در دل من — وله — رسید خنجر عریان بدست قاتل من

عشقبازان دیدہا سازند پا انداز او — رخصت تشریف فرمودن دہد گر ناز او

زکات بود فرض بر لبت امشب — کہ ماہ حسن رخت صاحب نصاب شدہ

بآواز حزین در کوی او میگفت تا بوسی — زنم بر سنگ سر تا چند مالم دست افسوسے

پناہ۔ محمد پناہ اورنگ آبادی

پناہ تخلص۔ محمد پناہ نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ لچھمی نراین شفیق کے رفیقون مین سے تہا۔ شاعر خوش سلیقہ تہا۔ فارسی و ہندی دونو زبانون مین موزون کرتا تہا کلام پاکیزہ وصاف ہے جو کچہہ کہتا ہے خوب کہتا ہے۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین زندہ تہا۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

من اشعار الہندی

تری رو زلف سیہ کی قسم ہے ای دلبر — علاج جلد مرا کر لٹرا ہے کالا ناگ

حسن کے دریا مین تیری حلقۂ در کی قسم — اہی دلکو مری نہیہ زلف جالا ہو گیا

پنچھی نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآبادی

پنچھی تخلص نجم الدین نام۔ سادات بلگرام سے ہے۔ پیشتر عاجز تخلص کرتا تہا۔ عارف الدینخان عاجز کا شہرہ سنکر بجاے عاجز پنچھی تخلص اختیار کیا۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا محلہ حسینی علم حیدرآباد کے قریب سکونت اختیار کی۔ قناعت و توکل مین زندگی بسر کرتا تہا۔ مستغنی المزاج تہا کسی امیر فقیر سے کچھہ غرض و واسطہ نہین رکہتا تہا تحجمی نرائن لکہتے ہین کہ مین سنہ ۱۱۸۰ مین میان پنچھی سے حیدرآباد مین ملا خوش مزاج و خوش خلق پایا۔ مجہہ سے نہایت محبت سے ملے۔ طرفین مین خوشی حاصل ہوئی۔ اور مجکو اپنے چند اجزا جنمین آپکے اشعار طبع زاد مرقوم تہے عنایت کئے۔ ہم اُسکے چند اشعار آبدار چمنستان شعرا سے نقل کرتے ہین۔

جناب نجم الدین صاحب نے حیدرآباد مین بلگرام کی براق کی نقل یہان حسینی علم کے قریب قائم کی۔ ابتک ہر سال ۱۰ محرم مین وہ براق قائم ہوتی ہے۔ اکثر اہل دکن نیاز گل و چراغ چڑہاتے ہین۔ شہر مین آپکے نام پر مشہور ہے۔ لوگ پنچھی کی براق سے نامزد کرتے ہین۔ یہہ خاص میری تحقیق ہے۔ اسکو کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہین لکہا آپ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب اسی شہر مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

کفر و اسلام کی کچھہ بات نہ پوچھو ہمین
بت عیار کو ہم اپنا خدا کہتے ہین

در بدر نالہ و فریاد کیا ہم نے ہر چند
یہہ کنہون نے نہین پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہین

اسقدر نادان نہین ہون کہ دل اپنا تمہین دون
عمر گذری ہی سجن تمہین سے عیارون کے بیچ

ولہ

ابرو کمان چڑہا کے کہتے ہو بات اگر کی
جی تو لیا ہمارا اب کیا کروگے لڑکے

شاید کہ آج آوے پنچھی ترا تماشا
پہڑکے ہے آنکہہ ہردم لگو لگے ہے دہڑکے

ولہ

صنم بتا تو خدائیکا تجہکو کیا نہوا
ہزار شکر کہ تو بت ہوا خدا نہوا

ولہ

کہان آتا ہے رحم اوسکو ستم کا جو مزا جانے
مری کوئی نا جانے صیاد ظالم کی بلا جانے

چھپی نہین ہی حقیقت داغ دل ہر یکی گلشن مین
وہ لالہ جانتا ہی باغبان جانے صبا جانے

تبنگ آیا ہے ایسی قید کے جینے سے جی میرا
قفس مین کب تلک قسمت ہماری ہی خدا جانے

ولہ

قیامت ہے ترا گہونگٹ کے اوٹہو نمین لٹک جانا
بلا انکہیان سوا انکہیان سے ہنسکر مٹک جانا

نئی تم سے چلی ہے ناز کی یہہ طرح دنیا مین
کہ دکہلا دور سے جہلکا کے ٹمکنا اور ٹہٹک جانا

حرف التاء

تجلی - محمد حسین کاشی

تجلی تخلص - محمد حسین نام - کاشانی المولد ہے - استعداد ضروری حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق ہوا سخن سنجی و نکتہ پردازی مین عدیم الشان تہا - طبیعت مین بلند پروازی تہی مضامین رنگین و معانی دلنشین کی شیرازہ بندی کرتا تہا - آپکے کلام سے نزاکت نمایان ہے ہر فقرہ سے لطافت عیان ہے - وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوا گجرات مین سکونت اختیار کی مولانا نظیری کا معاصر تہا مشاعرہ مین مع لانا کے ساتہہ ہم طرح ہوتا تہا - بطور سیاحت حیدرآباد دکن مین بہی آیا تہا اور قطب شاہیہ سلاطین سے انعام و اکرام پاکر پہر دکن سے گجرات مین مراجعت کی آخر ۱۰۲۱ہ ہجری مین فوت ہوا خاک گجرات مین مدفون ہوا۔

من اشعارہ

برجائے خدنگِ تو دہد بوسہ شادی	ولہ	صیدِ تو کہ آرد بسوئے زخم دہن را
تو کشتی بادہ و تجلی آہ	ولہ	آتش آنجا بلند و دود اینجا
چہ شد کہ رخ ننمودی و دین و دل بردی	ولہ	کہ روئے بستہ حریفان زنند قافلہ ہا
دمی در بزم میخواران خون خالی نخواہد شد	"	اگر ساغر کند دوران پس از مردن گلِ ما را
بر مزار ما شہیدان نے چراغ و نے گلے	"	ہر طرف پروانہ در طوف ست و ہر سو بلبلے

تابع خلیفہ اسد اللہ تتوی نزیل برہانپوری

تابع تخلص - خلیفہ اسد اللہ نام - آپکا اصلی وطن تتہہ سندہ ہے - وہان سے شہر برہانپور مین آکے مدت تک متوطن رہے - پہر وہان سے بندر سورت مین پہنچے علی نواز خان جو سورت کے متصدی تہے اُن کے مصاحب ہوے - تا مرگ معز الیہ کی خدمت مین بندگی بسر کرتے رہے - آخر سورت مین سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوئے - شعرگوئی کے عاشق و شائق تہے - کبھی کبھی موزون کرتے تہے - دو شعر آپکے طبعزاد ہمکو تذکرہ مردم دیدہ سے ملے ہین لکہے جاتے ہین ؎

راہ سفر وصل تو تا سر نشود اید وست　　پیش از قدمم در رہ شوقت سرم افتاد
ایدل تو بپرواز بر من بکدو قدم پیش　　راہے بسر کوچہ آن دلبرم افتاد

تسلیم محمد قلی برہانپوری

تسلیم تخلص - محمد قلی نام - برہانپوری المولد ہے - آپکے بزرگ ہمدانی الاصل تہے آپ صوفی المشرب حنفی المذہب تہے - گوشہ نشین و تارک دنیا تہے زندگی زاہدانہ گذارتے تہے

توکل وقناعت کا سہارا تہا۔ راتدن زبان پر صبر وشکر کا نعرہ تہا۔ جوش محبت وعشق الٰہی مین جگر پارہ پارہ تہا۔ دل شیفتہ مجنون کی طرح جنگل وصحرا مین آوارہ تہا۔ نواب منور خان خویشگی المتوفی ۱۱۵۶ہجری آپکے معتقد تہے ہمیشہ آپکی خبرگیری کرتے تہے تسلیم نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین زندہ تہے۔ نواب شہید کی شہادت کے بعد برہانپور مین فوت ہوئے۔ تقریباً ۱۱۷۹ہجری مین وفات واقع ہوئی۔ سخنوری وسخن گوئی مین لائق تہے۔ ہمعصرونمین فائق تہے۔ ذی علم وفہم تہے۔ آپکے اشعار دلکش ودلاویز۔ شورانگیز وشکر ریز ہین۔ صاحب دیوان تہے آپنے ایک مثنوی ایک لڑکے برہمن زاد کی تعریف مین لکہی تہی ہم اشعار کے ساتہہ مثنوی کے بہی چند شعر گذارش کرتے ہین تاکہ ناظرین محظوظ ہووین۔

من اشعارہ

فکر خود در فکر بالائے تو عالی کردہ ام
زان کمر باریکتر نازک خیالی کردہ ام

در فراقت نیست غیر از سرگرانی با نسیم
داغ پہلوئی تو گلہائے نہالی کردہ ام

این غزل را مصرع نواب بر کرسی نشاند
من بقدر رم درین صحرا غزالی کردہ ام

حرف حرفم خوش نگاہا بر زند ناخن بدل
بسکہ تعریف ابروئے ہلالی کردہ ام

من المثنوی

کر رساند بگوش صاحب رام
وحشئی تازہ اوفتادہ بدام

دل من مہر نقش روئے تو بست
گو بگو یند آفتاب پرست

ولہ

شعلۂ سر زدہ تسلیم ز دل حرف کلیم
می کشد خار درین بادیہ دامان از من

نواب نور الدین خان بہادر فوجدار سیکاکول نے ایک عرضی نواب نظام الدولہ ناصر جنگ

شہید کی خدمت مین لکہی عرضی مین جوش شوق ملازمت ظاہر کیا ہے اور عنوان نامہ پر یہہ ایک بیت تہی ؎

ہردم از شوق آستان بوسی — میشوم محو بیقرار یہا

جس زمانہ مین نواب معصوف کے پاس عرضی آئی آپ سوقت نواب شہید کے مہمان تہے۔ آپنے بہی اسی بیت کی طرح مین غزل لکہی۔ غزل یہہ ہے ؎

چہ نگارم بر بیقراریہا	بیقرارم با نتظاریہا
چہ گلہ از تغافل یارست	چون زخود نیست چشم یاریہا
سوخت کز بہر شمع پروانہ	شمع را بہر کیست زاریہا

تجلی۔ شاہ تجلی علی حیدرآبادی

تجلی تخلص۔ شاہ تجلی علی نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپنے نشو ونما کے بعد عالم شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین مستعد و لائق ہوئے۔ تحریر و تقریر مین فائق شمار کئے گئے۔ شہر مین سب لوگ کیا عام کیا خاص آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ جامع علوم و فنون تہے۔ فن زرگری و آہنگری و نجاری مین ہوشیار تہے۔ اور ان فنون مین عمدہ قدرت رکہتے تہے اور تصویر کشی مین مصور بےمثل تہے۔ آپکے ہات کی قلمی تصویر اسطرح صاف شفاف ہوتی تہی کہ ناظرین کو عکسی معلوم ہوتی تہی ذرہ برابر بہی فرق نہین ہوتا تہا۔ آپنے نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی تصویر خاکہ پر برابر قد مبارک کہینچی تہی۔ اور جواہر قیمتی جو بندگانعالی سے عنایت ہوئے تہے اُسپر مزین کئے۔ اور اقسام اقسام کے رنگون اور طرح طرح کی بیل بوٹون سے اُسکو سجایا

تیار ہونیکے بعد حضور پرنور مین پیش ہوئی۔ بندگانعالی و اہل دربار نے پسند فرمایا
آپکو پانچہزار روپئے انعام ملا۔ آپ فن خطاطی مین بہی اُستاد کامل تہے۔ انواع انواع
کے خطوط لکہتے تہے۔ آپنے اس فن مین حضرت شاہ معین تجلی قدس سرہ ایرانی سے
جو شہر حیدرآباد مین نزیل تہے کمال حاصل کیا۔ اور آپ درویشی مین شاہ صاحب موصوف
کے مرید و خلیفہ تہے۔ حسن ارادت کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے تہے۔ آپکے مرشد اسی
شہر مین فوت ہوئے۔ اولاً آپکو بیرون دروازۂ علی آباد مدفون کیا۔ آپ نے چار مہینہ
کے بعد محمد جلیل اللہ خان کو جو آپکے مرید خاص اور بندگان عالی حضور آصفجاہ ثانی کے
اُستادزادے تہے خواب مین خبر دی کہ مجکو غصبی زمین سے نکالو دوسرے مقام مین دفن کرو
خان موصوف اُسیوقت قریب نصف شب سو دو سو ملازم سپاہیان ہمراہ لیکر قبر پر حاضر ہوے
اور قبر کو کہولا سب نے دیکہا کہ نعش مبارک مع کفن بجنسہ موجود ہے۔ مٹی نہ لگی۔ گویا
آج ہی کی میت تازہ ہے۔ اُسیوقت نعش کو پلنگ پر ڈالکر اپنے دولتخانہ پر جو یاقوت پورہ
مین تہا لیگئے اور اپنے خاص باغ مین مدفون کیا۔

آپ شعرگوئی و تاریخ دانی مین عدیم المثال تہے۔ صاحب تالیف و تصنیف تہے۔ فارسی
مین ناظم و ناثر کامل تہے۔ اہل زبان کے ساتہہ فارسی مین اسطرح مکالمہ کرتے تہے کہ اہل زبان
آپکی تقریر و لہجہ کو دیکہکر کہتے تہے کہ یہہ شخص ہندی نژاد نہین ہے ضرور فارسی الاصل ہوگا
خوش گفتار و خوش کردار تہے۔ ہر ایک دنیٰ و اعلیٰ کے سامنے کسر نفسی سے جہکے جاتے
تہے۔ نہایت عاجزی و خاکساری سے ملتے تہے۔ شاعری مین خوش مذاق و ظریف تہے
تازہ تازہ مضامین کو بیان کے سانچے مین ڈہالتے تہے۔ معانی رنگین و شیرین بیانی کا فوٹو
کہینچتے تہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے تہے۔ کلام سے لطافت

ونزاکت ٹپکتی تھی۔ سامعین لذت و حلاوت پاتے تھے۔ ہم آپکے کلام سے ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔
آپ کو بسبب جامع الفنون و العلوم ہونیکی وجہ سے حضور پرنور آصفجاہ ثانی۔ و اعظم الامرا ارسطو جاہ و نواب شمس الامرا بہادر ہر وقت یاد فرماتے تھے۔ آپنے روزانہ اوقات تقسیم کردئے تھے۔ ہر ایک مقام مین وقت معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور آپکو ہزارہا روپئے اور خلعتین عنایت کرتے تھے۔ آپ حقیقت مین فقیر امیر تھے آپنے تزک آصفیہ تالیف کرکے اعظم الامرا ارسطو جاہ کے توسل سے بندگان عالی آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیش کی حضور کے پسند ہوئی۔ ارسطو جاہ نے امرا ریاست سے نقد پچاس ہزار روپیہ لوایا اور حضرت بندگانعالی شاہ تجلی کی لڑکی کی شادی مین اون کے مکان پر رونق افزا ہوئے اُسروز پچاس ہزار روپیہ کا سلوک فرمایا گویا یہہ صلہ تزک آصفیہ کا تھا۔ راجہ راجندر رکھوتم راو پیشکار سرکار عالی تزک آصفیہ کو باتصویر ستعلیق خط مین لکھوایا۔ اور اُسکی جداول طلائی۔ اور رنگ آمیزی تصاویر مین تین ہزار روپئے خرچ کئے۔ تیاری کے بعد حضوری کتبخانہ مین داخل کیگئی صاحب گلزار آصفی لکھتا ہے کہ ابتک حضوری کتبخانہ مین موجود ہے۔ صاحب گلزار آصفی بزمانہ حضرت بندگانعالی ناصرالدولہ مرحوم زندہ تھا سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کتاب گلزار تالیف کیا۔ مین یقین کرتا ہون کہ فی الحال بھی حضوری کتبخانہ مین نسخہ مذکورہ موجود ہوگا سردار الملک گھانسی میان شاہ تجلی علی سے بہت محبت و اتحاد رکھتے تھے۔ شاہ صاحب کے ساتھہ عزیزانہ و برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا باہم یکدگر قرابتدار قریبہ ہین۔ واہ رے حسن محبت و اتفاق۔ فی زمانہ باپ بیٹون مین محبت و اخلاص عجیب معلوم ہوتا ہے یہی بدبختی و پھٹکار ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہین۔

شاہ تجلی آخر ۱۲۱۵ھ ہجری میں بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپکے خلف الصدق مرزا محمد متخلص بمرزا یادگار تھے۔ مرحوم الیہ بیرمومن کے دائرہ میں مدفون ہوئے۔

من نتائج طبعہ

تاریخ فیروزی سیرنگ پٹن

مشیر الملک از تائید حیدر
بہمراہ سکندر جاہ غازی
خرد تاریخ این سال نکو گفت
شاہ دین پرور سلیمان حشمت و آصف لقب
چشم امید جہان روشن ز گرد راہ او
میشود غلطان بخون لعل گران از اشک او
خاک راہ در گہش در بوتہ چشم ہوس
سینہ میگردد در اندوہ دوا گردد نشاط
بہر دفع چشم حاسد میکند ورد دعا

ولہ

با سم اعظم و عقل ارسطو
روان شد از پے تنبیہ بد خو
بدست آمد سرنگ پٹن و ٹیپو
ماہ اوج سلطنت عالی نسب والا حسب
یک نگاہ فیض عاشش جاہ و عزت را سبب
گر گہر پاشی کند وقت تکلم از دو لب
می سزد گر میکند فغفور چین کسب ادب
میکشاید ہر کہ پیش باب او دست طلب
انس و جان صبح و مسا و ہم ملک در روز و شب

حرف ثالث مثلثہ

ثاقب۔ محمد احسان اسد خان بدایونی

ثاقب تخلص۔ محمد احسان اسد خان نام۔ مولوی نصر اسد خان بہادر صدر الصدور آگرہ کے فرزند ہیں۔ آپکا اصلی وطن بدایون ہے۔ آپنے عربی فارسی وانگریزی مدارس

انگریزی مین تحصیل کی۔ مدراس کے سندیافتہ ہین فہیم وذہین ہین۔ موزون الطبع وخوش فکر ہین۔ شعرگوئی شروع کی متفرق استادون سے مشق کرتے رہے۔ اولاً حافظ خان محمد خان نزیل بھوپال سے۔ ثانیاً محمد محسن کاکوری سے۔ ثانیاً مولوی فضل رب عرشی نزیل حیدرآباد سے صلاح لیتے رہے۔ اوستادون کی توجہ سے شاعر بنگئے۔ کلام پاکیزہ وشایستہ ہوتا ہے۔ فارسی اردو دونون زبان مین کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

ہشدار اے سپہر کہ شست کمان من
دردا کہ ماندہ است دروجز نفسے چند

زودست کہ جا گرم کنم بر سر شاخش
ناصح چہ وزاہد کہ وکے آمد وکے رفت

ولہ

تیر فغان وناوک آہ رسا گرفت
بشنو زلب کشتہ خود ملتمسے چند

المنتہ للہ کہ شکستم قفسے چند
مارا چہ چہ چیز ازین گاوخسے چند

من اشعارہ الہندی

تیری نمود ہے کف ہر ذرہ سے عیان
اک لطف ہے شراب ہے ساقی ہی شوخ وشنگ

ولہ

جلوہ ہے تیرا ہر رگ سنگ شرار مین
ناقب سا ہمنشین ہے روز بہار مین

حرف الجیم

جانی۔ میرزا جانی ترخانی

جانی تخلص۔ میرزا جانی نام۔ ساکن بھکر ہے۔ قبیلہ ترخانیان سے تھا۔ اُسکا جد میرزا عیسیٰ ترخان المتوفی ۹۷۵ھ ہجری بھکر من اعمال سندھ کا بادشاہ تھا۔ اُسکے بعد محمد باقی میرزا پدر میرزا جانی قائم مقام ہوا۔ اور اکبر بادشاہ کا تابع تھا۔ ہمیشہ فیما بین

سلطان محمود بھکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبھی جنگ کبھی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آخر ۹۸۲؁ہجری مین اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بھکر کی تسخیر کیلئے بھیجا۔ انھین ایام مین سلطان محمود بھکری فوت ہوا۔ اور بھکر اکبری تصرف مین آیا۔ اور بعد ازان محمد باقی بھی ۹۹۳؁ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب ترجمہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو تتہ کی تسخیر کے لئے ۹۹۹؁ ہجری مین روانہ کیا۔ اولاً میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تھا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور ۱۰۰۱؁ہجری مین خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری مین حاضر ہوا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا۔ اکبر نے تتہہ کو اسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ انھین ایام مین بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بھی ہمرکاب برہانپور مین آیا۔ اور وہان ۱۰۰۸؁ ہجری مین فوت ہوا۔ تاریخ طاہری[۱] مین لکھا ہے کہ بہادرپورہ مین فوت ہوا اور وہین دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تھا۔ شعر گوئی کرتا تھا۔

من کلامہ

عشقی خواہم کہ از خودی پاک کند	آب مژہ کہ دہر نمناک کند
پائے کہ بیابان امل را سپرد	دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرأت ۔ میر محمد ہاشم

جرأت تخلص ۔ میر محمد ہاشم نام ۔ موسوی خان خطاب ۔ اورنگ آباد دکہنی المولد ہین آپکے نسب کا سلسلہ بیس واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے ۔ ابتدا مین آپکے جد سید علی

[۱] تاریخ طاہری ۱۲

زمین گیلان سے ہند مین وارد ہوئے۔ اور آپکے والد میر محمد شفیع بھی ہمراہ تھے۔
علوم و فنون مین مہارت کامل رکھتے تھے۔ عالمگیری زمانہ تھا علم و فضل کا بازار گرم تھا
جد و والد بادشاہی ملازم ہوئے۔ بکشش آب و دانہ اورنگ آباد متعین ہوئے۔ اور اس
شہر مین سکونت اختیار کرلی ۱۰۸۸ہجری مین موسوی خان پیدا ہوئے۔ والد کے
سایۂ رحمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد امیر الامرا حسین علیخان
بارہہ کی ملازمت مین پہنچکر دارو ضلع اورنگ آباد کی قلعداری پر مامور ہوئے۔ جب ۱۱۳۱ہجری
مین جب دکن سے ہند کو روانہ ہوئے تب موسوی خانصاحب بھی ہمرکاب ہوئے۔ دلی مین
پہنچکر علماء معصر مثلاً میرزا عبد القادر بیدل و میر عبد الجلیل بلگرامی وغیرہ سے ملے۔
ہر ایک سے استفادہ کیا۔ سادات بارہہ کی خرابی کے بعد حضور بندگان عالی آصفجاہ کی
خدمت مین آئے غفران پناہ نے عنایت و مرحمت سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور منصب
ڈہائی ہزاری اور دار الانشا کی میر منشی گری سے سرفراز کیا۔ غفران پناہ کے انتقال کے بعد
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کے زمانہ مین بھی بدستور دار الانشا کی میر منشی گری پر مامور رہے
منصب چار ہزاری اور معز الدولہ کے خطاب سے سربلند ہوئے۔ امیر الممالک آصف الدولہ
صلابت جنگ مرحوم کے زمانہ مین بسبب ضعیفی خانہ نشین ہوئے۔ اور اپنے فرزند
مسند خان کو ۲۷ برس کی عمر مین دار الانشا کی خدمت پر قائم مقام فرمایا۔ آخر
۱۱۷۵ہجری مین جہان فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے۔ اور اورنگ آباد کے غربی
جانب مین دفن کئے گئے۔ جناب میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

موسوی خان زکلک گوہر بار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرأت وداع دنیا را
	۱۱۷۵

سرو آزاد و گل رعنا ۱۲

سلطان محمود بھکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبھی جنگ کبھی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آخر سنہ ۹۸۲ ہجری مین اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بھکر کی تسخیر کیلئے بھیجا۔ انھین ایام مین سلطان محمود بھکری فوت ہوا۔ اور بھکر اکبری تصرف مین آیا۔ اور بعد ازان محمد باقی بھی سنہ ۹۹۳ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب ترجمہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو ٹتہ کی تسخیر کے لئے سنہ ۹۹۹ ہجری مین روانہ کیا۔ اولاً میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تھا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری مین حاضر ہوا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا۔ اکبر نے ٹتہ کو اُسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ انھین ایام مین بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بھی ہمرکاب برہانپور مین آیا۔ اور وہان سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین فوت ہوا۔ تاریخ طاہری مین لکھا ہے کہ بہادر پورہ مین فوت ہوا اور وہین دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تھا۔ شعر گوئی کرتا تھا۔

من کلامہ

عشقی خواہم کہ از خودی پاک کند	آب مژہ کہ دہر نمناک کند
پائے کہ بیابان امل را سپرد	دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرات۔ میر محمد ہاشم

جرات تخلص۔ میر محمد ہاشم نام۔ موسوی خان خطاب۔ اورنگ آبادی المولد ہین آپکے نسب کا سلسلہ بیس واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے۔ ابتدا مین آپکے جد سید علی

خلق عالم گر مسافر نیستند — وله — خیمهٔ گردون چرا برپا بود

کاش دنیا با جوانمردی سپهر پیدا کند — وله — باده است این بیوفا شاید زبے پیدا کند

شب که در بزم چمن طرب آماده بود — وله — دانهٔ انگور قندیل چراغ باده بود

قرب شاهان مجو که تنگ مایه می‌شود — وله — با آفتاب ماه چو همسایه می‌شود

فارغ از هر دو جهان بنده جهان نوام — وله — سرو آزادم و پابند گلستان توام

نه بهر آنکه منزل دور و پا لنگ ست می‌نالم — وله — دلم را چون جرس جای طپش تنگ ست می‌نالم

بسملم کردی و بر می‌طلبم آزرده مشو — وله — میکنم رقص که در ذیل شهیدان توام

شد صرف سوز عشق بیاپے که یافتم — وله — مانند شمع سوخته بانی که یافتم

منظور از نظارهٔ حسنت شهادتست — از فعل بد نرسته مانی که یافتم

راز جانان نیز معشوق ست باید پاس داشت — وله — بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محملے

پاس دل گر بنوانی داشت سلطان میشوی — وله — این نگین را گر بدست آری سلیمان میشوی

بے غبار کینه نتوان زیستن اے ساده لوح — از صفائے سینه چون آئینه حیران می‌شود

تا شنیدم پند ناصح می‌گریزم از شراب — چون گزد کس را سگ دیوانه می‌ترسد ز آب

دل خون گشته ز چشم چه بتاخیر چکید — وانمی شد گره الفت او دهر چکید

جویا۔ محمد فاضل سرہندی

جویا تخلص۔ محمد فاضل نام۔ آپکا اصلی وطن سہرند ہے۔ اوسط عمر میں وطن سے اورنگ آباد دکن میں وارد ہوئے۔ خواجہ کامگار خان اورنگ آبادی کے ہم صحبت تھے مزاج میں دیوانگی تھی۔ عزلت نشین رہتے تھے۔ اہل دنیا سے کم ملتے تھے۔ گذر اوقات کا مدار

اطفال ہنود کی تعلیم پر تہا۔ آپ سرکاری ملازمت سے متنفر تہے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ درویشانہ رنگ رہتے تہے۔ شعرگوئی مین ذہین و فہیم تہے۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے تازہ تازہ مضامین ایجاد کرتے تہے۔ اور اشعار مین نئے نئے رنگ دکہلاتے تہے۔ خواجہ موصوف آپکی مدح مین کہتے ہین۔

سخن فہمی بجو یا ختم شد چون حسن بر یوسف   کہ پیش از جنبش لب یافت معنی طبع چالاکش

لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے تذکرہ گل رعنا مین لکہا کہ آپ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ بیرون شہر اورنگ آباد دفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بسکہ لبریز است گلشن از بہار جلوہ ات   بال بلبل آشیان گردید از پرواز ماند

ولہ

سرکشان از من حیرانی من یاد کنید   آب گردید دلم آئینہ ایجاد کنید

پیش سرو قد رعنای کسے از قمری   مشت خاکی بسر نخوت شمشاد کنید

ولہ

ز غیرت عشق چشمی غیر می بندد تماشا کن   غبار پیر کنعان سرمۂ چشم زلیخا شد

ولہ

شوخی رنگ شکستہ است صدف را چون گل   فکر نقاش بسر رسید کہ تصویر کہ بود

ولہ

غم ندارد کشتۂ چشم تو از خورشید حشر   بر مزارش سایہ از شاخ غزالان می شود

ولہ

شب کہ یاد غیرت او شمع این کاشانہ بود   تا سحر از شمع نے در ناخن پروانہ بود

ولہ

ہلال آسا پئے بیداری دل مژگان جویا   خبر از صبح محشر میدہد حال بنا گوشش

ولہ

ندانم تا چہ سازد با نقاب آن شوخی مژگان   کہ دل شد پردۂ زنبور از یادش چو غربالم

چنان از خانمان آوارگی دارم بہ بیتابی   کہ نتوان دید اندر خانہ آئینہ تمثالم

موی را کہ از خضاب سیہ فام کردہ ایم   خوبان برق جلوہ درین دام کردہ ایم

جو یانہ شبنم ست کہ از اشک عندلیب	تعویذ بستہ ست صبا ور گلوئے گل
زفیض عشق سیہ آہنگ حیرت نالہ دارم	کہ موئے چینی افلاک گردیدہ آفغانش

جولان ۔ میر حسن علی خان حیدر آبادی

جولان تخلص ۔ میر حسن علی خان نام حیدر آبادی المولد ہین ۔ شہر کے مشاہیر شرفا مین سے تھے ۔ سرکار عالی نظام کے منصبدار تھے ۔ ذی استعداد و لائق آپکو عالم جوانی مین شعر گوئی کا شوق ہوا طبیعت کی تیزی و چالاکی سے موزون کرنے لگے ۔ کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا تھا ۔ ملاحت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا ہمکو نہین معلوم ہوا کہ آپ کس شاعر سے اصلاح لیتے تھے ۔ میرا گمان ہے کہ آپ بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن ؛ فیض الہی سے فیض پاتے تھے ۔ آپ سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین زندہ تھے ۔ رحلت کی تاریخ کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی ۔

من کلامہ الہندی

اب ایسی جام ساقی شراب ارغوانی بھر	کہ جسکو دیکھکے زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جوش ۔ مرزا غلام حسین مدراسی

جوش تخلص ۔ مرزا غلام حسین نام ۔ مدراسی الاصل ہین ۔ مدت سے حیدر آباد دکن مین سکونت پذیر ہین ۔ فارسی مین مستعد و لائق ۔ شعر گوئی کے شائق میر محمد زکی لکھنوی سے اس فن مین مشق کی ہے ۔ استاد کی اصلاح سے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و درست ہوگیا پختگی و شستگی کلام سے نمودار ہے ۔ آپ

نیک کردار و پسندیدہ گفتار و حمیدہ رفتار ہیں فی الحال تخمیناً آپکی عمر چالیس سن کی ہو گی

من اشعارہ الہندی

یہ یکتائی ہے اونکا روی زیبا دلکی صورت ہے
ہمارے قلب روشن کا سویدا تل کی صورت ہے

ہوئے ہم بخود حیران ہے لب بہر خاموشی
یہ رخ کی یہ دہان یار کی یہ تل کی صورت ہے

جگر ہو سنبر داغوں سے ہمنے دل آتش غم سے
ہوئے لالہ رو بان بین یہی حاصل کی صورت ہے

نہوں دریا دلوں کے قریب سے کم ظرف مستغنی
صدف کے کف مین یکسر کاسہ سائل کی صورت ہے

نگر یہہ ہی ہتو نکی چہرہ سیمین کا ہے شتہ
عیان آئینہ سیماب مین بسمل کی صورت ہے

جرأت ۔ سید رضوی خان

جرأت تخلص ۔ سید رضوی خان نام ۔ سادات صحیح النسب سے تھے ۔ عالم فاضل ومنشی کامل تھے ۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل ۔ انشا پردازی مین منشی بیمثل و شعر گوئی مین شاعر بے بدل تھے ۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی سرکار مین ملازم تھے دار الانشا کے میر منشی تھے ۔ نواب شہید کے مقربین مین داخل ۔ میرزا و بلگرامی سے نہایت محبت رکھتے تھے ۔ جب ملاقات کرتے تو نہایت خلوص و اخلاص سے کرتے تھے لچھمی نرائن گلرعنا مین لکھتے ہین کہ میرے حال پر بہت ہی مہربان تھے ۔ آخر آپ بمقتضائے قضا و قدر ارکاٹ گئے ۔ نواب سراج الدولہ بہادر محمد علیخان بن نواب انور الدینخان شہامت جنگ گوپامووی سے ملے ۔ نواب نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی دیوانی کی خدمت پر مامور فرمایا ۔ دو تین سال تک دیوانی کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ۔ آخر ۱۱۸۱ سنہ ہجری مین ارکاٹ مین فوت ہوئے ۔ اُسی مقام مین مدفون ہوئے

جناب میر آزاد بلگرامی نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

رضوی خان منشی ہمیشل — یکقلم طبع زاد او سامی

سال تاریخ فوت او جستم — گفت دل رفت منشی نامی
۱۸۱ ا ھ

چونکہ آپ کے نتائج طبع ہمکو دستیاب نہین ہوے اسوجہ سے گذارش نہین کیے گئے

جلیل۔ مولوی حافظ جلیل حسن صاحب اُستاد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

جلیل تخلص۔ جلیل حسن نام ہے۔ آپ مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کے فرزند ہین۔ آپکا وطن اصلی مانک پور ضلع لکھنو ہے۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۸۳ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ اور آپ کی نشو ونما بھی وطن ہی کی آب و ہوا مین ہوئی۔ آپ ابتدا سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت نہایت چست و چالاک تھی۔ ذکاوت و فطنت کے میدان مین جولانی کرہی تھا۔ اولاً آپنے دہ سالہ کی عمر مین حفظ قرآن سے فراغت پائی۔ بعد ازان طالب علمی شروع کی۔ لکھنو مین آئے متعدد اساتذہ سے کتب متداولہ درسیہ عربی و فارسی حاصل کین۔ اور آپ کو تحصیل علم کے بعد شاعری و سخن گوئی کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مولوی امیر احمد مینائی کی خدمت مین آئے اور آپکے سلسلۂ تلمذ مین وابستہ ہوئے۔ اور آپکے دامن خدمت کو ایسا تھاما کہ تا مرگ امیر مرحوم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوا کہ آپ حضرت مرحوم سے دور ہوئے ہون۔ آپ مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ مرحوم آپکو اپنے فرزندون سے زیادہ چاہتے تھے۔ جلیل کے کلام کو اصلاح دیتے وقت فرماتے تھے کہ (کلام الجلیل جلیل الکلام ہے) آپکی طبیعت سخن سنجی و شاعری کی بلندی

عروج کر رہی تھی۔ شعلۂ جوالہ کیطرح آسمان نہم کیطرف مرتفع ہو رہی تھی اور طبیعت میں قوت مستحضرہ ایسی تھی جس مضمون کو چاہتے نہایت خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھہ نمایاں کرتے تھے۔ اور استاد کے ملاحظہ مین پیش کرتے تھے۔ اُستاد کی پیرایش و آرایش سے آپکے شاہد سخن کا حسن دوبالا ہو جاتا تھا۔ آپکی نازک خیالی و شیرین مقالی کے زیور سے شاہد سخن کی وہ حالت ہوتی تھی کہ شعرائے وقت فریفتہ و شیفتہ ہوتے تھے آپکے کلام کی نزاکت و لطافت کیا ہے گویا کرامت و خرق عادت ہے۔ معترضین میرے کلام پر قہقہہ لگائین گے۔ اور کہین گے کہ جلیل کی تعریف حضوری تعلق کی وجہ سے تملقاً کر رہا ہے۔ بخدا مین کسیکی تعریف تملقاً و مذمت عداوتاً نہین کرتا ہون بلکہ واقعہ کو واقع کے مطابق بیان کرتا ہون۔ اگر کسی نکتہ چین کو ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب مطلوب ہو تو حضرت جلیل صاحب ترجمہ کا دیوان مسمیٰ تاج سخن جو فی الحال مطبوع ہو کے شایع ہوا ہے مطالعہ کرے۔ ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب صراحۃً ہو جائیگی عجب نہین کہ معترض نکتہ چین کلام کی کرامت کے اثر سے اسبات سے توبہ کرے گا کہ مین نے مولوی صاحب پر بیجا اعتراض کیا۔ اور انکو تملق کے طرف منسوب کیا مین فی زماننا حضرت جلیل کے دیوان کو دیکھہ رہا ہون۔ آپکا کلام مجھپر جادو کا اثر کر رہا ہے ہر وقت میرے دل و زبان سے یہی آواز برآمد ہوتی ہے واہ واہ کلام جلیل جل جلالہٗ۔ جلیل شاگرد۔ اور امیر استاد مین تمیز کرنا امر دشوار ہے۔ اگر کوئی نا واقف شخص کے سامنے دونون بزرگون کے کلام کو پیش کرین۔ اور حکم بنائین کہ دونون مین باہم کیا نسبت ہے تو غور و فکر کے بعد یہی کہیگا کہ دونون استاد جلیل الاستعداد مین یہہ نہین بتلا سکیگا کہ ایک استاد و دیگر شاگرد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امیر مینائی

جو نقادِ سخن تھے جلیل کو مثل لخت جگر سمجھتے تھے۔ اور جلیل کی شاگردی پر ناز کرتے تھے۔ مین نے دونون بزرگون کے کلام کو خوب غور و فکر سے دیکھا ہے اور میزان عقل مین دونون کے کلام کو تولا ہے تو دونون مین عام خاص من وجہ کی نسبت پائی۔ اگر مین بمصداق پسر از پدر کہون تو میرا قول بیجا نہوگا۔ لیکن بعض نکتہ چین میرے قول کو مبالغہ پر محمول کرین گے یا سخن فہمی مین ناقص کہین گے۔ جو اہل سخن منصف مزاج ہون گے وہ تسلیم کرین گے اور کہین گے جلیل صاحب ترجمہ کی تعریف واقع مین حضرت امیر مرحوم کی ہی تعریف ہے۔ پہلے مین لکھ چکا ہون کہ آپ اُستاد مرحوم کے رکاب مین ہر وقت سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب ہمراہ رہتے تھے۔ جب امیر مینائی مرحوم حسب الطلب نواب والی رامپور۔ رامپور گئے۔ تب آپ بھی ہمراہ تھے۔ چند مدت رامپور مین خوشی و خرمی سے بسر کئے جب ۱۳۱۸ ہجری مین اعلیحضرت کلکتہ سے واپس ہوتے وقت بنارس مین فروکش ہوئے تب امیر مینائی رامپور سے بنارس آئے آپ سے ملے اور مسدس مولفہ کو پیش کیا۔ اعلیحضرت مسدس کے ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور امیر مرحوم کو حیدرآباد ہمراہ لائے۔ سوءِ اتفاق سے حیدرآباد مین پہنچتے ہی ہیضہ سے بیمار ہو گئے ہیضہ کیا تھی گویا موت کا سفیر تھی۔ ایک مہینہ تک ہیضہ کا سلسلہ جاری رہا آخر اُسی مرض مین واصل حق ہوئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۸ ہجری مین واقع ہوا۔ بس حضرت جلیل صاحب ترجمہ بھی آپ کے ہمرکاب تھے۔ امیر مرحوم کے فوت ہونے ہی افسوس و حسرت مین مبتلا ہوئے۔ اور حیدرآباد مین اُسی امید کے سہارے پر استقلال کیسا تھہ کہ اعلیحضرت قدر قدرت اپنی فیضان کرم سے سرفراز فرمائین گے سنہ مذکورہ سے ۱۳۲۰ ہجری تک بسر کئے آخر اعلیحضرت نے آپکو اعزازًا و اکرامًا

پانسو روپیہ ماہانہ کے تقرر سے سرفراز فرمایا - اور آپکو استاد کے لقب سے ممتاز کیا
اعلیحضرت کبھی کبھی آپکو اپنا کلام دکھلاتے ہین - حضرت جلیل صاحب برحجہ بمصداق
اِنَّ مع العسرِ یسراً صبر و قناعت و استقلال کی برکت سے فائز المرام ہوئے - اب
فراغت سے زندگی بسر کرتے ہین - آپ خوش اخلاق و مقبول آفاق ہین - سیرتاً
فرشتہ و صورتاً انسان برگزیدہ ہین - متقی و پرہیزگار - صوم و صلوۃ کے پابند امر معروف
ونہی منکر پر پورے کاربند ہین -
الحمد للہ فی الحال ظاہراً آپ کی شان و عظمت درجہ عروج پر ہے مگر آپکو اس شان پر
غرور ہے نہ ناز ہے - آپکے مزاج مین وہی خاکساری و کسر نفسی ثابت و قائم ہے
آپ بظاہر امیر ہین لیکن بباطن درویش - آپ اکثر اوقات ورد و ظائف و قرأت
قرآن مین صرف کرتے ہین - اور شائقین شعر و شاعری کے کلام کو اصلاح سے
درست فرماتے ہین - آپکا دربار دربار عام ہے - غربا و فقرا اعزہ و امرا سے شگفتہ
جبین و خندان روئی سے ملتے ہین - ہر ایک خواہ امیر ہو یا فقیر ہو برابر حسن اخلاق سے
ملاقات فرماتے ہین - چند مہینے گذرے کہ فقیر مولف کو بھی آپ سے ملازمت حاصل ہوئی
ہے بخدا مجکو آپ کی ملازمت سے بہت لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپنے اپنا
خاص دیوان مطبوعہ جو مجکو ہدیتہً عطا فرمایا ہے اُس کے دیکھنے سے ہر وقت دلکو انبساط و سرور
و مزہ ہمدست ہوتا ہے کہ مین اس لطف کو زبان قلم و قلم زبان سے ادا نہین کرسکتا ہون
آپکا کلام نہایت شستہ و پاکیزہ - شگفتہ و تازہ ہے - حشو و زوائد سے پاک و صاف
تعقید لفظی و معنوی سے مبرا ہے -
اب مین آپ کے نتائج طبع سے چند اشعار گزارش کرتا ہون -

کلام الجلیل جلیل الکلام ہے

شکریہ سرفرازی

جو دن پھرتے ہیں تو سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے — شب غم لاکھ طولانی ہو تڑکا ہو ہی جاتا ہے

چمن میں پھولنے پھلنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے — دکن میں بارور نخل تمنا ہو ہی جاتا ہے

رہا جو شہ کی نظروں میں ترقی اسکو لازم ہے — ملا دریا سے جو قطرہ وہ دریا ہو ہی جاتا ہے

چمک ذرے میں سورج کی کرن سے آ ہی جاتی ہے — در شہ کا گدا ادنی سے اعلی ہو ہی جاتا ہے

توجہ چاہیے تھوڑی سی شاہ بندہ پرور کی — فقیروں کا جہاں میں بول بالا ہو ہی جاتا ہے

جو دل سے ہو رہا حضرت کا پھر اسکو کمی کیا ہے — موافق آسمان تابع زمانا ہو ہی جاتا ہے

مرے گلزار میں رنگ خزان کب تک جما رہتا — کہ اک دن فصل گل کا دور دورا ہو ہی جاتا ہے

توقع شاہ سے رکھنا کبھی خالی نہیں جاتا — یہ دیکھا ہے کہ فضل حق تعالی ہو ہی جاتا ہے

اشارہ چاہیے پھر مشکل آسان ہو ہی جاتی ہے — سہارا چاہیے پھر بوجھ ہلکا ہو ہی جاتا ہے

کسی کا درد دل ہو بے اثر یہ غیر ممکن ہے — مریضوں پر کرم فرما مسیحا ہو ہی جاتا ہے

مسیحا جب کرم فرما ہوا پھر پوچھنا کیا ہے — دوا ہو یا نہ ہو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے

تجسس شاہد مقصود کا ضائع نہیں جاتا — وہ اک دن زیب آغوش تمنا ہو ہی جاتا ہے

عقیدت جب ہوئی پوری تو کیسا پردہ دوری — رخ محبوب دل میں جلوہ آرا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے اب عروس شاعری کا دون کی لینا — شباب آتا ہے تو جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہے

گل مضمون جو کل تک خشک تھے اسکا تعجب کیا — خزان کے دور میں پھر پھول کھلتا ہو ہی جاتا ہے

نہیں چھپا نہ میرے شعر چھپتے بات اتنی ہے — جسے چھاپا کہیں کا ر اچھا ہو ہی جاتا ہے

جلیل از کو دیکھو جلیل القدر کو دیکھو
لقب جو شاہ سے ملتا ہے بیجا ہو ہی جاتا ہے

تعجب کیون کسی کو ہو ہماری سرفرازی پر
خدا کا فضل ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے

یہ ایسی سرفرازی ہے یہ وہ ذرہ نوازی ہے
نہ کچھہ کہئے مگر لوگون مین چرچا ہو ہی جاتا ہے

حسد کوئی کرے کسواسطے نسبت یہ ظاہر ہے
کہ جو قسمت کا لکھا ہے وہ پورا ہو ہی جاتا ہے

لکھون اب یہ کیسا تہہ کچھہ مدح شہ والا
کہ اس موقع پہ لبین جوش پیدا ہو ہی جاتا ہے

یہ مدح شاہ وہ مضمون ہے جسکے نظم کرنیکا
ارادہ مین نہین کرتا ارادہ ہو ہی جاتا ہے

مطلع

کمال شاہ پر انسان شیدا ہو ہی جاتا ہے
جمال شاہ کو دیکھو تو سکتا ہو ہی جاتا ہے

نظر جسکی پڑی آئینہ روئے مبارک پر
نصیب اسکو سکندر کا نصیبا ہو ہی جاتا ہے

سواری کا سمان سو بار دیکھا ہے مگر پھر بھی
سلیمان کا شہ آصف پہ دھوکا ہو ہی جاتا ہے

زہے سر لعزیزی بخت و دولت بھی یہ کہتی ہین
تمہین جو دیکھہ لیتا ہے تمہارا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکھتے شہ جمجاہ کا ہے رعب داب ایسا
کسی کا بخت ٹیڑھا ہو تو سیدھا ہو ہی جاتا ہے

تجلی محو کر دیتی ہے ایوان معلے کی
در شہ کا تماشائی تماشا ہو ہی جاتا ہے

کسی آزاد کی اس در پہ آزادی نہین چلتی
کرم کا خلق کا احسان کا بندا ہو ہی جاتا ہے

بہت دور آپکو کھینچے جو کوئی فائدہ کیا ہے
خدنگ لطف شاہی کا نشانا ہو ہی جاتا ہے

دلون پر کیون نہ ہو قبضہ کہ دلکو شاد کرتی ہین
یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے

مثال ماہ تابان انجمن آرا جو ہوتے ہین
تو شاہان جہان کا حلقہ ہالا ہو ہی جاتا ہے

کمال شاہ کا اللہ اکبر کیا تصرف ہے
کوئی ارمان ہو دم بھر مین پورا ہو ہی جاتا ہے

جہان مجرم کوئی پہنچا کہ ہوا سائل رہائی کا
مروت آہی جاتی ہے اشارا ہو ہی جاتا ہے

عتابِ شاہ بھی خالی نہین شانِ ترحم سے
ہوا جو برطرف اُسکا وظیفا ہو ہی جاتا ہے

نکل جاتی ہے خدمت تو پہ روزی نہین جاتی
یہی وہ بات ہے دل جس پہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

سخا کیواسطے لیکن کوئی پہلو نہین آتا
عطا کیواسطے کوئی بہانا ہو ہی جاتا ہے

مرے شہ کی سخاوت مشک کی تاثیر رکھتی ہے
چھپا کر لاکھ دین عالم مین شہرا ہو ہی جاتا ہے

ہمیشہ فیض جاری ہے ہمیشہ خیر جاری ہے
لٹاتا ہے جو موتی دل کا دریا ہو ہی جاتا ہے

عجب عہدِ مبارک ہے کہ جب چاہو جہاں چاہو
خوشی کا عیش کا سامان مہیّا ہو ہی جاتا ہے

مسافر کو سفر مین دھوپ کی ایذا نہین ہوتی
کہ ہر پر دامنِ دولت کا سایا ہو ہی جاتا ہے

اسی در پر تو پھل ملتا ہے نخلِ خاکساری کا
جو قدمون پر جھکا اُسکا سر اونچا ہو ہی جاتا ہے

دلِ آئینہ ہے اور اُسمین خواص جامِ خسرو ہے
کسیکا رازِ دل ہو آشکارا ہو ہی جاتا ہے

سبق دیتے ہین لقمان کو فلاطونِ زمان ہو کر
ہوا جو بندہ بیدام دانا ہو ہی جاتا ہے

زہے تیر افگنی نکلے نہ نکلے تیر چٹکی سے
دلِ حسّاد مین خون تمنّا ہو ہی جاتا ہے

کلامِ خسروی کیونکر نہ دنیا سے نرالا ہو
شہ یکتا کا ہر مضمون یکتا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکھے جہان دو گل کھلائے طبع رنگین نے
گلستان بوستان کا رنگ پھیکا ہو ہی جاتا ہے

زبان پر طوطیِ ہندوستان کو وجد آتا ہے
بیان پر بلبلِ شیراز شیدا ہو ہی جاتا ہے

فلک کو داغ آتش کو جلن جامی کو بیہوشی
صبا کو بیکلی سودا کو سودا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے سامعین کا مثلِ قمری نعرہ زن ہونا
کہ اک اک شعر موزون سرو رعنا ہو ہی جاتا ہے

زمین سخت مین بھی معنیِ سوسن نکلتے ہین
صدف مین در حجر مین لعل پیدا ہو ہی جاتا ہے

بناوٹ کی ضرورت کیا تصنع کی ہے حاجت کیا
طبیعت ہو جو بانکی شعر بانکا ہو ہی جاتا ہے

دیے ہین شاہ کو خالق نے کیا کیا چاند کے ٹکڑے
قمر جب دیکھتا ہے گھٹ کے آدھا ہو ہی جاتا ہے

نہ کیون روشن ہون سب کے دیدۂ دل شانزدون سے
کہ وہ مہر ماہ سے گھر اجالا ہو ہی جاتا ہے

مجھے دعوی نہین لیکن ثنا جب شہ کی لکھتا ہون
سخن کو اپنی یکتائی کا دعوی ہو ہی جاتا ہے

کوئی مانے نہ مانے مین تو ہون اس فیض کا قائل
زمین مشکل سے مشکل ہو قصیدہ ہو ہی جاتا ہے

جلیل آصف کے حق مین جو دعا دل سے نکلتی ہے
اثر فضل خدا سے اُس مین پیدا ہو ہی جاتا ہے

اشعار منتخبہ دیوان

ہے لاکھ لاکھ شکر خدائے جلیل کا
جس نے دُرِ سخن سے بھرا منہ جلیل کا

خود فرش خاک پر ہے نظر عرش پاک پر
امید ہے جو صلہ ترے عبد ذلیل کا

ولہ

ناوک اُسکا کبھی خطا نہوا
طائر سدرہ تک نشانہ ہوا

تیرے قدمون سے کیون رہنا
ہائے پامال دل حنا نہ ہوا

دل سے صبر و قرار سب بھاگے
مگر اک داغ دل جدا نہ ہوا

ولہ

نہ ملا یار سرو قد افسوس
شجر آرزو ہرا نہ ہوا

ولہ

مرے جاذب دل کا اثر دیکھ لینا
تم آؤ گے تھامے سے او ادھر دیکھ لینا

ابھی ہے تڑپنے کا ارمان باقی
ذرا پھر ادا سے ادھر دیکھ لینا

ولہ

ابھی باقی ہے آنا قبر پر اس فتنۂ قامت کا
قیامت ہو چکی پھر بھی رہا ڈر کا قیامت کا

فلک اسمین تڑپ اسمین الم اسمین ہے غم اسمین
مرے پہلو مین دل کیا ہے خزانہ ہے محبت کا

ولہ

مرے وحشت کا جو افسانہ بنایا ہوتا
سننے والون کو بھی دیوانہ بنایا ہوتا

مر کے بھی روح نہ پینے کو ترستی ساقی
مری مٹی سے جو پیمانہ بنایا ہوتا

ولہ

پردہ نہ تھا وہ صرف نظر کا قصور تھا
دیکھا تو ذرے ذرے مین اُسکا ظہور تھا

ولہ

نہ وہ شمع دیکھین نہ پروانہ دیکھین
کوئی ہو اُنہین دل جلانے سے مطلب

وله
آہی جائیگا محبت مین اثر آپسے آپ ہو ئی جائیگی اُنہین میری خبر آپ ہی آپ

وله
پہلو سے وہ اُٹھے سو کہا دل نے ہائے دوست آباد ہوکے لٹ گئی دولت سرائے دوست

وله
اُنسے ملنے کا ہے سوال عبث جان بچنے کا ہے خیال عبث

وله
چمک کر بولی وہ برق نظر آج کہ لونگی خرمن دلکی خبر آج
کہو اُنسے بچائین دامن اپنا کہ ہے شعلہ فگن داغ جگر آج

وله
یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح پر تڑپنے لوٹنے والا کہان میری طرح
گل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر سے اُڑی ہو نہ دشمن کا یا رب آشیانہ میری طرح

وله
موسم گل ہے پھول پھولے مین دیکھنا باغ کیا ہے سرخا سرخ

وله
ستم ہے مبتلائے عشق ہو جانا جوان ہو کر ہماری باغ ہستی مین بہار آئی خزان ہو کر

وله
نصیبون سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر خدا شاہد ہمین تو ناز ہے اپنی محبت پر

وله
توکل کا یہہ منشا ہے کہ اطمینان پیدا کر نہ ہو سامان کا پابند یا سامان پیدا کر

وله
صیاد کو ہے بلبل ناشاد کی تلاش بلبل ہین ہم کہ ہے صیاد کی تلاش
قسمت نے دی نجات نہ مجکو تلاش سے دلبر ملا تو ہے دل ناشاد کی تلاش
اللہ رے تیری زلف سیہ فام کے خواص اک مرغ جان کے حق مین ہین سو دام کے خواص
کیا نصیبے کے زبردست ہین خال عارض جنکو حاصل ہے شب روز وصال عارض
کہان ہم اور کہان اب شراب خانہ عشق نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانہ عشق
غلط ہے صاحب دولت کو گر غنی کہئے غنی وہ ہے جسے اللہ دے خزانہ عشق
کیا کیا شب غم ہمنے مصیبت نہین دیکھی اتنی ہے کہ کبھی صبح قیامت نہین دیکھی
دیکھے ہین طرحدار جلیبل آنکھ سے لاکھون دل جسکا ہے آئینہ وہ صورت نہین دیکھی

جعفر - مرزا جعفر بیگ قزوینی

جعفر تخلص - مرزا جعفر بیگ نام - آپ بدیع الزمان قزوینی کے خلف الصدق
مین - اکبر و جہانگیر کے عہد مین معزز و ممتاز رہا - فن شاعری مین استاد کلام تہا
مثنوی شیرین خسرو اسکے کلام شیرین کی یادگار ہے - اپنے عم بزرگوار کے فوت ہونے
کے بعد مخاطب بہ آصف خان ہوا تہا - سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بلدہ دار السرور
برہانپور مین فوت ہوا کسی شاعر نے تاریخ وفات اس فقرہ سے نکالی سہ
صد حیف از آصف خان -

من اشعارہ

درباد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب	چشمے کہ ندارد برہ قافلہ وارد
ہزار بلبل شوریدہ خاک شد جعفر	ولہ ہنوز رسم خود آرائی چمن باقیست
درستی ہمہ کس در شکست بیداری	شکست زلف کجا و دل شکستہ کجا
ایصبا در شکمم اما دل این جوش میکنم	کہ این گلستانست نتوان دری رو باد بست
شہر گنجائش غمہائے دل ما چو ندشت	آفریدند برائے دل ما صحرا را
زشوق آنچہ آنجا دید فرہاد	مرا اینجا قلم از دست افتاد

حرف الحاء حطی

حفظی - نواب حفظ اللہ خان

حفظی تخلص - حفظ اللہ خان نام - آپ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم
کے فرزند ہین - آپکی ولادت ہند مین واقع ہوی سن شعور کے بعد علمائے وقت سے

کتب درسیہ تحصیل کین - لائق وفائق ہوئے - بادشاہی منصب سے سرفراز تھے آپ خوش خلق وباخیر نیک طینت و نیک صورت تھے - علما وشعرا وفقرا سے نہایت اخلاص ومحبت رکھتے تھے - ماہ ربیع الاول مین میلاد شریف کی مجلس نہایت عظمت وشان سے کرتے تھے - ایکہزار سے زیادہ اہل دعوت ہوتے تھے - کہانے سے اول و آخر وقت تک خود بذاتہ آفتابہ وسیلا بچی ہاتھہ مین لیکر تمام اہل دعوت کے ہاتھہ دہلاتے تھے اس فعل خیر سے ثواب اخروی حاصل کرتے تھے - عالمگیری زمانہ مین ٹھٹھہ وسیوستان کے صوبہ دار تھے - صوبہ داری کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے - آپکے زمانہ مین تمام رعایا امن وامان مین تہی - آخر ۱۱۱۲ ہجری مین سیوستان مین آخرت کا سفر اختیار کیا - جناب میر غلام آزاد بلگرامی نے آپکی وفات کی تاریخ کا مادہ آیہ کریمہ سے پایا فلهم جنات المأوى نزلاً كانوا يعلمون - خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ آپ موزون الطبع تھے کبھی کبھی رباعی یا غزل موزون کرتے تھے - ایکوقت آپ کی مجلس مین کسی میر نے ناصر علی سرہندی کی رباعی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین پڑہی سے

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

آپ رباعی کو سنکر حسرت کرنے لگے اور فرمایا کاش یہہ رباعی میرا حصہ ہوتی تو بروز قیامت باعث نجات ہوتی - پہر فکر کرکے ایک رباعی کہی وہ یہہ ہے سے

در انجمن دہر نخست آمدہ	زانکہ گونہ کہ شائستہ نشست آمدہ
اے ختم رسل اگرچہ در بزم وجود	دیر آمدہ ولے درست آمدہ + انتہی ۔

من اشعارہ الفارسی

اے کہ می گوئی کہ می آئم نمی آئی چرا	ولہ	پائے شوقت را مگر رنگ حنا زنجیر پاست
اے آنکہ سراپا ہمہ لطف نمکی		بر برگ گل تازہ چکیدہ نمکی
جز شیرۂ پستان حلاوت نمکی		پیغمبر خوبانی و اما نمکی

فائدہ نواب متوسل خان بہادر بندگانعالی حضور آصفجاہ کے داماد اور حسب رضا تربیہ کے لخت جگر تھے اور ہدایت محی الدین مظفر جنگ بن متوسل خان آپکے پوتے تھے۔ ان دونون بزرگون کو دکن سے خاص تعلق تہا۔ اسی تعلق کی وجہ سے دکنی شمار کئے گئے تھے۔ ہم نے بھی انھین بزرگون کے وجہ سے نواب حفظ اللہ خان کا ذکر اہل دکن مین شامل کیا فتامل ولا تکن من الغافلین۔

ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ حفظ اللہ خان ذی استعداد کمال دوست تہا علوم عقلی و نقلی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ عالمگیری عہد مین صوبہ داری لاہور پر منفر رتہا۔ ناظم و ناثر تہا۔ من کلامہ

نزد ماغی می کند پروانہ در پرواز شوقے ✤ روغن بادام گویا در چراغ عشق کردہ اند۔ انتہی کلامہ

حشمت محتشم علی خان

حشمت تخلص میر محتشم علیخان نام۔ سادات بدخشان سے تھے۔ آپکے اجداد مین ایک بزرگ وارد ہند ہوئے۔ آپکے والد میر باقی محمد یار خان صوبہ دار دلّی کی رفاقت مین مدت تک رہے صوبہ دار عالمگیری امرامین تھے۔ میر حشمت کی ولادت دلّی مین ہوئی۔ سن شعور کی بعد دلّی مین علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ پہر آپکو

شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا شعرگوئی شروع کی خوب شعر کہنے لگے ہندی و فارسی دونو زبانون مین
کلام موزون کرتے تھے۔ آپکا کلام دونون زبانون مین پاکیزہ و صاف ہے۔ ہریک شعر کی عبارت
سلیس و بامحاورہ ہے آپ فن سخنوری مین ممتاز تھے مدت تک میر محمد افضل ثابت و شیخ عبدالرضا
متین و مرزا عبدالقادر بیدل و آزاد کے مصاحبت و مجالست مین رہے اکثر یاران معاصر کیساتھہ
مشاعرہ مین شریک رہتے تھے۔ ہم طرحی غزلون پر مشاعرہ کا بازار گرم رکھتے تھے۔ آپ کی وفات
سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین واقع ہوئی۔ علی قلی خان واله ریاض الشعرا مین لکھتا ہے کہ مین ایکروز
حشمت کے دیوان کو دیکھہ رہا تھا کہ یہہ بیت میری نظر سے گذری ؎

نہ ہر ایرانی ہم طرح حشمت می تواند | نہ ہر چینی فروشی ہم سر فغفور می گردد

چون چندکس از مردم ایران بعنوان سوداگری دلی مین چینی فروشی کرتے ہین
ہندوستان مین ایرانیون کے لئے دوکانداری کرنا ننگ ہے۔ اس لئے ہندی نژاد
کل ایرانیون پر چینی فروشی کا طعن کرتے ہین۔ مثلاً کسی اور ہندی نے کہا ؎

تا زبان اہل ایران راہ ہوئی بستہ ایم | دست این چینی فروشان راہ موئی بستہ ایم

ان ابیات کے دیکھنے سے میرے دلمین حمیت و غیرت نے جوش پیدا کیا حشمت کے
دیوان کے حاشیہ پر یہہ دو بیتین لکھین اور حشمت کے نزدیک دیوان کو بھیجدیا ؎

باستادان ایران ہندی ہم طرح میگردد | بچینی میزند پہلو سفالین کاسہ بنگی

حریف نالہ و لہائے زار مانہ حشمت | مزن انگشت بر لب چینی فغفور ما را

پس حشمت صاحب ترجمہ ابیات کو دیکھکر پشیمان ہوا معذرت کی انتہی کلامہ۔
آپکے صاحب دیوان مین تقریباً سات ہزار اشعار ہین۔

	من کلامہ	

کشتند شمع را چو سحر اہل بزم گفت — وله — این روز بود اول شب در نظر مرا

رونق از دیوانه کشور سودا گرفت — وله — دشت از ما بود کو مجنون دو روزی جا گرفت

گر چنین شہر بسودای تو دیوانه شود — وله — ہمچو زنجیر ز ہر کوچه فغان برخیزد

با رقیبان نکنم سجده خاک در دوست — وله — این نماز نیست که بی شرط جماعت باشد

سراسر نقش ہستی عقده کار دل من شد — وله — خط پیشانیم چون قفل ابجد مشکل من شد

نگاه گرم چه سان در بغل کشد تنگش — وله — که از فروغ در آغوش خود پرد رنگش

صبر و بیطاقتی آن روز که قسمت شد — وله — بیقراری بمن و صبر بایوب رسید

جان بقربان کمان تو که زد آخر کار — وله — تیر صافی که بداد دل ما خوب رسید

پیر گردیدم و سر می گردد — وله — آسیا وقت سحر میگردد

از رنگ لاله و داغش عیان است — وله — که حسن و عشق با ہم توامان است

قشقه از بالای ابروی تو آفت می شود — وله — آفتاب از قبله سر زد قیامت می شود

بیا که از اشک سوزانیم با ہم بلبل و گل را — وله — تو گل را کن خجل در حسن من در عشق بلبل را

زین پیش که دل ناله و آہی میکرد — وله — چشمش بمن التفات گاہی میکرد

گریان گریان ز دور میدارم داد — خندان خندان بمن نگاہی میکرد

مستزاد

آئینه به بزم دلکشا تو رسد: انجا نگاه — ہم شانه زلف مشکسا تو رسد: ما را چه گناه

ما خاک شویم و ہمه منظور فتد: داغیم ز رشک — دل خون نشود و حنا بپا تو رسد: سبحان الله

میر درد نے نکات الشعرا میں لکھا کہ مخلص شعرائے ہندوستان سے ہے۔ سید صحیح النسب سپاہی عمده تھا فارسی ہندی میں سخن گوئی کرتا تھا۔ خوش اخلاق و خاکسار تھا

ایک وقت نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ ۔ دوز مبارک کے بیان مین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان — لعل و گہر آمدہ ز کان عمان

با روئے جہان فروز در روز ن — خورشید در آمدہ سراج منیران

ان صنمی کان فی الجلباب کنت رایتہٗ — بل ھو شمس شفقت نظرت فی المطر

ان دوتین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا ۔ شاید تلف ہو گیا ہو ۔ تحفہ الشعرا مین مرزا افضل قاقشالی نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین ۔ شاید میان حامد بیر حمانت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون ۔

حفیظ ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص ۔ شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے ۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تھے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے ۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے ۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کر کے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے ۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلہ جوالہ تھی طبع والا فکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے ۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکھکر تعجب کرتے تھے ۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ اُستادی کو پہنچ گئے ۔ سب شعرا معاصرین آپکی اُستادی کے قائل ہوئے ۔ آپ فارسی وار دو دونون زبانون مین کہتے ہین ۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ و بامحاورہ ہوتا ہے ۔ پاکیزہ و شستہ ہے آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ راجہ جہیت رام کے خدمت مین باریاب ہوئے راجہ صاحب آپکی لیاقت و قابلیت دیکھکر بہت خوش ہوئے ۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بھی مقرر کردی۔ چند مدت
راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم و برہم ہوگیا۔ تب
راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بھی مجبور ہوکر وہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل
مہاراجہ بہادر سے ملے ایک آدھ قصیدہ بھی پیش کیا۔ مہاراج بہادر نقادِ سخن تھے اُسوقت
آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ پھر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی
کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی
و جادو بیانی سے مہاراجہ کو مسخر کرلیا تھا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ و شیفتہ تھے
آپ خوش اخلاق و نیک طبیعت تھے۔ نازک دماغ و پاکیزہ خیال تھے۔ ہر روز دربار
مین تازہ و نیا لباس پہنکر آتے تھے۔ باوجود جاہ و حشمت فقرا دوست و غربا پرور
تھے۔ مہمان نواز و فیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تھے۔ ہر ایک کی سفارش
کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا و بیگانہ مساوی تھے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا و فقرا
مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین
شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تھا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین جنت کو
روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اُداس آیا
ہمکو آب بقا نہ راس آیا

مین وہ شمع مزار بیکس ہون
کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا

ولہ

ہم اُسے بادۂ گلرنگ پلا دیتے ہین
خانہ باغ آئینہ رخ کو بنا دیتے ہین

ولہ

ہمارے دل مین بہ یہ درد و الم کا جوش رہا
کہ سینہ داغون سے دوکان گلفروش رہا

ایک وقت نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ ۔ روز مبارک کے بیان مین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان
لعل و گہر آمدہ زکان عمان

باروئے جہان فروز در روز ن
خورشید در آمدہ سراج منیران

ان صنمی کان فی الجلباب کنت رایتہ
بل ھو شمس شفقت نظرت فی المطر

ان دوتین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا ۔ شاید تلف ہو گیا ہو ۔ تحفۃ الشعرا مین مرزا افضل قاقشالی نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین ۔ شاید میان حامد بیر کی قناعت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون ۔

حفیظ ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص ۔ شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے ۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تھے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے ۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے ۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کرکے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے ۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلہ جوالہ تھی طبع والا وفکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے ۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکھکر تعجب کرتے تھے ۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو پہنچ گئے ۔ سب شعراء معاصرین آپکی استادی کے قائل ہوئے ۔ آپ فارسی واردو دونون زبانون مین کہتے ہین ۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ وبامحاورہ ہوتا ہے ۔ پاکیزہ و شستہ آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ راجہ جہپت رام کے خدمت مین باریاب ہوئے ۔ راجہ صاحب آپکی لیاقت وقابلیت دیکھکر بہت خوش ہوئے ۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بھی مقرر کردی۔ چند مدت راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم وبرہم ہوگیا۔ تب سبب راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بھی مجبور ہوکر وہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر سے ملے ایک قصیدہ بھی پیش کیا۔ مہاراج بہادر نقاد سخن تھے اُسی وقت آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ پھر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی وجادو بیانی سے مہاراجہ کو مسخر کرلیا تھا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ وشیفتہ تھے آپ خوش اخلاق ونیک طینت تھے۔ نازک دماغ وپاکیزہ خیال تھے۔ ہر روز دربار مین تازہ ونیا لباس پہنکر آتے تھے۔ باوجود جاہ وحشمت فقرا دوست وغربا پرور تھے۔ مہمان نواز وفیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تھے۔ ہر ایک کی سفارش کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا وبیگانہ مساوی تھے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا وفقرا مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تھا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین جنت کو روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اُداس آیا
مین وہ شمع مزار بیکس ہون

ولہ

ہم اُسے بادۂ گلرنگ پلادیتے ہین
ہمارے دل مین ہمیشہ درد والم کا جوش رہا

ولہ

ہمکو آب بقا نہ راس آیا
کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا

خانہ باغ آئینۂ رخ کو بنادیتے ہین
کہ سینہ داغون سے دوکان گل فروش رہا

خیال کاکل مشکین یہ مجکو دوش رہا | | کہ مثل کعبہ مرا دل سیاہ پوش رہا
ہزار نالہ محشر تما نہ لب تہے | | کسیکا پاس ادب تہا خموش رہا
خط مین کچہہ جس طلب تہا نہ سوا اسکے جسے | ولہ | ما بخیر و سلامت بشما کہتے ہین
تسپہ تشبیہ کیا قاتل بیچارے کو | | آپ فرمائے قبلہ اسے کیا کہتے ہین
چاک سینہ ہو گیا دسے صدا آنے لگی | ولہ | کہلتے ہی اس در کی جنت کی ہوا آنے لگی
لڑکون نے لیکے مارے جون ہی سنتے سنگ | | دیوانگون کی خون سے ہوا رستے رنگ رنگ

آپنے ایک رباعی حضور سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کی نذر کی تہی - **رباعی**

کوئی نام خدا لے کے حرم تک پہنچا | | کوئی پوجتے ہی دیر صنم تک پہنچا
خوش طالعی میری ہے کہ لیکر یہ نذر | | تجہہ سکندر کے قدم تک پہنچا
محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکہاتی ہے | ولہ | اگر یکدم ہنسانی ہے تو پہر پہروں رلاتی ہے
روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین ایکا | | ہو رہینگی پہر کرو باتین ہماری آپکی

حنا - مہدی حسین خان لکہنوی

حنا تخلص - مہدی حسین خان نام آپ محمد حسین خان لکہنوی کے فرزند ہین - آپکی ولادت شہر لکہنو مین ہوئی - تعلیم و تربیت بہی اسی شہر مین پائی - استعداد علمی کے بعد شعر گوئی شروع کی - مومن خان مومن دہلوی المتوفی سنہ ۱۲۶۸ ہجری کی خدمت مین سخن کی مشق کی - استاد کی توجہ کی برکت سے لائق و ممتاز ہوئے - دس گیارہ برس سے حیدرآباد دکن مین کسی سرکاری خدمت پر مامور ہین - چست و چالاک ہوشیار بیباک ہین خوش سیرت و نیک عادت ہین محبت و دوستی کے لائق ہین شگفتہ جبین و خوش خو ہین

بارک اللہ فی بقائہ | **من اشعارہ**

قلم ہے کیا جو ہے عرض مدعا کے لئے | | زبان ہی نہین صرف التجا کے لئے

تمہارے لب جو کریں دعوی مسیحائی	مرض ملے نہ کہیں نام کو دوا کے لئے

حبیب - محمد کاظم صاحب کنتوری

حبیب تخلص - محمد کاظم نام - آپکا مولد و منشا قصبہ کنتور ضلع لکھنؤ ہے آپکے نسب کا سلسلہ جناب سید حمزہ بن حضرت امام موسی کاظم سے ملتا ہے - آپکے بزرگ سادات نیشا پور سے تھے - زمانہ سلف میں وطن اصلی سے ہندا میں وارد ہوئے ملک اودہ قصبہ کنتور نارکور میں فروکش ہوئے - اسوقت کنتور میں فضلاء دولت سکونت پذیر تھے - آپکے جد اعلی نے بھی وہین سکونت اختیار کرلی - آپکے بزرگون میں اکثر علما گذرے ہیں - علوم عقلی و نقلی میں بے نظیر ہوے ہیں - زمانہ حال تک بھی اسی موروثی علم کا خاندان میں اثر باقی ہے - آپنے ابتداء شعور میں بقدر فارسی و عربی کتب پڑہیں نہیں - زمانہ طالب علمی میں آپکو شعر و شاعری کا شوق پیدا ہو گیا آپکی طبیعت کا میلان شعرگوئی کے طرف رجوع ہوا - اور طالب علمی حالت میں خلل واقع ہوا - آپ تحصیل علوم و کسب فنون سے محروم ہے - مگر شاعری میں اُستادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے - آپنے سخن کی مشق جناب سید لطف اللہ قدر مرحوم سے جو آپکے نانا تھے کی - آپکا کلام نزاکت و لطافت میں ڈوبا ہوا ہے - آپ خوش وضع خوش فکر ہیں - فی الحال آپکی عمر قیاساً پینتالیس برس کی ہے - چند سال سے اس ریاست میں ملازم ہیں معتمد مدار المہام سرکار عالی نظام کے میر منشی ہیں -

من اشعارہ الہندی

دلسوز کون تھا ہمیں روتا جو بعد مرگ	ہاں بیکسی کا رکھتی ہے شمع مزار غم

اسیری مین بلا نازان ہو ئی وحشت کے پر نکلے
چلے صحرا سے زندان کو گریبان پہاڑ کر نکلے

ہمارے ساتہہ جاتے ہین عالم کو حسرت و ارمان
یہہ حسن اتفاق اسوقت اچہے ہم سفر نکلے

ولہ

نے چلی ہین دلکو سوئے کوے قاتل حسرتین
کس زمین ہے مہر کاروان شام و سحر

عرش پر ہوگا دماغ رہروان کوے عشق
آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر

ولہ

عکس روے یار ہے تصویر پشت آئینہ
دیکہئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ

خط تقدیر ہے مہر جسے سمجہے ہین سب جوہر
بنگئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

حشمت میر حشمت علی حیدرآبادی

حشمت تخلص حشمت تخلص۔ میر حشمت علی نام۔ آپکا مولد و منشا حیدرآباد دکن ہے۔ آپ میر حیدر علی مرحوم کے فرزند ہین۔ مرحوم لیہ سرکار عالی نظام کے صدر ثبیہ خانہ کے میر منشی تہے۔ آپنے سن تمیز کے بعد علما حیدرآباد سے کتب فارسیہ کی تحصیل کی۔ انشاپردازی و عبارت نویسی مین خوب مہارت پیدا کی۔ مزاج مین سخن سنجی و شعرگوئی کا ولولہ تہا۔ اور طبیعت بہی سنجیدہ تہی۔ شعرگوئی مین جہید نین سبقت کرکے خوب جولانی کرنے لگے۔ حیدر حسین خان حیدر المتوفی ۱۲۸۵ہجری سے کلام کی اصلاح لیتے رہے۔ کلام سے نزاکت و ملاحت نمود ہوتی ہے۔ آپکی عمر تخمینا پچاس برس کی ہوگی۔ متوسط قد۔ گندمی رنگ مائل بہ سیاہی۔ خدا تعالے آپکو دیرگاہ زندہ رکہے

من اشعارہ الہندی

مرگ عاشق پر جی اسطرح غم کہاتے نہین
صبر کی جا ہے مرے ساتہہ مرجاتے نہین

ہوگئے ہین جاکے شاید کوے جانان مین مقیم
حضرت دل آج پہلو مین نظر آتے نہین

بخشش حیدر کا دربار معلا عام ہے گورے ہاتھوں سے جو دفناؤ گے منت ہو گی چیخنا شور مچانا سر مدفن کیسا	ولہ	اس حلقۂ حشمت سخندان فیض کسب پاتے ہیں گو زمانہ میں نہ پھر شمع کی حاجت ہو گی روح عاشق پہ اجی اور قیامت ہو گی

حبیب۔ محمد حبیب حیدرآبادی

حبیب تخلص۔ محمد حبیب نام تہا۔ یہ شعراء حیدرآباد سے ہے۔ تذکرہ نویسوں نے آپکی پوری کیفیت نہیں لکہی سنہ ولادت و وفات کا بہی کچہہ ذکر نہیں کیا ہے۔ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر لائق و فائق تہے۔ مضامین تازہ خوب تلاش کرتے تہے۔ خوش فکر و خوش خیال تہے۔ تقریباً آپکا بہی انتقال ۱۳۰۰ھ ہجری میں واقع ہوا ہے۔

من اشعارہ الہندی

نہ گئی چشم سے آنسو کی روانی آخر ہنس پڑا باغ میں مینا بی بلبل کی دیکہہ موند کر آنکہہ کو کیا ذوق سے سویا تہا حبیب دل بیدل کی یک تسلی کو گلبدن پہول کی مت توڑ تو ڈالی آری	ولہ	رہ گئی صرف یہی یار کی نشانی آخر کہل گئی یار تری غنچہ دہانی آخر نہ سنی حیف مری ہیم کہانی آخر کچہہ تو اپنی نشانی دو جانان دیکہہ ابہی شور کریں بلبل و نالی آری

حسن۔ امیر حسن دہلوی

حسن تخلص۔ امیر حسن نام۔ نجم الدین لقب ہے۔ آپ میر علا سنجری کے فرزند ہیں۔ آپکا مسقط الراس شہر دلی ہے۔ آپکی نشو و نما و تربیت و تعلیم بہی وطن ہی میں ہوا

ہوئی۔ عالم شباب کے ابتدا مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ شعر و شاعری کے
میدان مین سبقت کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین سخن سنجی کی قوت خداداد تھی۔ آپکا کلام
تصوف و تجرد و وحدت الوجود اور دنیاوی اسباب کی بے ثباتی پر شامل ہوتا ہے۔ صاحبان حال
کامل و بزرگان صاحب دل آپ کے کلام کے سننے سے وجد کرتے ہین اور نیم بسمل کی طرح
تڑپتے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر و مست ہوتے ہین و مقام الست و بلی کے طرف
رجوع ہوتے ہین۔ آپ فطرۃً رندانہ مشرب و فقر طلب تھے۔ مرات الخیال کے مولف نے
تاریخ ہند سے نقل کیا کہ آپ مکارم اخلاق و لطافت و ظرافت و استقامت عقل مین
بے نظیر تھے۔ اور روش صوفیہ و تجرید و تفرید و بے تعلقی دنیا مین بے مثل تھے۔ رندانہ
مستغنیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپکی توبہ کا سبب یہہ لکھا کہ آپ یکروز ایک نانبائی کی
دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اُسروز قدوۃ السالکین حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہ
مع مریدین بازار سے گذر رہے تھے اور امیر خسرو بھی ہمراہ تھے۔ یکایک امیر کی نظر فقیر یعنے
حسن صاحب ترجمہ پر پڑی۔ امیر نے دیکھا کہ صورت زیبا لائق و قابل سلوک ہے۔ آگے
بڑہ کے خواجہ حسن صاحب ترجمہ سے سوال کیا کہ نان و کلچہ کسطرح بیچتا ہے۔ حسن نے جواب دیا کہ
روٹی کو ترازو کے پلڑے مین رکہتا ہون اور خریدار سے کہتا ہون کہ دوسرے پلڑے
مین زر قیمت رکھے۔ جب خریدار پلڑے مین زر رکہتا ہے اُسوقت اُسکو روٹی دیکر روانہ
کرتا ہون۔ امیر قدس سرہ نے کہا اگر خریدار مفلس ہو تو کیا صورت ہوگی۔ حسن نے
جواب دیا کہ اُس سے درد و نیاز قیمت لیتا ہون۔ امیر قدس سرہ آپکے جواب سے متعجب
ہوئے۔ واقعہ کی پوری کیفیت حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت مین گزارش کی۔ شیخ
قدس سرہ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ لیکن حضرت کی توجہ باطن نے حسن کے دل پر اثر کیا

اُسیوقت حسن کا حال متغیر ہوا - اور درد طلب دامنگیر ہوا - فوراً نان بائی کی دوکان سے اُٹھکر حضرت کی خانقاہ مین آیا اور توبہ کی اور حضرت کی بیعت سے سرفراز ہوا - دیکھو حضرت کی توجہ تیر بہدف تھی - بزرگان دین واہل اللہ کی نظر بے اثر نہین ہوتی ہے پیر ہون تو ایسے ہون - خدائے تعالی ہمکو ایسے بزرگون سے ملائے کہ ہم دنیا و مافیہا سے سبکدوش ہو جائین - فی زمانا پیری مریدی کی نسبت اگر گویم مشکل وگرنگویم مشکل بامرلاچاری شق ثانی کو اختیار کرتا ہون - اور دم بخود رہتا ہون خدا ہم تمام کو نیک ہدایت کرے - بزرگان دین کی توجہ موثرہ کی بابت کسی شاعر نے کہا ہے ؎

آنرا کہ بدا نیم کہ او قابل عشق ست   رمزے بنمائیم و دلش را برباییم

آپ امیر خسرو کے معاصر ہین گویا دونون بزرگ سخنوری مین برادران توام ہین - اور دونون بمصداق ہذان لساحران فن شاعری مین جادوگر ہین -

بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ امیر خسرو و امیر حسن مین باہم الفت و محبت برادرانہ تھی - دونون شاہزادے سلطان محمد بن غیاث الدین بلبن کی ملازمت مین ملتان گئے - امیر خسرو شاہزادے کی مصحف داری پر خواجہ حسن دوات داری پر مامور تھے - شاہزادے کی شہادت کے بعد دہلی مین آئے - ملازمت کے زمانہ مین دونون ہم نوالہ و ہم پیالہ رہتے تھے - لیکن امیر حسن امیر خسرو پر تقدم رکھتا تھا - تقدم کے مختلف اسباب ہین - امیر حسن کے قطعات و قصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح مین زائد ہین - اور امیر خسرو کے قصائد سلطان کی مدح مین کم ہین -

اور مولف مذکور نے یہہ بھی لکھا کہ خواجہ بعمر ۵۶ سالہ حوض شمسی کے کنارے شرب و کباب مین مصروف تھا کہ یکایک اسطرف حضرت شیخ نظام الدین ولیا کا گذر ہوا

خواجہ حسن نے آپکو دیکھکے یہہ دو بیتین پڑہین ؎

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم | گر ز صحبت ہا اثر بودے کجاست
زہد نان فسق از دل ما دور نکرد | فسق ما یان بہتر از زہد شماست

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا صحبت مؤثر ہے۔ اگر حسن نیت سے ہو۔ کامیابی کا وقت پہنچ گیا تہا۔ فوراً شیخ کے قدمون پر گرا اور تمام گناہون سے توبہ کی۔ اور حضرت کے حلقۂ ارادت مین داخل ہوا۔ اور ایک غزل کہی اسکا مطلع یہہ ہے ؎

یک سر موئے ز لت سفید نشد | ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ انگہی کردی | کہ ترا قوت گناہ نماند

آپ کی غزلین و قصائد درد آمیز و شور انگیز ہوتے ہین فصاحت و بلاغت کی خوبیان مضامین و معانی کی موشگافیان کلام سے ظاہر ہوتی ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپنے ایک کتاب مسمیٰ فوائد الفواد جو حضرت شیخ کے حوال و اقوال پر شامل ہے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے لکہی ہے۔ رسالہ متانت الفاظ و لطافت معانی سے مرکب و مرتب ہے۔ نقل کرتے ہین کہ امیر خسرو رسالہ کی نسبت فرماتے تہے کاشکے اگر میری تمام تصانیف حسن کے نام ہوتین اور یہ کتاب میرے نام پر ہوتی تو بہتر ہوتا۔ اور مین اس سعادت ابدی سے مشرف ہوتا۔ اور دارین مین اس سعادت پر فخر کرتا۔ امیر خسرو کا یہہ کلام محبت و اتحاد کی وجہ سے ہے۔ خواجہ حسن صاحب ترجمہ شعر گوئی و روش شاعری مین سعدی شیرازی کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردست | کہ اہل معنی گل چین ازان گلستانند

سعدی شیرازی کی پیروی کرنے سے آپکو سعدی ہندوستان کہتے تہے مولانا عبدالرحمن جامی نے

بہارستان مین لکہا کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی مین طرز خاص اختیار کیا ہے - اکثر قوافی تنگ اور ردیفین نادر اختیار کین - آپکے کلام کی حالت مجتمعہ اگرچہ ظاہر نظر مین آسان معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا کلام کہنے مین دشوار و مشکل ہوتا ہے - بناءً علیہ آپکے کلام کو سہل ممتنع کہتے ہین - ملک الشعرا شیخ فیضی کہتا تہا - امیر حسن آنکہ وارد کہ عاشق آن نوا نند گوا میر خسرو یوسف زمان بود چنانچہ خود میفرماید ؎

اے حسن بر آستین نظم خود نوکن طراز خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

انتہی کلامہ - لطائف اشرفی کے مولف نے لکہا کہ آپ ظریف الطبع و لطیف المزاج تہے - آپ جب مجلس احباب مین جلوہ افروز ہوتے تہے تب احباب کا جلسہ آپکے وجود سے رونق پذیر ہوتا تہا - آپکے لطائف و ظرائف سے احباب کو لطف فرہ حاصل ہوتا تہا - حسب اتفاق خواجہ حسن کو بیماری لاحق ہوئی - عارضہ کی شدت سے بیہوش ہوگئے - چند احباب مثلاً امیر خسرو و منصور وغیرہم عیادت کے گئے اور آپکو آواز دے کہ خواجہ صاحب ما را می شناسید یا کیا نیم و آخر گفتند ما چہ کسانیم - خواجہ نے آنکہہ کہولکر کہا کہ ما بندہ سخن او لئیم لیم تمام آپکے کلام ظرافت انجام سے محظوظ ہوئے - اور کہنے لگے کہ ایسے وقت مین بہی ظرافت کو ترک نہین کیا - تاریخ فیروز شاہی کے مولف نے لکہا کہ مین نے لطیف المزاج سلیم الطبع و خوش اخلاق مثل خواجہ حسن کسیکو نہین دیکہا - لطافت مزاج و خوش خلقی مین بے نظیر تہا سلاطین و امرا آپکے ساتہہ خاص توجہ کرتے تہے یعنے آپکے کمال و حسن لیاقت کے خریدار ہوتے تہے - آخر عمر مین جب سلطان محمد تغلق شاہ نے دہلی کو خراب کرکے دیوگڈہ دکن کو دار السلطنت بناکے دولت آباد نام سے موسوم کیا - تب تمام باشندگان دہلی حسب الحکم دیوگڈہ مین آئے - آپ بہی تمام کے ساتہہ آئے - چند روز کے بعد خلد برین کو روانہ ہوے

کہ مخدوم اولیا ۷۳۸ھ کی تاریخ رحلت ہے - بحساب سات سو اڑتیس ہوتے ہین - اخبار الاصفیا کے مولف نے لکھا کہ ۷۳۷ھ ہجری - اور مرات الخیال کے مولف نے ۷۳۸ھ ہجری لکھا - سنہ رحلت بقول مرات الخیال صحیح معلوم ہوتا ہے - والعلم عند اللہ - روضہ خلد آباد مین قریب مقبرہ شاہ برہان الدین غریب وغیرہم مدفون ہوے - دکن مین حسن شیر نام سے مشہور ہین - یہہ خرابی و تصحیف حسن شاعری ہے - آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان ہند و دکن و عرب و عجم کے کتبخانون مین موجود ہے - اب مین آپکے گلزار ہمیشہ بہار دیوان سے گلہائے رنگین و شگوفہائے شیرین انتخاب کرکے بطور گلدستہ ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہون تاکہ اسکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر و تازہ کرین

ہوہذہ

باز دل سوئے سفر می بینم آن دلدار را
نیست زیارک تنہا می گزارد یار را

گر ہم شبے تاکہ طالع نشوی چون مہ
بگذر چو نسیم گل وقت سحرے بر پا

باز در زنجیر زلف دلبران آویختیم
چون کنم جائے نمی یابم دل دیوانہ را

صبر من بیگانہ شد چون تو برگشتی ز من
آشنا ہرگہ برگردد چہ غم بیگانہ را

خوبان اگر بدست رقیبان گروبند
گرد چمن برائے چہ بندند خارہا

طرہ از رویت نمیگردد جدا
کافران را نیست از آتش نجات

جرعہ کز دست افتاد بر زمین
خون او ہفت آسمان خونبہاست

یارب منجمے برسان تا بپرسمش
کان آفتاب شب روم از آسمان گذشت

زلف تو شفیع محشرم باد
ہرچند کہ نامہ ام سیاہ است

ساقی دم صبح شکبارست
غائب نشوی کہ با تو کارست

چشمت سوئے من نمی شود باز | وله | جانان مگر از منت غبار است

باریاری کند اگر خواهد | وله | قصهٔ من هنوز بر اگر ست

بوسم نامهٔ خود روز محشر | وله | کز خط سیاهش یادگارست

عشقبازان دیگرند و عیش سازان دگرند | وله | آنچه در فرهاد می بینم در پرویز نیست

از خط خونریز و از رخسار خویش گوییا | وله | محضر ظالم به پیش پادشاه عادل است

سنگ را بر روئے خود زن آتشے در رخت خویش | | اے حسن این سنت دیوانگان عاقل است

روئے گل مین صفت روئے کسے با او ہست | وله | بوئے حلقهٔ گیسوئے با وی ہست

روشن چشم ہمہ کس در مہ نو حیران بود | | چاشنئی خم ابروی کسے با وی است

گفتم ز باغ وصل تو بوئے بمن رسد | وله | آوازه از در تو برآمد که بار نیست

خال تو بر رخ جهان افروز | وله | هندوی آمد آفتاب پرست

آب مژه ما گذران شد ز سر ما | وله | نیکو مثل است نیکه هم نه ماست که بر ماست

خط کشیدی من شدم عاشق | وله | راستی مشک و عشق پنهان نیست

مرا بزور گرفتی برحمت بگذار | وله | که بادشاه بسے صید را گرفت و گذاشت

یار آوار کی همی خواهد | وله | رفتن چه بهانه افتاده است

بیستر خواهم شنوم کان لفظ تا بی ویم | وله | زان مثل ترسم که در باب سستی تاب آمده است

ما گناہے نکردہ ایم | وله | خوئے بد را بہانہ بسیار است

دلم بردی و نتواختی هزار افسوس | وله | چنانکه دلبری هست و دلنوازی هست

مگر نه بو نر سیده است کان بزرگ چه گفت | وله | میان ما و شما عشق هست و بازی هست

فائدہ اس بیت مین شیخ فریدالدین کے کلام کی طرف تلمیح ہے یعنی اگر تو

شیخ بہاء الدین کے طرف سے شیخ فرید الدین کی خدمت مین ایسی بات پہنچائی گئی
کہ شیخ فرید الدین کے موافق نہ تہی۔ بعد مین شیخ بہاء الدین نے آپکی خدمت
مین ایک معذرت نامہ بہیجا۔ اسمین یہہ ایک فقرہ تہا کہ میان ما و شما عشق بازی
ہست کہ شیخ فرید الدین نے جواب مین لکہا کہ میان ما و شما عشق بازی نیست کہ الخ

رو بہشت در بہشت بود حظ چہ میکشی   وله   ای ظلم پیشہ خار نہ بر در بہشت

سہو رسے کہ سایہ کرم از من دریغ داشت   وله   صبح سعادتست و دم از من دریغ داشت

یارب ہمیشہ بر سر من پایدار باد   آن ابر رحمتی کہ نم از من دریغ داشت

گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چون رکاب   زان شہسوار من قدم از من دریغ داشت

گر شبے خوانی سگ کوئے خودم   وله   واللہ آن شب روز بازار من است

دلم گم شد درین مجلس کجا رفت   وله   لبش گیرم کہ پنہان کردہ اوست

روزم تو بر فروز شبم را تو نور بخش   وله   این کار تست کار مہ و آفتاب نیست

گفتی ترا چہ سود و چہ سود است در سماع   این آن سوالہاست کہ آنرا جواب نیست

شب آمد و شنید کلام حسن ز دور   وله   گفتم پری مگر بفسون آمدن گرفت

نارگر با خندہ شیرین تو لافی زد   وله   در دہانش باز بگذاریم دندانی درست

چشم ہر ناظر بمنظوری منور کردہ اند   وله   توتیائے گرد گرد راہ مستان بس بود

جان پیش کشم چو تو در آئی   وله   در خلوت دوست جان نگنجد

ہر چہ بغمزہ میکشی زندہ ہمیکنی بلب   وله   چشم تو جور میکند لعل تو داد می دہد

شیرین لبان کشند و نوازند یار ما   اندکی تر ہی نوازد و بسیار می کشد

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج   ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند

وله
شیرین لبان کشند و نوازند یار ما　　اندک نوازد و بسیار می کشد

وله
دل را نسیم زلف تو مدهوش آورد　　جان را شمائل تو به بیهوشی آورد
لعل تو اے نگار چه معجون حکمت است　　گرچه خوانده ایم فراموشی آورد
گفتی چرا سخن نکنی چون بمن رسی　　حیران جمال تو مدهوشی آورد

وله
دل ربودی دگر چه خواهد شد　　راضی ام من بهر چه خواهد شد
دل نشد جان بسوخت این گم شد　　شد نی شد دگر چه خواهد شد
بخت برگشت یار برگردید　　اے حسن زین بتر چه خواهد شد

وله
سیر من بر زمین باشد همیشه پیش رویان　　مگر آن روز معذورم که در زیر زمین باشد

وله
تحفهٔ هر دو جهان بر در او می آرند　　از من خسته سلامی و دعا هم برسد

وله
اے چو گل خاسته خارے بکامت مرساد　　قرة العین منی عین کمالت مرساد

وله
اے خضر یکبار دگر محمل بسوئے روم کن　　روح اسکندر را بگو کان آب حیوان میرود

وله
بمکتبے که ارو میروی همه طفلان　　بغیر سورهٔ یوسف دگر نمی خوانند

وله
مصلحت نیست که بیمار منی انجواجه حکیم　　هر کسے مصلحت خویش نکو میداند

وله
خواهم که بهم با تو چندان که دارم دسترس　　اے صبح دولت بلد مے با دوستان شمع همنفس

وله
فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم　　مگر لباس حیاتے که هست پاره کنم
گرفتم اینکه بنالم و من ز نالیدن　　طبیدن دل بیچاره را چه چاره کنم

وله
اگر گوئی بمیر اندر غم من　　عجب نبود که از شادی بمیرم

وله
لب شیرین و غمزهٔ شوخت　　نسخهٔ صلح و جنگ می بینیم
صلح کردم ببوسه و دهنت　　چکنم وقت تنگ می بینیم

چگونه آدمی حیران نماند	وله	پری پیدا شده از نسل آدم
گفتم بفاخته که چه می نالی اینچنین	وله	گفتا که درس عشق تو تکرار می کنم
اے از شب گیسوے تو هر شب مرا تبے دگر	وله	پرده ز رخ بگیسو فگن روز مرا نوروز کن
جا نخواهم جز بخاک کوی تو	وله	جانِ من نشنیدهٔ حبّ وطن
خون شد دل و دیوانه ام لطف بیا زی اینچنین	وله	آخر رسید افسانه ام شب را درازی اینچنان
بسیار خوانده ام صفت دوزخ و بهشت	وله	دوزخ فراق تست بهشتم وصال تو
کباب گشت جگر بے مے جگر گونم	وله	مرا جگر بده آن بادهٔ جگر گون ده
گفتی بداغ خاص مکرّم کنم ترا	وله	این وعده را امید وفا هست گر کنی
داغ گشتم از دیر رفتن تو	وله	داغ دیگر که دیر می آئی
سگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم	وله	غلام حکم توام تا چه حکم فرمائی
بیا که بر همه خوبان شهنشاه توئی	وله	چو غنچه در صف گل صاحب کلاه توئی
ز دست تو بکه نالم ز نام حکم تراست		ز تو سوی که گریزم گریزگاه توئی

امیر حسن صاحب نے ایک مختصر مثنوی سلطان علاء الدین کی مدح میں لکھی تھی

من ۲۰ ابیاته

بیا اے گہر جوئے دریائے غیب — ز در ہر چہ داری برون کن ز جیب

چو آئی درین بندگی بنده وش — ز ہر در چه باشد ترا پیشکش

طبق زد ورق در از نظم خواه — درے در طبق نه بیا پیش شاه

زہے گلشن ملک را نو نہال — برآورده حضرت ذوالجلال

روان کرده از بهر میدان خویش — روان کرده از بهر احسان خویش

زخورشید بر آسمان گوئے زر
زاز ریختن در زمین جوئے زر

برائے وبرایت برافراشتن
ترا ختم شد مملکت داشتن

توئی بر خلافت بحق دستیاب
یمین الخلافہ ازان شد خطاب

فریدون اگر کین کشید از دو مار
تو از صد فریدون برآری دمار

حاکم - حکیم بیگ خان لاہوری

حاکم تخلص - حکیم بیگ خان نام ہے۔ آپ شادمان خان اوزبک کے فرزند ہین۔ قاضی میر یوسف ہراتی کے دختر زادے۔ شادمان خان عالمگیری زمانہ مین بلخ سے ہند مین آئے۔ بادشاہی منصبدارون کے زمرہ مین شریک کئے گئے منصب ہفتصدی سے پنجہزاری تک ترقی کی۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے عہد مین منصب پنجہزاری و نوبت و نقارہ سے سربلند و ممتاز تھے۔ اور لاہور مین سکونت پذیر تھے حکیم بیگ خان بھی فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے ابتدائے عہد مین منصب و خانی سے ممتاز ہوئے آخر آپ تارک الدنیا ہوئے اور فقیری کا دامن تھام لیا۔ کشمیر و دہلی مین سیاحی کی۔ اور حرمین شریفین کی زیارت کا مصمم ارادہ کیا۔ اولاً خود صاحب ترجمہ و شیخ نور العین واقف بٹالوی باہم ملکے دکن کو روانہ ہوئے۔ ۲۹ تاریخ ماہ رجب سنہ ۷۴ ہجری مین اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی کے پاس فروکش ہوئے۔ آزاد آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے۔ مہمانداری بطور شائستہ ادا کی۔ ایک ہفتہ تک دونون عزیز آزاد کے پاس مہمان رہے۔ ایک ہفتہ کے بعد دونون بزرگ بندر سورت روانہ ہوئے۔ واقف بندر سورت مین بسبب بیماری لاحقہ

سکونت پذیر ہوا۔ اور حاکم صاحب جمعہ جہاز مین سوار ہوکے روانہ ہو گیا مع الخیر والعافیہ حرمین شریفین مین پہنچ کے حج وزیارت سے فائز المرام ہو کے سورت مین مراجعت کی بتاریخ ۵ اجمادی الاولی ۱۱۷۵ ہجری مین حاکم واقف اورنگ آباد مین داخل ہوئے آزاد دونون اعزہ کے ملنے سے بہت خوش ہوئے۔ اُسوقت حاکم نے ایک مختصر تذکرہ شعرا لکھا۔ اوراس تذکرہ مین اُن شعرا کو درج کیا جنکو دیکھا۔ تذکرہ کا نام تحفۃ المجالس تجویز کیا۔ آزاد بلگرامی نے کہا کہ اس کا نام مردم دیدہ رکھنا چاہئے۔ تاکہ اسم بامسمّیٰ ہوجائے۔ اوراسمین ایہام بھی ہے حاکم نے پسند کیا۔ اور یہی نام قرارداد ہوا۔ حاکم نے تکملہ نسخہ مین یہہ قطعہ منظوم کیا ہے

نسخۂ "تازہ کردہ ام" تالیف	کہ ازو تازہ شد روانِ سخن
نام او کرد مردم دیدہ	آنکہ بودہ است رازدانِ سخن
اسم سامی او غلام علی است	سرو آزاد بوستانِ سخن
غیر او دیگرے بملک دکن	نیست باللہ قدردانِ سخن
او وہد داد معنی و لفظم	او بود رمزدانِ سخن

جب حاکم تارک الدنیا ہوا تب سے بشاہ عبدالحکیم ملقب ہوا۔ بتاریخ ۹ اشوال ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد سے بطریق سیر حیدرآباد گیا۔ سیر کرکے ۹ اتاریخ ماہ صفر کو اورنگ آباد پہنچا۔ دوسری تاریخ ربیع الاول ۱۱۷۶ ہجری مین حاکم واقف ہند کو روانہ ہوئے۔ چونکہ مالوہ کا راستہ خوفناک تھا۔ احتیاطاً برار وچندپور کا راستہ اختیار کیا۔ اتفاقاً راستہ مین ایک دفعہ پیش آیا اورنگ آباد وبالاپور کے درمیان رہزنون نے دونون اعزہ کا مال واسباب لوٹ لئے۔ خیر گذری کہ

جان سلامت رہی۔ آخر دونوں اعزہ بمصیبت تمام بالاپور برار میں پہنچے۔ وہاں سے
ایک خط قاصد کے ہاتھہ سے آزاد بلگرامی کے پاس بھیجا اور اپنا تمام واقعہ لکھا۔
آزاد نے تھوڑا روپیہ بذریعۂ ہنڈوی روانہ کیا۔ لیکن خرچ کافی نہیں تھا۔ بالاپور سے
کھولاپور پہنچ گئے۔ پھر آزاد کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ آزاد نے اسوقت خرچ
کافی بھیجدیا۔ دونوں کھولاپور سے منازل قطع کرتے ہوئے مع الخیر والعافیہ
وطن مالوفہ پہنچے۔ حاکم نے خانپور ضلع ہوشیارپور نواح لاہور سے ایک خط آزاد کی خدمت
میں بھیجا۔ اور لکھا کہ ہم بتاریخ دوم شوال سنہ حال مع الخیر وطن مالوفہ پہنچے۔
اعزہ واقارب عیال و اطفال کو مع الخیر والعافیہ پائے۔ تمام کے دیکھنے سے دل کو سرور
اور دیدہ کو نور حاصل ہوا۔ اسیطرح اعزہ نے بھی ہمارے دیکھنے کی بہت خوشی منائی۔ اور حضرت
واقف بھی خیر و خوبی کیساتھہ اپنے وطن مالوفہ بٹالہ میں پہنچ گئے۔ تم کلامہ۔

حاکم کو تلمذ شاہ آفرین لاہوری سے تھا۔ خود شاگردی کا اظہار کرتا ہے ؎

حاکم نداشتم سر و سامان فکر و شعر ۔۔۔ از فیض آفرین بسخن آشنا شدم

حاکم خوش طبع و خوش مزاج و ظریف تھا۔ ملّا حامد لاہوری کے لڑکے کی ختنہ کی
تاریخ کہی۔ کہ ختنۂ ملا زادہ کہ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حاکم نے مجھہ سے
مکرر ذکر کیا کہ میں اپنا دیوان سراج الدین علیخان آرزو کے پاس اس غرض سے لیگیا
کہ نظر اصلاح سے مطالعہ کریں اور کلام کے حسن و قبح سے مطّلع فرمائیں۔ اولاً انکار
فرمایا لیکن میرے اصرار سے نگہداشت کیا۔ اور دو مہینے کے بعد واپس بھیجا۔ جو
کچھہ خیال میں آیا حاشیہ پر لکھدیا۔ واسنہ سیالکوٹی نے اعتراضات کو دیکھا اور ایک
رسالہ مسمّی بہ جواب شافی لکھا۔ آرزو کے اعتراضات فضول تھے۔ آرزو و حاکم کی

خوش خلاصی تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ باوجود منافشۂ شاعری دونون مین
بدستور اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم تہا۔ آرزو مجمع النفائس مین حاکم کی تعریف
کرتا ہے اور حاکم بہی مردم دیدہ مین آرزو کو نیکی کے ساتہہ یاد کرتا ہے۔ شعرا مین
اس قسم کا خلوص کم دیکہا گیا۔ متقدمین علما و فضلا مین بہی باہم مسائل حکمیہ و فقہیہ مین
مناظرے و مباحثے ہوتے تہے بابا یکدیگر بحث و تکرار رسا تا و قلما کرتے تہے۔ لیکن ان کے
قلوب کدورت و کینہ سے صاف پاک ہوتے تہے باہم برادرانہ تعلق رکہتے تہے کبہی
ایک دوسرے کی مذمت نہین کرتا تہا۔ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی۔ و علامہ
سعد الدین تفتازانی امیر تیمور گورگان کے پاس تہے ایکروز دونون تقریب شکار
بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے۔ سید کا عالم شباب تہا۔ اور تفتازانی کا عالم پیری و ضعیفی
بادشاہ نے سید کے لئے گہوڑا تیز و چالاک و پیر بزرگ کے لئے لاغر و ضعیف تجویز کیا
القصہ امیر و دونون بزرگ گہوڑون پر سوار ہوکے سمرقند کے میدان پر فضا و صحرائے
راحت افزا مین جولانی کرنے لگے۔ سید کا بار با آگے بڑہتا تہا نہایت خوشی سے اُچہلتا
کودتا تہا۔ اور ملائے ضعیف کا سست قدم آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا تہا۔ پیچہے
پیچہے چلتا تہا۔ تیمور کبہی گہوڑا دوڑاتے ہوئے سید کے پاس جاتا تہا کبہی عقب مین
تفتازانی کے پاس آتا تہا۔ تیمور نے امتحانا کہ دونون بزرگون مین باہم خلوص ہے
یا کینہ کہ اولا تفتازانی سے آہستہ کہا دیکہو کہ جرجانی کسقدر غرور و تکبر سے گہوڑا
دوڑا رہا ہے۔ تقدم و تاخر مین پاس ادب نہین کرتا ہے۔ تفتازانی نے امیر سے کہا
غرور ہے نہ تکبر۔ سید جرجانی عالم و فاضل و بہتر ہے۔ فی زمانہ جسکا نظیر نادر ہے گہوڑا
خوش ہو رہا ہے جوش خوشی سے کود رہا ہے کہ مجہہ پر ایسا عالم فاضل جسکا مثل معدوم ہے

سوار ہے۔ اے بادشاہ گہوڑا جسقدر فخر کرے اسکا فخر بجا ہے۔ پہر میر تیمور سید کے
پاس آیا۔ اور آہستہ سے کہا دیکہئے تفتازانی سست قدم و پست دم یابو پر آہستہ
آہستہ بروبا با بروبا با کہتے ہوے آرہا ہے۔ سید نے فرمایا اے بادشاہ علامہ کا یابو
سست قدم نہین ہے نہ علامہ سست ہین۔ اس آہستگی و سستی کا اور ہی سبب ہے
امیر نے کہا وہ کیا ہے سید نے کہا علامہ جامع العلوم والفنون حاوی الحواشی والمتون
ہے۔ علوم و فضائل کے ذخائر سے علامہ کی ذات گران بار ہوگئی ہے گران باری ایسی
کہ اسپ قوی متحمل نہین ہوسکتا ہے بناءً علیہ آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ امیر تیمور دونون فاضلون
کے خلوص و صفائے قلب سے واقف ہوکے بہت خوش ہوا۔ دونون کو خلعت و انعام سے
سرفراز فرمایا۔ اور خدا کا شکریہ نہایت عاجزی و نیازمندی سے ادا کیا۔ کہ میرے زمانہ
مین ایسے علما باصفا ہین۔ فی زماننا علما و مشائخ کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے
گزارش کی ضرورت نہین۔ ہر ایک انا ولا غیری کا دم بہرتا ہے۔ اور مدعی نیکی و ہنر ونکو
ذلیل کرتا ہے۔ اور اپنی نمائش کا علم بلند کرتا ہے۔ اور اپنی گرم بازاری چاہتا ہے۔
میرے نزدیک علما کی یہہ حالت کس وجہ سے ہورہی ہے؟ وجہ یہہ ہے کہ ہر ایک ناقص العلم
ہوتا ہے اگر کامل العلم ہوتا توکبہی نمائش کی پیروی نکرتا۔ اور انا و لا غیری کا مدعی نہ بنتا
اللہ جلشانہ ہم تمام کو اخلاص و اخلاق کے رستہ پر لائے۔

اب مین جواب شافی سے دو ایک مثالین گزارش کرتا ہون

مثال اول۔ حاکم کہتا ہے ؎

غلط سازند مردم بعد ازین روزن گلخن	چنین گر بنیوام ز چشم حیران دود میخیزد

خان آرزو اعتراض کرتا ہے از روزن گلخن سے اگر در گلخن مراد ہے تو گلخن دروازہ

کو چاک کہتی ہے اسکو روزن نہین کہہ سکتے - اگر اس سے دودکش ہندی مراد ہے تو
وہ بھی بمعنی روزن گلخن نہین آیا ہے -
وارستہ جواب دیتا ہے کہ اہل زبان کے محاورہ مین آیا ہے چنانچہ طاہر وحید کا قول
شاہد حال ہے ؎

چو لالہ روزن گلخن بود گریبانم	ازین چہ سود کہ در باغ گشتہ اند مرا

دودکش کو محاورہ ہند کہنا - زبان دانی پر خاک ڈالنا ہے - اس لئے کہ وہ لفظ
فارسی ہے - طاہر نصیر آبادی جو کبھی ہند مین نہین آیا - اسنے اپنی نثر مسمی خواب و خیال
مین لکھا ہے - از دود عود دماغش پریشان می شد؛ در دودکش حمام مقامش دادم
صاحب براہیم شاہی نے لکھا کہ دودکش - باورچیخانہ و حمام کے روزن کو کہتے ہین
مثال ثانی - حاکم ؎

گل کردہ تا زمشرق دل مطلع گرہ	خورشید شد زشرم برنگ سہا گرہ

خان آرزو کہتا ہے - خورشید گرہ شد - غیر مانوس ہے - وارستہ جواب دیتا ہے کہ
مانوس ہے اس لئے کہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

طوفان گرہ شدہ است مرا در دل تنور	تا مہر شرم برلب اظہار ماندہ است

طوفان را گرہ زدہ کہنا غیر مانوس نہین ہے - گل رعنا کے مولف نے اس مقام مین دو شعر
دیوان صائب سے نظیراً پیش کیا - اس سے صاف ظاہر ہے گرہ زدن آفتاب مانوس ہے ؎

آہ سردے از لب سرکش کہ می گردد بلند	آفتابے در تہ دل چون سحر دارد گرہ

اسی طرح کے متعدد اعتراضات مع جوابات مذکور ہین - مین نے طوالت کی وجہ سے
اسی قدر پر اکتفا کیا -

شاہ عبد الحکیم حاکم صاحب ترجمہ آزاد سے بہت صحبت و اتحاد رکھتا تھا۔ مُرِیدہ
مین آزاد کو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

زسد صحبت و غربت نمود آزادم   در غلام علی شد مرا علی قاپی

علی قاپی صفاہان مین دولتخانہ صوفیہ کے سامنے ایک دروازہ کا نام ہے۔ قاپ
ترکی مین دروازہ کو کہتے ہین۔ یہہ دروازہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام پر
بنوایا گیا۔ اور قرار داد ہوا تھا کہ جو کوئی اس دروازہ سے داخل ہو جائے آزاد و مامون
ہوتا ہے۔ اگرچہ گناہگار واجب القتل ہو۔ گویا یہہ دروازہ دار الامن تہا۔ دروازہ مذکور
کو کعبہ کا حکم دئے۔ گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکھا کہ نور العین واقف
لاہوری کا خط بنام آزاد مورخہ اوائل محرم ۱۱۸۲ھ ہجری ملتان سے آیا اُس سے
معلوم ہوا کہ حاکم و واقف کشمیر مین نواب سربلند خان بہادر صوبہ کے پاس گئے
مراجعت کیوقت مقام ٹھٹہ مین حاکم بعارضہ ہیچش فوت ہوئے وہان دفن کیا گیا
یہہ واقعہ ۱۱۷۵ھ ہجری مین واقع ہوا۔ اب آپکے بوارق طبع گزارش کیے جاتے ہین۔

من اشعارہ

بابرو می نماید ترک چشمش کج کلا ہیہا   کہ می نازند دائم بر بروت خود سپاہیہا

ولہ

ہر کہ با دیوانگان پیوست ایمن از بلاست   نیست بیم وزد ہرگز خانہ زنجیر را

ولہ

تمایم گر با سکندر کتاب سینہ خود را   شمارد فرد باطل صفحہ آئینہ خود را

بود در فقر لب بستن ز حرف مدعا واجب   کنم از موئے چینی خرقہ پشمینہ خود را

ولہ

بر بام ہان ہما زند از حرص نقد جانرا   دونا سپہ نان شمارند بینند چو سنان را

صاحب سخن نہ بیند عیب از ضرر ز کثرت   افزونی نقطہ نشد آسیب زبان بان را

کار من تنها ز درد دل نه می سوزد همان گذشت
نیست معلوم که جا داد ز ما دل شدگان
مجنون چو مرد چاک گریبان بگل گذاشت
شد نقد عمر صرف دربند آن شکر فروش
نی بخار آتش و نے باد خزان کرد بگل
به گلستان ندہم گوشه زندانی را
ملائمت کند ار سختی فلک با من
تا نگردد کہنه داغ عشق کے بخشد فروغ
بے تعلق تر بود چالاک تر در راه دوست
نه بدرد آشنائے نه بعشق راه دارد
ز من باشد بعالم خاندان کفر و دین روشن
زنده در گور بیتو می سوزم
ناقۂ لیلی بصحرا رفت ہان اے گردباد
خاکم نساخت سوختگان را ہوائے ابر
ہلاک چشم تو با منکر و نکیر از ناز
اہل دولت نیز اظہار پریشانی کنند
در دل خیال چشم تو دائم بگردش است
در شادی و غم ہمدم تو با تو شریک است
تبان نه شکر بوسی نه زہر دشنامی

دردا اگر این است می باید مرا از جان گذشت
اینقدر ہست که در کوے تو غوغائی ہست
داغش بلاله دامن صحرا بما رسید
در کیسه زر نماند چه سودا بما رسید
آنچه با بلبل من حسرت بیباکی کرد
مکن ز دام برائے خدا مرا آزاد
رزی که آب شود کے غم محک دارد
شمع کم پرتو دہد چون تازه روشن میشود
با برہنه ہر که گردید است بہتر می رود
بچکار آید این دل که کسے نگاه دارد
دلم شمعے است کاندر کعبه و بتخانه می سوزد
ہمچو اخگر بر سر خاکستر
می بری گر مشت خاک ما ہم از پی رود باش
حالم بیک نسیم دگرگون شود چو شمع
دہد بگوشه ابرو جواب در ته خاک
با وجود زر لباس پاره در بر داشت گل
مانند آن مریض که جا می کند بدل
کے خنده بیک لب کنی دگر به بیک چشم
ہزار شکر که شرمنده شما نشدم

سوختہ برق جلوہ آن سر قد تا پیکرم
چشم قمری می شود آئینہ از خاکسترم

دل دیوانہ ام شاید بتقریبے بیا ساید
بیا و زلف و شبہا بخود افسانہ دارم

بزیر خون مرا از دام کن آزاد
بیا برائے خدا کن ازین دو کار یکے

ظہور کون زنیرنگ و حادث است
ہزار رنگ بر آید گل و بہار یکے

حیاتی - کاشی مرزا حیاتی

حیاتی تخلص - مرزا حیاتی نام کاشانی الاصل تہا - میر غلام آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین لکہا کہ شاعر شیرین ابیات میر آب چشمہ حیات ہے - ابتدا مین سقائی تخلص کرتا تہا - الحاد و زندقہ کیطرف مائل رہتا تہا ملاحدہ و زنادیق کی مصاحبت مین ایسی ترقی کی تہی کہ ملاحدہ کا افسر مانا جاتا تہا - عاشقانہ مزاج رکہتا تہا - ایک صراف کے لڑکے حسین پر فریفتہ ہوکے اُسکے ہمراہ کاشان سے قزوین کو گیا - مدت دراز تک وہان ملاحدہ کے ساتہہ ہم نوالہ و ہم پیالہ رہا - اہل کاشان نے اس فرقہ کی ایک جماعت کو مع چند ارباب زندقہ والحاد شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین لیگئے - تمام حسب الحکم شاہی ہزاریاب و مقید ہوئے - تقریبا دو سال تک شکنجہ حبس عذاب مین گرفتار رہے - حیاتی بہی انکے ساتہہ رنج وبلا مین مبتلا رہا - دو سال کے بعد شکنجہ قید سے رہائی پاکے شیراز گیا دو سال تک وہان بسر کیا - پہر ۹۸۶ھ نو سو چہیاسی ہجری مین اپنے وطن مالوفہ کاشان مین پہنچا - الحاد و زندقہ سے توبہ کی - دین نبوی کا حلقہ بگوش بنا - تہوڑے زمانہ کے بعد کاشان سے بطریق سیر دکن مین آیا - اور احمدنگر مین نظام بحری کی ملازمت مین رہا - خوشی و خرمی سے زندگی بسر کر رہا تہا کہ کسی مقرب مصاحب نے جہانگیر بادشاہ ہند کے

حضور مین حیاتی کی تعریف کی۔ بادشاہ اسکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور اسکی طلبی کا
حکم صادر فرمایا۔ حیاتی احمدنگر سے حسب الحکم درگاہ بادشاہ مین حاضر ہوا۔ شاہانہ عواطف سے
سرفراز۔ وخلعت و انعام سے سربلند۔ سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین تغلق نامہ مولفہ امیر خسرو بادشاہ
کی خدمت مین پیش ہوا۔ بادشاہ مثنوی مذکور کے دیکھنے سے بہت محظوظ ہوا۔ لیکن
کتاب ناقص تھی ایک داستان اسمین سے مفقود تھا۔ بادشاہی شعرا اس داستان مفقود کے
نظم کرنے پر مامور کئے گئے۔ ہر ایک نے اپنے نتائج طبع کو پیش کیا۔ ان تمام سے حیاتی
کی نظم زیادہ مقبول ہوئی۔ بادشاہی حکم ہوا کہ حیاتی کو زر سُرخ وسفید مین وزن کرین۔
حیاتی تولا گیا وزن وسنگ مین چھہ خریطہ ترازو کے پلڑے مین آئے ہر ایک خریطہ ہزار
اشرفی وروپیہ پر شامل تہا۔ یہ تمام زرسفید وسُرخ حیاتی کو دیا گیا۔ حیاتی مالامال ہوگیا
سعیدائے گیلانی نے اس واقعہ کی تاریخ کہی ہو ہذہ ؎

چون حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر	بادشاہ عادل گستر شاہ گردون اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ	آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش بروئے کفۂ میزان چرخ	شاہ سنجیدہ شاہی رقم زد روزگار

کسی تذکرہ مین آپکا سنہ وفات کا ذکر نہین دیکھا گیا۔ تقریباً آپکا انتقال سنہ ۱۰۵۳ ہجری
مین ہوا۔ والعلم بحقیقۃ الحال عنداللہ۔

من بوارق طبعہ

فغان کہ بخشِ جانان بان مقام رسید	کہ ہر کہ گرد گنہ از من انتقام کشید
خاک کوئے تو زسیل قطرہ بہ نم کردیم	تا غبار بتو از رہگذر ما نرسید
در بلائے عاشقی دل یاری من میکند	جان فدائے او کہ جانب داری من میکند

در دل من درد فزودی بگوئی هنال	آتششے درجانم افکندی می گوئی مسوز
می نمایم شاد خود را اگرچه می میرم جوره	تا نیاید رحم در خاطر جفا کار مرا
بهر شوخی کو نداند دوستی در اصل چیست	خلق را با خود جیاتی از چه دشمن کرده
بے لعل تو گر خون رود از چشم تر من	شادم که نیاید دگرے در نظر من
ترسم که شود یار غمین غیر شود شاد	اے باد مکن جانب آن کو خبر من

حافظ - خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی

تمہید ذکر خواجہ حافظ

چونکہ خواجہ حافظ شیرازی حسب الطلب محمود شاہ بہمنی دکن مین آنیکے لئے مستعد ہوے تھے بہمنی نے زاد و راحلہ کے لئے دس ہزار ہُن جو مساوی پنتیس ہزار روپیہ سکہ انگریزی ہوتے ہین بھیجدیا تھا اور آپ جہاز پر سوار ہوئے کہ یکایک باد مخالف شروع ہوئی آپ بندر ہرمز مین جہاز سے اُتر کے بہ بہانہ ملاقات یاران مقام لار مین چلے گئے۔ اور دکن کا ارادہ فسخ کردیا اور ایک غزل لکھ کے میر فضل اللہ انجو کے پاس بھیجدی۔ چنانچہ تمام واقعہ ذیل مین مذکور کیا جاتا ہے بناءً علیہ ایسا ہی ملانا جلال الدین دوانی و مولانا عبد الرحمن جامی کو بھی خواجہ محمود گاوان نے مدرسہ بیدر کی تدریس کے لئے طلب کیا تھا لیکن یہہ بزرگ بسبب ضعیفی و فاصلہ بعیدہ نہین آئے۔ معذرت نامہ بھیجدیا اور خواجہ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکھا۔ دوانی نے ہیاکل النور کی شرح لکھی اور اسکا دیباچہ خواجہ کے نام سے معنون کیا۔ اگرچہ علمائے ثلاثہ دکن مین نہین آئے لیکن آنے کے لئے مستعد ہوگئے تھے۔ موانع ایسے ہوئے کہ آنے سے معذور ہوگئے

دکن کے سلاطین سے انکا تعلق رہا۔ بنائے علیہ انکا ذکر تذکرہ شعرائے دکن مین کرنا واجب ہوا

ھوھذا

حافظ تخلص۔ خواجہ حافظ نام شمس الدین لقب ہے۔ آپکے والد خواجہ بہاء الدین تاجر پیشہ تہے۔ تاجرون مین بزرگ تاجر شمار کئے جاتے تہے۔ آپکے والد نے جب اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تب کئی فرزند لڑکے اور لڑکیان وارث چہوڑ گئے بعد ازان تمام مال و اسباب باہم وارثون مین تقسیم ہوگیا۔ جو کچہہ مال و اسباب وارثین کو ملا تہا تہوڑی ہی مدت مین خورد و برد ہوگیا۔ اور تمام اعزہ پراگندہ ہوگئے۔ صرف خواجہ صاحب کی والدہ رہگئی۔ اور خواجہ صاحب بوجہ خوردسالی مان کے سایۂ آغوش مین رہگئے۔ جو کچہہ ذخیرہ موروثی پاس تہا اُس سے گذراوقات کرتے رہے۔ چند روز مین پاس کا سرمایہ صرف ہوگیا درجۂ مفلسی کو پہنچ گئے۔ فاقون کی نوبت آئی۔ مان نے آپ کو کسی صاحب مال کے پاس رکہدیا کہ وہ آپسے اپنا کام لیتا رہے اور آپکو کہانا و پارچہ دیتا رہے۔ آپ چند روز کے بعد وہان سے ترک تعلق کرکے کسی نان بائی کے پاس خمیر بنانے وغیرہ کامون پر مقرر ہوئے رات کو خمیر بنانیکا کام کرتے تہے صبح اپنی اجرت لیکے چلتے ہوتے تہے۔ آپ سن شعور کو پہنچ گئے تہے کہ آپکے دل مین پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا۔ مدرسہ مین داخل ہوکے پڑہنے لگے۔ آپ کو جو کچہہ اجرت ملتی تہی اُسکے تین حصّے کرتے تہے۔ ایک حصّہ والدہ کو دوسرا اُستاد کو تیسرا فقرا کو دیتے تہے۔ چند مدت مین کتب عربیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی۔ اور قرآن شریف کو بہی حفظ کرلیا۔ آپکی طبیعت فطرۃً موزون تہی سخن سنجی سے مناسبت واقع ہوئی تہی۔ جوش طبیعت سے کلام موزون کرنے لگے۔ مگر آپکے اشعار بعض درست و بعض نادرست ہوتے تہے۔ آپ لیرانہ مشاعرون مین جاتے تہے بیدھڑک

اپنے کلام کو سُناتے تھے۔ ارباب مجلس سنجیدہ کی داد دیتے اور غیر سنجیدہ پر قہقہہ لگاتے تھے۔ آپ کچھ پروا نہین کرتے تھے۔ لوگ آپکو جلسون مین بلاتے خوش طبعی و دل لگی سے لطف و مزہ اُٹھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ کی لیاقت و استعداد ایسی بڑھ گئی کہ لوگ آپکے کلام کو سنکے حیران ہوتے تھے۔ پھر آپکی شاعری و سخن سنجی کا تذکرہ اطراف آفاق مین پھیل گیا۔ امرا و سلاطین آپ کی ملاقات و دیدار کے مشتاق ہوئے اور خطوط طلب بھیجنے لگے اُسوقت شاہ ابو اسحق انجو شیراز مین حکمرانی کرتا تھا۔ عالم فاضل تھا۔ علما و شعرا کا بڑا قدردان تھا۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ بھی اُسکے احسان مند تھے۔ اکثر اشعار مین اسکی مدح سرائی فرماتے ہین۔ اسیطرح اور بھی بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کی قدر کرتے رہے۔ جب تیمور نے سلطان منصور حاکم شیراز پر فتح پائی۔ اور منصور قتل ہو گیا تو اُسوقت تیمور نے خواجہ حافظ صاحب ترجمہ کو بلایا۔ اور کہا کہ مین نے سمرقند و بخارا کو بزور شمشیر مسخر کیا۔ اور ہزارہا بنی آدم کو تسخیر کے معرکون مین تہ تیغ کیا۔ آپ میرے ملک مفتوحہ معمورہ کو معشوق کے خال سیاہ کو عطا کرتے ہین۔ آپنے فوراً جواب مین کہا کہ نہین بیجا و فضول اخراجات کی وجہ سے تہیدست و مفلس ہو گیا ہون فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہون تیمور آپ کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور آپکو شاہانہ عطا سے سرفراز فرمایا سلطان احمد بن اویس جو جامع کمالات تھا آپکو بغداد مین بلایا آپکو شیراز کی سیر اور شادابی نے شیراز سے نکلنے نہین دیا۔ آپ سیرگاہ مصلی و رکناباد کی پرفضا میدان پر فریفتہ تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎ نمی دہند اجازت مرا بہ سیر و سفر ✤ نسیم باد مُصلّے و آب رکناباد آخر آپ بغداد نہین گئے۔ ایک غزل سلطان کے پاس بھیجدی۔ جسکا مطلع یہہ ہے ؎ احمد اللہ علی معدلۃ السلطان ✤ احمد شیخ اویس حسن ایلخانی ✤ الخ

اسیطرح سلطان محمود شاہ بہمنی جو دکن مین حکمرانی کر رہا تہا۔ عالم فاضل تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ۔ شعرائے عرب و عجم کے لئے مزد قدم و شست بسر حسب دستور بہمنیہ مقرر کیا تہا کہ جو شاعر عرب یا عجم سے آئے ایک ہزار ہن دیا جائے۔ ہفت اقلیم وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکہا کہ آپکو بہی دکن کی سیر کا شوق ہوا۔ مگر یہہ شوق خیالی تہا۔ میر فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی کو جو محمود کے دربار کا صدر تہا آپکے خیال کی خبر پہنچی تو میر نے ایک ہزار ہن آپکے لئے زاد وراحلہ بہیجکر آپ کو تشریف آوری کے بابت لکہا آپنے زر مرسلہ سے کچہہ رقم ادائے قرض مین صرف کی۔ اور کچہہ اعزہ و اقربا کو دی۔ اور باقی رقم سے زاد وراحلہ کا سامان مہیا کرکے شیراز سے نکلے۔ اور مقام لاہور مین پہنچے۔ وہان ایک دوست سے ملاقات ہوئی جسکا مال و اسباب رہزنون نے لوٹ لیا تہا۔ آپنے بقیہ زاد وراحلہ اسکو دیدیا۔ اور خود تہیدست ہوگئے۔ اور متردد ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ وہان اتفاقاً خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد گازرونی تاجرون سے ملاقات ہوئی۔ دونون ہندوستان آرہے تہے۔ دونون از روئے ہمدردی آپکے اخراجات کے کفیل ہوئے آپ محمود شاہی جہاز پر جو ہرمز مین آیا تہا سوار ہوئے۔ سوء اتفاق سے طوفانی ہوا چلنے لگی۔ آپ گہبرائے۔ اور جہاز سے اتر گئے۔ اور اہل جہاز سے کہا کہ مین لاہور مین بعض احباب سے ملکر آتا ہون۔ چلدئے۔ اور یہہ غزل لکہکے شاہ فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی۔ غزل یہہ ہے ؎

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است	کلاہ دلکش است اما بدرد سر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامے در نمی گیرند	زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد

بس آسان می نمود اول غم دریا بہ بوئے زر غلط کردم کہ یک موجش بہ صد من زر نمی ارزد

میر فضل اللہ نے آپکی یہہ غزل محمود شاہ کی خدمت مین پیش کی اور تمام واقعہ مذکورہ الصدر کا ماجرا بیان کیا۔ بہمنی نے سنکے فرمایا کہ اگرچہ حضرت یہان تشریف نہین لائے لیکن دکن کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہو چکے تھے موانع کی وجہ سے نہین آئے ہم کو حضرت کی خدمت کرنی چاہیئے۔ حکم دیا کہ ایک ہزار ہن نقد و دیگر مصنوعات ہند خرید کے ملا محمد قاسم مشہدی کے ہمراہ روانہ کرین حسب الحکم میر فضل اللہ انجو نے ملا مشہدی کو مع زر نقد و تحفہائے ہندی حضرت خواجہ کی خدمت مین روانہ فرمایا۔ سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر حاکم بنگالہ نے بھی خواجہ صاحب کو بلایا تھا اور ایک مصرع طرح کا بھیجا تھا۔ وہ یہہ ہے ؎ ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود
آپ نے اسطرح پر غزل لکھنہ بھیجی۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود	وین بحث با ثلاثہ غسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند پارسی کہ بنگالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث الدین	غافل مشو کہ کار تو از نالہ می رود

خواجہ صاحب نے سنہ ۷۹۳ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ آپکو زندگی مین مصلی و رکن آباد کی آب ہوا و سیران پر فضا مرغوب و محبوب تھا۔ اسلئے مصلی کے ایک ٹیلہ پر دفن کئے گئے۔ اور کسی ادیب مورخ نے آپ کی وفات کی تاریخ ﴿خاک مصلی﴾ ۷۹۲ کہی اسمین از روئے حساب جمل ایک عدد کی کمی ہے۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ میرزا محمد معمائی صدر بابری نے آپکا مقبرہ بنوا دیا۔ اور اسپر بیشمار زر خرچ کیا۔ چنانچہ اب تک موجود ہے مزار و متبرک آپکے مقبرہ کی وجہ سے اس مقام کا نام حافظیہ مشہور ہوگیا ہے

ہفتہ میں بروز پنجشنبہ لوگ زیارت و سیر کے لئے وہان جاتے ہین - آپکی زیارت کرتے ہین قبر پر حسن اعتقاد سے چادر و پھول چڑھاتے ہین - عمدہ عمدہ کہانے پکاتے ہین - کہاتے پیتے ہین اور غربا کو بھی کہلاتے پلاتے ہین - دن تمام وہان بسر کرتے ہین ہمیشہ ہر پنجشنبہ کو آپکے مرقد مقدس پر خلائق کا ہجوم رہتا ہے - ارباب حاجت حسن ارادت سے استغاثت کرتے ہین - آپ کو خدا تعالی نے حیات و ممات مین قبولیت عامہ نصیب کی مشائخ برہانپور کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ آپ صاحب اولاد تھے - آپکے صاحبزادے شاہ نعمان بہاء الدین ہندوستان آئے - اور مقام برہانپور و اسیر مین سکونت پذیر رہے آخر مقام برہانپور مین فوت ہوئے - مقام نعلچہ جو اسیر و برہانپور کے درمیان واقع ہے مدفون ہوئے - خواجہ ہاشم مجددی نقشبندی آپکا مرید تھا - آپ جب کبھی آگرہ یا دہلی جاتے تھے تب خواجہ کو اپنا جانشین کرکے جاتے تھے - انتہی کلامہ

آپ کی علمی لیاقت کی کیفیت اگرچہ تذکرہ نویسون نے مفصل نہین لکھی - لیکن آپکے کلام بلاغت نظام سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم فاضل و ادیب کامل تھے - نظم و نثر عربی و فارسی لکھنے پر قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے - دیوان مین اکثر اشعار عربی موجود ہین اور جابجا عربی جملے مذکور ہین - حافظ قرآن تھے - اور قرآن کو خوب سمجھتے تھے - عربی و فارسی کے محاورات سے خوب واقف تھے - آزادانہ رہتے تھے - زندمشرب تھے دنیا و مافیہا سے دور رہ متوکل علی اللہ تھے اور ماحضر و ماحصل پر قانع و صابر تھے - آزر پرست و فقر فروش نہین تھے - تونگرانہ زندگی بسر کرتے تھے - سرو ہی کی طرح آزاد رہتے تھے سلاطین و امرا سے کم ملتے تھے - لیکن امرا و سلاطین آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے اور آپکی ملازمت و خدمت کے مستدعی ہوتے تھے - چنانچہ محمود شاہ بہمنی وغیرہ کی استدعائے قدوم کا ذکر

صدر مین مذکور ہو چکا ہے اب عادہ کی ضرورت نہین۔ آپ غزل گوئی مین استاد مانے جاتے ہین۔ بیشک آپکی غزلین سوز و گداز۔ و فراق و وصال اور معشوق کے خد و خال۔ و شراب کباب نغمہ رباب اور حسن و عشق و مستی و رندی و دنیا کی بیوفائی اور زمانہ کی بے اعتباری وغیرہا مضامین پر شامل ہوتی ہین۔ اور آپ ان مضامین کو غزلون مین ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب و ترکیب دیتے ہین کہ سامعین وجد کرتے ہین۔ اور حال سے بیحال و خودی سے بیخود ہو جاتے ہین۔

آپ حسن اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ ظریف الطبع و سلیم المزاج رند مشرب صوفی مذہب تھے۔ صلح کل کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ شراب محبت کی نشہ مین ہمیشہ مست رہتے تھے مدت العمر کسی حاکم یا رئیس کی نوکری اختیار نہین کی ہمیشہ آزادانہ بے نیازانہ رہے سلاطین وقت آپکی خدمت مین ہزار ہا روپئے اعانتہ بھیجتے تھے۔ آپ تمام نائے نوش مین صرف کر دیتے تھے۔ فقرا و احباب اعزہ کو بھی عطا فرماتے تھے۔ چونکہ آپکا کلام جامع اسرار ہے۔ لوگ اکثر آپ کے کلام سے فال لیتے ہین۔ حسب اتفاق و موقع فال مین ایسا شعر برآمد ہو جاتا ہے کہ صاحب فال کو شعر کے مضمون سے تسلی ہوتی ہے۔ غالبًا صاحب فال کو کامیابی حسب خواہش ہو جاتی ہے۔ بناءً علیہ آپکا لقب لسان الغیب مشہور ہوا۔ خزانہ عامرہ و بہارستان سخن وغیرہ مین بھی وجہ تسمیہ بتلایا گیا ہے۔

آپکا دیوان متداول ہے۔ ہر ایک جوان و پیر و نوآموز ان صغیر و کبیر واقف ہین یہان زیادہ اشعار کے بیان کی ضرورت نہین ہے۔ مگر دیوان و تذکرون سے چند اشعار بطور نمونہ گذارش کرتا ہون۔ تاکہ یہہ تذکرہ کلام سراسر الہام سے محروم نہو جائے۔

من اشعاره الفارسی

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را　　دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

ده روز مهر گردون افسانه است و افسون　　نیکی بجاے یاران فرصت شمار یارا

ای صاحب کرامت شکرانه سلامت　　روزے تفقدی کن درویش بینوا را

در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند　　گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

آئینه سکندر جام جم ست بنگر　　تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند　　در رقص حالت آرد پیران پارسا را

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی　　کاین کیمیاے هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند　　ساقی بده بشارت پیران پارسا را

ولہ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را　　بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت　　کنار آب رکناباد و گلگشت مصلا را

حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو　　که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

نصیحت گوش کن جانان که از جان دوست‌تر دارند　　جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی　　جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخا را

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ　　که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

ولہ

شب از مطرب که دل خوش باد وی را　　شنیدم ناله جانسوز نے را

چنان در جان من سوزش اثر کرد　　که بے رقت ندیدم هیچ شے را

حریفے بد مرا ساقی که هر دم　　ز زلف و رخ نمودی شمس و فی را

حماک الله من شر النوائب　　جزاک الله فی دارین خیرا

چو بیخود گشت حافظ کے شمارد — بیک جو مملکت کاؤس و کے را

ولہ

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را — کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را

شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا — تفقدی نکند طوطی شکرخا را

غرور حسن اجازت مگر ندادی گل — کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

بحسن خلق توان کرد صید اہل نظر — بہ بند و دام نگیرند مرغ دانا را

ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست — سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را

در آسمان چہ عجب گر بگفتۂ حافظ — سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

ولہ

می دمد صبح و کلہ بستہ سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب

می چکد ژالہ بر رخ لالہ — المدام المدام یا احباب

چون سکندر حیات اگر طلبی — لب لعل نگار را دریاب

ولہ

اگر بلطف بخوانی مزید الطاف است — وگر بقہر برانی درون ما صاف است

بیان وصف تو گفتن نہ حد امکان است — چرا کہ وصف تو بیرون ز حد اوصاف است

ولہ

حسن تو ہمیشہ در فزون باد — رویت ہمہ سال لالہ گون باد

ہر کس کہ بہجر تو نسازد — از حلقۂ وصل تو برون باد

ولہ

این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم — ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم

ہر کسے روز بہی می طلبد از ایام — مشکل آنست کہ ہر روز بتر می بینم

ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است — قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان — طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

ولہ

دلبر جانان من برد دل و جان من — برد دل و جان من دلبر جانان من

از لب جانان من زنده شود جان من	وله	زنده شود جان من از لب جانان من
از خون دل نوشتم نزدیک یار نامه		اِنّی رَأیتُ دَهراً من هجرِکَ القیامَه
ہر چند کار مودم از وے نبود سودم		مَن جَرَّبَ المُجَرَّب حَلَّت بِهِ النَّدامَه
عاشق بخور غم وصل خواہی		خون بایدت خورد در گاه و بیگاه

ردیف خا

خلیل - مرزا خلیل خان لاری

خلیل تخلص - مرزا خلیل خان نام - آپ عبد الرزاق خان لاری تانا شاہی کے فرزند ہین - عبد الرزاق رکن السلطنت و رکن اعظم تانا شاہی تہے - یہہ وہی عبد الرزاق ہین جو گولکنڈہ کے معرکہ مین شمشیر بکف ہوکے عالمگیری فوج کو درہم برہم کرتا تہا - بڑا بہادر و دلیر تہا - عالمگیر آپکی دلیری و بہادری دیکہکے فریفتہ ہوتا تہا - سپہ سالارون کو تاکید کی جسطرح ممکن ہو لاری کو زندہ گرفتار کرکے لاؤ - لاری معرکہ مین بیا اپنے زخمون سے خستہ شکستہ ہو رہا تہا - آخر عالمگیری سپاہ نے اسکو زندہ گرفتار کرکے لائے - عالمگیر نے لاری سے اپنی ملازمت کی درخواست کی - لاری نے قبول نہین کیا - کہا مین تانا شاہ کا نمک خوار ہون نوکری کرونگا تو اُسیکی کرونگا - ہر چند کہ کہا گیا قبول نہین کیا عالمگیر نے اسکا علاج جراحان ہوشیار سے کرایا - زخمون سے صحت پائی - عالمگیر سے وطن جانیکی رخصت طلب کی عالمگیر نے رخصت منظور کی - اور جاتے وقت یہہ کہا کہ آپ وطن سے ایکہزار لاری سپہ مقرر کرکے بہیجدو - لاری نے وطن سے اپنے فرزند عبد الکریم خان کو مع ایکہزار لاری ملازم کرکے بہیجدئے - خلیل خان صاحب تذکرہ اسی بزرگ کی اولاد مین ہین - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ فی زماننا خلیل خان زمانہ کی گردش سے

نہایت پریشان حال تھے مشکل سے زندگی بسر کرتے رہے۔ حیدر آباد مین سکونت پذیر تھے انتہای کلامہ۔ آپکو شعر و شاعری سے مناسبت ہے۔ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی مین اشعار موزون فرماتے تھے۔

من اشعارہ

خوش آمدے و خوش آمد مرا خوش آمد تو	ہزار بار بمنت کنم خوش آمد تو
بدان خوش آمد لہائے ما ہمہ این است	خدا نصیب کند انچہ ہست خوش آمد تو
ز دل خوشی تو ما دل خوشیم و خرم و شاد	خوش آمد ہمہ لہاست در خوشامد تو
ترا ہر انچہ خوش آمد ہمان خوش آمد ماست	خوشیم ما و خوش آمد ہمان خوش آمد تو
خلیل سکہ خوش آمد خوش آمد تو مرا	خوش آمدم بود ہر لحظہ از خوش آمد تو

آخر آپنے حیدر آباد مین اس جہان فانی سے دار عقبی کیطرف رحلت کی۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

سید مظفر مدار المہام ابو الحسن تانا شاہ کے فرزند کا نام بھی خلیل خان تھا۔ بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا۔ واقع مین خلیل خان دونون تھے۔ ایک خلیل خان لاری دوسرا خلیل خان ماژندرانی ہے۔

ماژندرانی عالمگیری منصبدارون مین ملازم ہوگیا اور لاری حیدر آباد ہی مین رہا۔ عالمگیر کی ملازمت مثل جد و پدر پسند نہین کی۔ اور یہی کہتا تھا کہ ہم مدت العمر تانا شاہ کے نمکخوار رہے۔ اب ہماری ہمت و غیرت اسبات کو قبول نہین کرتی کہ ہمارا آقا قید خانہ مین رہے اور ہم آقا کے مخالف کی نوکری کرین۔ ہمارے نزدیک ایسی نوکری سے بیکاری مین بسر کرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ سوائے غزل مرقوم الصدر کے کچھہ اشعار دستیاب نہین ہوئے۔

زمانہ آصفیہ مین اہل دکن وضعداری ووفا شعاری۔ دلیری ودلاوری مین مشہور و معروف تھے۔ اور خود کو آقائے نامدار کے خانہ زاد سمجھتے تھے۔ جان نثاری مین سر مو فرق نہین کرتے تھے۔ میدان معرکہ مین پس پا ہونیکو ننگ و عار جانتے تھے۔ عہد و پیمان و قول و قرار مین راست باز و ثابت قدم ہوتے تھے۔ اُن کے قول و قرار کی ایسی قعت تھی جہان مخالف سرکش کی درخواست پر قول بھیجا۔ فوراً قول پہنچتے ہی سرکش مخالف دست بستہ مع عیال و اطفال حاضر ہو جاتا تھا۔

خواجگی۔ خواجہ باباخان بخاری

خواجگی تخلص۔ خواجہ باباخان نام۔ آپ کی نسب کا سلسلہ خواجہ احمد مشہور بہ مخدوم اعظم اور آپکے حسب کا رشتہ خواجہ احرار قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف ولایت ماوراء النہر مین مشہور تھے۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری تھا۔ بخارا و بلخ وغیرہ بلاد کے حکام وغیر حکام آپسے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ قبائل اُزبک و ترک آپکے غلام درم ناخریدہ تھے۔ آپ کی تربیت و تعلیم بخارا کے مدارس مین علمائے کرام سے ہوئی۔ جب آپ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تب آپ کو بخارا مین شیخ الاسلامی کا خطاب ملا۔ آپ جامع فضائل و کمالات تھے۔ بتقریب حج و زیارت حرمین شریفین بخارا سے برآمد ہوئے حرمین شریفین مین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ مراجعت کر رہے تھے۔ کہ آپ بطریق سیر دکن مین آئے۔ عالیجناب نواب آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن سے ملے۔ نواب صاحب نے آپکی بہت خاطر و مدارات کی اور آپکی مہمانی و دلداری مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین فرمایا۔ مہمان عزیز کو

عزت وشان سے رکہا۔ اور آپکے خاندانی اعزاز وعظمت کا لحاظ کرکے خاص ہی دختر نیک اختر کو جو نواب ناصر جنگ شہید کی ہمشیرہ حقیقی تہی۔ آپ سے منسوب کرکے شان وتجمل کے ساتہہ شادی کردی۔ اور آپ کو منصب مناسب وجاگیر سے سرفراز فرمایا چونکہ آپ دنیاوی امور سے متنفر وتارک تہے۔ کوئی خدمت سرکاری نہین لی۔ جامع العلوم تہے۔ درس وتدریس مین مصروف رہتے تہے۔ اور طلبہ کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے باوجود علوم وفنون آپکے دل مین شعر وشاعری کا ولولہ بہی موجزن تہا۔ کبہی کبہی شاعری کے میدان مین بہی سبقت فرماتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے۔ سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا تہا۔ صاحب دیوان تہے۔ اب مین آپکے اشعار تحفۃ الشعرا سے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون

من اشعارہ

از نقطہ چو خال عنبرین دادہ نشان
زیرو زبرش از دو صف مژگانست

ولہ

دل را کہ بجز عشق سروکارے نیست
ہیچ است کہ در غم رخ یارے نیست

ولہ

چون دیدہ اعمی است تہی از بینش
آن دیدہ کہ در حیرت داری نیست

ولہ

اے ہرزہ تلاش عافیت دادہ دست
اے بیہودہ گفت وگوئے آرام پرست

از خوان فلک عبث چہ روزی طلبی
کز عیب سانند ترا دست بدست

ولہ

بر صفحہ رویش کہ خط ریحانش
از مشک نوشتہ آیت قرآنست

ولہ

برق آہم گر چنین انجم فشانی میکند
گردش سوج ہوا را چرخ ثانی میکند

ولہ

شنبے آن خم ابرو با سانی نیافت
ماہ نو عمر یست مشق ناتوانی میکند

ہر سحر گہ از گل خورشید جامش بہ کف است
ہر صبح از فیض بیداری جوانی میکند

مرگ را نزدیک یا ما زندگانی می کند ورنہ صد جوش بہار از گل فشانی می کند خامشی اینجا چارہ ما بیزبانی می کند	ولہ	در عدم از قرب بعارش خوش فراغے داشتم اشک عنا را نمی سازد رہا دل از کنار خواجگی کج طینتان را نیست انصاف سخن
قرص خورشید رخت را نمکین ریختہ اند شکر و شیر لطافت بہم آمیختہ اند	ولہ	شور عشق و شکر حسن بہم بیختہ اند نازم آن گوہر و دندان و لب شیرین را
می کند حالی نسیمی گر وزد از جا مرا	ولہ	خواجگی گشتم غبار از ناتوانیہای عشق
گل بردہ طراوت از رخت در گلشن چندانکہ ز پرتوش جہان شد روشن	ولہ	اے از گل رخسار تو آئینہ در چمن خورشید ز مہر عارضت تاب گرفت

آخر آپنے حیدرآباد دکن میں انتقال حقیقی فرمایا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی تاریخ وفات نہیں لکھی۔ نہ آپکے مدفن کا پتا بتلایا۔ آپ حیدرآباد کی زمین میں مدفون ہیں۔ یہہ تمام تذکرہ متفرق تذکروں سے لکھا گیا ہے۔ جہانتک پتا ملتا ہے اس کی تلاش میں کوشش کی جاتی ہے۔

خوبن۔ شیخ غلام حسین برہانپوری

خوبن تخلص۔ شیخ غلام حسین نام۔ آپ گہانسی میان برہانپوری کے ہمشیرزادہ ہیں۔ فضائل و کمالات کے زیور سے آراستہ تہے۔ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ فارسی و عربی میں بقدر ضرورت استعداد رکہتے تہے۔ نظم و نثر لکہنے پر قادر تہے۔ آپکو شعر و شاعری کے ساتہہ بہی دلچسپی تہی۔ کبہی کبہی موزون کرتے تہے۔ عالیجناب نواب ناصر جنگ شہید کے منصبداروں میں ملازم تہے۔ نواب کی شہادت کے بعد نوکری و منصب سے دست بردار ہوکے

وطن مالوفہ برہانپور چلے گئے تھے۔ تا مرگ وطن ہی مین سکونت پذیر رہے تحفۃ الشعرا
وغیرہ تذکرہ نویسون نے آپکے وفات کی تاریخ و سنہ نہین لکھا۔ آپکا عرف نام
میان خوب تھا۔ لوگ خوبن کہنے لگے۔ اسیطرح آپکا تخلص بھی خوب ہو گیا۔ فقیر مولف
نے بھی تذکرہ نویسون کیطرح خوبن ہی لکھدیا جیساکہ شیخ کو شیخن و کلو کو کلن کہتے ہین

من اشعارہ

موج داری در طپش از آب میخواہیم ما / پارۂ بینائی از سیماب میخواہیم ما

عذر مجنون خواست زنجیر کہ در پا بیم فتاد / آہ از دیوانگان آداب میخواہیم ما

در تحیر اشک با خونین دلان متوجہ نیست / نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما

مدعا وابستہ چشم عنایات شماست / حیف آن امری کہ از اسباب میخواہیم ما

دارم عشق نوجوان امداد با پیرانہ سر / بادۂ گلرنگ در مہتاب می خواہیم ما

وله

در لباس سلطنت خواہیم رنگ فقر ہم / راحت بیخوابی از گرداب میخواہیم ما

بے تو در شہر دلم عشرت آئینے بہ بست / نور از مہرت بود شمع شبستان مرا

با لباس سرمہ در چشم خوبان میرسم / تا بود برہمن نگہ برگشتہ مژگان مرا

وله

از دلش کن محو یارب یاد نسیان مرا / نیستکن از خاطرش شکستنیہائے پیمان مرا

وله

آنہا کہ زلف یار بہ مکر رنوشتہ اند / ہر سطر این مسودہ ابتر نوشتہ اند

وله

گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد / شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد

صندلی رنگ تہے گر دسر دربان دارد / دارو ہم گرد سر ما بہ تمنا گردد

وله

اگر گویم کہ چنین ابروست ابرو کمان من / رسد گر سر چشمش بشود خاطر نشان من

وله

چو موشد ناتوان دیوانہ زلف گرہ گیرش / توآن از سایہ سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چہ سان از پردۂ حسنش جہر بکشاید ۔ بتان چون کلک مانی یکقلم شد صرف تصویرش

مستزاد

سازی تو حنا بہانہ در خون لطیم ٭ اے داغ نگاہ
بر سبزی گلے و ما داغ شنویم ٭ خورشید پناہ
این مسئلہ از کدام ملت یارب ٭ از بر کردی
تسبیح رقیب و ما زیاد تو رویم ٭ سبحان اللہ

خواجہ - خواجہ ایوب مخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی

خواجہ تخلص - خواجہ ایوب نام - جمیل بیگ خان خطاب - آپ جمیل بیگ خان مرحوم عالمگیری کے پوتے ہیں - مرحوم مبر عالمگیری عہد مین خان جہان بہادر کوکلتاش کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - چہاونی کی وجہ سے متوطن ہو گئے - اورنگ آباد مین جمیل پورہ آپکا آباد کیا ہوا یادگار باقی ہے اور ایک مسجد بزرگ بہی آپکی بنائی ہوئی موجود ہے - مرحوم کے والد خان خواجہ محمد ذاکر مشائخ کابل سے تہے - پیری مریدی کا خاندانی موروثی پیشہ تہا - اکثر قوم مغل کلتہ تاری آپکے مرید و معتقد تہے ۔

خواجہ ایوب انقلاب زمانہ کی وجہ سے عالم بیکاری مین نہایت پریشانی و بیقراری سے زندگی بسر کرتے تہے - گذر اوقات کیلئے کوئی ذریعہ معاش نہین تہا - بزرگون کا جو سرمایہ ذخیرہ تہا وہ سب رفتہ رفتہ صرف ہوگیا تہا - تلاش معاش کے جویا تہے کہ نواب عضدالدولہ عوض خان بہادر صوبہ دکن نے صوبہ داری دکن کی نیابت و بیضاپور کی قلعداری پر مامور فرمایا - منصب و جاگیر بہی عطا کیا - آپ دونون خدمتون کا انجام

واہتمام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ ملک کی بہبودی مین سعی وکوشش فرماتے رہے
سرکاری کام دیانت و امانت سے ادا کرتے رہے۔ آخر بندگان حضور آصفجاہ نے قدردانی
وجوہر شناسی سے آپکو برار کی صوبہ داری پر ممتاز فرمایا۔ مدت تک برار مین رہے۔ آپ شجاع
وبہادر تھے مستقل مزاج وثابت قدم وتجربہ کار خوش کردار وخوش رفتار۔ اور ارباب
دوست نواز تھے۔ رقص وسرود ومجالس سماع کے شائق تھے۔ مجلس سرود ورقص مین
کثرت رقت وورد سے زار زار روتے تھے۔ گھنٹون عالم سکوت مین مستغرق ہوتے تھے
نواب عضدالدولہ بہادر وحضور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ آپ سلف کے یادگار ہین
آخر آپنے خدمت ملازمت ترک کی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ آپکی زندگی کا آخر حصہ
بخیر ہوا۔ آپ موزون الطبع وذہین وفہیم تھے۔ شعر فارسی مین کبھی کبھی فکر کرتے تھے
کلام بلاغت وفصاحت سے خالی نہین ہے ہم اشعار ذیل ہدیہ سامعین کرتے ہین۔

من اشعارہ

دل می طپد از ذوق ندانم خبری کیست ۔۔ رنگم پرواز چہرہ دربن رہگذری کیست
در نظر سیر کنان قبلہ نما گشت ۔۔ پرواز نگہ از اثر بال وپری کیست

وله

بسوخت زآتش شوق تو جان تن باقیست ۔۔ بسان شمع بسوزند وپیرہن باقیست
ہلاک گشتن مجنون ہزار سال گذشت ۔۔ ہنوز در کفنش بوی سوختن باقیست
چراغ راہ ندارم بہیزم سوختگان ۔۔ مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست
رسید تیر نگاہت بدل شتابک شد ۔۔ ہزار رخنہ کرد ند دوختن باقیست
بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم ۔۔ کہ یکنفس ز آہ زیستن باقیست

وله

ز شبنم نگہم دادہ آب بر رخ گل ۔۔ بہار گشتم در برگ گل چو بو رفتم

گہر فشان شدہ اشکم بچشم بہر نثار	ولہ	بپائے بوس تو ہر دم بآبرو رفتم
زگرمی نگہت چون خویش آب شدم		برائے آن لب لعل تو در سبو رفتم
صدائے قلقل مینا شنیدہ مست شدند	ولہ	کسے چگونہ چشند قطرہ ایاغ ترا
از سیہ روی زمانہ مرا در و سر شدہ	ولہ	صندل موافقت بسرمن نمی کند

آخر آپنے ۱۱۹۵ھ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا مین رحلت کی اور شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔

خاکی۔ حیدر بیگ بدخشانی الاصل

خاکی تخلص۔ حیدر بیگ نام بدخشانی الاصل ہے۔ آپکے بزرگ بدخشان سے عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی لشکر مین ملازم ہوئے۔ خاکی کی ولادت ہند مین واقع ہوئی نشو نما بھی ہند کی آب ہوا مین پایا۔ بقدر ضرورت فارسی و عربی مین استعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ سپاہ پیشہ تھے ہند سے نواب نظام علیخان آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین دکن مین وارد ہوکے محمد وفادار خان داروغہ باورچیخانہ سرکار فیض آثار بخشی بیگم صاحبہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ داروغہ صاحب کے فرمانے سے ملکہ علیم النسا بادشاہ زادی مصر کا قصہ جو فارسی مین تھا اوسکو اردو زبان مین نظم کیا۔ قصہ مذکور ہمکو ۱۲۱۶ھ ہجری کا لکھا ہوا دستخطی سید عبد النبی خان مرتبہ خان دکنی ملا ہے۔ ہم اسمین سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ خاکی کا انتقال ۱۲۵۷ھ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ

دل تو ہی بتا دے مجہے گر ہو کوئی	ہم عشق بہی سیکہین اگر اُستاد ہو کوئی

من قصہ علیم النسا

آلہی ترا مجکو کون دیدار دے	مجہے دین اسلام کا پیار دے
تری ذات عالی ہے حیّ قدیم	جو تیری کرے یاد ہے مستقیم
محمد نبی صاحب تخت و تاج	رکہا اُنکے سر پر شفاعت کا تاج
نبی و علی دونون ہین پاک ذات	اُنہی کی شفاعت سے سبکی نجات
یہ قصہ جو تہا فارسی مین سب	لکہا فارسی کو بین ہندی مین اب
اگر کوئی پڑہیگا یہہ قصہ کو لا	وے ایک ہے عرض سبسے مرا
تو کچہہ نا کہے اُسکو خامی پر جا	بہر حال خاکی کو دیوے دعا

اس قصہ مین ایکسو سوال ہے۔ سوالات عالم عناصر وغیرہ اشیا کی حقائق کی نسبت مین ایک فاضل عبد العلیم ہندی کے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہے قصہ عجیب و غریب ہے رسالہ ہزار مسائل کی طرح ہے مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔

خلیل اصالت خان حیدر آبادی

خلیل تخلص۔ اصالت خان نام۔ آپ سید مظفر مازندرانی کے جو ابو الحسن بادشاہ والی دکن کے وزیر تہے فرزند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت حیدر آباد دکن مین ہوئی۔ اور نشو نما بہی دکن ہی کی زمین مین ہوا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تحصیل کین۔ جامع فضائل و فواضل ہوئے۔ ہمعصرون مین لائق و فائق شمار کئے گئے۔ سرکاری خدمات پر مقرر تہے۔ مدت تک والد ماجد کے سایہ عاطفت مین

سرکاری کامون کو اچھی طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر سنہ ۱۰۹۳ ہجری مین والد ماجد کے ہمراہ عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک ہوئے۔ موزون الطبع خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ سنہ وفات کا ذکر کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ لیکن آپ کی رحلت سنہ ۱۱۱۵ ہجری مین واقع ہوئی۔ خدا غریق رحمت کرے۔ آپ کے نتائج طبع سے صرف ایک شعر ملا لکھا گیا۔

من اشعارہ

قطرۂ خورشید را حلم چکیدن ندہم	تشنہ لب عشق را ذوق چشیدن ندہم

خان۔ محمدی خان دکنی

خان تخلص۔ محمدی خان نام۔ آپکا اصلی وطن و مولد حیدر آباد دکن ہے۔ آپ عالم شباب مین فارسی مین بقدر ضرورت لیاقت حاصل کرکے شہر مین کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ وطن سے دل برخاستہ ہوکر دلی مین گئے۔ سپاہ پیشہ تھے وہان کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ خوشی وخرمی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور دلی ہی مین سکونت اختیار کرلی۔ شعرگوئی کا شوق تہا وہان نواب سعادت یار خان رنگین المتوفی سنہ ۱۲۵۱ ہجری کے شاگرد ہوئے۔ شعر خوب کہنے لگے۔ کلام درست و صاف و بامحاورہ ہوتا ہے۔ آپکے انتقال کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی۔ مگر تقریبا سنہ ۱۲۶۵ مین راہی عدم ہوئے

من اشعارہ

یاد جسوقت تری آتی ہے	مجکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خاص۔ شاہ خاص حیدر آبادی

خاص تخلص - شاہ خاص نام - آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے والد شاہ خاموش صاحب اول جو آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین اندرون شہر چادرگہاٹ کے متصل سکونت پذیر تہے - درویش فانی و فقیر حقانی تہے - متوکل علی اللہ و قانع آپ بہی بدستور قدیم بزرگان سلف کے طریقہ پر قائم تہے - والد ماجد کے مرید و خلیفہ - آپ کی شکل و صورت درویشانہ تہی - جُبہ و دستار مشائخانہ پہنتے تہے خوش مزاج و پاکیزہ طینت تہے - مزاج مین محبت الٰہی کا جوش اور دل مین شعر گوئی کا خروش تہا - شعر عمدہ کہتے تہے - نازک مزاج و عالی دماغ تہے - آپ سنہ ۱۲۷۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے - آپکے دوسرے بہائی مسمی طہ بہی شاعر تہے - ہجو گوئی مین کمال رکہتے تہے - مہاراجہ بہادر نے دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا تہا

من اشعارہ

گلاب سے تازہ گال اُسکے کلی نازک دہن گلابی	تمام قد نونہال رنگین قبا سراپا چمن گلابی

ردیف الدال

درگاہ - درگاہ قلیخان سالارجنگ

درگاہ تخلص - درگاہ قلیخان سالارجنگ نام - آپکے کان نور نور الوس مشہدی سے تہے - آپکے جدا علی خاندان قلیخان شاہ صفی کے زمانہ مین علی مردان خان گورنر قندہار کے ہمراہ تہے - علی مردان خان نے شاہ صفی کی ناقدردانی کی وجہ سے نوکری ترک کرکے شاہ جہان بادشاہ ہند کی خدمت مین آنیکا ارادہ کیا - تشریف آوری سے پہلے خاندان قلیخان کو درگاہ بادشاہ مین بہیجا - خاندان قلیخان غرہ جمادی الآخر

۱۰۸۱ھ ہجری مین درگاہ بادشاہی مین آیا علی مردان خان کی عرضداشت پیش کی
خلعت و انعام ہزار روپیہ سے سرفراز ہوا۔ علی مردان خان پندرہ تاریخ رجب سنہ مذکور
کو بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے نہایت قدردانی سے صوبہ داری
کشمیر پر مقرر فرمایا۔ اور خاندان قلیخان کو اپنے پاس کہا۔ خاندان قلیخان کے انتقال
کے بعد اُن کے خلف الصدق درگاہ قلیخان کو بذریعہ علی مردان خان منصب و جاگیر
ضلع ٹھٹھہ مین مقرر فرمایا۔ سرکار علی مردان خان کی میر سامانی بھی منصب جاگیر کا
ضمیمہ ہوئی۔ علی مردان خان کے بعد درگاہ قلیخان شاہزادہ اورنگ زیب کے
منصبدارون مین شریک کیا گیا۔ شاہزادہ کے ہمراہ دکن مین آیا۔ پھر چندروز کے بعد
ہند مین مراجعت کی اور وہان فوت ہوا۔ پھر اُنکا خلف الصدق نوروز قلیخان
دارو ار ضلع بیجاپور کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ مدت تک قلعداری کا اہتمام
کرتا رہا۔ پھر وہین فوت ہوا آپکا خلف الصدق خاندان قلیخان ثانی منصب و جاگیر
سے سرفراز ہوکر منصبداران متعینہ اورنگ آباد مین شریک ہوا۔ شاہ عالم خلد منزل
کے زمانہ مین سنگمنیر کی وقایع نگاری اور اضلاع کی فوجداری پر سربلند ہوا۔
نواب آصفجاہ نے اپنے زمانہ مین اپنی خاص سرکاری خدمات پر مامور فرمایا۔ نظام آباد
بالائے گنتل فردا پور جو اورنگ آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اُسکی تعمیر و آبادی
آپکے اہتمام سے ہوئی۔ آپ اُسوقت میر عمارت تھے۔ آپکے خلف الصدق نواب
درگاہ قلیخان ثانی سالار جنگ صاحب تتمہ کی ولادت اُنیسوین تاریخ رجب ۱۱۲۲ ہجری
سنگمنیر مین واقع ہوئی چنانچہ خود سالار جنگ تاریخ تولد مین کہتا ہے ؎

شد سال ولادتش زروئے الہام　　　درگاہ قلی ز خاندان والا

نشو نما کے بعد جب آپ نے چودوین سال مین قدم رکھا سرکار آصفجاہ نے منصب
و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بیس برس کی عمر مین اپنا ہمرکاب کیا اکثر حضوری خدمتین
آپکے تفویض تہین۔ آپ خدمات کا اہتمام نہایت دیانت و امانت سے فرماتے رہے
جب تک زندہ رہے حضور آصفجاہ کی عنایات و مراحم سے خوشحال و سرفراز رہے
حضور کے سفر دلی مین جو ہنگامہ نادرشاہی مین ہوا تہا آپ ہمرکاب تہے۔ مدۃ العمر
سرکاری خدمات و آقا کی تابعداری مین جانفشانی و عرق ریزی کرتے رہے۔ نواب
نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے عہد مین بہی ممتاز اقران و محسود جہان رہے
نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے زمانہ مین منصب شش ہزاری اور موتمن الدولہ
خطاب اورنگ آباد کی صوبہ داری سے سربلند و نامور ہوئے۔ خوب انتظام بند و بست
کرتے رہے۔ جب ریاست دکن کا انتظام نواب آصفجاہ ثانی کے متعلق ہوا اسوقت
آپ ہفت ہزاری منصب و ماہی مراتب و موتمن الملک خطاب سے معزز ہوئے۔ اور سواری
عماری ہاتی و جہالر کی اجازت ملی۔ اُسوقت حضوری دستور تہا کہ کوئی امیر بغیر
اجازت حضور عماری پر سوار نہین ہو سکتا تہا۔ اب بہی دکن مین وہی دستور جاری
ہے چند مدت کے بعد حسن خدمات کے صلہ مین خانه دوران خطاب سے مخاطب ہوئے
آصفجاہ ثانی آپکو بہت چاہتے تہے۔ اور نہایت عزیز رکہتے تہے جس زمانہ مین
کہ راجہ بہادر دریائے گنگا کے کنارے مقتول ہوا آصفجاہ ثانی اورنگ آباد
مین رونق افزا ہوئے۔ اور چہاونی کے لئے خجستہ بنیاد ہی کو تجویز فرمایا۔ حضور
بہی شہر مین مقیم ہوئے۔ بندگا نعالی کثرت عنایت و رحمت سے آپکے محلات
مین رونق افروز ہوئے۔ چند روز رہے۔ آپنے آقائے نامدار کی نہایت شان

وشوکت سے مہمانداری کی ہر روز جشن نوروز تھا۔ سامان عیش جلوہ افروز تھا۔ علی ہذا القیاس رات کی بھی یہی کیفیت ہتی تھی رات کیا تھی شب برات تھی جب حضور بندگانعالی رخصت ہوئے۔ اکثر تحائف بے بہا نذر گذرانے حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔

بعدازان گردش تقدیر سے کوئی ایسا سبب پیدا ہوا کہ آپ غرہ رجب ۱۱۷۹ھ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ عزیز خلائق تھے آپکی معزولی سے عام شہر مین رنج والم تھا گھر گھر شور وماتم تھا۔ اس حالت مین عام کا آپکے ساتھ ہمدردی وافسوس کرنا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ دیانتدار اور امانت دار ومنصف تھے اور یہہ قبولیت عام اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ آپ خلق مجسم وصلح کل تھے۔ نہین تو ایسی حالت معزولی مین عرف عام رواج کے موافق کوئی ہمدردی نہین کرتا بلکہ لعن وطعن کرتے ہین۔ آپ پنجم ذیحجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نظام آباد جاگیر مین تجمل وشان کے ساتھہ روانہ ہوئے۔ روانگی کیوقت مجمع عام تھا عمائد شہر ومشائخ وفضلا بیرون شہر تک ہمراہ آئے آپکو نہایت حسرت و رنج سے رخصت فرمایا۔ فقرا وغربا کا ہجوم تھا شور وغل تھا۔ آپکے احسانات یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ شہر سے اگر ہزار آدمی چلے جائین تو کچھہ غم نہین ہوتا اور نہ شہر کی آبادی مین ہی کمی ہوتی مگر اس مربی دا تا کے جانے سے شہر ویران نظر آتا ہے آپ خوش مزاج وخوش خلق تھے منصف وعادل۔ کریم باذل تھے۔ شگفتہ طبع وزندہ دل۔ دلاوری مین دلیر وبیدل تھے۔ رعیت پروری وغربا نوازی مین بے نظیر تھے۔ ملکی ومالی تدابیر مین روشن ضمیر تھے۔ طلاقت بیانی وسخندانی مین بے مثل

انشا پردازی و تاریخ دانی مین بے بدل ۔ آپکی حاضر جوابی اور بداہتہ بیانی مشہور تہی ۔ طبیعت کی تیزی نور علی نور تہی ۔ آپ وقت کے پابند تہے آپکا وقت کاموں سے معمور رہتا تہا ۔ وقت کی بڑی قدر کرتے تہے ۔ آپکی ظاہری شان وشوکت وحشمت کی شان بہی قابل دید تہی اور آپکی سواری بڑی تکلف وتجمل سے نکلتی تہی ۔ دو تین سو سوار حبشی وعرب ودکنی جلو مین ہمرکاب ہتے تہے ۔ سواری کے آگے چند عرب وپیچہے الغوزہ بجاتے ہوئے گاتے تہے ۔ اچہلتے کودتے تہے ۔ سواری کے دیکھنے سے لطف آتا تہا ۔ امارت وریاست کا تماشا نظر آتا تہا ۔ اور رعایا کے دلون مین رعب وخوف ہوتا تہا ۔ کوئی مفسد وباغی فساد وبغاوت نہین کرنے پاتا تہا ۔

آپ لطیفہ گوئی وبذلہ سنجی مین یکتا تہے ۔ آپکے لطائف وظرائف اکثر مشہور ہین منجملہ ہم چند لطیفے شائقین کے مطالعہ کے لئے لکہتے ہین کہ اون کے دیکہنے سے لطف اوٹہائین ۔ کہتے ہین کہ جناب شاہ علی صاحب کے صاحبزادہ کی شادی تہی مجلس منعقد مین شہر کے تمام امرا ومشائخ حاضر تہے ۔ اور اوس مجمع مین جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی وشاہ محمود صاحب ونواب خاندوران صاحب جمہ ونواب اشجع الدولہ مجتمع تہے ۔ اوسوقت حسب دستور طرفین یعنی داماد وعروس کے وکلا قاضی صاحب کے سامنے آئے ۔ خواجہ دکہنو نامی بنات فروش عروس کی طرف سے وکیل ہوکر آیا ۔ خاندوران درگاہ قلیخان نے کہا ۔ آج ہمکو معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہین ۔ حاضرین مجلس اس لطیفہ سے بہت ہی محظوظ ہوئے ۔ لفظ بنات جمع بنت یعنی بیٹی ۔ وبمعنی پارچہ پشمی ۔

لطیفہ دیگر ایک روز شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیرون کیلیے فقط دنیا کی دعا کرتے ہین مگر آپکے لئے دین ودنیا دونون کی دعا چاہتے ہین ۔

دین کی دعا کا محل مسجد مقرر کیا ہون اور دنیا کی دعا کا مقام بیت الخلا۔ کیونکہ
وہ مقام قضاء حاجت ہے۔ نواب نے کہا آپ مسجد مین کئے مرتبہ جاتے ہین۔
شاہ صاحب نے فرمایا پانچ وقت۔ اور بیت الخلا مین کئے بار شاہ صاحب نے کہا
ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ نواب صاحب نے کہا مین جناب الٰہی مین دعا کرتا ہون کہ حضرت
کو پیچش ہو تاکہ آپ بیت الخلا مین بار بار جائین اور دنیا کی دعا بہت کرین
شاہ صاحب و حاضرین قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔

لطیفہ دیگر چند نوملازمین کی درخواستین نواب صاحب کی خدمت مین پیش ہوئین
نواب صاحب نے ہر ایک شخص کو بالمشافہ بلا کر اُسکی حیثیت کے لائق تنخواہ مقرر کرکے
دستخط فرماتے تھے۔ اونمین دو لڑکے کم سن تھے۔ نواب صاحب نے ایک کی درخواست
پر لفظ ناموزد لکھا اور دوسرے کی درخواست پر لفظ دیگر لکھا۔ وہ دونون کمسن
لڑکے اچھی نرائین پیشکار کی خدمت مین گئے۔ پیشکار نے دونون درخواستونکا
نقل نوٹ لکھوایا۔ اور نواب صاحب کی خدمت مین دونون کو پیش کیا۔ فرمایا کہ کل
یہہ دونون منظور ہوئے۔ پیشکار نے عرض کیا جسکی فرد پر ناموزد دستخط تھا وہ آج
سیکھکر آیا ہے۔ اور دوسرا جسکی فرد پر دیگر ہے مین نہین سمجھتا ہون کہ دیگر سے
وقت مراد ہے یا کوئی دوسرا شخص۔ نواب صاحب نے پیشکار کی تقریر سے تبسم فرمایا
اور دونون کو نوکر رکھہ لیا۔

لطیفہ دیگر دلّی مین آپ نواب آصفجاہ کے ہمراہ تھے۔ دربار مین نادر شاہ نے
محمد شاہ سے کہا کہ ہم کل جائین گے اُسوقت آپ نے یعنی درگاہ قلیخان نے
آہستہ نواب کے کان مین کہا کہ النادر کالمعدوم۔ نواب آصفجاہ بہادر آپ کے

لطیفۂ نادر سے بہت خوش ہوئے۔

آپ شعرا دوست و علما پرست تہے۔ قدردان و جوہر شناس۔ ہر مہینہ مین دونین عام جلسے اپنے باغ دلکشا مین منعقد فرماتے تہے۔ اور اُن بزرگون کو جو لائق صحبت ہوتے تہے بلاتے تہے۔ اور ہر روز آپکے دولتخانہ پر ہم شربان خاص کا جلسہ رہتا تہا۔ اور آپکی مجلس مین تکلف نہین ہوتا تہا۔ آپ حاضرین مجلس سے خندہ رو و شگفتہ جبین ملتے تہے۔ آپ تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے شائق تہے اورنگ آباد مین اکثر عمارات آپکی یادگار رہین۔ باغ دلکشا اورنگ آباد مین جنوبی جانب آپکا بنایا ہوا ہے ۱۱۷۸ھ ہجری مین ایک نہر کہدوائے اور باغ مین لائے۔ اور باغ مین ایک کشادہ حوض بنوایا۔ حوض کی وجہ سے باغ سیراب و تازہ رہتا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اُسکی تاریخ لکہی۔

تاریخ بنائے نہر

خاندوران میر عالیجاہ — مورد عاطفات ربانی
نہر آب حیات جاری کرد — خضر آنرا کند نگہبانی
کامیاب زلال احسانش — مردم شہر و بیابانی
کرد این نہر را روان در باغ — تازہ شد آب و رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستان — کہ توان گفت کوثر ثانی
این عمل امتیاز خاصی یافت — از قبول جناب سبحانی
سال تاریخ او طلب کردم — گفت دل نہر خان دورانی

آپ موزون الطبع تہے۔ سخن فہم و سخندان تہے۔ کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے

اور ہندی مین مراثی حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے مراثے بہت ہی خوب کہتے تہے۔ چند اشعار مندرجہ ذیل آپکے طبعزاد ہین۔ ایکروز میرزا دلگیرا می نے خواجہ حافظ شیرازی کی غزل پر + صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را + کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ ما را + طرح کی اور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن بہار رعنا را	کہ داد بوئے تو سرمایہ جنون ما را

اُسیوقت نواب جانذوران خان بہادر نے بہی فی الفور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن جنون تمنا را	بہار آمد و سر سبز کرد صحرا را

لچہمی نرائن مولف گل رعنا نے بہی حسب خواہش نواب صاحب موزون کیا ؎

فزود جلوہ او سیل گریہ ما را	طلوع ماہ کند بیش آب دریا را

نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور تحسین و تعریف کی۔ آپکی بحالی کا سامان موجود ہوگیا تہا۔ یکایک آپ ۱۰ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ مین مرض ہرسام سے نظام آباد مین فوت ہوئے۔ وہان سے نعش مبارک کو اورنگ آباد مین لائے آپکے والد ماجد کے مقبرہ مین جو شہر کے جنوبی جانب ہے دفن کئے۔ دفن کیوقت عمائد شہر و مشائخ و فقرا جمع ہوئے۔ شور و غوغا برپا تہا قیامت تہی۔ میر علی رضا اُجینی نے مادہ تاریخ مین ایک مصرع لکہا ؎ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ + اور کسی دوسرے شاعر نے ایک مصرع مین تاریخ صوری و معنوی لکہی ؎

یکہزار و یکصد و ہشتاد سال

۱۱۸۰ ہجری

مین آپ کی اولاد و شجرہ خاندان کو گزارش کرتا ہون

اولاد نواب موصوف

خنیف الدینخان بانی سرائے اورنگ آباد کی لڑکی کے بطن سے

ایک دختر
بنکاح محمد صفدر خان
غیور جنگ بن شیر جنگ
تھی

دو فرزند

امام قلیخان موتمن الدولہ
سالار جنگ جاگیردار
بر او خجستہ بنیاد

وصی قلیخان مخاطب
بہ درگاہ قلیخان
جاگیردار برار ر

شجرۂ نسب

پشتغمی بہ ثبت سنہ ۱۱۵۰ ہجری
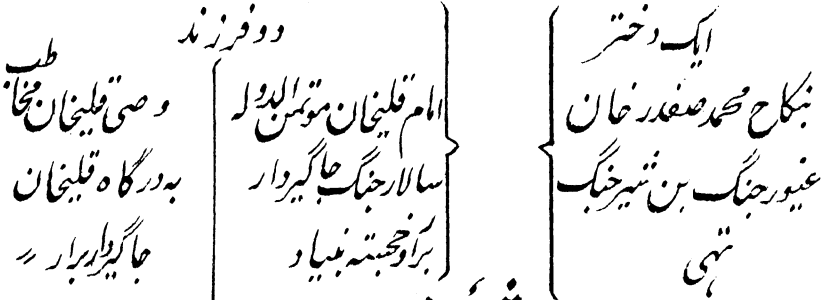
خاندان قلیخان ذوالقدر از ترکان بور بور الوس خانان سیاہ خیمہ نواحی مشہد مقدس

درگاہ قلی خان اوّل

پشتغمی
نوروز قلیخان قلعدار دہاروار بیجا پور ر

خاندان قلیخان دوم نظام آباد کی تعمیر آپکے اہتمام سے ہوئی

درگاہ قلیخان ثانی المتولد ۲۲ سنہ ۱۱ ہجری بمقام سنگمنیر دکن

دختر

دو پسر
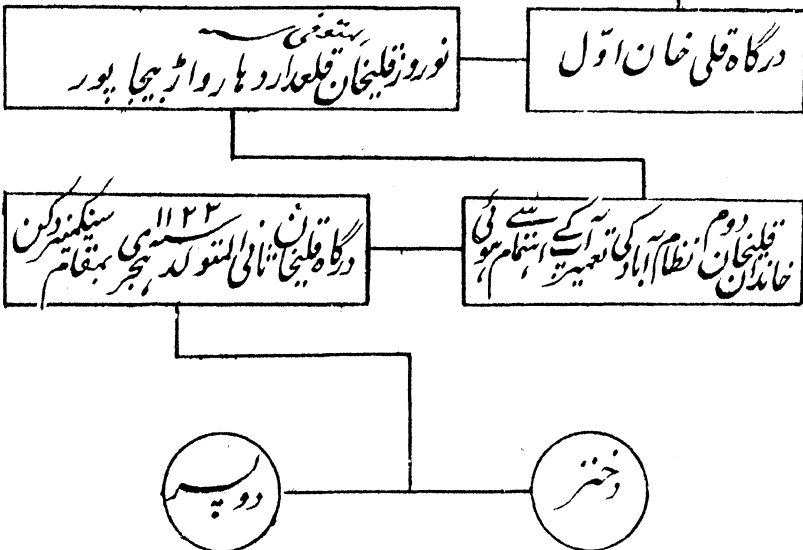
نواب سالار جنگ مرحوم اول کی نہنیال کا سلسلہ آپ سے منتہی ہوتا ہے ۔

جب ۱۱۴۶ھ ہجری مین وزارت خان اورنگ آبادی کو غفران پناہ عالیجناب آصفجاہ اول نے دوبارہ دیوانی سے سرفراز فرمایا۔ احباب نے جوش خوشی سے تاریخین کہین۔ آپنے بہی دو بیتین تاریخی موزون کی۔ ہر ایک مصرع سے سنہ سرفرازی دیوانی برآمد ہوتا ہے لیکن مصرع آخرین ایک عدد زائد ہے۔ **ھوھذا**

شد بحکم نو بزم نورانی	با مصابیح فضل یزدانی
از برائے صلاح خلق اللہ ۱۱۴۶	بازرونق گرفت دیوانی ۱۱۴۶

گل رعنا کے مولف نے آپکے اوصاف حمیدہ اسطرح لکہے واقعی آپ جامع الصفات والکمالات تہے مولف کا قول مبالغہ سے مبرا ہے خوشامد و تملق کے دہبے سے معرا ہے

ھوھذا درگاہ قلیخان بہادر مخاطب بہ مؤتمن الدولہ خاندوران سالار جنگ امیرے بود عالیجاہ دانش نگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچۂ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش صفیر را از بیان شیرینش منقار در شکر۔ بلبل ہزار دستان مستفید طلاقت زبانش۔ و گل شگفتہ جبین دریوزہ گر چہرہ خندانش۔ چرب نرمی او دل سنگ راموم می ساخت۔ و تالیف قلوب او احبا و اعدا را در دام می انداخت۔ ضمیر منیرش در بدیہہ بیانی بازار آئینہ می شکست و ذات والا صفاتش در بزم فروزی بالادست شمع می نشست۔ صولتش شیر نر را آب می نمود۔ و نشجاعتش گوئے سبقت از رستم دستان می ربود الخ انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

شرک محض است گمان من و تو	من و تو نیست میان من و تو
معاشرا نہ سوائے بد وستان داریم	برائے ما و شما این ہوا چہ میخواہد

نگاہش دیدہ صہبا آفریدند — قدش دیدند طوبی آفریدند

بعالم ریخت اشکم رنگ طوفان — زجیب قطرہ دریا آفریدند

ولہ

می چکد رنگ بہار از خامہ‌ام — وصف رخسارے کہ انشا می کند

حکم آصف این غزل را تازہ کرد — کارہا را کارفرما می کند

ولہ

کسیکہ در صدد وصف آن دہن باشد — چو شخص ہیچمدان در پئے سخن باشد

ولہ

باغوش آید آن دلدار اغواہے چنین باشد — خدا اگر راست آرد دولت و جاہے چنین باشد

چہ منتہاست بر دل از صبا گر نگہت زلفش — حیات تازہ می بخشد ہواہائے چنین باشد

مصفا ساختم بہر قدومش حضرت دل را — برائے شاہ والاجاہ درگاہے چنین باشد

ولہ

سوائے حیدر کرار شاہ مردان کیست — کہ ذوالفقار باو داد حق بنبی دختر

ولہ

دلم را فرقت آن نامسلمان ساخت سیپارہ — نمود از ہم جدا اجزائے قرآنی کہ من دارم

ولہ

کردیم ثنا بجبر طاقت — اے صبر بما چہ کار داری

باکے نبود ز تیغ اعدا — گر صاحب ذوالفقار داری

ولہ

نوروز کہ روز سعد عشرت افزاست — مولائے جہان تخت خلافت آراست

از مقدم گل نماند آثار خزان — سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

ولہ

کونین شد ایجاد برائے ایشان — حاشا کہ کسے رسد بجائے ایشان

اسرار نبوت اند اولاد علی — درگاہ فلک است خاکپائے ایشان

دانش میر رضی مشہدی

دانش تخلص - میر رضی رضوی نام ہے - آپ میر ابوتراب مشہدی کے فرزند ہیں

آپکے والد عالم فاضل تھے۔ دانش بھی بمصداق الولد سر لابیہ ہوشیار و ہونہار تھا۔ کتب ابتدائی والد ماجد سے پڑھین اور باقی کتب مختلف اساتذہ سے تمام کین۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد حرمین شریفین کی زیارت و حج کا ارادہ کیا جب حرمین پہنچا تو ایک مثنوی کعبہ کی تعریف مین لکھی۔ من ۲ اشعار ہ

ز خوبی کعبہ معشوق جہانست	نشاط دلربائی در جہانست
بروئے تو نیازان در کشادہ	چہ معشوقانہ خود را جلوہ دادہ
جمالش عذرخواہ زحمت دشت	بگرد آن تواضع پیتوان گشت

ایسا ہی روضۂ منورہ کی وصف مین بھی کہتا ہے۔

ہمایون قبۂ سرکوب افلاک	بہشت بے گمان عالم خاک
ز حق بیگانگان را آشنا ساز	چو ابرو طاق محرابش خدا ساز
ز دیوارش فلک را دست کوتاہ	نمایان تا بعرش از سایہ اش راہ

حج و زیارت سے مشرف ہوکے مشہد مین آیا۔ ہندوستان مین باپ سے ملنے کا شوق دل مین شعلہ زن تھا۔ چنانچہ ہند کے شوق مین کہتا ہے ؎

راہ دور ہند پابست وطن دارد مرا ‏ ‏ ‏ چون حنا شب در میان رفتن بہندوستان خوش است

آخر مقامات متبرکات کی زیارت سے فارغ ہوتے ہی ایران و ہند کے جانے مین تردد کا فیصلہ کیا کہ سفر ہند کو ایران پر ترجیح دی چنانچہ کہتا ہے ؎

پریشان خاطرے باہم بگل داشت	میان ہند و ایرانم دو دل داشت
حجر را در بغل پنہان کشیدم	در آن آئینہ روئے کار دیدم
جلا چون از سوادش دیدہ دادم	سیہ رنگی ہند آمد بیادم

پدر کز من روانش تازہ بادا ❊ دران گلشن بلند آوازہ بادا

نشاط آبا د غربت بود جانش ❊ فضائے ہند باغ دلکشایش

شد از تحریک آن سر رشتہ بلبل ❊ سواد ہند بر من سایۂ گل

حقیقت را بلند آوازہ کردم ❊ نمک با لعل سبزان تازہ کردم

نگہ را حسن گندم گون نصیبست ❊ چو طوطی سبز در ایران غریبست

گہر را قدر در خاک مرادش ❊ محک بخت آزمایان را سوادش

سوادے دیدنش سرمایۂ نور ❊ بمردم پروری چون دیدہ مشہور

ز بس سبزست نخل بوستانش ❊ پر طوطی بود برگ خزانش

رسیدم فصل خوبہاے ایام ❊ ہوا بردار از سرم فکر سرانجام

پہر دانش صاحب ترجمہ شاہجہان کے عہد مین وارد ہند ہوا۔ اور پدر بزرگوار کی ملازمت سے کامیاب۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ در عہد شاہجہان با والد خود عازم ہند گردید الخ اور خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ در عہد صاحبقران ثانی شاہجہان بہند آمد و بدولت ملاقات والد کامیاب گردید الخ تحریر اول سے ثابت ہوتا ہے کہ ہند مین باپ کے ہمراہ آیا۔ تحریر دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہانی عہد مین آیا۔ اور باپ سے ملا یعنے اسکا باپ پہلے سے ہند مین موجود تہا۔ تحریر ثانی درست و صحیح۔ تحریر اول مین تردد ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی۔ والا میر صاحب سے ایسا تضاد واقع نہین ہوتا والعلم عند اللہ۔ ماہ شعبان ۱۰۶۵ھ ہجری مین ایک قصیدہ مدحیہ بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎

خطے کہ از کف دست مبارکش پیداست	بخوان بلند کہ تفسیر آیہ کرم ست

چند روز شاہزادہ دارا شکوہ کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کی عنایت و الطاف سے مخصوص ہوا۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ شاہزادے نے میر رضی کو غزل کے ایک شعر کا صلہ ایک لاکھ روپیہ عطا کیا۔ وہ شعر یہہ ہے ؎

قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود	تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار

اور شعر کے مضمون سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور غزل مذکور یہہ ہے ؎

نکہت گل را بہ شور جنون در سر شود	موسم آن کہ ابر تر چمن پرور شود
قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود	تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار
بید را غم کاش ازین یک پردہ نازکتر شود	نالہ بلبل نہان در پردہ برگ گل ست
مے بدہ ساقی بقدر آنکہ چشمی تر شود	تا بذوق گریہ مستی درین بزم آمدیم
در میان انجمن پروانہ خاکستر شود	راز پوشیدن نیاید دانش از بیتاب عشق

دار الخلافہ مین جب اس غزل کی شہرت ہوئی تب شعرائے وقت نے اسکے جواب مین موزون کئے۔ شاہزادہ دارا شکوہ نے یہہ بیت موزون کی ؎

قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود	سلطنت سہل ست خود را آشنائی فقر کن

انتہی کلامہ۔ میر دانش صاحب ترجمہ چند مدت بنگالہ مین شاہزادہ شجاع بن شاہجہان کے ساتھہ رہا۔ اور وہان سے ابتدائے جلوس عالمگیری حیدر آباد دکن مین آیا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین اعزاز و اکرام سے باریاب ہوا۔ قطب شاہ کے نزدیک معتبر و معتمد علیہ ہوا۔ قطب شاہ آپکے ملنے سے بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکی تقریر و تحریر کو پسند کرتا تھا۔ آپ دربار قطب شاہی کے

ا؎ بہارستان سخن ۲۳

رونق تھے ۔ تذکرہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے والد ماجد میر ابوتراب فطرت تخلص جو حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے ۔ اور قطب شاہی سلاطین سے سایہ پروردہ تھے ۔ سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین فوت ہوئے اور میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن کئے گئے ۔ آپکی لوح مزار پر یہہ رباعی جو مرحوم نے رحلت کیوقت موزون کی تھی لکھی ہوی ہے ۔ خود مولف نقیر نے بھی سنہ ۱۲۸۶ ہجری مین دیکھا تھا

رباعی فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد	ننواخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد	اکنون ز نزد و نفس تنگی کرد

اور اسی رباعی کے تحت مین میر رضی دانش کی رباعی جو والد ماجد کے فراق مین کہی مرقوم ہے ۔

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز	کاید بزمان کم بسر عمر دراز
گیرم کہ چو عیسی بفلک بر شدہ	آید بچہ کار بے پدر عمر دراز

آخر الامر سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے میر رضی دانش صاحب ترجمہ کو اپنے طرف سے نائب مقرر کرکے سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین مشہد مقدس کو روانہ کیا ۔ تاکہ روضہ رضویہ مین بادشاہ کے طرف سے زیارت کے مراسم ادا کرے اور اس کے لئے سالانہ دو ہزار تبریزی وظیفہ مقرر کردیا تا بزندگی سلطان اُسکو پہنچتا رہا ۔ نقیر مولف نے تقرر سالیانہ کا فرمان عبد العلی طالقانی میرمنشی قطب شاہی کی انشا طالقانی مین جو میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تھی دیکھا تھا ۔ افسوس صد افسوس کہ وہ انشا موسیٰ ندی حیدرآباد کی طغیانی واقع سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوئی کاش اگر موجود ہوتی تو بجنسہ یہان فرمان کو نقل کرتا ۔ آخر میر رضی دانش نے سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین

رحلت کی۔ اب مین متفرق تذکرون سے آپکے بوارق طبع کو گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین ملاحظہ کرین ھوھذہ

زبسکہ مشق سخن ساخت ناتوان ما را — گداخت ہمچو قلم مغز استخوان ما را

نشد کہ بوسہ بپائے ہدف چو تیر رہیم — گذشت عمر بخمیازۂ کمان ما را

وله
ذخیرۂ بدل از چشم اشکبار نماند — شکست شیشۂ سیماب در کنار مرا

وله
غنیمت دان بہشت روے گندم گون کہ در محشر — کہ فرو طاعت محراب ابرو میدہد ما را

وله
بوئے گل شد فیض بخش آہوش قوت و بیخودیست — یکنفس بگذار در سیر چمن تنہا مرا

وله
چون سر زلفش بدستم افتاد از خود میروم — ہمچو طفلان اول ست و خوابم آید مرا

وله
لب تشنہ تیغم بگو قاتل ما را — کو آب کہ شیرینی جان زر دل ما را

وله
وعدہ ہم صحبتان رفتہ روز محشر است — دیر می آید قیامت گشت تنہائی مرا

فصل گل ست جوش بہار سخن مرا — گل کرد ہمچو غنچہ زبان در دہن مرا

تیار ساز درین بزم نسبتے داریم — خوش ندا اہل نشاط از ضعیف نالیہا

عینکے باید مرا از شیشۂ می ساختن — تا توانم خواند در پیری خط پیمانہ را

در راہ انتظار چو مژگان نشستہ ایم — بر آستان خانۂ ما جائے ما بس است

بر دیدۂ آلودہ بخونم صف مژگان — چون حلقۂ ماتم بدور شہید ست

گر ز ابرو جبین کشاید در دم بسمل بس است — خون بہائے کشتۂ ما خندۂ قاتل بس است

دست گلچین قتل عام لالہ و گل میکند — باغبان ورپائے گلچین ست خواب افتادہ است

مردم برنجور مرا روز وصل — گریۂ شادی عرق صحت است

وصل یاران چون رسد دشنائے ہم بدنماست — گریۂ شادی کم از باران روز عید نیست

مرا که خندهٔ گل سر بدرد می آرد   وله   دماغ گریهٔ بلبل درین بهار کجاست

آبروی دودمان تاک هم برباد رفت   وله   دختر رز را عسس صد بار با مستان گرفت

تا و بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش   وله   تا زپرده گلستان زخم خاری هم نداشت

صفحهٔ دشت با مداد رفیقان طی کند   وله   چون قلم بی دوسه یاری بسفر نتوان رفت

گشاده روی خوبان در آخر حسن است   وله   در چمن همه جا موسم خزان باز است

سینه صافان زغم محبت کشان بیش از خود است   وله   آب می بالد از آن بازی که بر دوش پل است

هر روز کامیاب ز روی چو ماه دوست   وله   آئینه و روزنامهٔ چرخ نگاه اوست

گر سرمه لاف نسبت مژگان زند بجاست   وله   از خاک برگرفتهٔ چشم سیاه اوست

در بزم کنم سیر که جای وگرم نیست   وله   از حلقه برون چون قدح می سفرم نیست

رفتی و از اشک بلبل بر چمن طوفان گذشت   وله   روز بر گل چون چراغان شب باران گذشت

چسان بینم که می محتسب بر خاک میریزد   وله   که می لرزد دلم بر که اگر از تاک میریزد

در آن وادی که من باشم آبادی نمی باشد   وله   سیاهی میکند از دور کاهی چشم آهوی

بر سرم آمد ولی بسیار زود از من گذشت   وله   دولت تیزی که می گویند شمشیر تو بود

کسی در عاشقی هم پیشه را چون من نمیخواهد   وله   خورم گر آب شیرینی بیاد م کوه کن آمد

نوبهار ست هوا مایهٔ عشرت دارد   وله   مفت رندی ست که می را ز دو وحدت دارد

ای هما از سر ما خاک نشینان مگذر   سایهٔ بال تو بدنامی دولت دارد

چه سان از قد راین صیاد آزادی هوس باشد   وله   که پرواز بلندم تا لب بام قفس باشد

پرده بر عیب خود از دامن صحرا پوشد   وله   هر که از سلسلهٔ اهل جنون رسوا شد

دلت فصل خزان گر خار خارجوش گل دارد   وله   بگیر آئینه در کف تا بهار رفته برگردد

وله
چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک — که رهزنی بکمین همچو آستین باشد

وله
تا به پیغام زبانی از تو حرفی نشنود — مهر باید بر لب قاصد بجائے نامه زد

در دو دلے بکاغذ ابری رقم زنیم — شاید که پی بدیده گریان ما برد

وله
نمیدانم چه صیادی که زیر تیغت آهو را — چو چشم دلبران در زیر ابرو خواب می آید

وله
دل از حسن جوانی داشت آرامی ندانستم — که این یوسف چو پیری کهنه گرگے در کمین دارد

وله
مرد دانا به هنر زبدهٔ اقران گردد — میوهٔ رنگین چو شد از برگ نمایان گردد

نیستم ایمن اگر زحشمت مرا دل میدهد — صید را صیاد آبے وقت بسمل میدهد

دگر زلف سیاهش در پی تاراج ایمان شد — بفکر رهزنی افتد سپاهی چون پریشان شد

شاخ رنگینی ز گلبن بزمین افتاده است — بلبلان شیون بگیرد کشته گلچین کنید

گر آه ندارم بجگر شکر از من — بر دامن آئینه غبارے نه نشیند

بے تکلف فیض بخش از خاکساران بگذرد — گو بتعظیم نسیم گل غبارے بر نخیز

میتوان در پرتو روشن دلانم یافتن — جلوه گاه من چو عکس آئینه آب است و بس

پس از وفات که یاد کند بجز غم خویش — چو خون مرده سیه پوش شو بماتم خویش

تنگ بر بی هنران دور فلک می گردد — از قفس زود شود بلبل خاموش خلاص

باغبان پیدا چو شد خاطر پریشان می شوم — جا اگر یابم چو بو در غنچه پنهان میشوم

صبح دیدم شبنمے بر برگ گل غلطان بناز — یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختم

ز ساقی باده میگیرم بپائے تاک میریزم — ندارم فکر خود میخانه را آباد می سازم

در کفم از باد دستی آز نمیگیرد قرار — جامه در نیکنامی پاره چون گل میکنم

قلم سنبل شود گر حرف گیسوئے تو بنویسم — خطم صورت کند پیدا اگر روئے تو بنویسم

غم و شادی ہماوہی دان و ما گردن و مدارا کن	نشان آبحیاتم چہ میدہی اے خضر
شدیم بختم از مژگان سیاہان	بامید وصالت در شب ہجر
ایکہ میخواہی مراوت از چمن حاصل شود	ورین رنگین چمن چون لالہ زار
بگذار تا بعکس تو عکس آشنا کنم	لمی کم از قدح عادت باردو صبا میناکن
کجاست سرمہ زدید ہا نہان گشتن	ندیدم راستی زین کج کلاہان
نمی خواہم چو خون بیگناہان	بلبلے را از قفس در جوش گل آزاد کن
غریبم درمیان ہمنشینان	گلگشت باغ آئینہ تنہا چہ می کنی

دانش ۔ میر دلاور علی

دانش تخلص ۔ میر دلاور علی نام ۔ آپ آقا سید علی رشتی کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے والد ماجد علم و فضل کے زیور سے آراستہ ۔ خوش اخلاقی کے پیرایہ سے پیراستہ تھے ۔ شعر و شاعری کے میدان مین بھی سابق قدم ۔ سید تخلص فرماتے تھے عجم سے مہاراجہ چندو لال کے عہد وزارت مین حیدرآباد دکن وارد ہوئے ۔ مہاراج کے شعرائے دربار مین ملازم ہوگئے ۔ نواب سراج الملک بہادر مرحوم کی دیوانی تک شعرا کے زمرے مین منصب مناسب پاتے رہے ۔ نواب مرحوم نے آپکو بلحاظ لیاقت و فضیلت اپنے برادر زادے یعنی نواب سالار جنگ مرحوم اول کی تعلیم و تکلم فارسی کیلیے مقرر فرمایا ۔ علاوہ منصب حسن سلوک بیحد فرماتے تھے ۔ پس دانش صاحب آنجناب کے والد نواب کے دولتخانہ پر مدۃ العمر وابستہ رہے ۔ نواب مختار الملک بہادر بھی استاد کا بہت اعزاز کرتے تھے ۔ آخر ۱۲۸۵ہجری مین کربلائے معلی گئے ۔ چند روز کے بعد وہان سے

بہشت بریں روانہ ہوئے ۔ دانش صاحب ترجمہ حیدرآبادی المولد ہے اُنکی ولادت ۱۲۹۴ ہجری میں ہوئی۔ لیکن آپنے تربیت و تعلیم والد ماجد کی توجہ و سرپرستی سے پائی۔ بمصداق الولد سر لابیہ۔ آپکی فارسی زبان ولہجہ و تکلم مثل اہل زبان ہے ۔ سیرت و صورت سے شان اہل زبان عیان ہے۔ آپ منشی ذی استعداد ہیں۔ انشا پردازی میں ملکہ کاملہ رکھتے ہیں ناظم و ناثر ہیں۔ شعر و شاعری کے فریفتہ۔ آپکو تلمذ جناب ناجی صاحب سے ہے آپکا کلام شستہ و شائستہ ہوتا ہے۔ لطافت و حلاوت سے بھرا ہوا۔ آپ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں کلام موزون فرماتے ہیں۔ جو کچھہ آپکا طبع زاد ہوتا ہے لطف و مزہ سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ ان فضائل کے سوا آپ خطاط و شمشیر باز ہیں۔ خط نستعلیق و شفیعائی میں جواہر رقم و عطارد قلم ہیں۔ خوب لکھتے ہیں اور خطاطی کے فن کو علماً و عملاً جانتے ہیں۔ شمشیر بازی یعنے بنوٹ میں بھی مشہور ہیں اس فن میں آپ کو محمد وزارت علی صاحب بن محمد مراد علی شاہ سے تلمذ ہے۔ فی زمانناشہر میں استاد کے قائم مقام ہیں۔ اکثر شائقین فن آپ سے مستفید ہوتے ہیں۔ آپ سرکار عالی نظام اللہ خلد ملکہ کے منصبداروں میں اکیسو تین روپیہ ماہوار پاتے ہیں۔ نواب سالار جنگ بہادر حال کے ادب موزوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور کتبخانہ سالار جنگی کی نگرانی بھی آپ ہی کے متعلق ہے۔ آپنے کتبخانہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے رکھا ہے۔ اور کتبخانہ کی فہرست بھی مرتب کی ہے غرض موصوف الیہ کتبخانہ کی درستی و نگرانی عمدہ طرح سے کرتے ہیں۔ نقیر مولف کو آپ کی خدمت میں نیاز ہے۔ نہایت محبت و اخلاص سے ملتے ہیں خدائے تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ اب میں آپکے نتائج طبع ہفت بند نعتیہ و قصیدہ مدحیہ اردو سے چند اشعار ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتا ہوں۔

السلام ای بارگاہت مہبط روح الامین — خسرو کون و مکان محبوب العالمین

بانی بنیاد عرفان دار حکمت شہر علم — قبلۂ ارباب ایمان کعبۂ اہل یقین

چیست خور آسمان و کیست خورای جہان — آن ز مہر تو بہتین واین ز مہر تو حسین

ہر سر انگشت تو ابردہ از ید بیضا سبق — چہ خورشید داری گویا در آستین

لب کشاید چون بہ نعت دلکشت روح القدس — آیدش از پردۂ قدرت صدای آفرین

وله

ہمایون دولت و اقبال ہوا ظل سبحانی — جہان کی ہے بنا جب تک ہے قائم جہانبانی

نظام الملک محبوب علیخان آصف دوران — رئیس خسرو ملک دکن اسکندر ثانی

امیرونکا سر تسلیم جھک جاتا ہے یہان دائم — ادب سے آکے رکھتے ہین در اقدس پہ پیشانی

ہوا وہ سرور دوران جسے حضرت نے دی عزت — بنا وہ ہمسر شاہان عطا کی جسکو دیوانی

امیری کبیری کا تفاخر ملگیا اسکو — دیا ہے جسکو آپنے حکم مگس رانی

داغ - نواب مرزا خان دہلوی

داغ تخلص - مرزا خان نام - آپ نواب شمس الدینخان برادر نواب ضیاء الدین بہادر والی لوہارو کے خلف اصدق ہین - آپ کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - ابھی آپ خورد سال تھے کہ سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین والد کا انتقال ہوگیا - آپ یتیم ہوگئے چونکہ آپکی والدہ صاحبہ کو صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولی عہد بادشاہ دہلی کی ہم آغوشی کا شرف حاصل تھا - اس لئے آپکی والدہ صاحبہ بادشاہی محل مین رہتی تھین - اور آپ بھی والدہ کے ساتھ محل مین پرورش پاتے تھے - رسم تسمیہ کے بعد

والدہ نے آپکی تعلیم شروع کرائی۔ دس بارہ برس کی عمر مین بقدر ضرورت فارسی واردو مین استعداد حاصل کرلی۔ عالم شباب کا ابتدا تہا۔ طبیعت مین چستی و چالاکی موجزن تہی شعر و شاعری کے ساتہہ دلچسپی تہی آپ شاعری کے میدان مین بڑہنے لگے جناب محمد ابراہیم ذوق کی خدمت مین اصلاح سخن کے لئے حاضر ہونے لگے۔ ولیعہد بہادر نے دیکہا کہ لڑکا شاعری کے طرف زیادہ مائل ہے اور ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ جناب ذوق سے آپکی سفارش کی۔ ولیعہد کی سفارش کی وجہ سے ذوق شوق سے آپکے کلام کی اصلاح فرماتے تہے۔ استاد کی اصلاح سے روز بروز آپ ترقی کرنے لگے۔ چند ہی روز مین استاد کے تلامذہ مین ممتاز ہوئے۔ دہلی کے مشاعرات مین شریک ہونے لگے اہل مشاعرہ مثلاً شیفتہ و غالب صہبائی و صابر وغیرہم سے داد سخن و تحسین پاتے تہے ولیعہد بہادر کے فوت ہونیکے بعد آپ بہت پریشان ہوئے۔ اسی پریشانی کے زمانہ مین ہند کے غدر کا ہنگامہ شروع ہوا۔ آپ دلی سے رام پور آئے۔ نواب یوسف علیخان والی رام پور کے پاس رہے۔ نواب آپکے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ نواب کے فوت ہونیکے بعد نواب کلب علیخان بہادر نے بہی آپکے ساتہہ والد مرحوم کی طرح حسن سلوک جاری رکہا اور آپکو کارخانجات کا معتمد و مہتمم کیا۔ آپ تا بزندگی نواب کی خدمت مین نہایت آرام و آسایش سے بسر کرتے رہے۔ آپ نواب صاحب کی زندگی مین حرمین شریفین کی زیارت و حج سے بہی مشرف ہوکر آئے اور وطن مالوفہ گئے۔ پہر وہان رام پور واپس آئے۔ نواب صاحب بہی اس زمانہ مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوئے۔ آپ وہان سے برداشتہ خاطر ہوکے دلی آئے۔ پہر ۱۳۰۵ہجری مین حیدرآباد دکن آئے۔ بذریعہ راجہ گردہاری پرشاد باقی تخلص حضور مین باریاب ہوئے۔ آپنے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا۔ اعلیحضرت بندگانعالی

خلد اللہ ملکہ سنکے بہت خوش ہوئے۔ چند روز امیدوارانہ گوشہ مین پڑے رہے۔ بلحاظ
ضرورت چند روز کے لئے دہلی چلے گئے تھے۔ غیبت کے زمانہ مین اعلیحضرت نے یاد فرمایا۔
نواب داور الملک کے ذریعہ سے آپکو اطلاع ہوئی آپ فوراً حیدرآباد آئے۔ اور استقلال کے
ساتھہ سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً تین سال کے بعد ۱۳۰۸ھ ہجری مین ایکدن فرمان واالاذعان جب
مع ایک غزل مہرشدہ آپکے پاس پہنچا۔ آپنے اُسیوقت غزل کو دیکھہ کے
واپس بھیجدی اور حسب الطلب دربار مین حاضر ہوکے نذر دی۔ اعلیحضرت نے آپکی
بڑی قدر و منزلت کی۔ اور آپکی عظمت و شان زیادہ رتبہ بلند فرمایا۔ اور آپکے لئے
۱۳۰۹ھ ہجری مین چارسو پچاس روپیہ ماہوار بلاخدمت بصیغۂ منصب مقرر فرمایا
اور ساتھہ ہی حکم بھی صادر فرمایا کہ آپ کو ابتدائے تشریف آوری سے آج تک کی
کل تنخواہ دیجائے۔ دو تین سال کی کل تنخواہ بحساب چارسو پچاس روپیہ ماہانہ چھکڑون
پرلدی ہوئی داغ کے مکان پر پہنچی۔ حضرت داغ رقم کے دیکھتے ہی فارغ البال
ہوئے۔ پھر ۱۳۱۱ھ ہجری مین جشن سالگرہ کی تقریب مین خانی و بہادری و جنگ
و دولہ و ملک کے خطاب سے یعنے ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان
و منصب چارہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۱۲ھ ہجری
مین ایکہزار روپیہ وظیفہ ماہانہ مقرر ہوا۔ علاوہ تنخواہ آپکو وقتاً فوقتاً صلات
و انعامات ملتے رہے ہین۔ آخر آپنے ۱۳۲۲ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی
مین رحلت کی۔ آپکی عمر ستر برس سے زیادہ تہی۔ اعضا قوی درست تھے۔ صورت
و شکل سے معلوم ہوتا تہا کہ چہل سالہ ہین۔ آپکا کلام روزمرہ کی بول چال ہے
مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کا چشمۂ زلال ہے۔ سامعین کو سننے سے لطف وغیرہ

آپکی عمر متوسط تہی لیکن طبیعت مین جوانی کا ولولہ موجود تہا۔ زندہ دل و پاکیزہ منزل تہے۔ کلمۃ الخیر کے گویا۔ صلح کے جویا تہے۔ درویش دوست غریب پرور آپ کی تصانیف متعدد دواوین ہین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ یہہ تینون مطبوع ہو چکے ہین۔ آپکے یہان ہزارہا شاگرد ہین۔ اکثر آپکے چشمہ فیض سے سیراب فیضیاب ہوئے ہین اب مین چند ہی اشعار آپکے دواوین سے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الہندی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

ولہ

ناوک ابہی ہے شست مین صیاد کے مگر
اُٹہتین ہین انگلیان وہ نشانہ اُڑا دیا

ولہ

ہے سارا خون کے چہینٹون سے پیرہن گلزار
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اُٹہا

ولہ

غضب ہے جذبہ دل آیا کہین انجان بنکر
کہان آیا کدہر آیا کیون آیا یہہ کہ آئے

ولہ

یون آنکہہ اُنکی کہکے اشارہ پلٹ گئی
گویا کہ لب سے ہوکے کچہہ ارشاد رہ گیا

ولہ

کبہی فلک کو پڑا دل جلون سے کام نہین
اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

ولہ

داغ کو چین ہی نہین آتا
جب تک اُس سے بُرا بہلا نہ سنے

ولہ

یہہ بہی طرز خرام ہوتی ہے
ساری دنیا تمام ہوتی ہے

دم آخر تو کچہہ مری سنلو
آج صحبت تمام ہوتی ہے

ملانے ہوا سبکو خاک مین جو دل سے ملتا ہے
مری جان چاہیے واللہ بہی مشکل سے ملتا ہے

دنیا مین ایسے لوگ مصیبت زدہ کہان
ہم آج خوب روئے گلے ملکے داغ سے

میری فریاد دوسرا نہ سنے
تم سنو اے بتو خدا نہ سنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین		آشنا کی جو آشنا نہ سُنے

دولت - میر دولت علی آسیری

دولت تخلص - میر دولت علی نام - مظہر علیشاہ خطاب - آپکا مولد آسیری ہے
بمقتضائے آب و خورش ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوا - مدت تک
شہر مین سکونت پذیر رہا - شعرا و علما سے ملتا رہا - یحییٰ ابن صاحب تخلص اورنگ آبادی سے
نہایت ربط و اتحاد پیدا کیا تھا - اکثر اوقات اپنی فرودگاہ سے صاحب کے دولتخانہ پر
آمد و رفت کرتا تھا - ریختہ مین اکثر صاحب کا تتبع کرتا ہے - چنانچہ ایک مقام مین
کہتا ہے ؎ نقش ہے دل پہ میرے مصرعہ صاحب + کیا ہوا بات ہمارے جو زمانے
بہرا + پہر اورنگ آباد برہانپور مین آیا - رخصت کیوقت بداہتہً صاحب کے
حق مین ایک مصرعہ موزون کیا ؎ دولت کو دل سے اپنے صاحب نہ بہول جانا
وطن مین پہنچکر مدت تک زندہ رہا آخر ۱۲۰۱ ہجری مین فوت ہوا -
شاعر ذہین و خوش فکر تھا - نازک خیال و رنگین مزاج تھا - احباب کے ساتھہ خوش
صحبت و خوش اخلاق تھا - آپکا کلام ریختہ صاف و شستہ ہے - ایہام و تلازم
شعریہ سے پاک - سیدہا سادہ کلام ہے -

من اشعارہ الہندی

ہر آن گریہ کرنا ہر دم آہ بہرنا سب بلبلون سے اول ہمکو تو ذبح کرنا یارو قسم ہے تمکو کہین جستجو کرو	ولہ	گر صبح ہے تو یہہ ہے اور شام ہی تو یہہ ہے صیاد سے ہمارا پیغام ہے تو یہہ ہے قاتل مرے کو مجہہ سے ذرہ روبرو کرو

چاہو نماز حضرت گل کی ادا کرو — وله — اے بلبلو تم اشک سے اول وضو کرو

اُس چشم می پرست کا مارا گیا ہے جو — لازم ہے اُسکو خاک سے خم یا سبو کرو

ہمکو ہمارے یار کے جلوہ سے کام ہے — اے زاہدو بہشت کی تم آرزو کرو

لب و رخسار اور قد و قامت — وله — دیکہہ سب غنچے مسکراتے ہین

مجلس مین نہ جا پیارے تجہ رخ کی تجلی سے — ہوئیگی شمع پانی جل جائیگا پروانہ

اسلام سے نہین مقصد اور کفر سے نہین مطلب — منظور مرے دلکو ہے جلوۂ جانانہ

سوتا تہا مست ناز اُسے کوئی جگا دیا — کیا عالم بہار خدا نے دکہا دیا

خوف ہے مجکو مبادا کہ دیوانا ہوئے — صورت اُسکی نہ زلیخا کو دکہانا بہزاد

جائے نامی کی مین اُس پاکتین بہیجونگا — کہینچ تصویر کو دولت کے لے آنا بہزاد

اس غم کی کشمکش مین روتے ہی عمر گذری — کیا یاد مین کرونگا خوبی سے اس جہانکو

دانا نصیر الدین خان

دانا تخلص۔ نصیر الدین خان نام۔ آپ جمال الدین کے بہائی ہین۔ بہادر بادشاہ کے زمانہ مین آپ منعم خان خانخانان کے مصاحب تہے۔ صحیح النسب تہے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد تہا۔ آپ فضائل و فواضل سے آراستہ تہے۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے۔ شعر گوئی کا شوق تہا۔ خوب مرغوب فرماتے تہے۔ اشعار کے دیکہنے سے آپکی لیاقت و استعداد معلوم ہوتی ہے۔ آپکا کلام آپکی لیاقت و استعداد کا محضر ہے۔ آپکو سرکار سے صوبہ برار مین تہوڑی جاگیر تہی۔ آپ جاگیر کے تعلق کی وجہ سے بلدہ ایلچپور برار مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور جاگیر سے جو کچہہ محاصل

اُس مین زندگی بسر کرتے تہے۔ افسوس کہ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و خاندان
کا حال اور آپکی ولادت و وفات کی بہی تاریخ نہین لکہی۔

من اشعارہ

صراحی سجدہ ام ساغر پرستم تا چہ پیش آید		بہر سو میروم از خویش مستم تا چہ پیش آید
حسن نشاط اکرد گل ہیچو بہار ہر طرف	ولہ	چون گل و شہر میدہد شیشہ و جام و نای و دف
حیرت برق حسن یار بسکہ زگریہ جوش زد	ولہ	قطرۂ اشک شدہ برمژہ چون در نجف
پیر مغان باعتقاد میکدہ را چو در کشاد		ساغر می بکف نہاد و گفت بنوش و لاتخف
ور تو کسے کہ نیست نیست نقاش جاودان		غیر تو ہر کہ ہست ہست بمعرض تلف
با تو مراست آرزو خواب فراموش خود		سینہ بسینہ او بر دو دست بدست کف بکف
آصف عہد اے نصیر یافت ز روح خواجہ فیض		طالع اگر یاد کند دامنش آرم بکف
نمیرسد بخدا نشہ بجائے شراب		چہ جائے تنباک و چہ افیون شراب وائے شراب

آپکا انتقال بہی تقریباً سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین ہوا۔

درسی - سید محمد درویش براری

درسی تخلص - سید محمد درویش نام - آپکا اصلی وطن سورجی انجن گانوں ضلع
برار ہے - آپکے اشعار شاہد حال ہین۔ ع مکانست من عرصۂ سورجی ❊ کہ گزر
ندانم طریقہ کجی - دیارست موزون بصوبہ برار ❊ چو آب و ہوایش طراوت دیار ❊
بہشت است ثانی بآب و ہوا ❊ ہوا روز در روز خوش ہینوا ❊ آپ سید صحیح النسب والحسب تہے
آپکا نشو و نما برار کی آب و ہوا مین ہوا - تربیت و پرورش ہین کی غذا سے ہوئی آپنے

نشو و نما کے بعد وہان کے علما و فضلاسے کتب درسیہ تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد شعر گوئی و عبارت نویسی کا شوق ہوا۔ طبیعت کی تیزی چالاکی سے انشاپردازی و سخن طرازی شروع کی۔ رفتہ رفتہ دونون فن مین کامل ہوئے۔ ہمعصرون مین منشئ بےمثل و شاعر بیبدل شمار کئے گئے۔ آپ فارسی کی نظم و نثر لکھنے مین اسقدر قدرت رکھتے تھے۔ بغیر سوچے سمجھے مضامین تازہ موزون کرتے تھے۔ آپ بادشاہی منصب پر ممتاز تھے۔ نواب عوض خان بہادر عضدالدولہ صوبہ برار کے مصاحب تھے اور گلندار خان اسد خانی کے مقرب۔ آپ عالمگیری زمانہ مین زندہ تھے۔ آپ نے ایک کتاب مسمی نادر پسند نواب صاحب موصوف کے فرمانے سے لکھی۔ کتاب مین وزیرزادہ اور شاہزادی ملکہ کا عشق و محبت بیان کیا ہے۔ کتاب عجیب و غریب ہے تالیف کتاب کی تاریخ ۱۱۳۳ھ ہجری ہے ؎

بہ سن یکہزار و صد و سہ سی	ہمایون در آن روز ہائے بسے
مرتب شد این نامۂ نامور	چنین کاخ پرداختم در دہر

آپ صاحب دیوان مین دیوان مختصر ہے۔ کلام بامحاورہ و سلیس ہے۔ عبارت صاف و شستہ ہے۔ استعارہ و کنایہ سے خالی ہے۔ خط و خال و حسن جمال کے بیان مین مبالغہ و تشبیہ کا استعمال کیا ہے۔ کلام مین تشبیہ مبالغہ کا ہونا ضرور ہے۔ یہہ کلام کا نمک ہے۔ کسی شاعر کا کلام اس رنگ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ نواب صاحب موصوف اور خانصاحب آپکے حال پر زیادہ مہربان تھے۔ اور ہمیشہ حسن سلوک سے دستگیری کرتے تھے۔ آپ خوشحال و فارغ البال تھے۔ آپ اکثر اوقات نواب صاحب اور خانصاحب کی مدح مین صرف فرماتے تھے۔ چنانچہ آپنے دونون کی تعریف مین دو غزلین لکھی وہ ہم

ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آخر آپکا انتقال ۱۲۸۵ ہجری میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ بمدح نواب عیوض خان بہادر

خدا شناس رحم دل نواب عیوض خان
ہمیشہ مد نظر بر صواب عیوض خان

دلیل شرح حدیث ہدیرہ انصاف
مراد حاجتیان از حساب عیوض خان

امیر تو رتبہ دارد جلوس چون خورشید
منیر روز ازل شد شہاب عیوض خان

کہ فیض بخش ہر فریاد رس ستم بابان
خدا نگہبان باشد آب عیوض خان

سخن کامی ز آگاہ دل بگو درسی
کہ برتر ست بجہان جناب عیوض خان

بمدح گلذار خان

از کمال بندگی مطلوب شد گلزار خان
شد رقم روز ازل طالع اسد گلزار خان

در سخن ہائے کہن دارد بلاغت بیگمان
در طریقے دین شناسی میرسد گلزار خان

زین شمیم پاکیزہ ہا مقبول در دارین شد
حسن خوبی خود بعالم می کند گلزار خان

از سحاب ابر الطاف الٰہی سبز تر
این نہال تازہ دانم بشگفد گلزار خان

عالی ہمت جہان چون ثانی حاتم زمان
بیکس و محتاج را ملجائے شد گلزار خان

یا الٰہی در دو عالم نام آوازش بلند
برتر از اوصاف کن ابدا ابد گلزار خان

از دعائے جملہ یاران ہم بحق آن رسول
اسم در ہر دو جہان بالا شود گلزار خان

در سیا شیرین سخن در ہر مکان آگاہ دل
ای نواز غیب بستما باشد مدد گلزار خان

من اشعارہ الفارسی

ساغرم پر نور کن ساقی بیا ساقی بیا
پر ہمہ رہ را دور کن ساقی بیا ساقی بیا

کشور سے شیرین سخن آباد حمدش در سیا
در سخن منصور کن ساقی بیا ساقی بیا

بردیم دل تمام براہ خیال دوست	حاصل شود بہ نعمم خاصۂ کمال دوست
اہل عیش نمایند نثار زر دارند	ہم غذا اہل دلان غم بفکر می بینیم
ساقی بیار جام پر از بادۂ مستی	بادۂ مستی تو بدہ بادۂ مستی

داؤد۔ میرزا داؤد اورنگ آبادی

داؤد تخلص۔ میرزا داؤد نام۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین بلخ سے اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ بادشاہی منصب سے معزز و مکرم ہوئے۔ آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اسی سرزمین مین نشو و نما پایا۔ علما و فضلا کی صحبت مین لیاقت و قابلیت پیدا کی۔ شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا۔ چندہی روز مین ہمعصرون سے بڑہ گیا ریختہ مین ولی کا تتبع کرتا ہے۔ آپکے کلام سے شکربیانی و نازک خیالی ظاہر ہے آپ غزل کو مشاعرہ مین خوش الحانی سے پڑہتے تھے۔ آپکی لحن داؤدی سے مشاعرہ مین ایک لطف و مزہ ہوتا تھا یاران ہم صحبت کو سرور ہوتا تھا۔ آپ ولی کی کرامت کے قائل تھے اور اسکو اپنا استاد سمجھتے تھے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

سند ہو بس ہے تجھے مصرع ولی داؤد	کہ تجکو شور قیامت سے بے نیاز کیا

اور دوسرے مقام مین لکہتا ہے ؎

کہتے ہین سب اہل سخن اس شعر کو سنکر	تجہ طبع مین داؤد کا اثر آیا

لچھمی نرائین صاحب اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو آپکے صاحبزادہ میرزا جمال اللہ عشق تخلص سے معلوم ہوا کہ آپکی وفات ۱۱۶۸ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ فقیر نے آپکی تاریخ لکہی ؎ بلبل گلزار معنی طوطی رنگین زبان

ازغم آباد جہان بگذشت چون تیر از کمان + مصرع تاریخ فوتش گفت ہاتف
ہا تفے۔ گو برفتہ میرزا داؤد فانی از جہان۔ انتہی کلامہ آپ صاحب دیوان ہین آپکی
دیوان مین کم وبیش تخمیناً پانسو اشعار ہین۔ ہم آپ کے چند اشعار آبدار
ذیل مین لکہے ہین۔

جناب میر محمد تقی میر نے نکات الشعرا مین لکہا کہ میرزا داؤد تخلص شاگرد سید یعنی مولوی
سید عبد العلی عزلت۔ اور صرف ایک شعر آپکا طبعزاد لکہا باقی حال کی نسبت فرمایا
کہ تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ میر صاحب نے جسقدر لکہا یہ بہی پایۂ تحقیق سے دور ہے۔ داؤد
عزلت کا شاگرد نہین تہا۔ اور صاحب گلشن بیخار نے لکہا کہ داؤد شعرا متقدمین سے
ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ تذکرہ نویس سابق زمانہ مین تحقیقات کی طرف توجہ نہین کرتے
تہے جو کچہہ سنتے تہے اُسکو لکہہ دیتے تہے۔ اسی بے توجہی کی وجہ سے اکثر غلطیان کرتے
ہین۔ اور تذکرہ مین صرف شاعر کے نام یا محض تخلص پر اکتفا کرتے ہین۔ ولادت و وفات
اور اُن کی طرز معاشرت کی نسبت ایک فقرہ بہی نہین لکہتے۔ واقع مین انہین
چیزون کی ضرورت ہے۔ ہم نے حتی الامکان اپنے اس تذکرہ مین انہین باتون پر
زیادہ زور دیا ہے۔ کتب قدیمہ اور بیاضہائے دیرینہ سے ان باتون کو جمع کیا ہے
اور ہر ایک شاعر کے حال مین لکہا ہے۔ فانظروا وانصفوا لاتکن من المکابرین۔

من اشعارہ الہندی

عزیزان خواب مین دیکہا ہون آج اس رفاقت کو	اولہ	ہوا معلوم وقت آیا ہے میری سرفرازی کا
سند ہے اہل کو بساط زمین کا فرش	ولہ	ہے بے ریا کو بوسے ریا نقش بوریا
سمجہے طومار لکہنا ہے وہ زلف عنبرین مو کا	ولہ	قلم کیون نا کرون اے باغبان شاخ شبتو کا

ولہ
قانونِ شفا نطق مین ہے یار کے موجود
اے دل نہو محتاج طبیبان کی دوا کا

ولہ
ہوا ہے ابر گریان دیکھہ میری چشم گریان کو
پڑا ہے شور دریا مین مرا اشک جاری کا

ولہ
لالہ رو کو دیکھکر لالہ کا پہول
داغ دل کے ہات دکہلانے لگا

عاقبت اُس سنگدل کے جور سے
دل کا مینا پر شکست آنے لگا

ہجر مین دلبر کے ابر چشم آج
اشک کا برسات برسانے لگا

تجہ خیال زلف کے ہو پیچ مین
مو بمو دل آج بل کہانے لگا

ولہ
سرمہ لگانے مین کہتا ہے یون وہ دلبر
عشاق بجہا پر اب تو تیا کرونگا

ولہ
مجہ بزم مین رقیب عبث سرکشی نکر
شعلہ پڑا ہے شمع پہ مجہ سوز آہ کا

ولہ
جس بوستان مین وہ گل رخسارہ ہوئیگا
بلبل بہار گل ستی بیزار ہوئیگا

ولہ
سجا ہے محتسب کے سر اُپر آج
مجھے اب پہوڑنا پہر ہیگا مٹکا

ولہ
اُس صنم کے خیال ابرو نی
ناتوان مجھکو جیون ہلال کیا

ولہ
یہ جام چشم مست جسے دکہا گئے
تا حشر اُسکو ہوش سے اُسکے بہلا گئے

دانہ دکہا کے خال کا جسکو دیو چاٹ
آخر کو دام زلف مین اُسکو پہنسا گئے

ولہ
دیکہہ تجہ چشم کا یکدور
دل کے تئین نشۂ شراب ہوا

لکہتا ہون جب سے تجہ لب شیرین کی وصف مین
مجہہ ہاتہہ مین نہان سے قلم نیشکر ہوا

آیا ہے بر مین جب ستی وہ صندلی قبا
دا اُو دسون رفع مرا دردسر ہوا

ولہ
نین سینلا کے داغ تیرے مکہہ پر اے صنم
آئینہ تجہ جمال کا جوہر ہوا

ولہ
دیکہہ کر خط سبز کو تیرے
تہا شرابی تو سبز پوش ہوا

ولہ
کاش ہم جوئے خون مین ہوتے غرق
جب حسین علی شہید ہوا

وله

جب سون کیا لباس وہ گل پیرہن ہرا — یکبارگی دکھا کے جب عاشق کا من ہرا

وله

آتش عشق سون تری جل جل — دل ہوا دل ہوا کباب ہوا

وله

رنگ گل غازہ ہوا ہے فاختہ — جب لکھوں سرو قد کی تیں مکتوب

وله

دیکھ تیرے لبوں پہ رنگ مسی — چشمۂ خضر پر پڑا ظلمات

دل پہ خون میرا برنگ حنا — لیگیا گلبدن ہاتوں ہات

دست رنگین کو دیکھکر تیرے — رنگ مہندی چھپا ہے پاتوں پات

مرجا ہے ہر گل سوں کفن اسکو ہو نصیب — جو کوئی ہوا شہید وہ گلگوں قبا کے ہات

کہتے ہیں عاشقاں مرا حال دیکھ کر — شاید تو دل دیا ہے کسی بیوفا کے ہات

وله

کیونکر سہے چاندنی کر نیکو نکلے وہ صنم — دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہیں

وله

مجھ پر سوں ہوئے مئے اگر آوے عجب نہیں — اُس چشم پر خمار کو دیکھا ہوں خواب میں

وله

کرامت عارہ گل جانمن عشاق ہیکل سے — جو اپنی گل سے ہیکل ہے اُسے کیا کام گل سے

وله

مرا احوال چشم یار سے پوچھ — حقیقت درد کی بیمار سے پوچھ

میرے حال پریشاں کی حقیقت — صنم کے زلف کے ہر تار سے پوچھ

وله

میرے ہر یک صدائے آہ کا پیچ — سجن کے چہرۂ بلدار سے پوچھ

تیمم اسکا اوں کے وضو کرنے سے افضل ہے — کیا ہے جن نے حاصل خاکساری کی عبادت کو

محمد مصطفی کی یاد ستی — مرا دل قلعۂ احمد نگر ہے

زور دیتا ہے تاو سونے کو — شوخ زرگر پسر میں کیا فن ہے

ہوا ہوں چار چشم اب عاشقی میں — مجھے اس چار ابرو کی قسم ہے

اے زاہداں اٹھاؤ جبیں کو زمیں سے — جو سرنوشت ہے اُسے کاں تلک مٹاوگے

گلبدن ہنستا ہے مجہ رو نبی کو دیکہہ
آیا کیونہ یاد علی مین رہون مدام
شاہ خیبر کشا کی یاد ستی
یاد کرنے سے گلرخان کے سدا
ہے شراب و کباب و فصل بہار
زر گر اب مجہہ سے زرگری مت کر
زلف دلبر سے مجکو سودا ہے

خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا
روز ازل سے دل ہے مرتضی نگر
دل مرا شاہ گڈہ ہوا یارو
گلشن آباد دل ہو امیرا
کوئی اسوقت مین پیالا دو
بہاؤ نبلاشتاب سونے کا
لوگ کہتے ہین تجکو سودا ہے

یہہ آخر کا شعر میر تقی میر نے نکات الشعرا مین لکہا ہے۔

دردمند۔ محمد فقیہ اودگیری

دردمند تخلص ۔ محمد فقیہ نام۔ آپ شرفائے اودگیر سے ہین۔ آپکی ولادت ۱۱۳۶ ہجری مین مقام اودگیر توابع محمد آباد بیدر مین واقع ہوئی۔ آپ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دار الخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچے۔ سن شعور کے زمانہ مین علما و فضلا کی خدمتمین کتب متداولہ پڑہنے لگے۔ آپنے شاہ ولی اللہ نبیرہ شاہ گل وحدت تخلص سہرندی کے ظل عاطفت مین سکونت اختیار کی۔ اور آپکی خدمت بابرکت مین مستفید ہونے لگے شاہ گل آپ کو ہونہار دیکہہ توجہ و دلدہی سے تعلیم فرماتے تہے۔ و تہذیب اخلاق و صفائے باطن کیطرف بہی راغب کرتے تہے۔ آپ استاد شفیق و پیر رہنما کی برکت سے روز بروز درجۂ اوج پر عروج کر رہے تہے۔ کہ آپکے والد ماجد نے دنیائے سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کو باپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

حضرت میرزا جان جانان مظہر قدس سرہ نے آپکو اپنے سایۂ عاطفت مین لیا۔ تربیت و تعلیم کرنے لگے۔ آپ حضرت کی عنایت و تربیت سے مجموعہ کمالات ہوئے۔ اور فن سخن مین بھی درجہ کمال کو پہنچے۔ شعرا و صوفیہ مین مشہور ہوئے۔ چنانچہ میرزا صاحب آپکے حق مین فرماتے ہین ؎

مظہر مباش غافل از احوال دردمند — لعلے ست این کہ در گرہ روزگار نیست

آپ فارسی اردو مین کلام موزون فرماتے ہین آپکا کلام درد آمیز و شوق انگیز ہوتا ہے صاحب دل آپکے کلام کو سنکر وجد و حال مین مست ہوتے ہین۔ آپکا ساقی نامہ ریختہ مین مشہور ہے۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ فقیر و فقیہ درد مند کے درمیان غائبانہ محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم ہے۔ باہم مراسلات کا سلسلہ جاری ہے فی الحال بنگالہ تفریحاً گئے ہین۔ ناظم بنگالہ کے پاس ہتے ہین آپکے اشعار فقیر آزاد کو دستیاب ہوئے۔ تم کلامہ۔ تحفۃ الشعرا و گل رعنا کے مولفین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان فی زماننا نادر الوجود ہے۔ آپکا سنہ وفات تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ آپ تقریباً معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۹۷ھ ہجری مین فوت ہوئے یا ۱۲۰۵ھ ہجری مین۔ مدفن دہلی ہے۔

من اشعارہ الفارسی

بر زخم خویش ازان کو نکنن نمک پرست	کہ شور خندۂ شیرین بکام پرویز ست
در کوے می فروش نماند آبرو مرا	لب تشنگی فروخت بدست سبو مرا
جان ہیکسانہ دادم و شادم کہ عمرہا	بودہ است بر مراد تو مرگ آرزو مرا
از فیض تو اے شافع روز محشر	ہر روز بود عید غدیر دیگر

چون جام بود چشم امیدم در حشر	رباعی	بر دست ساقی حوض کوثر
یکچند عتاب و ناز ظاہر کردی		وین عمر دو روزه بار خاطر کردی
بعد از مردن رہت بخاکم افتاد		اول بانست انچه آخر کردی

داغ - لاله نہال کرن اورنگ آبادی

داغ تخلص - لاله نہال کرن نام - اورنگ آبادی المولد ہے - لچھمی نراین شفیق چمنستان شعرا مین لکہتے ہین که مین لاله صاحب سے بتوسل محمد ایوب اورنگ آبادی کے ملا خوش مزاج و رنگین طبع پایا - خوش صحبت و خوش اخلاق ہین - ملاقات کے بعد وہ بہی میرے غریب خانہ پر آئے - پہر تو فیما بین مین رابطہ صحبت و اتحاد قائم ہوا - وہ میرے پاس آتے تہے - اور مین اُن کے پاس جاتا تہا - لاله صاحب پیشتر رفعت تخلص کرتے تہے - اور اُن کے والد کا تخلص لاله تہا - مین نے اُن سے بمناسبت لاله کہا که رفعت تخلص مناسب نہین آپ داغ تخلص اختیار کیجئے - داغ لاله کے مناسب ہے - میرے کہنے سے داغ تخلص اختیار کیا سہ لاله را نازم که او با داغ میرو یدز خاک ؛ خاک ما را بر سر عشقی که ما در زاد نیست - انتہی کلامه - داغ نازک خیال و شیرین مقال ہے تازہ تازہ مضامین موزون اور نئے نئے معانی ایجاد کرتا ہے ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہا - ۱۲۰۰ھ ہجری مین فوت ہوا - آپ کا کلام اکثر ریختہ مین دیکہا گیا - فارسی کلام کہین دستیاب نہین ہوا - شاید آپ کو زیادہ دلچسپی ریختہ سے ہوگی -

من اشعارہ الہندی

دوڑ نے تجہہ رہ مین میرے متوالے		دانہ تاک سے پاؤن مین پڑے ہین چہالے

انتظاری سے تیری اے پر کیفیت		دیدۂ نرگس فتّان مین بہرے ہین جالے

بعضے اُن کہتے ہین کہ بجائے پر کیفیت نسرین رخسار اگر کہتا تو خوب ہوتا ۔

ہات مت ڈال میان پانو نہین اپنے ہہرکے	ولہ	ناک بیٹھی ہین ہٹائے ہین سرکے پالے
دیکھکر داغ سیہ دست حنائی ہین سجن		لالہ رویون کی جہان ہیچ ہوے دل کالے
دل موج دردسرسے پژمردہ جیون کلی ہے	ولہ	شاید سخن کے سر پر دستار مندلی ہے

دارا ۔ خواجہ بہاء الدین حیدر آبادی

دارا تخلص ۔ خواجہ بہاء الدین خان نام ۔ عظام جنگ بہادر خطاب ۔ آپ خواجہ یسین علیخان بہادر مرحوم کے خلف الصدق ہین مشاہیر امراء حیدر آباد دکن سے ہین ۔ سن شعور کے بعد فارسی عربی مین ضروری استعداد و لیاقت حاصل کرکے شعر گوئی کی طرف توجہ کی ۔ خواجہ محمد مرتضیٰ خان بقا لکھنوی سے سخن کی اصلاح لینے لگے استاد کی توجہ سے آپکے کلام مین درستی و شستگی آگئی ۔ اور آپکی قوت ناطقہ بڑہگئی کلام پختہ و شائستہ ہوگیا ۔ سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین استاد کا انتقال ہوگیا ۔ آپکو سخت رنج و ملال ہوا ۔ اُسوقت سے آپنے کسی سے اصلاح نہین لی ۔ اصلاح کی ضرورت بہی نہین تہی ۔ خود ہی زور طبیعت و فکر رسا سے کہتے ہین ۔ سنجیدہ و برجستہ کلام ہوتا ہے طرز کلام سے خوبی نمایان ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہین ۔ آپکا دیوان مطبوع ہوگیا ہے فقیر مولف کے دیکہنے مین نہین آیا ۔ ہم کو چند اشعار متفرق گلدستون سے ملے ہین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون ۔ اسوقت آپکی عمر قریب چالیس ہوگی ۔ شگفتہ جبین وخوش خلق ہین ۔ خاندانی شرافت چہرہ سے عیان ہے ۔ آپ جناب قابور الدولہ

نور الحسنین صاحب مرحوم کے فرزندارون مین سے ہین۔ اللہ تعالےٰ آفات آسمانی سے اُنکو محفوظ رکہے

من اشعارہ الہندی

فراق مین تیرے یہہ حال ہوگیا دل کا
کہ لوگ روتے ہین سُن سُن کے ماجرا دلکا

بہرے ہین سینۂ عاشق مین جسقدر پیکان
صنم برائے خدا اسکئے یہ مدعا دلکا

بہڑک ہی جاتے ہین دلبر شعر دار سے
کلام اُسکا بڑہا تا ہے ولولا دلکا

یون کہو کسدن نکالیگا خدا اُس پیچ سے
دل ہمارا شانۂ زلف معنبر ہوگیا

تم تو ہو مشہور دارا جہانین پارسا
دل تمہارا مائل اُس کافر پہ کیونکر ہوگیا

نغمہ سرائی وان تو رہی بزم غیر مین
اور یان رہا زبان پہ نالا تمام شب

شب جان پر بنی رہی گیسو کی یاد مین
چہاتی پہ لوٹتا رہا کالا تمام شب

دبیر۔ لالہ دولہ رائے برہانپوری

دبیر تخلص - دولہ رائے نام۔ وطن اصلی برہانپور ہے۔ لالہ خوشحال چند تخلص فرحت کا برادرزادہ ہے۔ دفتر انشا پردازی کا فرد فرید۔ وجریدۂ سخن دانی کا دبیر بے نظیر تہا۔ ناظم و ناثر شاعر خوش کلام تہا۔ تاریخ دانی مین استاد۔ تاریخ آصفی نہایت عمدہ تالیف کی۔ خاندان آصفیہ و امراء عالیہ کا احوال شرح وبسط کے ساتہہ لکہا ہے صاحب گل رعنا مین لکہتا ہے کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۲۱۷ ہجری مین وطن سے اورنگ آباد مین آیا ہے۔ مجہہ سے ملاقات کی لائق و خوش اخلاق ہے۔ تم کلامہ۔
آخر سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

نہ ہر انسان ہنر دارد ندارد
نہ ہر دریا گہر دارد ندارد

میانش را نشانی نیست پیدا
کہ می گوید کمر دارد ندارد

ولہ

وقت جولان جنون ست بیابان مددے
نہ فلک تنگ بود وسعت امکان مددے

می طپد زخمی تیر نگہش بر سر خاک
تیغ ابرو مددے خنجر مژگان مددے

سینہ ام سوخت ز داغ تپ مہجوری دوست
آہ سردے مددے دیدہ گریان مددے

دوست سید خواجہ حیدرآبادی

دوست تخلص۔ سید خواجہ نام۔ آپ سید حیات حیدرآبادی کے فرزند ہین۔ زیرک و ذکی الطبع ہین خلیق و لئیق خوش باش و اہل معاش ہین۔ شعر و شاعری کے میدان مین چست و چالاک ہین۔ شیخ فدا حسین مشہور لکھنوی کے شاگرد۔ آپکی عمر تقریبًا چنتالیس برس کی ہوگی۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مسمی گلزار حیات مطبوع ہوگیا ہے۔ آپکا کلام مطبوع خاص و عام ہے۔ سلیس با محاورہ ہے اللہ تعالےٰ آپ کو صحیح و سالم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خال مشکین نہین اس ابروئے خمدار کے پاس
ڈھال بھی رکھی ہے سفاک نے تلوار کے پاس

قبلہ سے کبھی قبلہ نما پھر نہین سکتا
پھرتی ہے ادھر آنکھ پہ پھر ہین جدھر آپ

ناصح سنی ہوئین ہین جہاں کی حکایتین
جاتا ہے کون کوچہ جانان کو چھوڑ کر

منعم عبث ہے دولت دنیا پہ یہہ غرور
جاتا ہے ایکدن سر و سامان کو چھوڑ کر

خوب ہے خسار و لب لعلین کا نظارہ رہا	ہم حلب ہوتے ہوئے آئے بدخشانکی طرف

ردیف ذال

ذکا - میر اولاد محمد خان

ذکا تخلص - میر اولاد محمد خان نام - میر غلام امام برادر میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۲۷ رجب ۱۱۵۱ھ ہجری مین بلگرام مین واقع ہوئی - خود ذکا نے عالم جوانی مین اپنی تاریخ ولادت کہی ہے

روزے کہ نمود بندہ راخق ایجاد	اولاد محمد پدرم نام نہاد
گفتم تاریخ خویشتن را من خود	در ماہ رجب تولد ما رو داد

نشو و نما و ابتدائے تعلیم کے بعد عالم شباب مین ۱۱۷۲ھ ہجری مین بلگرام سے اورنگ آباد مین جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین آئے - جس روز آپ اورنگ آباد مین پہنچے اُس روز غرہ شعبان سنہ مذکور تہا - پانچ برس کامل میر صاحب کے سایۂ عاطفت مین رہے علوم عربیہ و فنون ادبیہ مین کمال استعداد حاصل کرکے عازم بلگرام ہوئے بلگرام مین دو برس گذرے پہر حسب الطلب میر آزاد مع سید امیر حیدر بن میر نور الحسنین بن میر آزاد اورنگ آباد مین آئے - نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب ہوئے منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوئے ۱۱۸۳ھ ہجری مین گل زمین دکن مین رونق افزا تہے - اور میر آزاد کی خدمت مین رہتے تہے - چنانچہ ایک مقطع مین فرماتے ہین ہے

باشد جناب حضرت آزاد اے ذکا	اُستاد ما و قبلۂ ما افتخار ما

جناب میر آزاد نے آپکی خواہش سے تذکرہ خزانہ عامرہ تالیف کیا پچیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۸۲ھ ہجری مین بتقریب سیر عازم حیدر آباد ہوئے۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی جو حیدر آباد مین تھے اون کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔

لچھمی نرائن گل رعنا مین لکھتے ہین کہ میرزکا و میر عزلت و فقیر وغیرہ شعرا کا باہم خوب جلسہ رہتا تہا سب یاران ہم صحبت خوشی خرمی سے باہم ملتے تہے۔ ایکروز میر عبد الولی عزلت نے آپکے نام پر اعتراض کیا کہ لفظ اولاد کا اطلاق ایک ذات پر درست نہین ہے اولاد محمد کی جگہہ ولد محمد ہونا چاہئیے۔ مین نے ایک عرضی میر صاحب کی جناب مین بہیجی اور آپسے اس امر کی تحقیق طلب کی میر صاحب نے اسکے جواب مین لکہا کہ علم بدیع مین ایک صنعت جسکا نام الحاق الجزئی بالکلی ہے۔ اور یہہ صنعت شرح بدیعیہ ابن حجہ اور انوار الربیع فی انواع البدیع مولفہ سید علی المدنی مین مذکور ہے صنعت کا مطلب یہہ ہے کہ کل کا اطلاق جز پر تعظیما کرنے مین اسی قسم سے ہے۔ آیہ کریمہ اِنَّ اِبْرٰاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً اس آیہ مین مفسرین کہتے ہین کہ ابراہیم اکیلا تہا۔ مگر اُمّتہ کا اطلاق اسوجہ سے ہے کہ وہ جملہ صفات خیر پر جامع تہا۔ اور متنبی شاعر ایک شعر مین ممدوح کو باعتبار اوصاف کثیرہ اَنْتَ الْخَلَائِقِ کہتا ہے۔ اور فارسی مین بھی ضرب المثل ہے۔ یک آشنائے بامزہ یک عالم آشنا ہے۔ ایسا ہی اولاد محمد کے نام مین کہ ایک لڑ بمنزلہ اولاد کثیرہ ہے انتہی کلامہ۔ میان عزلت حضرت کا جواب سنکے اعتراض سے باز آئے۔

جناب زکا شاعر خوش فکر و باریک نظر تھے مجلس سخن کے جلوہ افروز تھے آپکے مضامین رنگین دل افروز تھے آپ حسن خلق کے گلستان۔ شیرینی کو کے

بوستان تھے۔ جوان صالح خوش وضع و خوش طبع مزاج مین خاکساری زیادہ
تھی۔ ملنے والون سے نہایت انکساری و عاجزی اور حسن اخلاق سے ملتے
تھے۔ عقیل و فہیم تھے۔ سخن فہمی نیز ذہنی مین مشہور تھے۔ تاریخ گوئی مین
بے نظیر تھے۔ آخر آپ کی رحلت سنہ بارہ سو ہجری کے اوائل مین باختلاف
روایات سنہ ۱۲۰۵ یا سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین ہوئی۔
قدرت اللہ خان قدرت نے نتائج الافکار مین لکھا کہ میرزا کا سنہ ۱۲ ہجری کے
اوائل مین فوت ہوئے۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

نام عالم آفرین سر حلقۂ عنوان ما — مد بسم اللہ خط پیشانی دیوان ما

ولہ

دید چون زاہد صد سالہ دبستان ترا — دل و جان کرد فدا خواندن قرآن ترا

״

خواست از شیوۂ بیداد دہد یاد مرا — خبر قتل کسے گفتہ فرستاد مرا

״

طفل صیاد کہ استاد فن خود شدہ است — رشتہ بستہ بپاے گذارد مرا

ولہ

چون خوردہ کہ ہیچ نیاید بکار گل — مال بخیل سود نہ بخشد بخیل را

داوند ضامنی بفلان نو بلا زمان — من ہم ز دل باو گذارندم کفیل را

ولہ

نمی گردد میسر رو سفیدی سیاہان را — کہ از سرخی نیالاید کسے کلک سیاہی را

ولہ

تمنا می کند اقلیم دل فرماروایان را — مسلم باد یارب این ولایت میرزایان را

اگر شمشیر خون آشام او بسمل نفرماید — کہ سازد در دو عالم سرخرو بیدست و پایان را

رقم بر تربت فرہاد شیرین کرد یعنی — کہ آفت میرسد از دست خود رو زور آزمایان را

ولہ

تمنا خاطر مجنون ہندستان ہمین دارد — کہ لیلاے عرب آباد سازد محمل ما را

مبیند در بزم خود ہرگاہ یار آئینہ را
وله
دور نتواند نمودن از کنار آئینہ را

معلوم شد کہ حسن بود مہربان عشق
ہر ذرہ را بزور کشد در بر آفتاب

پنجہ از شوخی بدامانت زدن مقدور نیست
وله
ورنہ دست ما ضعیفان اینقدر کمزور نیست

بر شکست دل کمر بستن نمی زیبد ترا
وله
جام من ظرف سفال و چینی فغفور نیست

سایۂ زلف بتان یارب نصیب او مباد
گل زمین ہند را ہر کس کہ گوید خوب نیست

وادی عشق ز اشک و آہ ہم
وله
طرفہ خوش آب و ہوا افتادہ است

دیدۂ رفتن پروانہ میان آتش
وله
حال واسوختہ محتاج بیان این ہم نیست

در ظرافات ز دل بفلک شور میرود
وله
آواز را نالی شب دور میرود

ز جلاد از برای عبرت بدخواہ میریزد
وله
بقربانگاہ خونم فی سبیل اللہ میریزد

الٰہی نفاق ما و او امشب ہم افتد
وله
فدای زلف مشکین دل شود سر در قدم افتد

کار دل مجروح سرانجام توان کرد
وله
قابل و شستہ خم دگر انعام توان کرد

ہمین خیال بدل بار بار می آید
وله
کہ بے تو زندگی من چکار می آید

چو آن نسیم کہ از لالہ زار می آید
وله
نفس برون ز دل داغدار می آید

از پی برون دل آمدہ یکدم باش
وله
باز تقریب چنین کار کجا می افتد

بر سر تربتم از دست مبارک جانان
وله
گل فشاندن چون میسر نشود خاری چند

بدست کج کلاہان چون زمام ما افتد
وله
ہزار طشت خرابی ز بام ما افتد

ز لطف طبع ذکا شاد میشوی باللہ
بسہو گر گزرے از تو بر بلگرام ما افتد

چہ قدر خانۂ چشم و دلم بلند افتادہ
وله
مباد طفل سرشکم ازین دو منزلہ افتد

نگاہ نرگس مخمور را غباری نیست
وله
چو رفت نشئہ ز سر این کرم نخواہد ماند

نمی گویم که شمعی با چراغی زیر دامان بر ‖ وله ‖ بجای هر دو خاری بر مزارم زبیابان در

کشید آخر مرا هم جذبهٔ گل جانب گلشن ‖ وله ‖ صبا این مژده را نخواه سوی عندلیبان بر

خیال یار بدل رنج می کشد صد رنگ ‖ وله ‖ فراخ حوصله عاجز بود ز خانهٔ تنگ

چنین که کشور دل فتح کرده می آید ‖ وله ‖ مسلم است بدانش خطاب نصرت جنگ

گرفت موی سیاه مرا سفید بها ‖ وله ‖ رسید بر سر هندوستان سپاه فرنگ

تا ز عیسی نفسان راحتوانم برداشت ‖ وله ‖ به که از مرگ کنم چارهٔ بیماری دل

گر رسی تیغ بکف از سر جانان برخیزم ‖ وله ‖ پیش پای نشینم ز جهان برخیزم

نه من اوج فلک از عالم ایجاد میخواهم ‖ وله ‖ فضای پشت بامم ز جهان آباد میخواهم

چو قفل بسته که ز نوک سوزن باز میگردد ‖ کشاد کار دل از نشتر فصاد میخواهم

حریف وحشیم چون گردباد دامن صحرا ‖ غبار هستی موهوم را برباد میخواهم

شبی که یاد تو ای شوخ ماه پاره کنم ‖ وله ‖ برون ز دیدهٔ گریان خود ستاره کنم

سپهر سلطنت و ظل هما بقدر میدانم ‖ وله ‖ ز بیدی گر بسر می شود در سایهٔ تاکم

نسیم جانفزا از جانب آن گل نمی آید ‖ وله ‖ نمیدانم چرا از خاطر عاطر فراموشم

چه ضرور بنده پرور بر رقیب ساز کردن ‖ وله ‖ لب خود ز شکوهٔ من شب و روز باز کردن

تا دهد آب بگل اشک روان من و تو ‖ وله ‖ بلبل اخلاص ضرور است میان من و تو

تا بسوزد کشتهٔ خود را بداغ تازه ‖ وله ‖ بر مزار عنبر افزوده چراغ تازه

محبت در دل وکرد جا آهسته آهسته ‖ وله ‖ نشست آخر بکرسی کار ما آهسته آهسته

زبان تیشهٔ فرهاد شیرین کار میگوید ‖ توان برکند از جا کوه را آهسته آهسته

چو زلف تمنا از خدای خود همین دارم ‖ که طالع در شب تارم شود صبح بناگوشی

کجا آن طفل با خیل کبوتر بہر کند بازی / وله کہ بیرحمانہ با مرغ دل بے پر کند بازی

با بینے کہ ریزد گرد بر بالائے خود فیلے / سینہ مست جنون با خاک راہش سر کند بازی

من اشعاره الهندی

یاقوت لب ہے ہر گہڑی موج تبسم مین نہان / بسملونکا خون ہے یا رنگ پان بیچ کہہ

جنون کے ہات کیا مین کہون دل سخت حیران ہے / وله گریبان کر چکا ہون نذر آگے اب بدامان ہے

تجھے واجب ہے جانا عرس مین اپنی شہیدون کے / سنا ہون مین کہ انکا آج صندل کل چراغان ہے

رہا گر آستان پر آکے مین عقیدت سے / تکلف برطرف ہے کار کا کیا ہمین نقصان ہے

لگے کیونکر نہ دل کنج قفس مین عندلیبونکا / جہان مین آج کل آباد گر کچھہ ہی تو زندان ہے

نہین لازم ہے دینا ہات سے شیوہ ترحم کا / ہوی واقع ذکا سے کچھہ اگر تقصیر انسان ہے

وله کہیو آہستہ صبا جا کے تو اک کان بیچ / بسمل ناز گذرتا ہے کوئی آن کے بیچ

وله نہ کچھہ بے طاقتی پر دل کی ظالم صبح و شام آیا / خدا جانے اُسے منظور کیا تہا جو بدام آیا

وله فغان سے ایکدم تو باغ مین خاموش رہ بلبل / نہین سنتی کہا کیا زور آیا ہے خرابی کا

وله محبت بہہ بجا دل ہر کسو کے / کہ ہے یہہ آشنا سب آبرو کے

وله رہا بر رنگ نگین قید نام مین پابند / جہان مین گیا ہو عنقا داغ گر نشان سے گیا

وله ضرر پہنچے اوسکو ہر طرح کا آہ بلبل سے / کہو جا گل کو اب ہنسنے کئے سے باز آوے

غم اب منتظر ہے دل چہوڑ دیو خواہ لیجاو / پر اتنا چاہتا ہون پہر خدا یہ دن دکہلاو

نرم ہو جاویگا آخر ابرونکا پیچ و تاب / قہر کے آتش سے ہر دم ان کمانونکو نچہیڑ

کام آدینگے کسی دن صدقے جانیگے ترے / خانۂ دولت سے اپنے جانون کو نچہیڑ

کیون نہ دیوے طالع شہرت خدا مجکو ذکا / عالم ایجاد مین جون کیمیا نایاب ہون

جہان کے میکدے مین رات دن ہم بزم ساقی ہو
ٹہرنیکا نہین دل مر رہا ہے یار تیرے خمون کے

ولہ
زبان پر اُسکے نکلے آبلے جس نے کہ مے پی ہو
جو کچہہ کل اُس کے حق مین حکم فرمایا ہے آج ہی ہو

ولہ
خدا کے واسطے مت چوکنا دل کی نشانی پر
بہت مدت کے پیچہے ہات پکڑی ہے کمان تونے

ولہ
مبادا دوست دشمن کچہہ زبان سے اپنی کہہ بیٹہے
نہین ہے خوشنما بات مین ہندوستان رانی

کہلے بندون نکل آیا تہا گہر سے آج کہتے ہین
نہ تہا مین ورنہ ہوتا دیکہہ خوبی قد موزون کی

مجہے اُس سایہ گستر کی تواضع یاد آتی ہے
جہان خم دیکہتا ہون مین چمن مین بید مجنون کی

بے طرح گل کے جگر کو چاک کرتی ہے شبنم
کہینچتا ہے کس قدر مساجرائی رنگ کے سات

مِن چمنستان شعرا

دیوانہ ہو چلا ہون شہر سے صحرا کو سے لڑکو
کبہی ہرگز نکرنا جسکو جو نابہر آتی ہو

دل ہے بد مجہہ سے دو تنخواہ فرمان بر سات
حیف ہے آقا تو خوش جان نشاں نوکر کے سات

چاہتا ہون میں کہ دہو جیو ن شمع حال اپنی کہتین
یہ ہی کچہہ ہے زندگی گذری جو درد سر کے سات

دو پتہر جسکے لگتے پہوٹ جا سہر خون نکل آوے
نہاں رکہا ہی ہے حق مین سنگ آستان تونے

خدا کیواسطے مت چوکنا دل کی نشانی کو
بہت مدت کے پیچہے ہات پکڑے ہے کمان تونے

ذکا فرمانبر ہی امر مین بعد بندہ ہے
مگر اس سخن کا کرلیا ہے امتحان تونے

ذکا - دوارکا پرشاد فتحپوری

ذکا تخلص - دوارکا پرشاد نام - آپکا وطن فتحپور ہسوہ ہے - آپکے آبا و اجداد سرکار انگریزی مین خدمات لائقہ پر ممتاز رہے ہین - آپ انگریزی فارسی مین لائق ہین - ذکی الطبع اور خوش فکر ہین - مزاج مین بردباری خاکساری ہے - ہر خاص عام سے

نہایت نرمی و فروتنی سے ملتے ہین۔ ملنے والون کو آپ کی ملاقات سے حظ و لطف آتا ہے۔ انسانیت و آدمیت کی مصداق ہین۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی۔ آپ سنہ ۱۲۹۷ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوے مطبع ہزار داستان کے اڈیٹر ہوئے۔ جب تک آپ مطبع مین رہے اخبار رونق پر تھا۔ عمدہ عمدہ مضامین آپکے طبعزاد مطبوع ہوتے تھے۔ ناظرین حظ و لطف اُٹھاتے تھے۔ پھر کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ آپ مطبع سے علیحدہ ہو گئے۔ آپکے جدا ہونے کے بعد اخبار بھی موقوف ہوگیا۔ گویا آپ اخبار کی زندگی کا باعث تھے۔ اب ہمکو معلوم نہین کہ آپ یہان ہین یا وطن مالوفہ گئے۔ آدمی لائق ہین جہان ہین اللہ تعالی اُن کو خوش رکھے۔ آپ شاعری مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ آپکا کلام رنگین و شیرین ہے۔

من اشعارہ الہندی

بے رنگ گل ہے رشک گلستان کو دیکھکر
یہہ چار دن بہار ہین پھر ہی خزان
سکتا اگر ہمین ہے تو اسکا عجب نہین
گھبرا نہ کیون ہو دلمین جمع کر رہا ہون نہ مین
وہان تو غیر سے شغل نہ رات ہتا ہے
شب وصال بھی باقی نہین ہے لذت وصل

وله

سکتے مین ہو رہے فدا جانا نکو دیکھکر
اترا نہ عندلیب گلستان کو دیکھکر
حیران ہے آئینہ رخ جانان کو دیکھکر
یوسف کو خوف کچھہ نہو زندان کو دیکھکر
تب الم سے یہان دل کباب ہتا ہے
اُدہر حجاب ادہر اضطراب ہتا ہے

ذکا۔ محمد حبیب اللہ مدراسی

ذکا تخلص محمد حبیب اللہ نام۔ آپ مدراسی الاصل ہین۔ آپکا مسقط الراس مدراس ہے

آپکی ولادت ۱۲۴۴ھ ہجری مین ہوئی - نشو و نما کے زمانہ مین اعزہ و اقارب آپ کی صورت و سیرت کو دیکھکے کہتے کہ یہہ لڑکا ہونہار ہے - آپکے چہرے مہرے سے ہوشمندی و چستی و بیباکی و چالاکی عیان ہوتی تہی - واقع مین جسطرح آپکو قیافہ سے گمان کرتے تہے - اُسیطرح برآمد ہوئے - اعزہ کا گمان یقین کے مرتبہ کو پہنچا - آپ نے سن شعور کے زمانہ مین مدارس کے علما سے فارسی عربی مین کتب متداولہ ختم کین عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکہتے تہے - فارسی کے منشی بیمثل تہے - آپکی فارسی اہل زبان کی طرح بامحاورہ تہی - تلفظ و لہجہ مین خاص اہل پارس معلوم ہوتے تہے - آپکی تحریر فاضلانہ بامحاورہ ہوتی تہی - نظم و نثر خوب لکہتے تہے - شاعری مین استاد سخن مانے جاتے تہے - ابتدائے شاعری مین سید مہدی ثاقب سے اصلاح لیتے تہے - ثاقب کے بعد اپنا کلام سید مرتضی بینش کو دکہلاتے تہے - جب حیدرآباد مین آئے حافظ میر شمس الدین فیض سے مشورہ لیتے رہے - آخر مین اسداللہ خان غالب دہلوی کی خدمت مین اپنا کلام بہیجتے تہے - اور اصلاح کلام کے مستدعی ہوتے تہے - غالب آپکی لیاقت و شاعری کی تعریف کرتا تہا - آپکے کلام دلاویز و نزاکت آمیز کو دیکہکے بہی جدید بناتا تہا - آپ پرگو تہے - ہجو کہنے مین فرد فرید تہے - جب کسی امیر یا فقیر سے ناخوش ہوتے تو فوراً اُسکی ہجو کہدیتے - کسی سے خوف و خطر نہین کرتے تہے - آپ ظریف الطبع و لطیف المزاج تہے - محفل احباب مین آفتاب کی طرح جلوہ افروز رہتے تہے آپ کی ذات سے محفل کو رونق ہوتی تہی - آپکا کلام بامحاورہ ہے - قدما کے کلام سے مساوی ہوتا ہے - آپکی لیاقت و استعداد کا اندازہ کلام سے ہوتا ہے - آپکی نظم و نثر اگر دیکہنا مطلوب ہو تو خاتش و حماتش مین دیکہو - اسی کتاب کی تقریظ خود غالب نے

لکھی ہے۔ آپکا کلام سامعین کے دلون پر جادو کا اثر کرتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین
مدراس سے شہر حیدرآباد مین آئے۔ تلاش معاش مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ منشی خانہ مین
مددگار ہوئے۔ پھر صدر محاسب کی خدمت مین میر منشی ہوئے۔ بعدازان نواب سالار جنگ بہادر
کی جاگیرات مین عامل ہوئے۔ آخر عمر مین ناگر کرنول کے سوم تعلقدار ہوکے گئے۔
اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اس ناپائدار سے
عالم بقا رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی ظرافت وخوش طبعی مدلہ سنجی
وہجوگوئی دکن مین مشہور ہے۔ آپکے اشعار ہجویہ اکثر زبان زد عوام وخواص مین
مین اس قسم کے اشعار کو بلحاظ ادب تہذیب کتاب مین نقل کرنا پسند نہین کرتا ہون
اور اپنی زبان کو فضول لغویات سے آلودہ کرنا مکروہ جانتا ہون۔ آپکے دو صاحبزادے
یادگار پدر بزرگوار ہین۔ ایک مولوی محمد میران صاحب دوم مولوی محمد اسد اللہ صاحب
دونون بزرگ لائق وفائق ہین۔ ہر ایک عربی وفارسی مین مہارت کاملہ رکھتا ہے
اور ہر ایک کی طبیعت شعر وشاعری موزونی کے ساتھ مناسب ہے کبھی کبھی موزون
فرماتے ہین۔ دلچسپی وخوبی سے خالی نہین ہوتا ہے۔ جناب مولوی محمد میران صاحب سے
مجھکو نیاز حاصل ہے۔ خوش خلق ومحبت پرور ہین۔ اکثر اوقات غریب خانہ پر تشریف لاتے
تھے اور ملاقات سے مسرور کرتے تھے۔ زمانہ دراز گذرا کہ ملاقات نہین ہوئی۔ دونون بھائی
صدر دفتر محاسبی مین ملازم ہین۔ مین نے سنا کہ مولوی میران صاحب ملازمت سے الگ ہوگئے
ہین اور وظیفہ پارہے ہین۔ دونو بھائی نکوکار خدمت گزار سرکار ہین۔

اب مین حضرت ذکا کے بوارق طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ اسوقت میرے پاس
آپکا دیوان موجود نہین ہے لیکن گلدستون ومختصر تذکرون سے ماخوذ کرکے نقل کرتا ہون

تاکہ میرا تذکرہ صاحب ترجمہ کے کلام سے خالی نہ رہے۔

من اشعارہ الفارسی

زکوئے او بہمت قاصد انشانے چند
ہمی تپند بہر گوشہ ہم جانے چند

نشستہ اند بکوبیت بلاکشانے چند
کہ میکشند بجائے نفس فغانے چند

دماغ کار ندارم بعشق ورنہ ذکا
زدود دل فکنم طرح آسمانے چند

ولہ

دل ہر کہ برد دستان برد
دل بود ازآن او ازان برد

ہجران تو طاقت و توان برد
فریاد کہ مایۂ فغان برد

دست تو زہر کہ خواست جان برد
از دست تو جان نمی توان برد

صبر و دل و دین کہ جمع کردیم
عشقت آمد یگان یگان برد

دل درخور نقد بوسہ اش بود
صد حیف کہ این نداد و آن برد

ولہ

غم نیست گر ز دیدۂ دشمن فتادہ ام
گوئی کہ من بقصد فتادن فتادہ ام

برخاستن بہ حشر ہم آسان نبودہ است
با این فتادنے کہ ذکا من فتادہ ام

ولہ

نہ بہر آن کہ بکوبیت سفر توان کردن
نہ بہر اینکہ ازان در گذر توان کردن

خدا نکردہ خدا گر شوی چہ خواہی کرد
تو آن نئے کہ زقہرت حذر توان کردن

ولہ

میخورم سیلئے دربان کسے
می برم نالہ بر ایوان کسے

ذہنی - ملا حیدر کاشانی

ذہنی تخلص - ملا حیدر نام - کاشانی الاصل ہے - سیادت شریف النسب جامع علم و ادب شاعر خوش فکر و شیریں کلام تھا - وطن مالوفہ سے بطور سیر ہندوستان میں

بیجاپور دکن میں علی عادل شاہ کے زمانہ میں آیا بادشاہ کی قدردانی سے اہل مناصب
میں مقرر ہوا۔ مدت العمر عادل شاہ کی ملازمت میں رہا۔ بیجاپور کو وطن بنا لیا تھا
ہمیشہ بادشاہ کے دربار سے انعام و اکرام پاتا رہا۔ قمار بازی میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا
تمام اپنے ذاتی سرمایہ کو اسی قمار بازی میں برباد کر دیا۔ باوجود منصب و آمدنی انعام
و صلہ مفلس و تہیدست رہتا تھا۔ آخر بیجاپور ہی میں فوت ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے
سن وفات نہیں لکھا۔ ہر چند کہ تذکروں میں تلاش کیا گیا پتا نہیں ملا۔
اب چند اشعار جو دستیاب ہوے میں گزارش کرتا ہوں۔ **ھوھذہ**

غم چہ شد سایۂ فلک سایہ نشین من بودم دست در داماں شنعفے زن گریبانی بدر	ہر کجا پائے ستم رفت زمین من بودم خجلت عشق ست بے چاک گریبان بستن

ذہین۔ روپ نرائن

ذہین تخلص۔ روپ نرائن نام۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا حقیقی بھائی
ہے۔ چوتھی تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۱۹۲ ہجری شہر اورنگ آباد ذہین پیدا ہوا۔ نشو و نما کے بعد
شہر میں علما و فضلا کی صحبت میں تعلیم پائی۔ فارسی عربی میں لیاقت پیدا کی
موزون الطبع تھا شاعری کا شوق دل میں پرجوش تھا۔ شعر کی مشق شروع کی
حضرت آزاد و میر دکا سے اصلاح لینے لگا۔ رفتہ رفتہ ترقی کی۔ امیر الممالک آصف الدولہ
مرحوم نے منصب سے سرفراز فرمایا۔ صیغۂ منصب میں دولے چند نام سے مشہور ہوا
آخر سنہ ۱۲۳۲ ہجری میں فوت ہوا۔ **من اشعارہ**

جو دستش کند رنگین حنا آہستہ آہستہ	کند پرواز رنگ از روئے ناآہستہ آہستہ

خداوندا مگر بیمار شد از دوری این ره
ہمچو قمری در جہان شادیم ما

یاد ما تصویر جانان می کشد
گہ از گوش رسد باد صبا آہستہ آہستہ

ولہ

باوجود طوق آزادیم ما
عشق می داند کہ بہزادیم ما

ولہ

چہرۂ زیبائے یار خویش شب دیدم بخواب
صبحدم چون چشم واکردم برآمد آفتاب

اشتیاق دیدن رویت جگر خون کردہ است
اے بفرمانت روم یکدم برون آ از نقاب

انتظارت میکشد امشب ہمین از حد فزون
گر تو فرمائی کرم بہتر بود اے ماہتاب

افسوس از دولت دیدار تو دورم
تقدیر چنین بود قضا را چکند کس

حرف الرا المہملہ

رازی میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی

رازی تخلص۔ میر عسکری نام عاقل خان خطاب۔ سادات خواف۔ عالمگیری امرا سے ہین بادشاہی عنایت سے دلی کی صوبہ داری پر منفرد و ممتاز تہا۔ دیر تک خدمت صوبہ داری پر مامور رہا۔ عمدہ طرح سے انتظام کرتا تہا۔ خوش مزاج و خلیق تہا۔ امیر دادگستر و رعیت پرور تہا۔ صوفی المشرب زندہ دل تہا۔ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مرزا بیدل نے رازی کی صحبت مین تمام سامان تصوف حاصل کیا۔ مرزا جب شعر پڑہتا تہا تب رازی احسنت و تحسین کرتا تہا۔ مرزا اٹھکر تسلیم بجالاتا تہا۔ یہہ تسلیم از روئے بزرگی تہی نہ بوجہ یارت رازی انتہی کلامہ۔

رازی برہانپور مین آیا اور حضرت شیخ برہان الدین شطاری راز آلہی برہانپوری المتوفی ۱۵ ماہ شعبان ۱۰۸۳ ہجری کا مرید ہوا۔ مرشد کے نام کی مناسبت سے رازی تخلص

انتقال کیا۔ موزون الطبع و خوش فکر و خوش خیال و صاحب تصانیف تھا۔ ثمرات الحیات
ملفوظات شیخ کو جمع کیا۔ مثنوی مہر و ماہ ہم وزن مثنوی مولانا روم۔ و رسالہ امواج خوبی
و قصہ راجہ رتن سین پدماوت مسمی شمع و پروانہ و مثنوی عشق راجہ منوہر۔ آخر سنہ ۱۱۰۸ ہجری
دہلی مین فوت ہوا۔ میرزا بیدل نے ایک غزل رازی کے مرثیہ مین لکھی غزل کے ہر ایک
مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ بہارستان کے مولف نے تاریخ وفات سنہ ۱۱۰۷ ہجری لکھی۔
اول روایت صحیح ہے ثانی کو سہو کاتب پر محمول سمجھنا چاہئیے۔ ~

وائے پیوند سخن سنجان نماند	تکیہ گاہ صاحب عرفان نماند
مجمع استاد بے شیرازہ ماند	مہد سے جمجاہ عاقلجان نماند

من اشعارہ الفارسی از مثنوی شمع پروانہ

رازہا در جہان بروے زمین	نے زرتن ماند و نے علاء الدین
نی پدم ماند نے جمال پدم	برد با خود زرتن خیال پدم
لیکن از عشق داستانے ماند	زان وفا پیشگان نشانے چند
اے بسا چون رتن بہندوستان	آمد و رفت نیست نام و نشان
ہشتصد سال شد ز عشق رتن	لیکن این داستان نگشت کہن
در ہمہ حال نغمۂ عشاق	سخت پیچیدہ است دیر نہ طاق
بلکہ نہ طاق پردۂ عشق ست	زانکہ بنیاد کردۂ عشق است

من مثنوی عشق منوہر

زان کردم من این ہنگامہ بنیاد	کہ دل شاگرد بود و عشق استاد
ز لوح ہندوی این نسخۂ راز	بنقش فارسی شد جلوہ پرداز

شنیدم نالۂ چند از دل ریش		بود در عہدۂ ہندی کم و بیش
نباشد این مثل پوشیدہ از عقل		کہ کفرے نیست ہرگز کفر را نقل
اگر نیک و بد آورد م فراہم		نہ در گلبن گل و خارست باہم
گلم در دست یاران باد دستہ		بجانم باد خار من شکستہ
ز طبعم راست گر خارست و گر گل		بباغ خویش گویا نم چو بلبل
تہا نشستہ ایم و طلبگار چون خودیم	ولہ	مکتوب اشتیاق بعنقا نوشتہ ایم

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ رازی صاحب ترجمہ کے اشعار پر کلمات الشعرا کا مولف افضل خان اکثر اعتراضات کرتا ہے۔ بلکہ بعض اشعار مین کمی بیشی کرکے درست کردیتا ہے چنانچہ رازی کے شعر کو ع عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ٭ ہجر کہ دشوار بود آہ چہ آسان گرفت ٭ ہمر خوش اسطرح درست کرتا ہے ع عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر کہ دشوار بود بارچہ آسان گرفت ٭ انتہی کلامہ

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ میر عسکری سادات خواف و عمدہ خوانین عالمگیری سے تہا۔ عالمگیر کے شاہزادگی کے زمانہ مین ایک خاص پرستار فوت ہوئی تہی۔ متوفیہ کی جدائی کا شاہزادہ کے دل پر سخت صدمہ گذر رہا تہا۔ پس شاہزادہ اس غم و گداز مین دوسرے دن شکار کے لئے برآمد ہوا۔ رازی صاحب ترجمہ نے خلوت مین عرض کیا کہ باوجود رنج و ملال شکار کو جانا کیا حکمت ہے۔ شاہزادہ نے اس بیت کی طرف اشارہ کیا ع

نالہاے خانگی دل را تسلی بخش نیست ٭ در بیابان می توان فریاد خاطر خواہ کرد

اسیوقت عاقل خان نے اپنی طبع زاد یہہ بیت پڑہی۔

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ٭ ہجر تو دشوار بود بارچہ آسان گرفت

بیت کے سننے سے بادشاہ کے دل مین بہت رقت ہوئی۔ چند مرتبہ بیت کو پڑھوا کے سُنا اور یاد کر لیا۔ اور پوچھا کہ یہہ کسکی طبع زاد ہے۔ عرض کیا کہ یہہ ایسے شخص کی ہے کہ وہ حضور کے سامنے شاعری کے نام سے مشہور ہونا پسند نہین کرتا ہے مسکرایا۔ اور رازی کی تربیت و ترقی کو مدنظر رکھا چند ہی روز مین منصب چار ہزاری کو پہنچا دیا۔ سفر دکن کے وقت صوبہ داری شاہجہان آباد پر مامور فرمایا۔

آپکا دیوان شگوفہاے معانی دلنشین و گلہاے مضامین رنگین سے نمونہ گلزار پر بہار ہے ہر ایک شعر لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے کہین عاشق کا سوز و گداز ہے۔ کہین معشوق کا ناز و انداز ہے۔ کہین صوفیاے کرام کا وجد و حال ہے۔ کہین حدت الوجود ماہیت ہویت کی قیل و قال ہے۔ آپکے اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صوفی المشرب تھے۔ آپکو خاص فن تصوف سے دلچسپی تھی۔ درویش پسند و فقرا دوست تھے۔ اکثر طلبہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے تھے۔ آپ طلبہ کے ساتھ حُسن سلوک فرماتے تھے۔ آپکے شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلاویزی تھی۔ بناء علیہ کلیہ آپکا علما و شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ آپ شعرا و علما کے انجمن کے آفتاب روشن تھے۔ اور تمام شعرا و علما بھی آپکی محفل کی رونق تھے۔ آپکے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ اسقدر بیشمار ہین کہ زبان قلم و قلم زبان سے ادا کرنا محال ہے۔ اب مین آپکے بوارق طبع کو بطور نمونہ گذارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ معنوی سے محروم نرہین

من اشعارہ الفارسی

خشک کنم ز سوز دل دیدۂ اشکبار را	چند در آب افکنم آئینۂ نگار را
قبلۂ مست میکند خانۂ میفروش را	آنکہ بکعبہ می برد سالک ہوشیار را

چند غم جهان خوری دل چه نهی برین چمن | باد خزان در پی ست جلوهٔ این بهار را
بست گره ز خون دل نافهٔ آهوی یمن | تا بگشاد آن غزال طرهٔ مشکبار را

وله

سرمست جام نیست دل جرعه نوش ما | مستی ماست ز نرگس می فروش ما

وله

سر چو کشیدم ز جیب عشق گرفت | پا چو کشادم ز بند راه بیابان گرفت
هر که بکف جام دید دولت جمشید یافت | هر که ز دنیا گذشت ملک سلیمان گرفت

وله

سالها شد که دلم معتکف روی تو بود | روی چون قبله نما از همه سو سوی تو بود
در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند | مگر آن دل که اسیر خم گیسوی تو بود
هر گل تازه که بشگفت سحر رنگ تو داشت | غنچهٔ نافه چو بشگفت پر از بوی تو بود
سامری کیست که جان در تن گوساله دهد | ساحری چیست همه فتنهٔ جادوی تو بود
کشتهٔ غمزهٔ تو نیست همین رازی بس | بس مسلمان بصنم کشتهٔ هندوی تو بود

وله

ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر | صد موج زند دریا هر لحظه حباب اندر
درد تو مرا در سر چون روح بود در تن | سوز تو در اشک من چون بوی گلاب اندر
تا زلف ترا دیدم در دست صبا پیچان | می پیچم و می کاهم چون رشتهٔ تاب اندر
احوال دل رازی گفتند درین مصرع | در کارم و بیکارم چون مد بحساب اندر

وله

عشق از معموره میخواند بویرانی مرا | عاشق ویرانه کرد این کنج پنهانی مرا
من همی سازم بتو هرچند میسوزی دلم | دل همی رنجد ز تو هرچند رنجانی مرا
از نظر پنهانی و درد تو در دل آشکار | آشکارا می کند این درد پنهانی مرا

راز - میر میران اصفهانی اورنگ آبادی

راز تخلص - میر میران نام - آپ علی مردان خان اصفهانی کے خلف الصدق ہیں

سلطان حسین مرزا شاہ ایران کے طرف سے فرخ سیر والی ہند کی خدمت مین ایلچی ہوکر
آئے ۔ مراتب اعلی پر پہنچے ۔ چند روز دلی مین رہے پھر نواب آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت
مین دکن مین وارد ہوئے ۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدردانی کی ۔ منصب و خطاب سے سرفراز فرمایا
آپ نوابصاحب کے سایۂ عاطفت مین زندگی نہایت خوشحالی و فارغبالی سے بسر کرتے
رہے ۔ دکن کے امرا مین معزز و مکرم تھے ۔ پھر تمام شہر اورنگ آباد کے داروغہ ہوئے ۔ تا زندگی
نوابصاحب بدستور کام پر مامور فرماتے رہے ۔ نواب آصفجاہ کی وفات کے بعد گوشہ نشینی
اختیار کرلی ۔ عاقبۃ الامر نواب انور سراج الدولہ بہادر حاکم ارکاٹ نے آپکو بلایا ۔ آپ انکار
کرتے رہے مگر نواب کے اصرار سے ارکاٹ کی طرف عازم ہوئے ۔ یکایک اجل پہنچ گئی چھبیس ۲۶
تاریخ ربیع الاول سنہ ۱۱۸ ھ مچھلی بندر مین جہان فانی سے عالم بقا کیطرف روانہ ہوئے
آپ کی نعش مچھلی بندر سے اورنگ آباد لائے ۔ بیرون شہر آپکے باغ خاص مین دفن کئے
لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

چو نام خود ازین عالم نہان شد	نوازش خان را زآن نکتہ پرواز
ندا آمد بگلگشت جہان رفت	طلب کردم ز ہاتف سال تاریخ

گل رعنا مین لچھمی نرائن لکھتے ہین کہ آپ سخن سنج و شعر فہم تھے ۔ آپنے ایکروز
غائبانہ نواب خاندوران خان بہادر سالار جنگ کی مجلس مین فقیر کی اس بیت پر

رسید بادشان را نوید خوشحالی	کہ آمد ابر سیہ مد ظلہ العالی

اعتراض کیا کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے بلکہ ابر سفید ترشح کرتا ہے ۔ شراب خوار
ابر سفید کو چاہتے ہین کہ اس سے ترشح ہوتا ہے اور یہی انکا مقصود ہے ۔ پس لفظ
ابر سیہ شراب خوارون کی خواہش کے مخالف ہے ۔ اور ابر سیاہ کی سند چاہی ۔ فقیر نے لکھے

کلام سے ۔ انتہی کلامہ ۔ جب اس اعتراض کی خبر مجکو معلوم ہوئی ۔ مین نے جواب مین لکھا ۔ ابر کو لفظ سیہ سے مقید کرنا بلحاظ رعایت و مناسبت خلل ہے ۔ اور جو لوگ سیاہ ت کے قائل ہین کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے محض غلط ہے ۔ دیکھو سکندرنامہ مین نظامی گنجوی لکھتا ہے ؎ بہنگام تختی مشو نا امید ۔ کہ ابر سیہ بارد آب سفید ۔ از مرزا صائب

طاعت کند رشک ندامت گناہ را　　ریزش سفید می کند ابر سیاہ را

صائب کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ ابر سفید نہین برستا ہے ۔ ؎

گرچہ می گو یند باران نیست در ابر سفید　　از طراوت می چکد از پرتو مہتاب آب

یہہ بات کیونکر ثابت ہوتی ہے کہ ابر سیاہ شہرا بخوا رون کے خلاف مزاج ہے ۔ بلکہ شہرا بخوار مطلق ابر کے خواہان ہوتے ہین سفید ہو یا سیاہ + انتہی ما فی تکلہ رعنا ۔

آپ خوش مزاج و لائق تہے ۔ اشعار موزون کرتے تہے مگر اصلاح طلب ہوتے تہے ۔ لیاقت سے زیادہ کے مدعی تہے ۔ تا بزندگی اصلاح نہین لی ۔ میر آزاد بلگرامی کے دوستون مین سے تہے راز کے فوت ہونیکے بعد چند اجزا جنمین راز کے اشعار تہے میر صاحب کو ملے میر صاحب نے اکثر اشعار کو قلم اصلاح سے درست کر دئے ۔ مرحوم کی محبت و آشنائی کا حق مرنیکے بعد ادا فرمایا ۔ اور ریختہ بہی کہتے تہے ۔ ریختہ مین تخلص بہید کرتے تہے ۔ مگر بہت ہی کم کہتے تہے

من اشعارہ الفارسی

صفحہ آئینہ دارد ہر نفس نیرنگہا	بسکہ می بارد رخ او از نزاکت رنگہا
آرد اگر با ئینہ رو خود پرست	داند درست حال دل پر شکست ما
زخاک کربلا پوشان لباس فاخری یارب	برنگ رشتہ تسبیح چشم ناتوانم را
اے عزیزان نقد جان حاضر کنید	یوسفی در کاروان داریم ما

مگر آمد برون از کان حیا امشب | وله | که چون آئینه لبریزست از حیرت هوا امشب

بدانکه روز و شب بجهان دا رسیده است | وله | فانوس آسمان چو تو شمعی ندیده است

باد صبا شمرده بکویش قدم گذار | وله | انجا ز طبع گل دل هر خار نازک است

اگرچه روز مرا تیره ساخت گیسویت | وله | تمام عمر خودش همچو من پریشان است

عقیق دل چو مرا گشت مهر نام علی | هزار بار به از خاتم سلیمان است

صبح بی گل رو تو واسی تا به داغ گل سرخ | وله | خار گردید بچشم همه باغ گل سرخ

فصل گل شد بچمن چشم تو بلبل روشن | که برافروخته شد باز چراغ گل سرخ

بکوی یار ندانم چسان رسیده شود | وله | مگر چو اشک براهش ز سر دویده شود

ز گریه های بافراط خویش می ترسم | مباد رفتن داغ تو آب دیده شود

اگر از پردهٔ آن شور قیامت سر برون آرد | وله | ز محشر بیشتر هنگامهٔ محشر برون آرد

ز غفلت عمرها باشد که با عشرت هم آغوشم | وله | بیا ای غم که گرد بستر راحت فراموشم

از سوز تو ای شمع بتان سوخته داغم | وله | برگیر ز خاکستر پروانه سراغم

چون کمان رفته ام بقربانت | وله | وقت پیری جوانی کردم

تا خیال قامت آن سرو رعنا کرده ایم | وله | عالم بالا بزیر پا تماشا کرده ایم

غیر نرگس کی برون آید گلی از خاک ما | بسکه یاد ساغر آن چشم شهلا بوده ایم

بسکه برداشت لاله داغ ز من | گشت هر لاله باغ باغ ز من

چنین که روز من از داغ هجر تیره تر است | بجز غم گذرد شام من چسان بی تو

محرمان شوق را ابروی طاقت قبله گاه | دیدهٔ قربانیان را کوی نازت عیدگاه

کیم من تو ان صید بدام غم گرفتاری | بدرد و داغ شادی چه پیش تو بهتر است

	رباعی	
خواہد بہ بزم یار اگر جا کند کسے		مانند شمع گریہ شبہا کند کسے
آنرا کہ خیال زلف خوبان باشد		روز شب و ہمیشہ یکسان باشد
آشفتگیش چو مو بود عین مراد		از جمع شدن دلش پریشان باشد

لچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ جناب نواب میر میران المخاطب بنوازش خان۔ فارسی ہندی دونون زبان مین شعرگوئی کرتے ہین۔ میر تقی میر نے لکہا کہ آپکا تخلص بیدہے۔ اور فتح علیخان نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکا تخلص میر میران ہے۔ فقیر کو شک واقع ہوا۔ رفع شک کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین ایک رقعہ بہیجا۔ اور نواب صاحب نے جواب بہیجا۔

جواب رقعہ۔ کہ اینجانب را صاحب سخنان خواہی نخواہی داخل ریختہ گویان نمودہ و حالانکہ این بے بہرہ را اصلاً بہرہ درین فن نیست۔ وست روزبالا نام این بنام سید عبد الحسین است و الد مرحوم نظر برادب نام ملقب بمیر میران نمودہ۔ تخلص فارسی چون راز قرار یافتہ۔ لہذا دو سہ بیتے کہ بعنوان ریختہ موزون شدہ بود در تخلص بید ترقیم یافت و میر تقی میر دو بیت کہ نوشتہ اند از صحبت است۔ خود نوشتہ اند کہ تذکرہ را چمنستان شعرا موسوم نمودہ ام انصاف باید نمود کہ کار خار در چمنستان ہست یا نہ اگر ہست اشعار مرا باید داخل نمود۔ و اگر نیست خیر انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الہندی

دیکہی صبا نے شاہد گل کو مسکرانا	ولہ	سیکہی ہے ان لبان سے گل کی کلی کہلانا
دیکہا ہے دل نے جب سے بادام سی نین کا	ولہ	ہر صبح و شام کرنا شکر انیکا دو گانا
کوئی گر زلف تیری خواب مین یک شب دیکہے	ولہ	اُس بچارے کی سبہی عمر پریشان گذری

ملاحت جب سخن کی تجہ لب پر شور سین ٹپکی
بجائے می نمک پر دانہ انگور سے ٹپکی

لگے تجہ شعلہ خو کا نیشکاری جسکو ایظالم
بجائی خون شرر اس زخم کے ناسور سین ٹپکی

وله

ازسرکو تو جانا مجھے جانا مشکل
جاؤن تو خود سے مگر جان پہر نا مشکل

وله

چڑہا کس مرتبہ پر جگمین منصور
یہہ ملک عشق کی سرداریان ہین

کڑکنا بجلی کا تم یہ نہ سمجھو
جنون کی شوق کے گلکاریان ہین

تمامی عمر دل بیکل رہا ہے
یہ بیچارہ دکھون مین پل رہا ہے

ہیری اس داغ دلکو دیکھہ لالہ
دل و پر داغ دے کر جل رہا ہے

آہ گر باغ مین وہ سروخرامان گذرے
اشک قمری کا گلستان مین طوفان گذرے

ہے آتش غم تیز درونی مین مرے
ناوک ناز تیرا دلستی سوزان گذرے

رنگین - نورالدین علیخان

رنگین تخلص - نورالدین علیخان نام - آپ ضیاءالدین حسین خان صاحب الصدر دکن کے صاحبزادہ تہے - اور قاضی کریم الدینخان قاضی بلدہ اورنگ آباد کے داماد تہے - آپکے والد ماجد کو صدارت کے سوائے سرکار بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خانسامانی کی خدمت بہی تہی - آپ نہایت لائق و مستعد تہے - والد کے فوت ہونیکے بعد اضافہ منصب اور خطاب ضیاءالدین حسین خانی سے سرفراز و ممتاز رہے شاعر رنگین طبع ظریف المزاج تہے - نیک سیرت ستودہ عادت تہے - حریفان ہم مشرب و یاران ہم مذہب سے خوش اخلاقی و نرمی سے ملتے تہے - عزیز دل تہے - ذکی الطبع و تیز فہم تہے - شعرگوئی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکہتے تہے - آپکے

اشعار رنگین سے تازہ تازہ مضامین عیان نظر آتے ہین۔ دیکھنے اور سننے سے لطف آتا ہے آپکا انتقال ۱۲۷۳ھ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چہ شد دور م خبرہائے توئی قاصد رسید اینجا
زما مپرس حال گریبان و آستین

تو با آئینہ گشتی گرم صحبت دل طپید اینجا
داریم ہمچو دیدہ گریبان و آستین

ولہ

گم کردہ ام با دخطش دست و پای خویش
داریم گل بنفشہ بدامان و آستین

ہم رعشہ دست رہ ہوش گشت و ہم نفس
میرانم این مگس بگس ران و آستین

افشان بخون دل شدہ رنگین قبائی ما
از ما مپرس حال گریبان و آستین

لچھمی نراین چمنستان شعرا مین لکھتا ہے کہ رنگین کی طبیعت غزل گوئی کے ساتھ مناسب نہین تھی۔ مثنوی مین صاحب کمال تھا۔ روضۃ الشہدا کو بطور وقایع نظم کرنے نہین پایا کہ عین عالم شباب مین ۱۲۷۳ھ ہجری مین فوت ہوا۔ میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے تاریخ وفات لکھی ؎

از جہان رفت خان رنگینی
نتوان یافت مرزائی چنین

سال فوتش شنیدم از ہاتف
با اجل رفت از جہان رنگین

۱۲۷۳

غرابت تاریخ مرحوم

یہہ بات مسلم ہے کہ کوئی شخص بے اجل نہین مرتا۔ لیکن مرحوم کی رحلت کی تاریخ کے حدوث مین اتفاقاً یہہ ضرورت واقع ہوئی کہ ایکروز سب یاران ہم مشرب مجلس مین مجتمع تھے۔ یکایک رنگین کے مرنیکی خبر معلوم ہوئی۔ لوگون نے کہا کہ کسی نے زہر دیا ہے۔ نہین تو ایسے جوان کا یک بیک فوت ہونا تعجبات سے ہے۔ اس مجلس مین

مہربانان حاضر تھے۔ ایک مصرع فی البدیہہ کہا ع باجل رفت از جہان رنگین
جب مصرع کے عدد نکالے تو بے کم و کاست پوری تاریخ بر آمد ہوئی۔ پھر مہربانان نے
ایک قطعہ مرتب کیا۔ چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔ اور لچھمی نراین لکھتا ہے کہ
تذکرہ چمنستان شعرا کے اتمام کے بعد رنگین کے خادمون کی زبانی معلوم ہوا کہ رنگین
۲۴ جمادی الآخر ۱۱۷۰ھ الہجری مین روز جمعہ بلدۂ ایلچپور مین فوت ہوا ہے۔ تو
فقیر نے ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے ع

سخن سنج معنی گزین خان رنگین — چو شد بہر گلگشت گلزار عقبے
ندا داد ہاتف پے سال فوتش — بمرگ مفاجات او شد ز دنیا

۱۱۷۰

من اشعار الہندی

نہین ہے آواز سے خالی یہہ بہستان میرا — کرتا ہے صدا یہہ سلسلہ نالان میرا
سنتے نہین جو تیرا سو ہم خط میرے بر — دام مین مور کے نہین ہے یہہ سلیمان میرا
رشتۂ عمر کے نزدیک ہے مقراض اجل — بے سبب چاک نہین ہے یہ گریبان میرا

مناظرہ رنگین و مہربان

میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آبادی ابتدا مین رنگین تخلص کرتے تھے
ایک روز مجلس مشاعرہ مین ایک غزل پڑھی جسکا مطلع یہہ ہے ع

خمارم بر نیاید منت صہبا کشیدنہا — زفیض چشمۂ نازم سر خوش بیخود طپیدنہا

یاران ہم مشرب نے غزل مذکور میر ضیاء الدین حسین خان رنگین سے سنی تھی۔ مہربان کو
سرقہ سے منسوب کیا۔ مہربان مع مجموعہ یاران رنگین کے مکان پر گیا دفع سرقہ کے لئے
مباحثہ شروع ہوا۔ رنگین نے فرمایا کہ مین نے اس غزل کو اپنے طرف منسوب کر کے

نہین پڑا۔ اس فساد کا منشا اشتراک تخلص کے سبب تہا۔ مجلس برخاست ہونیکا خان رنگین نے مہربان کی خدمت مین رنگین تخلص ترک کرنیکی نسبت ایک قطعہ منظوم لکہا وہ یہہ ہے

برادرا ز تو چشم عنایتی دارم
کہ یک تخلص رنگین من بمن بگذار
زبارگاہ تو امید راحتی دارم
ز اشتراک تخلص دل امنست فگار
ترا کہ قدرت چندین ہزار مضمون است
ز آب و تاب کلام تو جملہ مشحون است
اگر تو خواستہ باشی تخلصست بسیار
کہ لفظہا بجناب تو می دہند ہزار
شنیدہ ام کہ درایام سابق استاد ان
نمودہ اند عنایت تمامی دیوان
عجیب نیست ز اشفاق عام انمخدوم
کہ از تخلص من برکشی تو دست لزوم
ہمین بس است مرا از رحمت و الطاف
دل مراکن ازین دغدغہ صاف

مہربان نے خان رنگین کی خاطر سے رنگین تخلص ترک کیا۔ اور ایثار اختیار کیا۔ غزلون کے مقاطع کی تبدیل و تحریف مین سخت محنت پڑی۔ پہر میر آزاد بلگرامی نے براہ مہربانی مہربان تخلص عنایت فرمایا۔ بعض غزلون مین تخلص مہربان کی گنجایش نہین ہوتی ہے تو ایثار کو اختیار کرتے ہین۔

روشن۔ قاضی محمد صالح

روشن تخلص۔ محمد صالح نام۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپکے بزرگان سلف سلاطین گجرات کے عہد سے قصبہ جمبوسر تعلقہ بہڑوچ مین سکونت پذیر تہے۔ اور خدمت قضا پر مامور تہے۔ آپ کی ولادت اُسی قصبہ مین ہوئی۔ اور وہین کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد عالم عقل و شعور مین آپنے طالب علمی شروع کی۔ چند مدت مین

کتب درسیہ سے فارغ ہوکے فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین بندر سورت کی قضا پر مامور ہوئے - آپ نہایت ہی لائق و ہوشیار متقی و پرہیزگار تھے - چند سال اسی خدمت پر مامور رہے - قضاء کا کام عمدہ طرح سے انتظام فرماتے رہے - بہارستان کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب آصفجاہ اول کے آخر عہد مین بندر گور سے حیدرآباد دکن مین آئے اور حضور کی ملازمت مین باریاب ہوئے - امیدوار تھے کہ کوئی خدمت بزرگ پر مامور ہو جائین لیکن اجل موعود نے فرصت و مہلت نہ دی کہ کامیاب ہو جائین آخر آپنے سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاویدانی کو رحلت کی - انا للہ و انا الیہ راجعون - آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی - کبھی کبھی شعر موزون فرماتے تھے - آپکا کلام نہایت متین و شستہ ہوتا تہا

من اشعارہ الفارسی

نیارد دید رنج ہمنشین دل بستۂ صحبت
بہر کہ آئینہ اغبار روئے داد

ولہ

اگر بر دف زنی دستے بتو را رد حلاحل را
بغیر خویش کسے در میان نمی بیند

ولہ

راحت بیجا سرا سر رنج بود
بادہ چون جان ازین شیشہ برون ریختہ

ولہ

پائے چون خوابید صاحب بستر ست
محتسب بگذار یدکہ خون ریختہ

احتیاج ہیچ دام نیست در تسخیر ما
چہ بیخودی چکد امشب سرشک از چشم گریانم

وحشی حرفیم و خاموشی بود زنجیر ما
مگر کج کردہ پیمانہ لبریز پیمان را

ز سیر گلشن عشرت کشیدہ دامانم
جو بوئے گل بہوائے کسے پریشانم

رسا - جان مرزا حیدرآبادی

رسا تخلص - جان مرزا نام - مرزا خان حسینی خطاب تہا - سادات حسینی ہمدان سے ہین

آپکے نسب کا سلسلہ سید علی ہمدانی سے پہنچتا ہے۔ آپکے اجداد مین میر شاہ طاہر اکبر بادشاہ کے زمانہ مین وارد ہوئے۔ بادشاہ ہند نے آپکی بڑی قدر و منزلت کی چند مدت کے بعد دکن مین آئے۔ سلاطین دکن نے بہی آپکی تشریف آوری کو نعمت عظمی و غنیمت کبری جانکر بڑی عزت و آبرو کی۔ آپکی آل و اولاد گجرات احمد آباد مین متوطن ہوئے اور ارباب فضل و کمال کے مرجع ہوئے۔ مشائخ کے طریقہ پر قائم تھے۔ اکبر بادشاہ نے چند مواضع جاگیر مقرر کر دئے تھے۔ اُسکی آمدنی کو ما یحتاج مین صرف کرتے تھے۔ بادشاہ اسلام کی دعاگوئی اور خلائق کی ہدایت مین زندگی بسر کرتے تھے۔

آپکے والد ماجد سید میر جان عالمگیری زمانہ مین ارباب مناصب کے زمرہ مین تھے۔ خدمات عمدہ پر ممتاز و سرفراز۔ علوم متعارفہ و فنون عربیہ ادبیہ سے واقف و ماہر تھے۔ مرزا جان کا مولد حیدر آباد دکن ہے۔ اور نشو و نما نواب آصفجاہ بہادر کے لشکر مین پایا۔ کتب درسیہ کی تحصیل اور علم ادب کی تکمیل والد ماجد کی خدمت مین کی تہی۔ عالم فاضل و ادیب کامل تھے۔ افضل فاقشال تحفۃ الشعرا مین لکھتے ہین کہ ابتدا مین نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کی ہمرکاب تھے۔ نواب کی عالی ہمتی سے اُس مقام برار مین زندگی فراغت و آبرو سے بسر کرتے تھے۔ آصفجاہ بہادر کے آخر عہد مین دار الانشا مین موسوی خان جرات کی جگہہ میر منشی ہوئے۔ حضور آصفجاہ کے خاص مقربے مین داخل ہوئے۔ دلی کے سفر مین حضور آصفجاہ کے ہمرکاب تھے۔ اکابر و مشاہیر دلی سے مستفید ہوئے۔ اور شعرا کی صحبت سے بہی فیضیاب۔ میر آزاد بلگرامی سے نہایت خلوص و محبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات علمی مباحثے و مناظرے باہم ہوا کرتے تھے ایکروز میرزا نے میر صاحب کے اس شعر مین ؎ آزاد از سواد سخن سرسری مرو

صد بار گر نگہ زدہ باز کن لحاظ * اعتراض کیا کہ نگہ زدن نہین سنا یا گیا۔ سند دیجیے

میر صاحب نے فی الفور نظامی کا شعر شیرین خسرو سے پیش کیا ؎

نگہ چون بر جمال نازنین زد | کلہ بر آسمان سر بر زمین زد

فرمایا آج یہہ فائدہ مجکو آپکی برکت سے حاصل ہوا۔ کیا منصف مزاج و حق پسند تھے کہ سنتے ہی تسلیم کیا اور اپنی لاعلمی کے مقر و معترف ہوئے۔ فی زماننا کے ملاؤن سے ہوتے تو کبھی تسلیم کرتے۔ بیفائدہ شور و غل مچاتے۔ مقابل کے قول حق کی تسلیم کو کسر شان سے سمجھتے۔ حالانکہ واقع مین تسلیم حق کی شان ایسی بلند ہے کہ آسمان ہفتم سے برتر ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خوش سلیقہ و خوش طریقہ ہے سخندان سنجیدہ و شاعر پسندیدہ۔ مودب مہذب رنگین صحبت و ستودہ سیرت ناظم و ناثر تھے۔ نثر خوب لکھتے تھے۔ نثر کیا لکھتے تھے گویا موتی رولتے تھے۔ و نظم بھی خوب کہتے تھے۔ آپکے اشعار لالی آبدار ہین۔ سخن گوئی و شعر فہمی مین یگانہ زمانہ تھے۔ آپ آخر عمر مین دارالانشا سے محکمہ کروڑگیری بلدہ حیدرآباد مین منتقل ہوئے۔ آپ اس عہدہ پر زمانہ وفات تک مامور رہے۔ آپ خلق مجسم تھے۔ اسوجہ سے اہل شہر آپکو عزیز دل سمجھتے تھے۔ آپ پاکی کے ساتھہ نیک خلق و لطف سے ملتے تھے۔ عوام کی تالیف قلوب مین بہت ہی مستعد و سرگرم رہتے تھے۔ آخر آپ ۱۲۷۴ھ ہجری مین شہر حیدرآباد مین فوت ہوئے۔ میر زاد نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

شیرازہ نظم میرزا خان	ہم شہر بفکر او مباہی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت الٰہی
	۱۲۷۴ھ

من اشعاره الفارسی

تا جلوه تو مد نظر می شود مرا		تار نگاه سلک گهر می شود مرا
یار از نظر رفته زمین گیر می شوم		روز وداع درد کمر می شود مرا
ممنون ناله ام که درین بزم بیکسی		گاہے رفیق دیده تر می شود مرا
ما را رسا ز خاک محبت سرشته اند		بر جان و دل شکست اثر می شود مرا
خون چکاند از دیده ام نظاره دست حیا	وله	آن کف پا میرود شاید بگلگشت حنا
جرات پابوسم آخر انتقام خود کشید	وله	رنگ ما نگرفت پایش را به شب گشت حنا
از غم هر کس بدل فریاد می آید مرا	وله	شیشه بر جا شکند دل یاد می آید مرا
رحم کن اے باغبان تقصیر در گلشن	وله	که ما را از رگ گل کرده زنجیر در گلشن
زبیم نازکیها بس قلم چون بید میلرزد		مصور گر کشد بر برگ گل تصویر در گلشن
چه لازم عندلیبان شکوه سنج باغبان بودن		بسر برد این بهار آخر بهر تقدیر در گلشن
در رقص آمد آن قیامت ایجاد	وله	چون شعله بلند شد ز دلها فریاد
می آید و میرود خدا خیر کند		این برق بخرمن که خواهد افتاد
در گلشن دهر بسکه تاب داغم	وله	چون لاله اسیر پیچ و تاب داغم
کیفیت حال من تماشا دارد		چون مصرع شمع انتخاب داغم
چشمت سیاه مستی ما را ندیده است	وله	زلفت دراز دستی ما را ندیده است
بسیار بملاحظه پیمانه می دهد		ساقی هنوز مستی ما را ندیده است

از گل رعنا و سرو آزاد

خود را ز تنگی قفس آزاد میکنم		این مشت پر تواضع صیاد می کنم

در سراپردهٔ دل هر نفس آوازے ہست	وله	که درین خانهٔ نهان خانه برانداز ے ہست
ترسم اگر به بزمش ز هجوم نارسائی	وله	بخیال آستانش من و مشق جبهه سائی
که برد پیام ما را بحریم خوش نگاهان		رقمی بموده آهم دو سه مصرع هوائی
بگلشن دل پر داغ سیرها دارم		معاشران چمن انتظار من مبرید
نمی توان بفلک طرح اختلاط انداخت		مرا ز صحبت این سفله تنگ می آید
خو بعزت کرده را دربیکسی هم عالمی است		بلبل ما در قفس کم میکند یاد وطن

روشن - محمد روشن خان حیدر آبادی

روشن تخلص - محمد روشن خان نام - آپکا وطن اصلی حیدر آباد دکن ہے - ذہن و استعداد ولائق تھے - طبیعت مین چستی و چالاکی تہی - جولانی طبیعت سے شعر گوئی کے میدان مین اقران و امثال سے شائق و فائق تھے - کلام سے متانت و لطافت نمایان ہے - ہر ایک شعر و مصرع سے ملاحت و عذوبت عیان ہے ہمکو آپکے دیوان کے دو ایک ورق متفرق ملگئے - اُسمین سے چند اشعار ہدیۂ ناظرین کرتے ہین - آپ سنہ ۱۳ تیرہ سو ہجری کی ابتدا مین زندہ تہے سنہ ۱۳۰۴ ہجری کے قریب آپکا انتقال ہوا - ہمکو آپ کی تاریخ مین شک ہے - اور آپکا حال بہی پوری طور سے معلوم نہین ہوا - مگر آپکا اسقدر حال و تخلص کا نشان و پتا آپکے اُسی دیوان کے دو ورق سے جسقدر معلوم ہوا گزارش کیا گیا - چونکہ آپکا نام روشن ہے اُسی کی برکت سے آپنے اُس دیوان کے دو ورق سے یہہ روشنی دکہلائی - **هو هذه**

صلح کو یکدم مین پھر کرتا ہے جنگ	وه گل رعنا عجائب ہے دو رنگ

اُس کے آگے بلہوس چہوڑے ہوس
دیکہہ کر سختی تری روشن اُپر

خدا کیو اسطے آ اے گل باغ شباب دل
اگر کوئی طفل نو خط اُسکو لے مارے تو ہے بر جا
نکوئی رمساز رکہتا ہے نکوئی ہمراز رکہتا ہے
دل سنگین پہ اُسکے جا اثر کر کچہہ خدا سے ڈر
جلایا تلملایا تڑپہرایا بات کیا آیا
دیکہو غماز تر کان کے دیکہو فن ساز چشمان کے
گریبان چاک کر روشن دوانا ہو کہان جاوے

برنگ گل گریبان چاک ہے دل
پتنگا ہو گیا اُس شمع رو کا
بُرا ہے یا بہلا ہے کچہہ تو ہے گا
سدا رہتا ہے مست و لا اُبالی
علاج اُسکا اے روشن کیا کرون مین

کر مجکو تو نہال رہے تو نہال مل
خط دار لب کو دیکہہ کے یاقوت دنگ ہے
ہے چلبچل مین آج مرا دل الے چنچل
اتنا نہ کم نما ہو کسیکا کہا بہی کر
روشن کسے رہنچنے کوٹہہ مین شمع رو اگر

ولہ
ہر نگہ ظالم کی ہے تیغ فرنگ
ہو گیا رقت سے پارہ پارہ سنگ

ولہ
لے آیا ہون تیری خاطر شراب و کباب دل
چلا ہون آج مکتب کو بغل مین لے کتاب دل
خطاب دل جواب دل جواب دل خطاب دل
ستم کرتا ہے مجہہ کیا آتا اے اضطراب دل
قیامت مین ارے ظالم تو کیا دیگا جواب دل
یہی ہے انتخاب دل یہی ہے انتخاب دل
جگر زنجیر مین رکہتا ہے اُسکو پیچ و تاب دل

ولہ
جیون شبنم دیدۂ نمناک ہے دل
کہ جی دینے مین کیا چالاک ہے دل
میرے پیو کے قدم کا خاک ہے دل
میرا یا بیخود و بیباک ہے دل
کبہو خوش ہے کبہو غمناک ہے دل

ولہ
اپنا غلام تو جو ایصاحب جمال مل
کیا خوشنما ہوا ہے رمز سے لعل دل
ہین دلبری مین زور ترے خط و خال مین
یک لحظہ میرے ساتہہ اے ابرو ہلال مل
عشاق جیون پتنگ کرین وجد و حال مل

بتون کے گھر طرف نہ تہا دکو لانیکا کیا حاصل
دل حیران حقیقت کو دل حیران کی کیا جانے
یہجا تو جوہر معنی کو کوئی جوہر شناس کے آگے

ولہ
مسلمانون کو بتخانے مین لیجانیکا کیا حاصل
اے جان آئینہ کو آئینہ دکہلانیکا کیا حاصل
ارے روشن آئینہ نہ ہے کو دکہانیکا کیا حاصل

پاس پاتے ہین ترے پہلو نہین ہم
اب قیبون کے اوپر لا حول بہیج
عاقبت ہوتا ہے صحبت کا اثر
ہاتہہ سے مژگان کے جا سکتے نہین
تاکہ ہووین نقش پا اُس شوخ کے

ولہ
پوچھتے ہین ان کو مقبولون مین ہم
دیکہہ نہین سکتے تجہے غولو نہین ہم
بہول گئے ہین بیٹہہ کر بہولو نہین ہم
کیا کرین اب سول مین سولون مین ہم
روشن اب مل جاینگے دہولو نہین ہم

پیار نہین پاتے ہین اب پیارو نہین ہم
ہی خلافت عشق کی فرہاد سے
غنچۂ دل کیون نہووے باغ باغ
اب خدا جانے بچین یا نین بچین
کہین نظر آوے بت جادو فروش

ولہ
یاریان نہین دیکہتے یارون مین ہم
تکیہ باندہا غم کے کوہسارو نہین ہم
دلبری دیکہین مین دلدارو نہین ہم
ہین ترے آنکہون کے بیمارو نہین ہم
دہونڈتے پہرتے ہین بازارو نہین ہم

رفیقی آملی

رفیقی تخلص - آپکا اصلی وطن شہر آمل ہے - مستعد و لائق طالب علم تہا - فارسی انشا پردازی و فن معما و تاریخ مین مہارت کامل رکہتا تہا - وطن سے حج و زیارت کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہو کر اکبری زمانہ مین ملک دکن مین آیا چند مدت حیدرآباد و بیجاپور مین بسر کیا - قطب شاہیہ و عادلشاہیہ سلاطین کی مدائح مین

قصائد لکھے پھر اکبری دربار میں پہنچا۔ بارگاہ اکبری میں ملازم ہوا کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔

من اشعارہ

بستم بر حسرت پردۂ چشم نگران را	تا چشم بروئے تو نبینند دگران را
زخم شمشیر جفائے تو بمرہم بستم	تا ازو چاشنی درد تو بیرون نرود

رونق۔ عارف اللہ خان برہانپوری

رونق تخلص۔ عارف اللہ خان نام۔ آپ حافظ محمد معروف برہانپوری کے فرزند ہیں حافظ صاحب صوف نواب والاجاہ کے عہد میں برہانپور سے مدراس میں آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ نواب کی سرکار میں ملازم ہو گئے۔ سنہ ۱۱۹۲ ہجری میں رونق مدراس میں پیدا ہوئے۔ اوائل سن شعور میں کتب درسیہ عربیہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب و مولوی حاجی محمد مقیم صاحب کی خدمت میں تمام کیں۔ کتب متداولہ فارسیہ غلام محی الدین المتخلص بمعجز سے پڑھیں۔ طبع موزون تھی اکثر اشعار کہتے تھے۔ سخن کی صلاح مولانا آگاہ سے لیتے تھے۔ مدت تک میرزا محمد صادق شیرازی المتخلص بکوکب کے ہم صحبت رہے۔ آپ کو محاورات فارسی کی تحقیقات میں نہایت ہی دلچسپی تھی رات دن اسی تلاش میں مصروف رہتے تھے۔ بیس برس کی عمر میں نواب عمدۃ الامرا بہادر کے ملازم ہوئے۔ امیر الملک تاج الامرا کی خدمت میں متعین ہوئے۔ عمدۃ الامرا کے انتقال کے بعد مدراس سے کڑپا کرنول میں پہنچے۔ مدت تک سرطامسن گورنر مدراس کی سرکار میں منشی گری کی خدمت پر مامور رہے پھر بسبب کشش آب و دانہ حیدرآباد دکن میں آئے۔ زمانہ دراز تک شہر میں رہے حیدرآباد سے

بدر اس مین آمد و رفت فرماتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین عزم جزم کیا کہ غربت کی شام سے جدا ہو کر صبح وطن مین آرام لینا چاہیے۔ پس مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اقسام سخن مین خوب استعداد رکھتے تھے۔ اکثر محافل مین شعر فی البدیہہ کہتے تھے آخر بسبب ضعیفی و کم طاقتی گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر الٰہی مین مشغول ہوئے مزاج مین آزادی تھی زندانہ روش مین زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر حیدرآباد مین فوت ہوئے سنہ وفات کو کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ ہم بھی مجبوراً انہین تذکرہ نویسونکی پیروی کرتے ہین ہو ھذہ

طبع آزادان شود وارستہ از بند خطر
در بیابان ہمسری با کوہ دارد جیر ست

بعد قتلم آن ستمگر بیوفائی سنگدل
نیست کس در جا نگدازی مثل آن تا بت قدم

رخ تو در نظر آئینہ دار می آید
سترا آسا رے فرصت ندارم

کربیا نرا عجب تسخیر دلہاست
با آتشین نفس نتوان ہمزبان شدن

متاع سود و زیان بار خاطرست اینجا
ہوس سرو قدت بعد فنا ہم نرود

کے باسانی دہم از دست دامان فراق
شد بکوی او وطن ما را ز فیض چشم زار

در گذشتن آتش و آب ست یکسان سایہ را
بر لب دریا نسیمے کرد لرزان سایہ را

پا نہد بر سینہ و گوید کہ دشمن زیر پا
شمع میداند کہ آخر ہست مدفن زیر پا

بسادگی چہ قدر از تو کار می آید
کہ آغاز مرا انجام کردند

خطوط دست احسان دام کردند
کم می کند تجلی خود ماہ در سحر

چو گرد قافلہ کاروان ہم برخیز
قمری می کنم اینجا ز خاکستر خویش

بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق
بار منت ہا بسر داریم از گرداب تنگ

گره شود چو طبا شیر اشک در مژه ام — اگر بفرقت آن نے سوار گریه کنم
ربطی چو گوهرست مرا با گریستن — هستی من چو اشک بود تا گریستن
شوخی مکن نسیم بزلف نگار من — فهمیده نه قدم بشب تار اندکی

رائے ۔ کنول کشن

رائے تخلص ۔ رائے کنول کشن نام ۔ قوم کایتھ ۔ آپکا اصلی وطن پنجاب ہے
آپکے والد بہرہ مند خان عالمگیری کے دولتخانہ مین عمدہ خدمت پر مامور تھے ۔ آپ
پنجاب سے دکن مین آئے ۔ نواب آصفجاہ مرحوم کی سرکار مین خانسامان کے پیشکار تھے
مدت تک سرکار موصوف کی خدمت مین سرفراز رہے ۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین میر معروف حسین خان
بہادر خانسامان آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیشکاری پر مامور ہوئے ۔ صاحب مردم دیدہ
اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین جبتک فقیر اورنگ آباد دکن مین رہا تب تک معز الیہ فقیر سے
محبت و اخلاص کے ساتھہ ملتے تھے ۔ صاحب دانش و خوش خلق و متدین تھے ۔ کبھی کبھی
شعر کی فکر کرتے تھے ۔ باوجود کم فرصتی جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین ۔ نواب نظام علیخان بہادر
آصفجاہ ثانی نے ماہ شوال سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین قلعہ نلدرگ کو فتح کیا ۔ آپ نے اسکی تاریخ کہی

آوردہ ہاتف مژدۂ از فتح نلدرگ سترگ — دو دہ بود با ہفت و یک از ماہ شوال بزرگ

ثانی مصرع مین سنہ ۱۱۷۵ ہجری برآمد ہوتے ہین ۔ انتہی کلامہ ۔ سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین
آپکی وفات واقع ہوئی ۔ آپکا کلام سوائے اس تاریخ کے ہمکو نہین ملا اسوجہ سے
صرف اسی تاریخ پر اکتفا کیا گیا ۔

رضا ۔ محمد رضا بیگ اورنگ آبادی

رضا تخلص - محمد رضا بیگ نام - قوم مغل چغتائی برلاس سے تہے - آپکے جد بزرگوار بدخشان سے ہند مین آئے - آپکے والد دلی مین پیدا ہوئے تہے - جد بزرگوار کا انتقال دلی مین ہوا - والد با جد عالمگیر کے آخر عہد مین وارد دکن ہوئے - بادشاہی ملازم ہوے شہر اورنگ آباد مین متعین تہے - محمد رضا کی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - اور اسی شہر مین تعلیم و تربیت بہی پائی - کتب درسیہ فارسیہ فضلا و علما کے خدمت مین نہایت تحقیق سے حاصل کین بعد طالب علم ہوئے - طبع موزون و فکر رسا سے موصوف تہے - شعرگوئی شروع کی - شاہ سراج اورنگ آبادی سے کلام کی مشق کرتے تہے آپکا کلام شیرین و رنگین ہے - مجہی نرائن چمنستان مین لکہتے مین کہ مین نے تالیف کتاب کیوقت ایک رقعہ اشعار کی طلب مین آپکی خدمت مین بہیجا - آپنے رقعہ کا جواب نظم مین لکہکر بہیجا - ع یار کا جور و ستم کیون نہ مین برداشت کرون + اس سے آئندہ مجہے چشم کرم باقی ہے + بعد مرنے کے رہونگا مین کفن مین بیتاب + بسکہ سینے مین رضا یار کا غم باقی ہے + انتہی کلامہ -

من اشعارہ الہندی

ہے کسقدر میرا خود نما دورنگ
چہپا ہوا مت دو رخ بے نقاب پردے مین

آئینہ اُس کے سامنے آکر ہوا دورنگ
نہین رہا ہے کہین آفتاب پردے مین

رکہا ہون الفت ساقی کو اسطرح سے نہان
کار دنیا کیجیے یا فکر عقبی کیجیے

کہ جسطرح سے ہے کوئی شراب پردے مین
عمر کا عرصہ نپٹ تنگ اسمین کیا کیجیے

گرچہ ہمکو جلوہ دیدار کی طاقت نہین
اے رضا انہین تمناؤن سے دل بالکل اُٹہا

ایکدم جو کچہہ کہ ہونا ہو تماشا کیجیے
عشق کی راہ مین تسلیم و رضا لازم ہے

رنگین ۔ لعل چند اورنگ آبادی

رنگین تخلص ۔ لعل چند نام ۔ قوم کایتھ ۔ اورنگ آبادی المولد ہے ۔ رنگین مزاج و خوش گفتار تہا ۔ شروع جوانی مین لہو و لعب عیش طرب مین مشغول رہتا تہا ۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا ۔ آخر سنبھل گیا ۔ اور اپنی گذشتہ حالت پر افسوس کرنے لگا ۔ معاش و قوت بسری کی فکر پیدا ہوئی ۔ پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا ۔ شاہ سامی اورنگ آبادی کے خدمت مین حاضر ہونے لگا ۔ چند روز استفادہ کیا ۔ طبع موزون و فکر رسا رکہتا تہا ۔ ریختہ مین شعر گوئی شروع کی ۔ اور شاہ سامی سے اصلاح لینے لگا ۔ تہوڑے ہی زمانہ مین شاعر یکتا ہو گیا ۔ لچھمی نرائن شفیق کا معاصر ہے ۔ آپکا انتقال ۱۱۹۵ہجری مین ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

آج وہ شوخ رنگیلا جو چمن مین آوے
ناصحون کی ہی نصیحت نہین اسکو قبول

سرو چلنے کو لگے غنچہ سخن مین آوے
بات کرتا ہے وہی سکے جو من مین آوے

زاغ کو کبک کی رفتار نہین آنے کی
بوالہوس کو نکہو عشق کے فن مین آوے

جسکے نین ہوگی خواہش سخن رنگین کی
ہند سے نہین ہی عجب گر وہ دکن مین آوے

عشق مین کوئی نہین آج میرے آوے گا
کہ گرفتار ہون مین سلسلۂ تمکین کا

کام مین اپنے ہون سرگرم نہین کس سے کام
ہجو سے وق نہین مشتاق نہین تحسین کا

راز ۔ نوازش خان اورنگ آبادی

راز تخلص ۔ نوازش خان نام ۔ ایرانی الاصل ہین ۔ آپکے والد ماجد علی مردان خان محمد فرخ سیر کے

زمانہ مین شاہ ایران کیطرف سے سفیر ہوکر آئے تہے۔ شاہ جہان آباد مین چند روز رہے
پہر وآن سے دکن مین رونق افزا ہوئے۔ بندگان آصفجاہ کی خدمت مین پہنچے۔
عنایت و رحمت شاہی سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ پہر بعارضہ طبعی فوت ہوئے۔ آپکے
خلف الصدق میان راز نوازش خان کا خطاب پاکر تمام بلدہ اورنگ آباد کی خدمت
داروغگی پر ما مور ہوئے۔ جوان صالح متقی و پرہیزگار تہے۔ موزون الطبع و شعر فہم
تہے۔ زور طبیعت سے شعر کی فکر کرتے تہے۔ آپکا کلام بامزہ ہے۔ تازہ تازہ مضامین
سے شگفتہ و خندان ہے۔ کم گو تہے۔ کبہی کبہی موزون کرتے تہے۔ رفتہ رفتہ تمام اشعار
کا مجموعہ ہوگیا۔ ایک مختصر دیوان بنگیا۔ صاحب دیوان مشہور ہین۔ آپکا انتقال
سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین ہوا۔

من اشعار الفارسی

در بزم تو تا ز پا نشستم
چون گرد بشوق پا بہوسی
از بہارش گلے نچید رقیب

چون نقش بمدعا نشستم
در کوئے تو جا بجا نشستم
خار شد آن چنان کہ می باید

ربط۔ بالا پرشاد حیدر آبادی

ربط تخلص۔ بالا پرشاد نام۔ آپکے بزرگ مشاہیر لکہنو سے تہے۔ آپکی ولادت
بہی شہر لکہنو مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب فارسیہ استادون سے تمام کین
تحریر و تقریر مین عمدہ لیاقت حاصل کی۔ شعر گوئی کا نہایت ہی شوق تہا طبیعت
چستی و چالاکی مین جولانی کر رہی تہی۔ دماغ مین نازک خیالی جوش مار رہی تہی کہ

شعر کہنا شروع کیا۔ آپکے اشعار اوائل ہی مین سنجیدہ و برجستہ ہونے لگے چند روز کی مشق مین پختگی و شستگی نظر آنے لگی۔ آپ وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ راجہ خوشحال چند بہادر کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوئے۔ راجہ صاحب کی وجہ منصب مناسب بہی مقرر ہوگئے۔ آپ شعر و سخن کے شیفتہ تہے۔ حیدرآباد سے بغرض ملاقات شعرائے ہند لکہنو روانہ ہوئے۔ وہان شعرائے معاصرین سے ملے مشاعرہ مین شریک ہوئے۔ شعرا کی طرح پر غزلین موزون کئے۔ مجمع شعرا مین اپنا کلام پڑہا اور سب کو سنایا۔ سب نے پسند اور آپکو مواہیر سے وثیقہ اسباب کا مرحمت کیا کہ آپ سنہ شباب مین فرید زمانہ ہین۔ اور آپکے اشعار فرائد ہین۔ آپ خوش کلام جادو بیان تہے۔ آپکے اشعار مین مضامین دلگداز ہوتے ہین۔ آپ خوش اخلاق صاحب مروت و سخاوت تہے آخر سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ مرکر اٹہے۔

من اشعارہ الہندی

تاب و توان و صبر گئے دلکے ساتہہ ساتہہ
تب مجھکو یار کہتے تہے مرنا سہج نہین
قاتل سے اب کوئی نہین کہتا کہ دو قدم
سر سے کفن لپیٹے ہوئے پہرتے ہین بط

ولہ

محفل اٹہی ہے صاحب محفل کے ساتہہ ساتہہ
کچہہ دن پہرا تو کیجئے قاتل کے ساتہہ ساتہہ
تو بہی تو چل جنازۂ بسمل کے ساتہہ ساتہہ
مرنیکے اشتیاق مین قاتل کے ساتہہ ساتہہ

کر نخل تمنا کو ہمارے ثمر آوے
تصویر اگر شمع رسالت کی لکہون مین
طوفان مرے اشکو نکا اگر پہر پر آوے
شمشیر کا پہل پہول سپر کا نظر آوے
خامہ سے نکل جلوۂ شق القمر آوے
گردون بمثل نوح کی کشتی نظر آوے

یون تو یونہی صحیح منکر ہین مرے قتل سے آپ وہ جو خنجر مرے مژگان کیطرح ہے پرخون	سرخی پنجۂ نازک کو حنا کہتے ہین یہہ جو دامن پہ ہین چھینٹے اسے کیا کہتے ہین

رضا۔ محمد رضا خان مدراسی

رضا تخلص۔ محمد رضا خان نام۔ آپ نواب حسین دوست خان رئیس و جاگیردار قلعہ اولکنڈہ مدراس کے فرزند ہین آپکے جد بزرگ نواب شمشیر الدولہ مبارز جنگ چندا صاحب کے فرزند تھے۔ چندا صاحب کرناٹک کے والی رئیس تھے۔ آپ فن شعر گوئی مین مرزا دبیر لکھنوی کے شاگرد ہین۔ آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر کہتے ہین۔ اور آپ اُستاد کی طرح مرثیہ گوئی مین بھی بے نظیر ہین۔ آپکا اکثر کلام گلدستون اور اخبارات مین مطبوع ہوتا ہے۔ مشہور و معروف ہے آپکی عمر بیالیس برس کی ہوگی۔ نیک طینت و پسندیدہ سیرت ہین۔ خاندانی شرافت و نجابت کے یادگار ہین۔ طال اللہ بقاہ۔ ہم کو یہ بات نہین معلوم ہوئی کہ آپ مدراس مین سکونت پذیر ہین یا لکھنو مین۔

من اشعارہ الہندی

دوست دشمن عدو یگانہ ہوا ہم اُسی بیوفا پہ مرتے ہین		منقلب کسقدر زمانہ ہوا جسکا وعدہ کبھی وفا نہ ہوا
سفاک کی گلی مین تہا خون تا کمر روان	ولہ	تقدیر نے دکہائی نئی کربلا مجھے

من اشعارہ الفارسی

شور شش محشر فتد گر شبے غوغا کنم	تازہ قیامت شود صبح چو نالا کنم

نیست جنونم چنان خواہش لیلا کنم	مشرب من دگر و مشرب مجنون دگر

راز۔ مولوی احسان الحق دہلوی

راز تخلص۔ مولوی احسان الحق نام۔ دہلوی الاصل ہین۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین متوطن ہین۔ سرکار عالی نظام سے یومیہ مناسب پاتے ہین۔ عالم فاضل ہین شعرگوئی مین بھی ہوشیار و چالاک ہین حکیم نواب مرزا احمد جان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ شعر خوب کہتے ہین۔ کلام سنجیدہ ہوتا ہے۔ آپ خوش طبع و خوش فکر ہین۔ پاکیزہ طبیعت و پسندیدہ سیرت ہین۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند خدا و رسول کے اوامر و نواہی پر کاربند ہین۔ خدا تعالی آپکو خوش خرم رکھے۔

من اشعارہ الہندیہ

رنگ آتا ہے نظر بدلا ہوا گلزار کا	بلبلو سایہ پڑا کس کے گل رخسار کا
ہو نہ جب ممکن علاج اس عشق کے بیمار کا	کیا اطبا دم بخود کیونہو نہ عیسٰی بھی ہین
اک جہان دل سے بیکے طالب ہے ترے دیدار کا	گرمئے بازار یوسف کی کہان تھی اسقدر
فتنہ محشر بھی بندہ ہے تری رفتار کا	یہ صدا پازیب کی جھنکار سے آتی ہی صاف

رسا۔ محمد وجیہ الدین خان حیدرآبادی

رسا تخلص۔ محمد وجیہ الدین نام۔ آپ محمد بہار الدین خان حیدرآبادی کے فرزند ہین۔ فارسی نوشت خواند ہین ہوشیار و مستعد ہین۔ ذہین و فطین ہین سخن سنجی و شعرگوئی مین خوش کلام و شیرین بیان ہین۔ آپنے ڈاکٹر احمد حسین صاحب

مائل ہے مشق کی ہے۔ مزاج مین شاعرانہ شوخی وظرافت ہے۔ شگفتہ جبین خندان روہین۔ یاران ہم مشرب کی مجلس کے رونق ہین بارک اللہ فی عمرہ۔ فی الحال آپکی عمر قیاسًا چھبیس برس کی ہوگی۔ معلوم نہین آپ کس محکمہ مین ملازم ہین

من اشعارہ الہندی

گر تجکو رسا یار کے دیدار کا ہے شوق
وقت آرایش نگہ پڑتے ہی مضطر ہو گیا
ہان جواب وصل کی تکرار دیتی ہے مزا
ذرہ ہائے خاک بہی زنجیر جوہر بنگئے

ولہ

آنکھون مین عینک خود رشید و قمر ہے آج
خود تڑپ کر عکس آئینہ سے باہر ہو گیا
آپکا انکار بہی قند مکرر ہو گیا
نقش پائے یار مرات سکندر ہو گیا

رشید۔ محمد شکر اللہ خان لکہنوی

رشید تخلص محمد شکر اللہ نام۔ آپ لکہنو کے مشاہیر شرفا سے ہین۔ اما ثدیہ سبب ہین علم و فضل سے آراستہ لیاقت و قابلیت سے پیراستہ ہین۔ شاعر خوش بیان و شیرین زبان ہین۔ آپکو مرزا دبیر مرحوم سے تلمذ ہے۔ آپ استاد کے مقام پیرو ہین مرثیہ و سلام نہایت ہی خوب کہتے ہین۔ اور ایسی خوبی سے پڑہتے ہین کہ سننے والے نہایت محظوظ ہوتے ہین۔ فی الحال آپکی عمر قیاسًا ساٹہہ برس کی ہوگی۔ آپ کسی زبردست توسل و ذریعہ کی وجہ سے مدار المہام کے معتمد کے حکم سے بلائے گئے۔ آپ لکہنو سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اورنگ آباد صوبہ دکن مین تحصیل داری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کس ضلع اور تعلقہ مین ہین جہان ہون اللہ تعالی اُن کو خوش حال رکہے۔

من اشعارہ الہندی

کیجئے نہ امتحان مرا غیرون کے سامنے
مارا ہے تیغ ناز نے اک شوخ چشم کے
رفتار ناز سے کہین محشر بپا نہو
بوئے وفا کچھہ آتی ہے اے غیرت چمن
ساقی کے فیض عام سے ہے دور آفتاب
تصویر یار نے مجھے عامل بنا دیا

ولہ

فرمائے تو رکھدون کلیجہ نکال کے
بہائے ہون زخم دلپہ زبان غزال کے
او ترک رکھہ زمین پہ قدم دیکھہ بھال کے
دل ہے کیا کا گل تصویر ہاتھہ مین
جام سوال لے فلک پیر ہاتھہ مین
الفت کا نقش ہے پئے تسخیر ہاتھہ مین

رضا حسین رضا لکھنوی

رضا تخلص۔ رضا حسین نام۔ آپ شیخ مہدی علی لکھنوی کے خلف الصدق ہین آپکے بزرگ شاہان دلی کے زمانہ مین معزز و مکرم ہے۔ عہدہائے جلیلہ پر مامور رہے اور لکھنؤ مین بھی نواب شجاع الدولہ کے عہد مین عزت و آبرو سے بسر کرتے رہے۔ آپ عالم شباب مین مولوی ہادی علیصاحب اشک مرحوم اور مولوی عبد الغفور سے کتب درسیہ تحصیل کین مستعد و لائق ہین۔ اور شعر گوئی مین جناب اسیر لکھنوی کے شاگرد ہین۔ چندسال سے حیدرآباد مین رونق افزا ہین وکالت کرتے ہین۔ خوش مزاج و ظریف الطبع ہین۔ آپکا کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے۔ اسوقت آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی مجھے ابیات کا پتا نہین ملا کہ صاحب ترجمہ حیدرآباد مین کس محکمہ مین ملازم ہین۔ صرف اسقدر جانتا ہون کہ شاعر لائق ہین اور میرا اسقدر جاننا بھی گلدستون جدیدہ سے معلوم ہوا ہے۔

رہی گرمی نہ باقی نام کو خورشید محشر مین	قیامت کی تری تہی ہمکشون کے دامن مین
خیال عارض جانان نہین ہے دیدۂ تر مین	حنیۂ شعلہ کا پیوند ہے پانیکی چادر مین
وہ مرغ خوشنوا ہون ایک عالم سننے آتا ہے	رہا کرتا ہے جب سے رات دن صیاد کے گہر سے
اُنہین کے منہ کا لقمہ تو غیر ہوتا ہے	جو مثل آسیا آٹھون پہر تنتے ہین چکر مین
رضا اب چادر گل بہی نہین ہے اُنکی تربت پر	لدے رہتے تہے جو نازک بدن پہولونکی زیور مین

رائق حکیم باقر حسن خان

رائق تخلص۔ باقر حسن خان نام۔ آپکا مسقط الراس قصبۂ او دگیر ضلع مدراس ہے۔ آپ معززین ہونا عط سے ہین۔ آپ عربی و فارسی مین استعداد کامل رکہتے تہے۔ فارسی کی نظم و نثر لکہنے مین فرد فرید شمار کئے جاتے تہے۔ آپ تلمذ مولوی باقر آگاہ سے تہا۔ آپکا کلام نہایت فصیح و بلیغ ہوتا ہے۔ نواب اعظم جاہ بہادر کی مصاحبت تہے۔ نواب صاحب آپکی بہت تعظیم و تکریم فرماتے تہے۔ آپ نواب صاحب کے عنایت و کرم سے خوشحال و فارغ بال تہے۔ جب تک زندہ رہے خوش خرم رہے۔ تذکرۂ گلدستۂ کرناٹک آپ کی تالیف سے ہے۔ شعر و شاعری کے فریفتہ تہے۔ آخر آپ ۱۲۴۷ سنہ ہجری مین اس دار فانی سے عالم آخرت مین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بزاری عرض مطلب کن اجابت گر ہوس داری	اثر ہا در گرہ باشد دعائے وقت باران را
ہمین ادائے تو تنہا نہ آفت جان ست	بہ پردۂ چشم ترا فتنہ ہائے پنہان ست
از تماشائے جالت چہ بلا جوشد اشک	حشر طفلان شود آنجا کہ تماشا باشد

کرد بیہوشس مرا گردش چشم سیہش	من ازین ساغر سرشار بسے مست شدم

راقم۔ محمد حسین قادری

راقم تخلص۔ محمد حسین نام۔ مشربًا قادری۔ آپ نجم الدین حسن خوشنویس کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ مسقط الراس مدراس ہے۔ آپ سن شعور کے بعد تحصیل علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے۔ مفتی بدرالدولہ بہادر کی خدمت مین تحصیل تکمیل سے فارغ ہوئے۔ آپکو شاعری کا شوق ہوا مولوی محی الدین واقف و ابوطیب خان والاو شائق کی خدمت مین مشق کلام کی۔ اساتذہ کی توجہ و اصلاح سے شاعر کامل ہوئے۔ آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے لطافت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ شائقین کو مطالعہ سے لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے۔ آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

گداخت شعلہ روئیت دماغ آئینہ را	شکست مستی چشمت ایاغ آئینہ را
ز جور چرخ نرستند خوبرویان ہم	نگاہ کن کلف ماہ و داغ آئینہ را
بسان خط شعاعی ز تاب مہر رخت	نگہ بدیدۂ من رعشہ وار میگردد

رام۔ لالہ رام پرشاد

رام تخلص۔ لالہ رام پرشاد نام۔ قوم کایتہ سکسینہ۔ ساکن برہانپور۔ شاعر خوش فکر و سنجیدہ طبع تھا۔ کلام صاف و پاکیزہ کہتا تھا۔ معانی تازہ کو ایجاد کرتا تھا۔ سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من کلامہ

آہ حسرت می کشد از رشک ما باد صبا	از دم ما غنچۂ تصویر خندان می شود

راغب - میر مبارک اللہ خان

راغب تخلص - میر مبارک اللہ خان نام - بلخی الاصل ہین - آپکے بزرگان سلف قصبۂ امام علاقۂ بلخ مین متوطن تہے - آپکے جد امجد سید معصوم خان دادا سید عبد اللہ خان وطن مالوفہ سے حضرت آصفجاہ اوّل کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آئے - حضور کی ملازمت سے مشرف ہوئے - حضور آصفجاہ نے آپکو منصب مناسب سے سرفراز کرکے اپنی مصاحبت مین رکہا - حضور کی زندگی تک خوش رہے - صاحب ترجمہ کے والد ماجد سید عاصم خان بہادر مبارز جنگ حیدرآباد سے نواب امیر الہند والاجاہ محمد علیخان بہادر کی خدمت مین مدراس گئے - نواب نے آپکی بہت خاطرداری و مدارات کی اور معزز خدمت پر مامور فرمایا - آپکے والد ماجد حسن خدمت کے ذریعہ سے درجۂ مدار المہامی پر پہنچ گئے - بہادری جنگی خطاب سے مخاطب ہوئے - زمین مدراس مین راغب صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۲۰۳ھ ہجری مین واقع ہوئی - آپنے سن شعور کے بعد اساتذہ بزرگ سے کتب علوم و فنون تحصیل کین - تحصیل و تکمیل کے بعد سخن سنجی و شعرگوئی کے طرف مائل ہوئے - چند روز کی مشق مین کلام سنجیدہ موزون فرمانے لگے - آپکے کلام سے نقادان سخن محظوظ ہوتے تہے - آپکی رنگین بیانی و شیرین معانی کی تعریف کرتے تہے - آپکے کلام سے فصاحت و بلاغت نمایان ہوتی تہی - آپکی سنہ وفات کی تاریخ معلوم نہین ہوئی - آپکی تالیفات سے ایک ساقی نامہ - دم فراق نامہ سوم ولولۂ ... ہین - اب مین آپکے چند اشعار گزارش کرتا ہون ھو ھٰذہ

چون گل نرگس نمی آید بہم مژگان ما — وله — در تلاش کیست یارب دیدۂ حیران ما

آتش عشق که یارب شعله زد در جان ما — شور زنہا دارد کباب آسا دل بریان ما

در چمن کردم چو وصف نکہت گفتار او — وله — با زبان لال شد سر در گریبان غنچه را

ہلالے عید قربان ناز تیغ ابرویش دیدم — وله — برنگ نیم بسمل میکنم مشق طپیدن نہا

زبس دارم بسر سودائے عشق لاابالی را — وله — رگ برق از طپیدن کرده ام تار نہانی را

چون شاخ گل پیاله بکف باش در بہار — وله — دستے که بے می است کم از زینت خار نیست

راغب امروز مجال لب کشائیہا نماند — وله — من چگویم فکر زنقش ہر سخنم در کام ریخت

کس نکند زبیکسی وقفه پہلوئے من آه — وله — ناوک او ہم از دلم برق صفت گذار کرد

چسان شہید ترا از طپش امان باشد — وله — تبسم تو نمک پاش زخم جان باشد

حصار عافیت بر مسند و قالین چه میجوئی — وله — من از عزلت بنقش بوریائے خود زره پوشم

آنچه در یک جام صہبا دیده ام در بزم یار — وله — سالہا باید که بیند در طلسم جام جم

باقیست کاروبار بہار از غبار من — وله — بیہوده نیست رُستن گل از مزار من

زاضطراب خود آرام یافتم راغب — وله — بسان جنبش گہواره شد طپیدن من

ذره جانگداز عشق چو شمع — وله — گرم رفتار باش تا باشی

گشت از مضمون خط روشن مرا — وله — گلرخان دارند حسن عارضی

حرف السین المہمله

سراج - سید سراج الدین حسینی اورنگ آبادی

سراج تخلص - سید سراج الدین نام - آپ سادات حسینی خاندان مشائخ سے تھے - تربیت و تعلیم اسی شہر فیض بہر مین پائی - آپنے اپنا حال منتخب دواوین کے

دیباچہ مین لکھا۔ ہم اُسکا ترجمہ بجنسہ لکھتے ہین۔ اور اُس منتخب کا نام ریختی (منتخب دیوانہا) ہے
یہہ فقیر بارہ برس کی عمر مین جوش جذبہ و غلبۂ شوق سے سات برس تک برہنہ تن
و برہنہ سر رہا۔ اکثر اوقات عالم بیخودی مین حضرت شاہ برہان الدین غریب دولت آبادی
کے روضہ کے اطراف مین گھومتا تھا۔ اسی دور و طواف مین رات دن بسر کرتا تھا
اور اسی حالت مستی مین اکثر اشعار فارسی زبان سے برآمد ہوتے تھے۔ مگر تحریر کے
دائرہ مین نہین آتے تھے۔ اگر اتفاقاً کوئی شائق حاضر ہوتا تھا تو لکھ لیتا تھا
کاش اگر وہ تمام اشعار موجود ہوتے تو ایک ضخیم و بزرگ دیوان مرتب ہو جاتا۔ اور اُنکے
دیکھنے سے عالم کو تعجب ہوتا۔ اور اُن کو الہامات سے تصور کرتے۔ بعد مدت مذکورہ کے
بعد حضرت خواجہ سید شاہ عبدالرحمن چشتی الصوفی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کی خدمت مین
پہنچا۔ حسن ارادت سے مرید ہوا۔ اُن دنون مین بپاس خاطر عزیزی عبدالرسول خان صاحب
جو فقیر کے برادر طریقت تھے اکثر اشعار ریختہ زبان مین لکھے گئے۔ خانصاحب نے
جواہر متفرق کو جو تخمیناً پانچ ہزار اشعار تھے۔ حرف تہجی مین ترتیب دیا۔ اور کامل
دیوان شائقین کی خدمت مین بہیجا۔ شہر مین دیوان کی شہرت ہوئی۔ پھر فقیر نے
بمقتضائے الفقر فخری فقیری اختیار کی۔ اور مرشد کے حکم سے شعر گوئی ترک کی۔
اسوقت سترواں سال ہے کہ ابتک ایک فرد بھی نہین لکھی انتہی کلامہ۔

چمنستان و تحفۃ الشعرا کے مولفین نے لکھا کہ جناب سراج صاحب سوز و گداز فقیر باکمال
تھے۔ مقبول درگاہ ربانی۔ مسافر دوست و غریب نواز تھے۔ گوشہ نشین و خلوت گزین
پاکیزہ دل و پاکیزہ دین تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری اس درجہ تھی کہ ہر کس و ناکس
کے سامنے جھکے جاتے تھے۔ سبکروح و ہنس مکھ تھے۔ بوڑھون مین بوڑھے جوانون مین

جوان بچوں میں بچے بنتے تھے۔ نہایت خوش نفسی سے ملتے تھے۔ اہل دکن کیا امیر و کیا
فقیر سب آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ جناب میر صاحب نے نکات الشعرا میں
لکھا کہ سید سراج سید حمزہ کا شاگرد ہے۔ شاید ہو۔ مگر مشہور ہے کہ آپکی شاعری خداداد
تھی۔ آپنے کسی سے اصلاح نہیں لی آپ خدا کے شاگرد تھے۔ آپنے کلام کو اُس خوبی
و خوش سلوبی سے ترکیب دیا کہ اُستادانہ کلام معلوم ہوتا ہے مضامین پاکیزہ و معانی
تازہ کو اُس انداز سے بیان کیا ہے کہ دیکھنے سے لطف و مزہ آتا ہے۔ ولی اورنگ آبادی
کے بعد شعر ریختہ کا بازار آپ ہی کی بدولت گرم ہوا۔ اور شعر و سخن کا افسردہ چمن تازہ دم ہوا

شاعری

آپ کی سخن کا آوازہ اطراف دکن میں عالم بالا کو پہنچا۔ اور کلام کی قبولیت نے وہ رتبہ پایا
کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول ہوا۔ اور آپ فارسی شعرگوئی میں بھی شعرا کی مجلس میں
روشن چراغ۔ خوش کلام و عالی دماغ تھے۔ فارسی کلام کی بندش با محاورہ اور
ہر ایک شعر میں لطف و خوبی کا ذخیرہ۔ کلام کی چستی و زبان کی درستی نے وہ رنگ
دکھایا کہ اہل زبان بول اُٹھتے کہ یہہ ایرانی الاصل ہے۔ دیکھو کلام بھی زبان حال سے
کہہ رہا ہے کہ یہہ بزرگ ہندی الاصل نہیں ہے۔ آپ دونوں زبان میں صاحب دیوان
ہیں۔ فقیر مؤلف کو نہایت تلاش و جستجو سے ہندی دیوان کامل ملا ہے۔ افسوس کہ فارسی
دیوان نہیں ملا مگر منتخب اشعار ملے ہیں لیکن وہ بھی موسی ندی کی طغیانی میں گل آلود ہو گئے
ہیں ہم آپکے احوال کے خاتمہ پر ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھیں گے۔

طرز کلام

آپکا کلام بھی ولی کیطرح ایہام و زود معانی الفاظ سے پاک و صاف ہے۔ سیدھا سادہ بیان
ہے۔ تکلف و بناوٹ کا نشان نہیں۔ اکثر غزلوں میں حسن و عشق کے کرشمے و معشوق
کے غمزے ہیں۔ خط و خال کے سبزے لب و رخسار کے پھول بوٹے ہیں۔ دیکھنے سے گلزار کی

سیر کا لطف ہوتا ہے۔ اور پڑھنے سے قندونبات کا مزہ آتا ہے۔ اور بعض اشعار مین
توحید و معرفت کا نقشہ اور بعض مین محویت کا تماشا ہے۔ جو عارف ہین اُن کے
مطالعہ سے بیتاب و بیخود ہوتے ہین۔ ہوش سے بیہوش ہوتے ہین۔
چمنستان کے مولف نے لکھا کہ سراج دکنی ریختہ گوئی مین ولی کا قائم مقام تھا۔ اس ملک مین
استادی کے رتبہ کو پہنچا تھا۔ ولی نے اس مین مین جو کچھ پودے جمائے تھے، اور جو کچھ
سبزے لگائے تھے۔ سراج نے اُن کو اپنی توجہ کے پانی سے سیراب شاداب کیا خوب
پہولے اور پہلے۔ اہل دکن نے کمال رغبت سے چنے اور اُن سے مزے اُٹھائے۔
ولی کے بعد دکن مین سراج کا چراغ روشن ہوا۔ اسی کی روشنی نے دکن کو گھیر لیا
اور خاص و عام کو چمکا دیا۔ اطراف و اقطار مین انہین کے اشعار کی چمک دمک تھی
اور کوچہ و بازار مین انہی کی خوشبو لپک رہی تھی۔ شہر مین کوئی محفل ایسی نہ تھی
جسمین آپ نہون۔ ہر ایک محفل مین آپ ہی صدر ہوتے تھے۔ مشائخ و علما
آپکی بڑی قدر کرتے تھے۔ آپ چشتیہ طریقہ کے پابند تھے۔ ہفتہ مین ایک روز
محفل سماع فرماتے تھے۔ اسمین شہر کے اکثر عمائد و مشائخ جمع ہوتے تھے۔ قوال و گوّیے
آپکی غزلین سناتے تھے۔ کبھی سامعین کو رُلاتے کبھی لٹاتے تھے۔ کوئی وجد و حال مین
تڑپتا تھا۔ کوئی وحدت کی دریا مین ڈوبتا تھا۔ صوفیائے کرام لطف و مزہ پاتے تھے
آنکھون سے آنسو بہاتے تھے۔ مجلس مین آپکا وہ رعب و داب تھا۔ کہ سب اہل مجلس
باادب عالم سکوت مین ہوتے تھے۔ سانس لینا بھی خلاف ادب سمجھتے تھے۔ آپکی نظر
و توجہ مین وہ جلال و اثر تھا جس پر توجہ کرتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تھا
اور جسپر ہاتھہ رکھتے لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا۔ بڑے صاحب کمال و صاحب دل اور قوال تھے

جو کچھ پاس ہوتا تھا یا نذرانہ آتا تھا وہ سب قوالون کے نذر ہوتا تھا۔ زندہ دل
خاک سیرت پاک طینت تھے۔ زندگی توکل و قناعت پر بسر کرتے تھے۔ تا بمرگ
کسی سے سائل نہین ہوئے۔ نہ دنیا و مافیہا کے طرف مائل ہوئے۔ اکثر امرا آپ کی
خدمت کرتے تھے۔ آپ کو کسی کی پروا نہ تھی۔ اُسوقت دکن مین آپکے معاصرین مین سے
میر غلام علی آزاد بلگرامی و عبد الوہاب افتخار دولت آبادی و ظفر بیگ ظفر اورنگ آبادی
محمد فقیہہ دردمند اَوگیری۔ مرزا محمد باقر شہید و جان مرزا رسا۔ و موسوی خان جرأت
اورنگ آبادی و عبد القادر سامی اورنگ آبادی و عارف الدینخان عاجز۔ و موسوی خان
فطرت خافی خان۔ و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی و میر اولاد محمد ذکا بلگرامی وغیرہ
شعرا و علما و مشائخ تھے۔ خوب مشاعرے و جلسے حریفان ہم مشرب کے ہوتے تھے۔ آپ
باوجود گوشہ نشینی بزرگون کے اعراس اور شعرا کے مشاعرون مین ضرور شریک ہوتے تھے
اگرچہ درویشی کے بعد شعر گوئی ترک کر دی تھی مگر کبھی کبھی یاران ہم جلسہ کے اصرار سے
کہدیتے تھے۔ شعرا کے کلام کو نہایت شوق سے سنتے تھے۔ غور و فکر کی ترازو
مین خوب تولتے تھے۔ نقاد سخن تھے۔ منصف مزاج و حق پسند تھے۔ سخن سنجیدہ
و کلام پسندیدہ کی داد دیتے تھے۔ شعرا کے دلون کو باغ باغ کر دیتے تھے۔ جناب آزاد
بلگرامی و میر اولاد محمد بلگرامی و لچھمی نرائن اورنگ آبادی سے نہایت محبت رکھتے تھے
آپنے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اساتذہ کے دواوین فارسی کا منتخب بنایا۔ اُسمین متقدمین
و معاصرین کا کلام جمع کیا۔ کتاب مین شعرا کے نام حروف تہجی پر لکھے اور ردیف کی
رعایت بھی کی ہے اور مجموعہ کا تاریخی نام (منتخب دیوانہا) رکھا۔ مجموعہ ضخیم ہے
اُسمین کئی ہزار اشعار ہین۔ منتخب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نقاد سخن تھے

معاصرین کے مختصر حال

تبصرۂ تالیف و تصنیف

کہرے اور کہوٹے کو خوب پرکہتے تہے۔ دواوین میں جو اشعار جاندار تہے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تہے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے میں جو اشعار جاندار تہے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تہے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے للّٰہ درّہٗ۔ صاحب چمنستان نے لکہا کہ آپنے ۱۱۷۳ ہجری مین ایک مثنوی مسمّی بہ بوستان خیال لکہی اسکی ایکہزار ساٹہہ ابیات مین مثنوی ریختہ زبان مین ہے۔ آپنے اُسمین جوش طبیعت و شوق دل سے خوب ہی عرق ریزی کی۔ مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کے جمع کرنے مین نہایت ہی سوزی کی۔ گل و بلبل کا فسانہ ہے۔ گل پہ بلبل دیوانہ ہے۔ ان دونون کا قصہ ہے کہین گل کے ناز و انداز ہین کہین بلبل کے سوز و گداز ہین۔ کہین نالہ جان خراش کے جولانیان کہین شب فراق کی طولانیان ہین۔ غرض یہہ قصہ شروع سے آخر تک عاشق و معشوق کے حالات کا نقشا ہے۔ خزان و بہار و لیل و نہار کا تماشا ہے۔

خوش عقیدہ۔ سنن و فرائض کے پابند تہے۔ ائمہ دین کے اقوال و افعال پر کاربند پیر و مرشد سے نہایت ہی خلوص ارادت رکہتے تہے۔ فنافی الشیخ کے مرتبہ مین تہے آپکا شعر شاہد حال ہے

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر یار کا دیدار پا کر اے سراج	شغل جاری کہہ سراکدم مین ہوا احسان کا شکر رحمان کرکے تو واصل ہوا

آپنے بہی تعلی و تفاخر مین غزلون کے مقطعون مین شعرا سلف و خلف کی پیروی کی ہے ہم دیوان سے چند فخریہ اشعار لکہتے مین **ھو ھذا**

نہین دہا سخن آبدار کا موتی	سراج طبع کے سب جوہران کو رول چکا

وہ شکر ہیں اب تے گوش دل سون نام سنکر یہ ریختہ کو ۔۔۔ کہا یہ میٹھی بچن سے مجکو سراج تیرین کلام ستا

تجھ بنا اے سراج بعد ولی کے ۔۔۔ کوئی صاحب سخن نہین دیکھا

اے سراج آرزوئے قند نہین ۔۔۔ شعر تیرا ہے جیون نبات لذیذ

شاید کہ بعد مرگ کرین یاد خاص و عام ۔۔۔ مشہور ہین سراج کا شیرین سخن ہنوز

سراج از بس اکثرے اشعار رنگین ہین ۔۔۔ مثال گل ہر ایک طبع کو مرغوب تا ہے

ایکروز آپ نے پوچھی نراین شفیق اورنگ آبادی سے آزاد بلگرامی کے شعر مین سے

بعد رنگ وحشت است پری را ز آئینہ ۔۔۔ دلہا چرا ارادۂ تسخیر می کند

رم کردن پری از آئینہ کی سند طلب کی۔ شفیق نے خاقانی کی بیت سند پیش کی سے

ساقی بزم چون پری جام بکف آئینہ ۔۔۔ او نرمد جام اگر ز آئینہ می رمد پری

آپ بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا آج ہمکو یہہ فائدہ حاصل ہوا۔

آخر چوتھی تاریخ شوال یوم جمعہ ۱۱۷۷ھ گیارہ سے ستتر ہجری مین آپکی ہستی کا چراغ ہوائے نیستی سے گل ہوا۔ اور چمن بہشت کا رونق افزا ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین کے لئے شہر کے عمائد و مشائخ آئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ مبارک کو اٹھائے عظمت و شان سے چوک کی مسجد مین لائے۔ جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ جنازہ کی نماز مین دو ڈہائی ہزار آدمی تھے۔ مقبرہ مین دفن کئے گئے۔ شعرا و معاصرین نے آپ کی رحلت کی تاریخین لکہی ہین۔ از انجملہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھی سے

شمع شعرا سراج خوش فکر ۔۔۔ در ماتم او سخن سیہ پوش

تاریخ وفات او خرد گفت ۔۔۔ ہے ہے مصباح بند خاموش

۱۱۷۷

میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نزیل اورنگ آبادی نے کہی سے

چراغ دودهٔ آل عبا سراج الدین | که بود روشن ازو محفل سخندانی
نمود چارم شوال و صبح آدینه | بشمع انجمن عمر دامن افشانی
ز تیره بزم جهان فنا بدار بقا | فروغ ناصیهٔ خویش کرد ارزانی
کشید شعلهٔ تاریخ سر ز طبع ذکا | سراج بزم ارم نموده نورانی

طبع زاد لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی سے

سید حق پرست معنی سنج | که از دریافت شعر حسن رواج
سال فوتش شفیق کرد رقم | رو بر حمان نمود شاه سراج

اب ہم یہاں سے اُن کے اشعار آبدار لکھتے ہیں ۔

من اشعاره الفارسی

جلوهٔ دوست سر از پرده کشیدم دیدم | آنچه از نغمهٔ عشاق شنیدم دیدم
گل هر رنگ حقیقت که بدامانم بود | همچو اشک از مژهٔ خویش چکیدم دیدم
دانه سان ریشهٔ سرسبزی من دامن بود | خاک گردیدم از خاک دمیدم دیدم

وله

کار خوبین جگران قابل تحسین کردند | مژهٔ اشک فشان پنجهٔ گلچین کردند
تا بدانند که حیران پریروی بود | قبر دیوانه ام از آئینه سنگین کردند
بوسهٔ چند هوس دارم ازین لب شکران | کز تبسم دهن آئینه شیرین کردند

وله

شوق من با همه سر خار که گلبازی کرد | چون قد یار من شیوهٔ طنازی کرد
حیرت دیده خبردار ز عالم باشد | پریان آئینه را آئینه غمازی کرد
هر که از سیر گلستان جمالش گل چید | آفرین بر نکتهٔ بلبل شیرازی کرد

وله

روی او از می گلگون عرق افشان شده است | در پری خانهٔ آئینه چراغان شده است

گل بسر دارد و از سیر چمن می آید
از ابروی کج تو دلم کی رها شود
رنگ گل بوی سخن دارد و لیکن شعله خوست
نور ایمان نیست شیخ معرفت اظهار را
سبزهٔ صحن چمن خار کف پای من است
ببینم شرم وصل و محو خیالم می کند
طرفه باشد در خزان شور نو هشب خبر باد
سخن کز دهن تنگ تو بیرون آید
چون چراغ سحر از جان شده ام بیسر سراج
سینه صافان ورنه ملاش خم دنیائی نیستند
دل چو در وصف دهن تنگ تو می کرد رقم
نماز عشق ادا کردنیست عاشق را
بیگانه است ازین چمن سر بسر خزان
هر صید دیده ام ز صیاد دام کند
جان دادن خوشی بین جگران بی سببی نیست
شد سراپای من از خط شعاعی روشن
آتشی در دل او سوخته افتاده سراج
ای آنکه بهار گلشن امکانی
با ذات احد توهی صفات احمد

وله چشم بد دور که امروز گلستان شده است
وله شنیده ام که گوشت ز ناخن جدا شود
وله لاله سان در سینه دارم داغ نافرمانیش
قشقهٔ کفرست داغ سجده بر پیشانیش
وله سایه پرور در خط پشت لب بام توام
وله شکر لله نیستم شرمندهٔ روی کسی
دیده در خواب بلبل است گل روی کسی
وله نگهت غنچه تصویر عدم میدانم
دامن افشاندن او عین کرم میدانم
وله بغرض رخانهٔ آئینه می آئیم ما
وله ز بر مشق از ورق دیدهٔ عنقا میکرد
وله خوشم که دست ز جان شستم و وضو کردم
وله هر کس که همچو غنچه بپاس دم آشنا است
صیاد ما ز صید بطرز رم آشنا است
وله از گوشهٔ ابروی تو ایما شده است
وله هر سر مو به تنم خامهٔ تصویر که بود
وله باز سیماب خاکستر اکسیر چکید
رباعی در پرده نهان بصورت انسانی
جان را بدنی و هم بدن را جانی

اے آنکہ بخویشتن گرفتاری تو ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ بیجاست کہ در تلاش دیداری تو
کے جلوۂ مہر بر تو پرتو فکند ‌ ‌ تا در کف سایۂ دیواری تو

تا بوالہوس عشق پریشان شدہ است ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ از کردۂ خویشتن پشیمان شدہ است
آن شوخ بجز مہرۂ جمد ہر نخرید ‌ ‌ بے سودۂ لخت دل چہ ارزان شدہ است

مردم و در دل تمنائے گل و شمشاد ماند ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ تا قیامت ستم بر گردن صیاد ماند

جوہری دانستہ بودم قدر دل نشناختی ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ آخر لعل گران قیمت نمک انداختی

ترا کہ آئینہ از بہر جلوہ در کار است ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ دلم بہ آئینہ مشکن زبان سرکار است
دلم کہ تازہ اسیر غم تو شد رحمی ‌ ‌ جوان قابل و اصلش ز شہر بیدار است

من اشعاره الهندی

یاد رکھہ یہ دل خون گشتہ کہ جنون تکمہ لعل ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ جامہ ریہون کے گریبان کا گلوگیر نہو

ہوا ہے دست بیعت خان وادی مین ترغم کے ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ رہیگا سلسلہ آنسو کا جاری روز محشر تک

مجہہ نگین داغ دلپر نقش ہے حرف وفا ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ عشق کے امت مین ہون مہر نبوت کی قسم

بہار ساقی ہی بزم گلشن مین مطرب ہا چمن شرابی ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ پیالہ گل ہے شیشہ شراب بو اور گل گلابی

شعر رنگین کے غزلون کو کیا صید سراج ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ رشتۂ دام ہے تار نگہ چشم خیال

کافر ہوا ہون رشتۂ زنار کی قسم ‌ ‌ (وله) ‌ ‌ تجہہ زلف حلقہ دار کے ہر تار کی قسم
ہرگز مریض ہجر کو بن وصل نین علاج ‌ ‌ اسکی ادا کی نرگس بیمار کی قسم
اس گلبدن کی کاکل پہ پیچ کا جمال ‌ ‌ زنار مجہہ گلے کا ہوا ہار کی قسم
تیرے بہون کی یاد نے شکر سے کیا ہے دل ‌ ‌ ہے ذوالفقار حیدر کرار کی قسم
دل ہے مثال بلبل و پروانہ شوقمند ‌ ‌ اس شمع رو کے چہرۂ گلنار کی قسم

درشن دیکھا کے آتش غم کو مرے بجھا
در کار گر ضیاے مجھے آنکھوں میں رکھہ قدم
اس گلبدن کے شوق سے گلشن میں اے سراج
اُس سبز خط کی یاد اگر دل میں لائے
نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
آہ سوزان ہے میرے دامن صحرا میں سراج
ڈورے نہیں ہیں سرخ ترے چشم مست میں
بیخطی میں عیان ہے سبزہ خط
تیرے جو لب پہ نمودار ہے سیاہی خط
زندگانی درد سر ہے یار بن
خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی کیا
بنے ہے بنوا تیرے جدائی کی صحرم

میں تشنہ لب ہوں درشن دیدار کی قسم
ہے تجکو میرے دیدۂ خونبار کی قسم
گلزار لالہ زار ہے گلزار کی قسم
لخت جگر نراشن زمرد بنائے
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد
قبر مجنون پہ چراغان نہوا تہا سو ہوا
شاید چڑھا ہے خون کسی بیگناہ کا
میرے عارض میں بسکہ صافی ہے
خہر بہی ہے اثر دود آہ کسکا ہے
کوئی بیمار ہے سر کو آکے جہاڑے
نہ تو میں رہا نہ تو نو رہا جو رہی سو بیخبری رہی
نہ خرد کی بخیہ گری ہی جنون کی پردہ دری رہی
گلے میں بلبلوں کے موج رنگ گل کی سیلی ہے

سالم ۔ محمد کرم بخش

سالم تخلص ۔ محمد کرم بخش نام ہے ۔ آپ فاروقی الاصل ہیں ۔ آپکی نسب کا سلسلہ بتیس واسطے سے حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم سے منتہی ہوتا ہے ۔ پرگنہ پیڑی پرجو اورنگ آباد سے ساٹہہ کوس فاصلہ پر ہے ۔ خدمت قضا پر مامور تہے ۔ خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے ۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں معزول ہوئے بحالی خدمت کیلیے

شہر حیدرآباد مین آئے ۔ مقالات غرائب کا مولف لکھتا ہے کہ نواب صمصام الملک بہادر صارم کے دربار مین فقیر سے ملاقات ہوتی ہے مجھہ سے اتحاد دلی رکھتے ہین۔ آپ علم عربی مین مہارت رکھتے ہین فارسی مین بھی لائق ہین۔ خوش خلق کشادہ رو بدیہہ گو سخن شناس معنی رس ہین۔ مین نے تذکرہ مقالات غرائب آپ ہی کی تحریک سے لکھا قاضی صاحب مسودات کے صاف کرنے مین دلدہی فرماتے تھے۔ خداتعالے ان کو جزائے خیر عطا کرے۔ آپکو تلمذ میر اولاد محمد خان ذکا سے تھا۔ آپکی طبیعت شعر گوئی مین برق تھی۔ کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا اور آپکی ولادت معلوم نہین ہوی نہ سنہ وفات کا پتا ملا

من اشعارہ الفارسی

او نہ از سوئے چمن گلدستہ می آرد بدست	صد دل بلبل شکستہ و بستہ می آرد بدست
بعد مردن ہم تو انم گشت دامن گیر او	از مزار من بجائے سبزہ خار آید برون
گدا می شعلہ روزد در دلم یارب قدر نگین	کہ میریزد سر شک من چو خون از چشم نم رنگین
نہم جائے صدف برگ گل و شنگرف ترسازم	بوصف لالہ روئے گر کنم حرفے رقم رنگین
بہر صید دل بہر نخچیکہ می آئی خوشست	رسم شوخی تحفہ طرز حجاب تحفہ

من اشعارہ الہندی

تن شیرین پہ چسپان جسنے دیکھا ہے جوڑا	اُسی دم کوہکن سا تیشہ حسرت سے سر پھوڑا
کنائے زلف کے نزدیک کیا بل کھا کے گرتے ہین	کہ کالے ناگ نے گویا الٹ کر کے سپلے چھوڑا
گذر گئی عمر سب جوشِ قامتون کے ٹھوکر ین کھاتے	ہمارا سر بھی سالم ہے گویا اس بات کا روڑا
خاک میری مت بیابان سے اڑا اے گردباد	ان غزالونکی مجھے پھر نقش پا ہوجن گے یاد

خوبرویونکو نہین پردیمین ہرگز اعتبار
دیکھئے آتا ہے قاتل کسطرح خنجر بکف
کس بت طامع سے اے خورشید سونپے ہے تجھے
مجھے تو ہے عبث کیون نیم بسمل کردیا قاتل
بچے کسطرح جو دیسے ابرو کا ہو مارا
زیب دیتا ہے زری جوڑا سنہری رنگ پر
اس حنائی دست پر دیکھا ہون سالم دست بند

ولہ — دُر صدف کے قید سے نکلے پہ پاتا ہے وقار
ولہ — ایک مین ہون سو تو آوے لے رہاہون سر بکف
ہر سحر دیکھا تو آتا ہے لیے تو زر بکف
ولہ — نہ جیتا ہون نہ پورا مرچکا یہہ کیا قاتل
کہین بہی تیغ زہر آلود کا زخمی جیا قاتل
ولہ — شعلہ رویون سے مناسب ہے رکہے گر پاس راہ
کرلیا ہے پنجہ مرجان سے کیا الماس راہ

سالک ۔ مرزا سالک یزدی

سالک تخلص ۔ مرزا سالک نام ۔ یزدی الاصل ہے ۔ شاعر خوش مقال و نازک خیال تہا ۔ آزادانہ مشرب تہا درویشانہ زندگی بسر کرتا تہا ۔ مدت تک عراق و فارس مین سفر کرتا رہا ۔ اور وہان سے ہند مین وارد ہوا ۔ حیدرآباد دکن مین عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین پہنچا ۔ قطب شاہ نے سالک کی بڑی عزت کی اور منصب مناسب مقرر کردیا چند مدت تک خوش خرم رہا ۔ جب قوم مغل بوجہ فساد حیدرآباد سے نکالی گئی ۔ اسوقت بیچارہ سالک بہی بےقصور اپنی قوم کے ساتہہ نکالا گیا ۔ وہان سے نکلا ۔ دلی مین آیا شاہجہانی ملازمت مین شریک ہوا ۔ مدۃ العمر بادشاہ ہند کی مدح کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا ۔ دہلی مین مدفون ہوا ۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ سالک کا کلام شستہ و ہموار ہے لطافت و خوبی سے خالی نہین ہے ۔ اور یہہ بہی نقل کیا کہ حکیم رکنا کاشی کہتا تہا

کہ اگر تمام عالم کے اشعار ایک طرف رکھیں اور سالک کا یہہ شعر مندرجۂ ذیل کو دوسری طرف اور مجکو تمیز قرار دیں تو مین سالک کے شعر کو تمام پر ترجیح دونگا وہ یہہ ہے ؎

از بس بدشت کردہ ام آشفتہ نالہا
چون زلف دلبران شدہ شاخ غزالہا

انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

شکست شیشۂ خاطر ز ساغرم پیداست
چو لالہ داغ دل از کاسۂ سرم پیداست

جواب نامۂ من غیر ناامیدی نیست
ز دست سودن بال کبوترم پیداست

ولہ
در ہوائے عشق پروردم دل دیوانہ را
چون سپند از بہر آتش سبز کردم دانہ را

ولہ
ناخن توفیق نکشاید گرہ از کار ما
چون رگ سنگ است محکم ہر گرہ زنار ما

ولہ
آشنائی کہنہ چون گردید بے لذت بود
کوزۂ نو یکدو روزی سرد سازد آب را

ولہ
دشت جنون کوہ بلا را خریدہ ام
فہرست برق بالہ من داغ لالہا

ولہ
در دور زلف بصد قیمت جہانیست
دیوانہ ز بس پر شدہ زنجیر گرانست

ولہ
ز برق آہ می سوزم سراپا کوہ و صحرا را
با شک تلخ می گویم جواب شور دریا را

ولہ
نوائے نالۂ نے میرسد بغارت ہوش
تو برق تازی این نے سوار را دریاب

ولہ
در خور خرج بود دخل دیوان قضا
نرود تا نفسے کے نفسے می آید

ولہ
زبان ہرزہ دریان توان ہنر می بست
کہ پنبہ سر منہ خاموشی جرس باشد

ولہ
از دو عالم گوشۂ چشم بتان مارا بس است
تیرہ بختان را چو داغ لالہ یک گل جا بس است

ولہ
نہ تنہا گرد باد از شوق او بیتاب میگردد
کہ مستی می کند بحر و بر گرداب می گردد

سبقت ۔ لالہ سکھراج لکھنوی

سبقت تخلص ۔ لالہ سکھراج نام ۔ وطن لکھنو ۔ قوم کایتہ انایہ سے تہا۔ لالہ صاحب کے بزرگان سلف عمدۃ الملک اسدخان وزیر اعظم عالمگیری کی سرکار مین معزز خدمات پر مقرر تھے۔ سبقت عالم جوانی مین علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل و کسب علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکر شاعری کیطرف مائل ہوا۔ کلام موزون کرتا تہا اور میرزا بیدل سے اصلاح لیتا تہا۔ میرزا اصلاح کیوقت فرماتے تھے کہ سبقت تمام ہنود پر سبقت لے گیا ہے۔ رفتہ رفتہ ایسا شاعر ہوا کہ معاصرین نے اُسکو لائق شعرا کے گروہ مین شمار کیا۔

سید اسد اللہ خان معروف نواب اولیا عمّہ زادہ قطب الملک بارہہ کے سرکار مین ملازم تہا اور اُسکا چند روز میر سلطانی کا کام انجام دیتا رہا۔ بعد ہین خدمت دیوانی پر مامور ہوا۔ دکن کے محاربات مین امیر الامرا حسین علیخان بارہہ کے لشکر مین تہا۔ اکثر نمایان کام کئے۔ جب امیر الامرا نے داؤد خان پنی پر برہانپور مین فتح پائی ۔ فتحنامہ نظم مین منظوم کرکے پیش کیا۔ تقریباً اُسکی ساٹہہ سو ابیات ہون گے۔ بادشاہ نے پانصدی منصب اور انعام سے سرفراز فرمایا۔ سادات بارہہ کے برہمی کے بعد صوبہ مالوا مین بصیغہ جمعداری بسر کرتا تہا۔ اُسکے ماتحت مین سو سوار تھے۔ لالہ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ فقیر اوائل جوانی سے آپکی خدمت مین نیاز رکھتا ہے۔ اور آپ سے تلمذ حاصل کیا ہم عمری کیوجہ سے بے تکلفانہ محبت کرتا تہا۔ انتہی کلامہ

آخر ماہ شعبان ۱۱۳۸ھ ہجری مین صوبہ مالوا مین راجہ گردہر بہادر ناگر گجراتی کی خدمت

شہر اورنگ آباد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

مرا گنجفہ بازی بود نظر بازی ۔ کہ میکند ورق آفتاب آئینہ را

سخن۔ سید محمد خان بہادر اصفہانی

سخن تخلص۔ سید محمد خان نام۔ اصفہانی المولد ہے۔ شاعر خوش کلام و شیرین بیان تہا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہا۔ خلیق و لئیق تہا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ خوش صحبت تہا۔ اصفہان سے شہر مچہلی بندر مین پہنچا۔ تجارت کرنے لگا۔ شہر مذکور سے مدراس مین آیا نواب امیرالامرا بہادر والی مدراس کی ملازمت مین مشرف ہوا اور خطاب خانی سے ممتاز۔ پہر چند روز کے بعد والاجاہی زمانہ مین دیوانخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور بہادری کے خطاب سے سرفراز۔ حیدر آباد دکن مین بطریق سیر آیا ہے۔ صاحب دیوان ہے دیوان مختصر ہے اُسمین چند قصائد و غزلین ہین۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین سخن گوئی سے خاموش ہوا یعنی فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

بدل خارے ز عشق گلعذار کردہ ام پیدا ۔ ازین خواری بعالم غباری کردہ ام پیدا

اشک خونین زسراپردۂ دل ۔ میرسد ہو سم گلکاریہاست

در شب ہجر خیال رخ دوست ۔ سرمۂ دیدۂ بیداریہاست

آسمان ہرگز دل اہل وفا را خوش نکرد ۔ کار او در بیوفائی چون دل آزار من

ساقیا فصل گل آمد عشرت بیتا خوش است ۔ می کشا نرا روئی گل با نغمہ دستان خوش است

حسرت دوریت از دیدۂ من خواب ربود ۔ اینقدر رشد کہ بہ خمیازہ ہم آغوشم کرد

بلبل آنکہ ترا نغمہ سرا کرد مرا
در چمن قمری آن سرو قبا پوشم کرد

نازرا رخصت بیداد مدہ اے طناز
کردل سوختہ آہنگ میدن دارد

شکوہ از دست تو ہر جا نتوانم کرد
زاری من بسر کو تو دیدن دارد

سعدی

سعدی تخلص ۔ شعرا دکن سے مشہور ہے ۔ اسکی زبان روزمرہ دکن سے آشنا ۔ دکنی لب و لہجہ اُسکے کلام سے ظاہر ہے ۔ اسکا مزار خاندیس مین برہانپور کے قریب جوار مین مشہور ہے ۔ صاحب نکات الشعرا نے اسکے دو تین اشعار لکہے ہین ۔ انکے سوائے کوئی اور نہین ملے ۔ ہم بہی نکات الشعرا سے انہین اشعار کو نقل کرتے ہین ۔ بعض تذکرہ نویسون نے سعدی دکنی کو سعدی شیرازی لکہدیا ۔ انہون نے بڑی غلطی کی

من اشعارہ الہندی

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا ہور دکہہ دیا
تم یہہ کیا ہم وہ کیا ایسی بہلی یہہ ریت ہے

دونین کے گہر مین بہرن رو رو تجہے دیکہو بہرون
پیش سگ کوئے تو مرن پیا نجا دو میت ہے

سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

سید ۔ سید علیخان

سید تخلص ۔ سید علیخان نام ۔ جواہر رقم خان خطاب ۔ سید صحیح النسب ایرانی الاصل تہا فضائل و کمالات سے آراستہ انشا پردازی و نظم و نثر مین بلند پرواز تہا ۔ سخن سنجی و نکتہ گوئی شعر مین نہایت ہی ہوشیار و چالاک تہا ۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا

خوش نویسی مین اُستاد تہا اکثر خطوط حُسن خوبی کے ساتہہ لکہتا تہا - عالمگیری زمانہ مین
ولایت سے ہند مین وارد ہوا بادشاہ نے کتب خانہ کی داروغگی سے سرفراز فرمایا - اکثر
مضامین شاہی اسی بزرگ کے قلم سے لکہائے جاتے تہے - بادشاہ نے خوشخطی کیوجہ سے ہفت قلم
خان کے خطاب سے ممتاز فرمایا تہا - اکثر اوقات بادشاہی مسودات کو مبیضہ کرتا تہا
سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین فوت ہوا - اورنگ آباد دکن مین دفن ہوا - من اشعارہٗ

من آن مرغم کہ نوحہ در قفس دارم ۔۔۔ صفیری می کشم تا نعرہ دارئی نفس دارم

سرخوش - محمد علیم الزمان

سرخوش تخلص - محمد علیم الزمان نام - آپ مولوی شیخ وجیہہ الزمان مرحوم کے
خلف الصدق ہین - فارسی عربی مین مستعد طالب العلم ہین تکمیل کی فکر کررہے تہے
کہ شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا - تکمیل کتب کی فکر جاتی رہی - بندش و تلاش معانی کی فکر
کرنے لگے - آپ امیر احمد امیر لکہنوی سے مشق کرتے رہے - رفتہ رفتہ آپکا کلام پاکیزہ و شستہ
ہونے لگا - آپ جو کچہہ کہتے ہین اُسمین شستگی و پختگی نظر آتی ہے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین
ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تہے - چند مدت تلاش معاش مین متردد رہے
آخر عدالت مالگذاری مین صیغہ دار ہوگئے تہے - چند مدت کے بعد عازم ملک بقا
ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الہندی

قضا ہی ہوگئی مقتل مین مضطرب سرخوش ایک پہلو مین پری ایک وہ حور رہے	اگر نہ تہا تو تمہین کو کچہہ اضطراب نہ تہا ایک طرف نار رہے ایکطرف نور رہے

لین گے نہ جاکے کعبہ مین احسان خلیل کا	کرین گے دیر ہی مین صنم کو تلاش ہم

سخی۔ میر خیرات علیخان حیدرآبادی

سخی تخلص۔ میر خیرات علیخان نام۔ آپ میر علیخان حیدرآبادی کے فرزند ہین آپکے بزرگ امراے حیدرآباد سے ہین۔ نواب روشن الدولہ بہادر مغفور نے آپکو اپنا متبنی کیا تہا۔ آپ حضور بندگانعالی کے منصبدارون مین شریک ہین۔ تہوڑی ماہوار بحتاج پاتے ہین۔ فارغ البال و خوش حال ہین۔ آپکی عمر پچاس برس کی ہوگی مرزا مستیابیگ منتہی کے شعرگوئی مین شاگرد ہین۔ خوش مزاج و خوش کلام ہین۔

من اشعارہ الہندی

دیا ہے حکم یہ گلچین نے باغبانون کو	رہے چمن مین نہ بلبل کا نام تک باقی
یہہ تیر وہ ہے کہ توڑے گا آسمانون کو	یہہ آہ وہ ہے رکے گی کبہی رو کے سے
قفس مین بہول گئے اپنے آشیانون کو	اب آرزوے رہائی نہین رہی صیاد
براے صبر دل بیقرار کچھہ تو ہو	اگر وصال نہین تو خط و پیام سہی
جہان مین بعد فنا یادگار کچھہ تو ہو	مجھے ہے فکر سخن اسلئے سخی دلسے

سامی۔ سید عبدالقادر اورنگ آبادی

سامی تخلص۔ شاہ غلام قادر نام ہے۔ اورنگ آباد وطن ہے۔ سادات صحیح النسب سے تہے۔ آپ کے جد بزرگوار سید فیض اللہ المخاطب بسید ہدایت اسد خان شاہجہان کے عہد مین جلیل القدر خدمات پر مامور تہے۔ اور عالمگیری زمانہ مین آخر عمر مین

وملازمت مین تہا۔ راجہ اُسکے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ ایکروز سپاہ نے تنخواہ کی بابتہ راجہ سے تکرار کی۔ باہم بحث وتکرار مین تیر وتفنگ کی نوبت پہنچی۔ چنانچہ سبقت کا تیر راجہ کے ہاتہہ پر پہنچا۔ راجہ زخمی ہوا۔ سخت غضبناک ہوا قیامت برپا ہوئی۔ باقی بیگانگان افغان مع پچاس سوار سبقت کا رفیق رہا۔ رفاقت کا حق پورا ادا کیا۔ سبقت نے مع رفقا خوب مقابلہ کیا۔ آخر ضرب تیر سے زمین پر گرا۔ اسیر ودستگیر ہوا۔ راجہ گروہر نے اُسکو قتل کیا۔ حکیم چند ندرت نے اوسکی تاریخ ایک سال کے تفاوت سے کہی ہے ہادی سکہراج زما سبقت کرد۔ اور منشی لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے مصرع تاریخ کو درست کیا۔ برابر عدد برآمد ہوتے ہین ہے کرد سکہراج زما سبقت ہے اُسکا کلیات ضخیم تہا تخمیناً دس ہزار ابیات تہین۔ اسی معرکہ مین تلف ہوگیا۔ تذکرہ خوش گو سے چند ابیات نقل کی جاتی ہین

من اشعارہ از جنگ نامہ

کتابیست رنگین سواد چمن	کہ دارد ز نام خدا سرسخن
چہ معنی کہ در نسخہ ام صرف نیست	برنگینی حرف شنجرف نیست
کجا شاعری معنی اندیشہ	بتلمیذ سے حق خرد پیشہ
خرد پیشہ ام حرف حق میزنم	نقابے ز تحقیق شق میزنم

بیان کرم امیر الامرا

در اقلیم و آفاق افتاد شور	کہ خورشید بر ظلمت آورده زور
سپاه از شمار کواکب فزون	چو مریخ تیغ آب داده بخون
چہ گویم کہ حیرت شبیخون زده است	بصحرا فلک خیمہ بیرون زده است

مخالف دمے چشم عبرت کشاد — که شق در عدو دیوار قلعه فتاد
تو گفتی که معراج حق رو نمود — در آسمان بر پیمبر کشود

چونکہ اُس کے نوکر کا نام اسد اللہ تہا۔ بحر میں نہیں آسکتا تہا۔ مگر بسکتہ اس حسن ادا سے ادا کیا۔ ع

بنامش که شمشیر حق از آلهی است — ادب سکته معذور اسد اللهی است
چو نوبت بعالم علیخان رسید — ظفر آفرین آفرین خوان رسید
ببالائے فیل آن جوان غیور — نمایان چو رمز تجلی ز طور

از غزلیات

بده تکلیف می آن دلبر گیسو مسلسل را — که هم در دو سر شانه بر جبین چو شد صندل را
بیاموزت از کتاب دل کجا حرفے بود ظالم — لطیفه خوانده بود می این گلستان باب اول را
بفقر آبادگان هرگز نسازد ننگ رسوائی — بگو با تاج تا پوشد همان عیب سر کل را

ولہ
کلفت انجامیم ویرانی چه و تعمیر چیست — گر هستی گر نباشد خاک دامنگیر چیست
عبرتے آخر ز طفلی جز گناهت کار نیست — خون مادر خورده اے غافل ز خون شیر چیست

ولہ
چه خون در دل قمری نکرده ظالم — بباغ رفتی و شمشاد سرو قد برخاست

ولہ
هر که نظاره بران مصحف خساره کند — یا دگیرد سبق بوسه و تکرار کند

ولہ
او بفکر من است و من فارغ — بندگی هم خداسے می دارد

ولہ
چو نقش پا بسر کوئی انتظار کسے — نشسته ام که شوم خاک رهگذار کسے
مرا چو رشته رگ جان بخویش می پیچد — خدا نکرده که افتد گره بکار کسے
شد از خطوط شعاع این سخن بمن روشن — که هست در دل خورشید خار خار کسے

نہ رنگ با ختن یار سخت حیرانم
خدنگ او بدلم ناشکستہ بیرون رفت

ببزم وصل بتان بہ کہ شمع سان سبقت
بسکہ محو سعی بیجا حاصل بود اندیشہ‌ام

چون تصویر از بساط وہم چیدم بزم بیرنگی
خموشی ساز آرام است تاکے ہرزہ نالیہا

ہدایت یکطرف ترسم کہ صحبت ہا اثر دارد
اے از نگہ گرم تو بینائے داغ

تو چشم زخس پوشی و خس ہم بیجا
برنگ آئینہ شد گر دو چار کسے

سہی قدان بنشینند در کنار کسے
کنیم نقد دل و جان خود نثار کسے

در رو بدن شد برنگ موج قطع ریشہ‌ام
فشاندم دامن ہستی بقدر گردش رنگی

شنیدہ‌ام بقدر زیر پردہ گوش کر تنگی
بود شیخ عصا در دست من سبقت کہن لنگی

دیدہ تو زکوری لت وار و سراغ
بیلے ست کہ شد سرمہ کش چشم چراغ

سجّاد - میر سجّاد علیخان بہادر حیدر آبادی

سجّاد تخلص - میر سجّاد علیخان بہادر نام - آپ مشاہیر امرا حیدر آباد سے تہے. شاہیار الملک سے آپکی قرابت قریبہ ہے - آپ بیگن پلی کے جاگیرداروں مین سے ہین آپنے فارسی مین عمدہ لیاقت و استعداد حاصل کی تہی انشا پردازی و سخن طرازی مین بے مثل تہے شعر خوب کہتے تہے. کلام صاف و شستہ ہوتا تہا. مہاراجہ بہادر چندو لعل نے آپکو بندگانعالی سے سو روپیہ ماہوار مقرر کرایا - خانی و بہادری کا خطاب دلوایا - آپ خوش طبع و خوش فکر تہے - صاحب ہمت و سخاوت تہے - مہمان نواز و آشنا پرور تہے - آخر آپ ۱۲۴۰ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے - آپ میر عباس علیخان بہادر متخلص کافی کے بہائی حقیقی تہے.

من اشعاره الهندی

دعوے کرے جو خال لب لبا سے مشک
تا حشر منفعل رہے اپنی خطا سے مشک

آوے اگر اُسکے کوچہ گیسوے باغ مین
ٹپکے بجائے دانہ شبنم قبا سے مشک

ہے جو مریض خال و خط یار اے مسیح
بہتر ہے اوسکے حق مین تمہاری دوا سے مشک

ولہ

فقط سرو چمن شکل سنان ہے مجکو
اژدہا بن ترے ہر نہر روان ہے مجکو

گر نہوے تو بہار عین خزان ہے مجکو
نگہت نخچہ گل موج دخان ہے مجکو

ساکن کوچہ جانان کو چمن سے کیا کام
باب جنت دہن شیر زبان ہے مجکو

ناصحا مغز خراشی تو عبث کرتا ہے
پند سننے کی ترے تاب کہان ہے مجکو

سوز۔ میان عالم خان

سوز تخلص۔ میان عالم خان نام۔ واقع مین آپکی نسب کا سلسلہ شیر شاہ سے منتہی ہوتا ہے۔ لیکن مصلحۃً آپ اس نسبت سے انکار کرتے تہے۔ اور خود کو سوری مشہور کیا۔ عالمگیری زمانہ مین منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ چند مدت کے بعد تارک الدنیا ہو گئے۔ بلدہ اورنگ آباد مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ مدت العمر عبادت الٰہی مین ہمہ تن مصروف رہے۔ گوشہ نشینی کی بدولت درجہ کمال کو پہنچے۔ امراو سلاطین کی صحبت مین قبولیت کا مرتبہ پایا۔ بہادری دلیری مین مشہور تہے۔ تلاش معاش سے بردار دست ہو کے کسی امیر یا فقیر کے پاس نہین جاتے تہے۔ جب تک زندہ رہے آفتاب و عزت و آبرو کے ساتھ رہے۔ چونکہ طبیعت مین شعر و شاعری کا شوق جولانی کر رہا تہا۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تہے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۹ ہجری مین ہوا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

اورنگ آباد دکن مین بادشاہی لشکر کے ہمرکاب آئے۔ محمد اعظم شاہ کی سرکار مین کتب خانہ وجواہرخانہ وخوشبوخانہ کے داروغہ مقرر ہوئے۔ آپکے والد ماجد بھی اعظم شاہ کے بعد نوکری چھوڑکر فقیر ہوگئے۔ نواب مغفرت مآب کے زمانہ مین ہفصدی منصب پر سرفراز تھے آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابھی آپ آغوش مادر مین تھے کہ والد بزرگوار نے رحلت کی۔ آپکا نشوونما جد بزرگوار کے سایہ صحبت مین ہوا۔ اور آپنے بقدر ضرورت تربیت وتعلیم بھی پائی۔ پھر جد بزرگوار بھی بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپ عالم تنہائی مین بے افسوس وحسرت کے سوائے کوئی یار وغمگسار نہ تھا۔ خانہ داری وخاندان پروری کا بار آپکے سرپر پڑا۔ بامر مجبوری سر پر لیا جسقدر آفتین اور مصیبتین پیش آئین سہتے رہے زمانہ کی گردشون کو جھیلتے رہے۔ مگر باوجود ان مصائب وتکالیف آپکو علم کی تحصیل کا شوق تھا۔ دلمین ولولہ وجوش تھا۔ ہونہار تھے۔ جب گھر کے انتظام سے فرصت ملتی تب علما کی مجلس مین جاتے جہانتک ہوسکتا استفادہ حاصل کرتے۔ اسیطرح ایک زمانہ تک ملازمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ تحصیل کتب سے فارغ ہوکر علما کے سلسلہ مین داخل ہوئے سرکاری منصب پاتے تھے گذراوقات کے لئے کافی ماہوار پاتے تھے۔ زیادہ کی ہوس نہین کی۔ قناعت گزین ہوئے۔ ماحصل یہ شاکر وصابر رہے۔ موزون الطبع تھے جولانی طبیعت سے شعر گوئی کے میدان مین پیش قدمی کی اس فن مین ایسی چستی وچالاکی سے قدم ڈالے کہ متقدمین سے کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ اور شاعری کو ایسی زینت دی کہ ہرایک مجلس مین آپکی شاعری جلوہ افروز تھی۔ اور آپکے کلام کے چرچے گھر گھر ہونے لگے۔ نقادان سخن غور وفکر سے پرہ ہکنے لگے۔ سبنے آپکو کھرا پایا۔ آپکی لیاقت واستعداد کو مان لیا۔ موجودہ شعرا مین ایسی شہرت پائی کہ استادی کے درجہ کو

اخلاق اور عادات

پہنچے۔ اکثر طلبہ آپکی شاگردی کے سلسلہ مین آئے اور درجہ کمال کو پائے۔
آپ شاعر خوش گو خوش مزاج ظریف الطبع سلیم الوضع تھے۔ صاحب خلق خندان جبین
وشگفتہ رو تھے۔ صلح کل صاحب توکل مستغنی از چیز نابکل تھے۔ درویش دوست
غریب آشنا حق شناس حق نما تھے۔ آپکو قادریہ طریقہ مین بیعت و اجازت حاصل تھی
پیری مریدی کا طریقہ جاری تہا۔ آپ بافیض تھے۔ خلائق آپکی فیض نعمت سے فیضیاب
ہوتی تھی۔ ایک جہان آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتی تھی۔ آپکی خانقاہ کیا امیر و فقیر کیا
شاہ و وزیر سب کا مرجع تہی۔ حصول مآرب و مقاصد کا مجمع تھے۔ آپ صوفی باصفا تھے
راضی برضا تھے۔ جامع کرامات و حاوی خرق عادات تھے۔ عاشق رسول اللہ صلعم
شائق فنا فی اللہ تھے۔ اہل بیت و اہل اللہ کے مداح تھے۔ خدا کی راہ مین جان نثار اور
اسکی محبت و عشق مین زار و نزار تھے۔ آپکی ہمدردی و رفاہ عام کا عام مین نام تہا۔
خلائق کی حاجت روائی آپکا کام تہا۔ اکثر شہر کے عائد و امرا آپ کے مرید و معتقد تھے
جو کچھہ آپکی نظر مین آتا تہا سب فقرا و غربا پر تقسیم ہو جاتا تہا۔ شہر مین آپکی خانقاہ
اور شاہ مسافر کا تکیہ مسافرون کی فرودگاہ تہی۔ دونون مقام مین مسافرون کو گھر سے
زیادہ آرام ملتا تہا۔ آپ مہمان نواز و غریب پرور تھے۔ مہمان کی دلداری و غمخواری
کرتے تھے۔ جو مسافر طالب دنیا ہوتا اسکی سعی سفارش کر کے ملازم کراتے تھے۔ جو طالب
خدا ہوتا تہا اسکو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ نقل مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ سفارش کرتے
تھے۔ اور یہی آپکی عادت مستمرہ تہی۔ ایک روز ایک امیر سے کسی مسافر غریب کی سفارش
کی امیر نے اس لحاظ سے کہ آیندہ کسی کی سفارش نکرین عرض کیا کہ حضرت اسوقت
جسقدر سفارش کرنا ہو کیجئے۔ اور اقرار کیجئے کہ آیندہ کسیکے بارہ مین نہین کہون گا

اقرار مع الشرط ہونا چاہیئے ۔ آپنے قبول کیا ۔ اور یہ شرط ٹھہری کہ آیندہ جب سفارش
کرون تو مجکو شہر بدر کر دینا ۔ امیر بہی راضی ہوا ۔ دس پانچ جو مسافر تہے اُن کی سفارش
کی ۔ وہ سب آپکی بدولت نوکر ہو گئے ۔ پہر چند روز تک خاموش رہے ۔ اسی عرصہ مین
چند بزرگ آپکی خدمت مین آئے اور گذارش کی کہ حضرت ہمارے لئے کچہ تدبیر کیجئے ۔ خدا
و رسول کے لئے سفارش کیجئے ہم غریبونکا کام آپکی عنایت سے حاصل ہوگا ۔ آپنے فرمایا
اچہا چلو ۔ سب کو ساتہہ لئے اپنا بستر و بدنا بہی باندہ لئے ۔ امیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ مین
اپنے اقرار پر قائم ہون مجہے اُس سے انکار نہین ۔ ان غریبون کا نام تختہ مین ثبت کر لیجئے
اور فقیر کو رخصت کیجئے ۔ فقیر سفر کے لئے مستعد و تیار ہے ۔ بستر و بدنا دکہا دیا ۔ امیر قدمونپر
گر پڑا ۔ اول سے زیادہ معتقد ہوا ۔ اور فرمایا ۔ آپ یہین رہئے ۔ آج سے آپکو اجازت عام ہے
ہر کس و ناکس کی سفارش کرتے رہئے ۔ واہ رے امیر واہ رے فقیر دونون آفرین کے
لائق ہین ۔ اکثر عوام الناس ایسے موقع و محل پر کہتے ہین کہ اوگلا زمانہ متبرک تہا ۔ اور
اہل زمانہ بہی بزرگ تہے ۔ عوام کا یہہ قول غلط خیال ہے کیونکہ زمانہ ایک ہی ہے مگر نیکی
و بدی سے بلحاظ اہل زمانہ موصوف ہوتا ہے ۔ زمانہ ٹہیک و درست ہے ۔ اہل زمانہ بہی
اچہے ہین ہان اتنا فرق ہے اُسوقت کے لوگ نہایت عمدہ و درست تہے ۔ اکثر کیا علما
و کیا مشائخ نیک طینت ہوتے تہے ۔ اب بہی کم تر مردُ نیکو خوشخو ہین ۔ آجکل امراء مین
بہ نسبت فقرا ملائکہ خصائل زیادہ نکلین گے ۔ ہم اس موقع پر جو ایک واقعہ ہمارے وزیر مدبر
امیر بن الامیر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ مدار المہام سرکار عالی کے پاس گذرا ۔ وہ یہہ ہے
کہ تہوڑے دن گذرے کہ حیدرآباد مین مشہور ہوا کہ وزارت بدلنے ہی کو ہے کوئی دو ممبر اور نیز مقرر ہوتا ہے
اس ہو ہو می خبر سے عام کے دلون مین تردد واقع ہوا ۔ شہر کے کسی امیر نے ایک درخواست

بچون کی منصب کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین پیش کی۔ اور نواب صاحب سے کہا کہ آپ جلد منظور کیجئے۔ نواب صاحب نے درخواست رکھہ لی۔ پہر صاحب درخواست نے عرض کی۔ آپ نے کہا اچھا پہر عرض کی نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کیجئے مین کرونگا آخر میر صادق صاحب الغرض مجنونؔ پہر عرض کیا جلدی نکرون تو کیا کرون نہین معلوم کل کیا ہوتا ہے۔ شاید آپ نہ رہین۔ نواب صاحب خاموش ہوئے۔ اس امیر کو کچھ جواب نہین دیا جو کچھ کام تہا پورا کردیا۔ دیکھئے نواب صاحب کا کیا حلم و کیا رحم ہے کہ کچھ نہین کہا اور اُس غریب کا کام کردیا۔ فی زماننا بہی ہمارے شہر مین اسی طرح کے بہت سے امرائے قدیم موجود مین جنکا خمیر ہمدردی غربا و فقرا ہے فقیر مولف نے ہر ایک کے حالات و عادات مجبوب انجمن یا تذکرہ امراو رائے رکن مین لکھے مین۔ ابہی یہہ تذکرہ طبع نہین ہوا ہے تذکرہ ہذا کے بعد طبع ہوگا۔ چمنستان شعرا مین مرقوم ہے کہ آپ کی وفات سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین واقع ہوی اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔ آپ صاحب دیوان تہے۔ اور آپ نے ایک قصہ سرو شمشاد کے بیان مین لکھا۔ اسکے اشعار چند ہزار تہے۔ اب وہ قصہ نادر الوجود ہے۔ پہر از سر نو کیا ہو سو سمجہتے ہین اُسکو تیار فرمایا۔ ہم اُسمین سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کرین گے آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے آپنے ایک سرو شمشاد کا قصہ لکہا۔ مثنوی کی طرز پر تہا۔ کئی ہزار اسکے اشعار تہے۔ ایکوقت سوء اتفاق سے قصہ مفقود ہوگیا۔ آپ کو اُسکے تلف ہونیکا بہت رنج ہوا۔ پہر آپنے سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین از سر نو قصہ کو تصنیف فرمایا۔ آپکا کلام نہایت رنگین ہے۔ ابہام و تکلف سے پاک صاف ہے استعارہ و کنایہ سے مملو ہے۔ الفاظ شستہ با معانی برجستہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب دیا ہے مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔ اسیطرح آپکا دیوان بہی مضامین شیرین و معانی رنگین کا

چشمہ ہے۔ غزلہائے نمکین و کبتہائے دلنشین و مخمسات و مستزاد و رباعیات و قطعات و قصائد لائق تحسین و آفرین کا کشکول ہے۔ آپ کے اکثر قصائد خدا و رسول صلعم اہل اللہ کے فضائل و مدائح مین ہین۔ چمنستان شعرا مین شفیق اورنگ آبادی لکھتے ہین کہ دکن مین اکثر اہل دکن آپکے معتقدین تہے۔ آپ اورنگ آباد و حیدرآباد و بیدر و ارکاٹ و سورت و کوکن و برار مین دورہ فرماتے تہے۔ اور فقیر سے محبت دلی رکہتے ہین۔ فیما بین مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ باہم جاری ہے۔ فی الحال یعنی ۱۱۷۵ھ ہجری اورنگ آباد مین رونق افزا ہین۔ مین اکثر اوقات آپکی خدمت مین آمد و رفت کرتا ہون۔ اور آپ بہی کبہی کبہی میرے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہین۔ انتہی کلامہ

آپ پاکیزہ رو و پاکیزہ دل تہے۔ روشن ضمیر و دستگیر تہے۔ اعانت و ہمدردی مین قصور نہین فرماتے تہے۔ آپکی عنایت بادشاہ و فقیر پر مساوی تہی۔ ہندو و مسلمان سے موافق تہے۔ صلح کل کا طریقہ مرغوب تہا۔ ہر ایک کو خوش رکہنا مطلوب تہا۔ دلجوئی و دلداری آپکا کام تہا۔ دکن کے ہر کوچہ و بازار مین آپکا نام مشہور و معروف ہے۔

گزارش فقیر مولف

مین ناظرین کی خدمت مین نہایت افسوس کے ساتہہ گزارش کرتا ہون کہ آپ کا دیوان و قصہ سرو شمشاد میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تہا۔ میرا کتبخانہ ۱۳۲۶ھ ہجری مین موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ صاحب ترجمہ کا دیوان و قصہ سرو شمشاد بہی کتبخانہ کے ساتہہ آب و تلف ہو گئے۔ چونکہ مین نے آپکی سوانح عمری کے خاتمہ پر آپکے اشعار انتخابی نہین لکہے تہے۔ اسوقت اشعار کی بابت

بہت کچھہ پریشان ہوکے کتبخانہ آصفیہ کتبخانہ مختاریہ مین دیوان و قصہ کو تلاش کیا۔ نہین پایا۔ بامرلاچاری اشعار کے لکہنے سے معذور رہا۔ لیکن دیوان و قصہ کی تلاش مین ہمہ تن مصروف ہون۔ اگر ملجائینگے تو اسمین سے آپکے نتائج طبع کو ضمیمہ مین لکہہ دونگا۔ العذر عند کرام الناس مقبول۔

سالک۔ مرزا قربانعلی بیگ

سالک تخلص۔ مرزا قربان علی بیگ نام۔ آپ نواب مرزا عالم بیگ کے خلف الصدق ہین۔ آپ مولداً حیدرآبادی مسکناً دہلوی تہے۔ لیکن آپکی تربیت و تعلیم دہلی مین ہوئی۔ تعلیم تربیت سے فارغ ہونیکے بعد مہاراجہ لور کی ریاست مین خدمت وکالت پر مقرر تہے۔ چند مدت کے بعد الور سے قطع تعلق کرکے حیدرآباد دکن مین آئے صیغہ تعلیمات مین سررشتہ داری کی خدمت پر متعین ہوئے۔

آپکو اولاً تلمذ مومن خان دہلوی کی خدمت مین تہا۔ ثانیاً مرزا غالب کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ ابتدا مین بمناسبت نام قربان تخلص کرتے تہے۔ آخر مرزا کی شاگردی مین سالک تخلص اختیار کیا۔ ذکی الطبع و سخن سنج و سخن فہم تہے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین شعر و شاعری کے فنون سے ماہر۔ و محاورات فارسی ہندی سے واقف۔ فلسفی مشرب۔ ہمدردی بہتری قوم کے خواہان ہوتے تہے۔ مخزن الفوائد نام کا ایک رسالہ حیدرآباد مین شایع کیا۔ اسمین اکثر مضامین مفید ہوتے تہے۔ اصل مین رسالہ کے موجد و سرپرست مخدومی جناب مولوی سید حسین صاحب المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سابق تہے۔ اور ہمارے سالک صاحب مترجم

اس کے طبع و ترتیب کا اہتمام کرتے تہے۔ رسالہ مین اکثر مضامین مفیدہ مطبوع
ہوتے تہے۔ اگر وہ رسالہ اتبک جاری رہتا تو ایک عمدہ ذخیرہ تاریخی ہو جاتا
افسوس ہماری مصلحین قوم نے اسکے بقا کا لحاظ نہین کیا حیدرآباد مین ہر ایک
چیز کے ایجاد کرنے وقت نہایت جوش کے ساتہہ اہتمام ہوتا ہے لیکن آخر چند ہی
روز مین اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ فقیر مولف کو بجز اسبات کے کوئی وجہ معلوم نہین
ہوتی ہے۔ موجدین کی غرض ایجاد سے نمائش ہوتی ہے۔ اگر واقع مین نمائش ہے تو
اسکا وجود و عدم مساوی ہے ہان موجد کی یقدر نمائش و شہرت تو ہو جاتی ہے
واقعی ہمدردی و جوانمردی وہ ہے جس کام کی ابتدا کرین اسکو خوبی کے ساتہہ درجہ کمال کو
پہنچائین۔ تاکہ قوم کے خاص عام اس سے مستفید ہو جائین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔
آپکا کلام نزاکت و لطافت دلچسپی خوبی سے خالی نہین ہے۔ آپکی رحلت ۱۲۹۱ سنہ ہجری
مین واقع ہوئی۔ آپکی عمر تخمیناً ساٹہہ پینسٹہہ برس کی تہی۔ باوجود ضعیفی مزاج مین چستی
و چالاکی تہی۔ جس کام کا ارادہ فرماتے تہے اسکو پورا کرتے تہے۔ خوش اخلاق و بامروت
ہر ایک سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کے ساتہہ ملتے تہے۔ خاص حیدرآباد مین آپکے
اکثر تلامذہ موجود ہین۔ آپکا ایک فرزند محمد مرزا متخلص بہ عابد و ظیفہ خوار سرکار عالی نظام
موجود ہے۔

من اشعارہ الہندی

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین
رہے آشنائی فقط نام کی

خدا کو کرکے چلا تا ہون نگاہبان اپنا
گویا ہمارے واسطے کچہہ ہی بنا تہا
وہ نام آشنائی زبان رہگیا

وله
میرا ہوا آشیانہ اور آدہا جلا ہوا
بجہہ ہی گئی تہی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

وله
مین نکلتا تری محفل سے اکیلا اے کاش
غم یہہ ہے ساتہہ میرے غیر کا ارمان نکلا

وله
سالک جو کوئی عشق مین مجکو برا کہے
تکتا ہون منہ کو اور یہہ کہتا ہون ہان درست

وله
مایوس نا امید ہین کیا مدعا سے ہم
کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم

کاش اے پہر تجہہ سے ہی کہتے تو سہل تہین
وہ خواہشین کہ کہتے ہین اُس بیوفا سے ہم

فرط نشاط وصل سے ہے ڈر کہ مر نجائین
ذکر غم فراق ہے چہیڑین بلا سے ہم

وله
تیرے کوچہ کی مجہپر راہ ہے تنگ
کہ آتا ہے نگاہ پاسبان مین

وله
طالب وصل پہ کہتے ہوے تکرار نہین
خوش ہون ان دو نفیون مین اثبات ہی انکار نہین

وله
شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے
تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

وله
لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین
تیر بہکے تو کمان دار کی تقصیر نہین

اغیار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو
قتل کو آتے ہین اور ہاتہہ مین شمشیر نہین

وله
وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو
اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو

وله
شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجہکو
ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجہکو

اسکو دیکہو کہ وہ ہے مجہسے سوا گر دشمن
آسمان نکلے ستانا نہ کہین تم مجہکو

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق مین ٹالی بہیر
آگیا کچہہ لیا دیا آگے

ہون مین وہ صید کہ رو یا کرے صیاد مجہے
ہون مین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلاد مجہے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجہے اب جا بجا سے ہے

سرمد۔ حکیم سعید۔ المعروف بہ صوفی سرمد

سرمد تخلص۔ حکیم سعید نام۔ آپ اصل مین قبائل ارامنہ سے تھے تحصیل علوم سے فارغ ہونیکے بعد پیشہ تجارت مین مصروف ہوئے۔ تجارت کی وجہ عراق عرب و عجم مین اکثر اوقات سیاحت فرماتے تھے۔ چند مدت کاشان مین سکونت پذیر رہے۔ آپ کی طبیعت تصوف و تعرف کیطرف مائل تھی۔ آپ سیاحت مین بزرگان بلاد و امصار سے ملتے تھے۔ ہر ایک بزرگ کی خدمت سے مستفید ہوتے تھے۔ بزرگان صاحبدل کی توجہ سے آپکے دل مین عشق و محبت کی آگ مشتعل ہوئی۔ پھر آپ کاشان سے برآمد ہوئے۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر ٹھٹہ سندہ مین پہنچے۔ وہان ایک ہندو بچے پر جسکا نام ابھی چند تھا فریفتہ ہوئے۔ چنانچہ خود صوفی کہتا ہے ؎

نمیدانم دریں چرخ کہن دیر ۔۔۔ خدائے من ابھی چند ست یا غیر

اسی لڑکے کے عشق مین تمام مال و اسباب کو مساکین پر تقسیم کردیا۔ جو کچھہ ملا یہ تھا کل لٹادیا۔ بقدر ضرورت بھی کوئی چیز باقی نہین رکھی۔ یہانتک کہ جامہ و پارچہ ستر عورت و بدن کیلئے بھی نہین رکھا برہنگی اختیار کی۔ آپکا لڑکے پر فریفتہ ہونا صادقانہ تھا لڑکے کے والدین نے آپ کی پارسائی و پاک طینتی دیکھکے چند روز آپ کو اپنے گھر مہمان رکھا آپ محبوب کے در پر پڑے رہتے تھے۔ ہر وقت محبوب کے دیدار و درشن مین محو رہتے تھے آپنے لڑکے کو تورت و زبور پڑہائی۔ لڑکے کو اپنی محبت کی کشش سے اپنے طرف کھینچ لیا۔ لڑکا آپسے ایسا مانوس ہوگیا کہ تمام خویش و اقارب سے برخاستہ ہوکے آپکے ساتھہ ہی خاک نشین ہوگیا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ آپ مع ہندو بچہ ٹھٹہ سندہ سے

حیدر آباد دکن مین آئے۔ چند مدت قیام پذیر رہے۔ پہر یہان سے دار الخلافہ دہلی مین پہنچے۔ شاہزادہ دارا شکوہ جو فقرا کے طرف زیادہ مائل تہا آپ کو مصاحبت مین رکہا۔ اور اعلیحضرت قران ثانی کے خدمت مین صوفی کی تعریف و مدح کرتا تہا۔ اعلیحضرت قران ثانی نے ایکروز عنایت خان آشنا کو صوفی کے حالات دریافت کرنے کے لئے بہیجا۔ خان مذکور حال دریافت کرکے آیا۔ عرض کیا۔ اور یہہ بیت پڑہی سے

بر سرمد برہنہ کرامت تہمت است   کشف کہ ظاہر است درو کشف عورت است

پس اسی اثنا مین زمانہ مین انقلاب پیدا ہوا۔ دارا شکوہ اسیر و قتل ہو گیا۔ اور سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین اورنگ زیب عالمگیر اورنگ نشین ہوا۔ صفحۂ عالم سے اکبری و جہانگیری رسوم محو ہوئے مراد بخشی و دارا شکوہی بدعتین مٹ گئین عالمگیر کے خوف و رعب سے تمام اہل بدعت و زندقہ مشرب توبہ و اصلاح کے طرف متوجہ ہوئے۔ اکثر دیوانے و برہنہ تن ہشیار و صاحب لباس ہوگئے۔ شرع و دین کا بازار گرم ہوا۔ لہو لعب کا چراغ بجہ گیا۔ حسب الحکم بادشاہ سنہ ہم عالمگیری مین قاضی عبد القوی صدر نے صوفی سرمد کو لباس کی تاکید کی۔ صوفی نے قبول نہین کیا۔ ہر چند کہ کہا گیا۔ راضی نہین ہوا۔ قاضی نے سوال کیا کہ آپ برہنہ کیون رہتے ہین۔ جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ اور یہہ رباعی پڑہی سے

خوش بالائے کرد چنین پست مرا	چشمے بدو جام برد از دست مرا
او در بغل است و من در طلبش	دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

قاضی مذکور صوفی کے جواب سے نہایت غضبناک ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عرض کیا کہ وہ واجب القتل ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ صوفی کو دربار مین حاضر کرین۔ تمام علما اس سے بحث کرین۔ اگر واجب القتل ثابت ہو جائے تو قتل کرین۔ حسب الحکم صوفی دربار مین

حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کہتے تھے کہ داراشکوہ بادشاہ ہوگا آپکا قول غلط ہوا۔ صوفی نے کہا غلط نہین ہے وہ بادشاہ ہوگا۔ صوفی کا جواب مجذوبانہ تھا۔ پھر بادشاہ نے سوال کیا کہ کلمہ لا الہ پر زیادہ نہ کہنا کیا وجہ ہے۔ صوفی نے فرمایا۔ کہ مین ابھی نفی مین مستغرق ہون۔ نفی کے بعد اثبات ہے۔ پھر ستر عورت و توبہ کی بابت کہا گیا قبول نہین کیا۔ اور یہہ بیت پڑھی ؎

عمریست کہ آن جلوۂ منصور کہن شد	من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

آخر ملا عبد القوی نے باتفاق علما و اہل شرعی کے ساتہہ قتل کا فتوی تیار کیا۔ بادشاہ نے سرمد کے قتل کا حکم دیا۔ صوفی کو قتل گاہ مین لائے۔ اسوقت زبان سے یہہ بیت پڑہتا تہا ؎

سر جدا کرد از تنم شوخے کہ با ما یار بود	قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

جب جلاد آیا تلوار کہینچ کے صوفی کے طرف متوجہ ہوا۔ صوفی جلاد کیطرف دیکہہ کے کہتا تہا تو جس صورت مین جلوہ نما ہوتا ہے مین تجکو پہچانتا ہون اور یہہ بیت پڑہی ؎

رسیدہ یار عریان تیغ ایندم	بہر رنگے کہ آئی می شناسم

اور یہہ بیت بہی پڑہی ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

قتل کیلئے چاہتے تہے کہ دستور کے موافق اسکی آنکہین بند کرین۔ صوفی نے منع کیا۔ مردانہ سر تہ تیغ کیا۔ جلاد نے ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کیا۔ کہتے ہین کہ سر تن سے جدا ہوئے وقت تین مرتبہ لا الہ کہا۔ یہہ واقعہ ۱۰۷۱ ہجری مین واقع ہوا۔ دہلی کی جامع مسجد کے مقابل مدفون کیا گیا۔ یزار و یتبرک یہ مشہور ہے کہ صوفی کا سر جب تن سے جدا ہوا یہہ بیت

مقتول کے جسم بے سر نے اپنے انگشت دست کی قلم و خون کی سیاہی سے یہہ شعر دیوار پر لکھا - میرے نزدیک یہہ الحاقی معلوم ہوتا ہے - کسی معتبر تاریخ سے اس بات کا پتا نہین ملتا شاید خرق عادات سے ہو - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **هو هذا**

سر پر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد
این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

من رباعیاتہ

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

ولہ

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد
یا قطع نظر زیار می باید کرد

ولہ

سرمد کہ ز جام عشق مستش کردند
بالا بردند و باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہشیاری
مستش کردند و بت پرستش کردند

ولہ

آنکو کہ سر حقیقتش باور شد
خود پہن تر از سپہر پہناور شد
ملا گوید کہ برشد احمد بفلک
سرمد گوید فلک باحمد در شد

بعض مورخین نے لکھا کہ یہی رباعی سرمد کے قتل کی باعث ہوئی - اس لئے کہ اس رباعی سے معراج کا انکار ثابت ہوتا ہے - رباعی

سرمد اگرش وفاست خود می آید
در آمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا در پئی او میگردی
بنشین اگر او خداست خود می آید

سنجر - مرزا سنجر

سنجر تخلص - مرزا سنجر نام ہے - آپ میر حیدر معمائی کاشانی کے فرزند ہین -

شعر و شاعری مین چست و چالاک تہا مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا موجد تہا۔
مدت تک اکبری دربار مین پدر و پسر ملازم رہے۔ ہمیشہ بادشاہ و شاہزادون کی مدح مین
قصائد منظوم کرتے تہے۔ خوب انعام و اکرام پاتے تہے۔ آخر ابراہیم عادل شاہ والی
بیجاپور کی خدمت مین آیا۔ اسوقت شکستہ حال و پراگندہ بال تہا۔ عادل شاہ نے
اسکے شکستہ حال کو بلطف و کرم کے مومیائی سے درست فرمایا۔ ایک زمانہ تک خوش و خرم رہا
اشعار مین اکثر زمانہ کی شکایت کرتا ہے۔ پس چند مدت کے بعد شاہ عباس ماضی کا فرمان مع خلعت
فاخرہ اس کے نام سے صادر ہوا۔ لیکن فرمان کے وصول ہونے سے قبل یہان اسکی اجل کا
فرمان پہنچ گیا۔ فوراً عالم بالا کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

شہر حسن است ببر جانب بازار مرا ‌ ‌ تو نخواہی دگرے ہست خریدار مرا

ولہ

نہ تاب و بدن و نی طاقت شکیبائی است ‌ ‌ تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائی است

ولہ

محققان کہ ز دریائے علم در جوشند ‌ ‌ چو کوہ تا نکنی نشان سوال خاموش اند

ولہ

آتش خرمن منی شبنم گشت دیگران ‌ ‌ دوزخ من چرا شدی ای بہشت دیگران

ولہ

تو خود ناخواندہ ای شوق تبسم سر و بنہ رم او ‌ ‌ نمیدانم کہ خواہد خواست فردا عذر غیرت را

ولہ

اے غم ہجر بنشین این جائے تو نیست در دلم ‌ ‌ یا بگذار از این سراپا بہا قبالہ را

ولہ

ما عجز و تفہیم و حریفان زبون طلب ‌ ‌ اے خون بیا بگردن طبع غیور ما

ولہ

شرم باد از اہل مجلس سخن بیقدر را ‌ ‌ تا بکے ناخواندہ آید چند بی رخصت رود

ولہ

برگ سبزی ہم نیاورد ہے بیطالعی ‌ ‌ از گلستانے کہ ہر کس گل بدامن می کند

ولہ

جمعی کہ از تقریب او گفتگو کنند ‌ ‌ ترسم خجل شوند اگر رو برو کنند

ما ہم ز آرزو بشہادت رسیدہ ایم — خوبان صواب نیست کہ فکر دیت کنند

وله
ناخواندہ گرچہ آمدہ ام زود میروم — طبع ترا ز بادہ مکدر نمی کنم

وله
الماس بدل پاشم و منت کشم از خود — من لذت این زخم بسوزن نہ پسندم

وله
اگر از دامن محمل کشیدم دست بیتابی — بپائے ناقہ افتادم مگر در ساربان گشتم

وله
امشب اے ہمسایہ او مہمان من از خود رفتہ ام — گر کسے احوال من پرسد بگو در خانہ نیست

وله
مہر آمد بتماشائے تو با تیغ و ترنج — گو بیا گر ہوس است بریدن دارد

وله
مرا کہ سینہ زمین نمک فروشان است — دماغ سوزی مرہم بداغ من غلط است

وله
نیست دام آزادی این مرغ اسیر — ورنہ صد مرتبہ گرداند بگرد سر خویش

وله
این زمان بے تو نشستم سحر و گریہ پیش ازین — دست من زلف و گستاخ تر از شانہ بود

وله
میگذارد دگر نگاہ کرم در کارش کنم — سخت محجوب است ہیچو ہم کہ میخوارش کنم

وله
وقت است کہ چون صبح ببالین من آئی — شمع سحرم یک دو نفس بیش ندارم

وله
ناخن زدہ است بوئے گلے بر مشام ما — ہان اے طبیب نیست علاج زکام ما

وله
یکشب چراغ خلوت ما می توان شدن — تا کے چو صبح خندہ توان زد بشام ما

داغم نمک خشک شد و زخم بالماس — آگہ کن ازین تجربہ مرہم طلبان را

حاجت روا انگشت مرا حاصل دو کون — صرف چراغ مسجد و شمع مزار شد

سالک۔ سید غلام حسن القادری الرضائی

سالک تخلص۔ سید غلام حسن نام آپ سید شہاب الدین بن سید محمد سحق قادری کے خلف رشید ہیں۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت سید عبدالرزاق فرزند دوم حضرت سید

محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد امجد بغداد سے ہندمین تشریف لائے۔ اولاً ملک دکن کیطرف متوجہ ہوئے۔ قلعہ جنیر مین جو دکن کے مشہور قلعجات سے ہے سکونت پذیر ہوئے۔
بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپکے اجداد اسلاف سے ایک بزرگ بطریق سیر و سیاحت بغداد سے ہندوستان مین آئے۔ صوبہ پنجاب مین پہنچ کے پرگنہ بہرہ مین سکونت پذیر ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے جہانگیری زمانہ تک سرفراز فرماتے رہے۔ اہل ہند جوق جوق حسن عقیدت سے دائرہ بیعت مین داخل ہوتے تہے۔ سالک صاحب ترجمہ کے جد امجد سید محمد اسحق قادری یتیم تہے۔ اور اپنے جد محمد یعقوب کی خدمت مین تربیت و تعلیم پاتے تہے۔ جد بزرگوار ہی یتیم کے مربی و سرپرست تہے۔ حسن اتفاق سے سید محمد یعقوب سیاحت عرب کا عزم بالجزم کیا۔ سید محمد اسحق بہی دادا کے ہمراہ بغداد شریف وغیرہ مقامات متبرکات مین گئے حج و زیارت روضۂ منورہ و دیگر مقامات متبرکہ سے مشرف ہوئے۔ شاہجہانی زمانہ تک عرب مین رہے وہان علم حدیث و فقہ و تفسیر سے فارغ التحصیل ہوئے پہر آپ عرب سے ۲۳ سنہ جلوس شاہجہانی مین ملک دکن مین وارد ہوئے۔ آپنے قلعہ جنیر مین سکونت اختیار کی۔ اشاعت اسلام و ہدایت دین مین مصروف ہوئے۔ مدۃ العمر اسی کام مین مشغول رہے۔ اکثر ہنود بت پرست آپکی ہدایت سے خدا پرست ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین اس ارفنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ سالک صاحب ترجمہ کے والد حضرت شہاب الدین بہی عالم شباب مین عارضہ وبا سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ سالک والد کی رحلت کیوقت طفل شیر خوارہ تہے۔ جنیر مین نشو و نما پائے۔ سن تمیز کو پہنچے اسوقت آپکو تحصیل علوم کا شوق دل مین متمکن ہوا۔ وطن سے برآمد ہو کے دار العلوم گجرات مین آئے

وہاں علمائے معاصرین کی خدمت میں تہوڑے زمانہ میں کتب درسیہ متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بموجب استعداد فطری وذکاوت جبلی لائق وفائق ہوئے۔ اور حضرت شاہ علی رضا صاحب گجراتی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور احمد آباد گجرات سے مع عیال و متعلقین شہر اورنگ آباد دکن میں آئے۔ اور خاص و عام کو فیض ہدایت سے مستفیض فرماتے تہے۔ اہل شہر امرا و خوانین آپکے ساتہہ حسن اعتقاد رکہتے تہے۔ آپکی خانقاہ غربا و فقرا کی فرود گاہ۔ اور امرا و وزرا کی سجدہ گاہ تہی۔ امیر الامرا حسین علیخان۔ و عوض الدولہ بہادر قسورہ جنگ و نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ و غیرہم آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تہے۔ آپ فصیح اللسان و بلیغ البیان تہے۔ ذہین و فطین تہے۔ حکیم و واعظ تہے۔ وعظ و نصیحت میں فرد کامل تہے۔ سامعین معتقدین آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہو جاتے تہے۔ اور مسائل و امر و نواہی سے واقف۔ آپ قوی الحافظہ تہے۔ قرآن شریف کو چہہ مہینہ کی مدت میں حفظ کر لیا۔ جس کے حفظ کی تاریخ یہہ ہے (حفظ حسن) ۱۱۰۱ھ ہر سال ستائیسوین تاریخ رمضان کو شبینہ قرآن ختم فرماتے تہے آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے۔ آپکا دیوان مرتب شدہ ہے۔ اور آپنے ایک مثنوی مثل مثنوی مولوی روم لکہی ہے عربی و فارسی دونون زبان مین کامل مہارت رکہتے تہے اخلاق و عادات مین فرشتہ۔ و انسان برگزیدہ تہے۔ علم تصوف و تعرف مین فرد کامل تہے۔ فطرۃً آپکی طبیعت موزون تہی۔ اس لئے اقتضائے طبیعت کبہی کبہی پیرایہ ظہور سے جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ جو کچہہ نتیجہ طبع مبارک ہوتا ہے برجستہ و شگفتہ ہوتا ہے۔ پژمردہ کو تازہ و مردہ کو زندہ کر دیتا ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سالک کی ولادت سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ اور آپکو بیعت حضرت شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

گجرات احمدآباد سے اورنگ آباد مین آیا - اور یہان متوطن ہوا - آخر دوم تاریخ جمادی الاولی روز جمعہ قبل مغرب ۱۱۶۷ھ ہجری مین فوت ہوا - بروز شنبہ قریب مسجد و خانقاہ جو آپکی تعمیر کی ہوئی ہے دفن ہوئے - چنانچہ مولف تذکرہ نے مرحوم کی تاریخ کہی ہو ھذہ

سید ہی حضرت غلام حسن	در شہود الہ مستغرق
بست رخت سفر ازین عالم	داد بزم بہشت را رونق
وقت تحریر خط تجرد و کلان	بر منزلہ می نوشت سر حق
زین سبب سال او شفیق نوشت	عاشق حق بحق شدہ ملحق

من اشعارہ الفارسی

نثار پرواز دماغم شب کہ سیراب بود
بادبان کشتی می چادر مہتاب بود

گردش چشم تو از بس بیقرارم کردہ است
پنبۂ بالین خوابم چشم سیماب بود

نمی دانم کدامین ماہ رو آمد در آغوشم
کہ چون ہالہ سراپا حلقہ می گردد بر دو دوشم

کمان ابروئے رنگین ادائے تا بہ بر آید
تمنا جوش چون قوس قزح یک عالم آغوشم

بسکہ دریاد قدش موزون مثالی کردہ ام
مصرع ہر سرو گلشن شعر خالی کردہ ام

بیش ازین بود صفا و تازگی برق حسن
شب بہ پشت پاش نقش قالی کردہ ام

مست و سرشار رو بالا نشہ جام لبت
بودہ ام از بوسہ کہ بی اعتدالی کردہ ام

اے بیا آرام جان جائے تر ا مانند خواب
باوجود مردم دیدہ خالی کردہ ام

خوردہ ام سالک فریب وعدہ در قاب وصل
پختہ کار عشق بودم خور سالی کردہ ام

اے لالہ زار از گل داغ تو سینہا
رنگین پر از بہار ز وصفت سفینہا

بیگرنگی تو ناشدہ برق دوئی گداز	نگرفتہ رنگ عکس زشخص آبگینہا

سپہری نظام شاہ بجری

تذکرہ مجمع الفصحا مین لکہا۔ نظام شاہ نام۔ سپہر تخلص۔ منہ

خالت خلیل و چہرہ گلستان آتش است	خطت سیاہ ہے کہ بدامان آتش است
بیش رخ تو دیدہ سپہرے بہم نزد	آتش پرست ہین کہ حیران آتش است

باب الشین معجمہ

شوریدہ شیخ سلطان الدین برہانپوری

شوریدہ تخلص۔ شیخ سلطان الدین نام۔ برہانپوری المولد ہے۔ صاحب لیاقت و ذی استعداد تہا۔ خوش نویسی مین استاد خط نستعلیق نہایت ہی خوش لکہتا تہا۔ شعرگوئی و شعرفہمی مین مشہور تہا۔ ۱۱۷۵ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد مین آیا۔ چند مدت رہکر پہر وطن مالوفہ کو واپس گیا۔ لچہمی نرائن وغیرہ شعرا کا معاصر تہا اولاً سلطان تخلص کرتا تہا۔ پہر شہیر قرار دیا تہا آخر لچہمی نرائن اورنگ آبادی کے کہنے سے شوریدہ اختیار کیا۔ ۱۱۹۵ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔
تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکی مزاج مین ہمدردی قوم مرکوز تہی۔ اکثر کتب احادیث و صحائف لکہ کے مساجد و خوانق مین وقف کرکے رکہتے تہے۔ اور علما و طلبا کی خدمت کو فرض سمجہتے تہے۔ مہمان نوازی مین مشہور تہے۔ نقل ہے کہ ایکروز آپکے گہر ایک مہمان آیا۔ آپنے اُسکی مہمان داری کا اہتمام کیا۔ مہمان ایک رات نماز مغرب کے بعد بغیر اطلاع کسی دوست کے ملنے کو گیا۔ دوست نے خاطرداری مدارات کی

تمام رات دوست کے گہر پر بسر کیا۔ حضرت شوریدہ صاحب ترجمہ حسب عادت عشا کے
بعد دستر خوان بچہا کے کہانے کے خوان چُنے ہوئے مہمان کے انتظار مین بیٹہے۔ اور
گہر کے تمام متعلقین بہی حضرت کے ساتہہ تہے۔ اکثر بہوکے پیاسے سوگئے۔ تمام رات
گذر گئی۔ صبح مہمان آیا۔ آپنے کشادہ روئی سے فرمایا۔ آپ شب کہان تہے ہم تمام
آپکے انتظار مین دستر خوان بچہائے ہوئے رہے مہمان آپکے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی
حضرت مسکرائے۔ اور مہمان کی تالیف قلوب کرکے فرمایا پروا نہین۔ بزرگان سلف
کی تہذیب مساعدت آفرین ہزار آفرین کے لائق ہے۔ ہمکو سلف کے اخلاق وعادات سے
سبق لینا چاہئیے۔ فی زمانا اس قسم کے اخلاق و عادات عنقا صفت ہین۔ خدا تعالے
ہمکو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کی پیروی کرین

من اشعارہ الہندی

یک رنگ مین کئی رنگ بتاتا ہے رنگیلا	ہر طرح من کی طرح دکہاتا ہے رنگیلا
تجہ زلف کے دیکہے ستی سنبل کو گیا بہول	بن خود ہی بجو دہوا بس الکو گیا بہول
رنگین ادا سے جب تو گیا باغ مین سجن	ہر نقش پا زمین پہ بنتے گل کے دستے تہے
چشم دریا سے کیون نہووے طوفانی	اشک باران ہنوز جاری ہے

شورش ۔ مرزا محمد منعم نذرباری

شورش تخلص ۔ مرزا محمد منعم نام ۔ آپ بدخشانی الاصل ہین۔ مرزا محمد اکبر
طپش کے برادرزادہ ہین۔ حضرت شاہ یٰسین صاحب نذرباری قادری کے مرید ومتبنی
تہے۔ زندگی مجردانہ بسر کرتے رہے دنیا ومافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکہتے تہے مزاج مین

عجز و انکساری تھی۔ علم موسیقی مین خوب ماہر تھے۔ اس فن مین متقدمین سلف سے بڑہ گئے تھے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر شعر گوئی پر فریفتہ عم بزرگوار طپش سے مشق کرتے تھے۔ چندہی روز مین اُستاد سے ایسے بڑہ گئے کہ آخر طپش اپنا کلام شورش کو دکھلاتے تھے۔ آپ سست کردار و وضعدار تھے۔ سن شعور سے تا بمرگ لباس سرمئی زیب بدن فرماتے رہے۔ کبھی دوسرے قسم کے لباس کی خواہش نہین کی۔ آپکا کلام نادرالوجود ہے اُسکی وجہ یہہ ہے کہ آپ جو کچھہ کہتے تھے۔ اُن سب اشعار کو چراغ کی نذر کر دیتے تھے۔ طپش نے جو چند اشعار مخفی رکھہ لئے تھے وہی ہے۔ باقی کا پتا نہین ملا۔ اکثر تذکرون مین وہی چند شعر دائر و سائر ہین۔ ہم بھی کیرون سے نقل کرتے ہین آخر آپ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

شاعر خوب مرزا منعم	سمت جنت کے جب گیا دوقدم
دل نے تاریخ کو کہا مجہ سے	مرگیا آہ شورش ہمدم
	۱۱۷۲

من اشعارہ الہندی

ہمارے پاس یہہ آیا نہ آیا	بھروسہ کیا ہے جی آیا نہ آیا
جب سنی بہار ہے بربن جامہ اُجلا و سبز	تب سے پایا گلشنو نہین سرو نے ایجاد سبز

شرافت۔ سید شریف الدینخان اورنگ آبادی

شرافت تخلص۔ سید شریف الدینخان نام۔ آپ کے جداد سادات موسویہ نیشاپور سے ہین۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ ہند مین آئے۔ قصبہ کنتور ملک اودہ مین متوطن ہوئے۔ قاضی محمود کنتوری خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار آپکے

اجداد مین تھے۔ آپ کشش آب و دانہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ عالم فاضل
و ادیب کامل تھے۔ شہر کی خدمت احتساب پر مقرر ہوئے۔ اور حضرت شاہ نظام الدین
نکرامی جو دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ اُن کی خترنیک اختر سے شادی کی۔ اور
اس شہر کو اپنا وطن قرار دیا۔ نہایت خوشی و خرمی سے رہنے لگے۔ سرکاری خدمت
احتساب کا انتظام عمدہ طرح سے مدت تک کرتے رہے۔ شہر کے مشائخ و امرا آپ سے
نہایت ہی رضامند و شکر گزار تھے۔ آپ شریف النفس و کریم الطبع تھے۔ حسن اتفاق
مین بے مثل۔ مروت و سخاوت مین بیبدل تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ شعر فہمی
و انشا پردازی مین یگانہ۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ ایک کتاب غوث الصمدانی
محبوب سبحانی کے مناقب مین لکھی۔ آپ ۱۱۵۷ ہجری مین زندہ تھے۔ قریب
سنہ ۱۱۶۰ ہجری بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

مین روتا ہی رہا غم نے کیا جاری رواج اپنا
بگولے کو نہین ہے سر بلندی خاک بن کر
ہو گئی آنے سے تیری لکے میخانہ مین ہوم
وصل مین بھی نہین ہے ہرگز چین بیتابی کو تیکن
ایک تیرے جلوہ حسن آراستی

کرے مد نظر کسکو آخر کام کاج اپنا
سر پر سلطنت کیا چاہے ہم خاکسارون کو
چشم مین سجتی ہے جیسی کیف کے آئینہ مین ہوم
عشق سے ڈالا ہے دیکھو شمع پروانہ مین ہوم
شور کعبہ مین پڑا ہے اور بتخانہ مین ہوم

شہید۔ ملا باقر

شہید تخلص۔ ملا باقر نام۔ بقول مولف گل رعنا آپ طہرانی الاصل قوم ترک سے تھے

وبقول مولف گل عجائب اصفہانی الاصل آپکے جد بزرگوار طہران یا اصفہان سے
ہند مین وارد ہوکر احمد آباد گجرات مین متوطن ہوئے۔ شہید کی ولادت احمد آباد مین
ہوی۔ عالم شباب مین ضروری لیاقت واستعداد حاصل کرنیکے بعد نوکری اختیار کی
چند مدت تک سلسلہ ملازمت مین رہا آخر نوکری ترک کرکے شہر اورنگ آباد مین آیا
اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔
اورنگ آباد سے روانہ ہوا۔ اسی سفر مین بندر تہہ سارہ مین شیخ محمد علی حزین سے ملا
شعر گوئی مین شیخ سے تلمذ حاصل کیا۔ پہر حرمین شریفین کی زیارت وحج سے فارغ ہوکر
اورنگ آباد مین واپس آیا بدستور خانہ نشین رہا۔ گہر سے کبھی باہر نہین آتا تہا۔
صاحب مردم دیدہ لکہتے ہین فی الواقع مین نے اُسکو فقیر پایا۔ ہرچند کہ شیخ محمد علی حزین سے
طرز درویشی اختیار کیا تہا۔ لیکن شیخ سے کچہہ نسبت نہین رکہتا ہے۔ بزرگ ساختہ
نظر آیا۔ عند الملاقات بہت سے اشعار سنائے۔ اور اکثر باتین کین مین اُن کی خدمت مین
صرف ایک ساعت بیٹھکر رخصت ہوا۔ انتہی کلامہ۔
لچھمی نرائن گلزار عنا مین لکہتے ہین کہ شہید سخن مین شیخ علی حزین کا شاگرد تہا۔ اور طریقہ سلوک
شیخ سے اخذ کیا۔ چنانچہ ایک غزل مین کہتا ہے ؎

در سخن حزین سوختہ   آب رنگ معنی تصویر ماست

خط نسخ خوب لکہتا تہا۔ اورنگ آباد مین خانہ نشین تہا کبھی گہر سے نہین نکلتا تہا۔ آزاد
بلگرامی سے محبت رکہتا تہا۔ آزاد شاہ محمود کے تکیہ مین رہتے تہے۔ اُسوقت شہید نے
ایک رقعہ لکہا۔ سر رقعہ یہہ بیت تہی ؎

اے صبا بہر خدا کن گوشش فریاد مرا   یعنی از من بندگی گو سرو آزاد مرا

بعد ازان زمانہ دراز گذرا کہ اتفاق ملاقات ہوا۔ پھر یہہ بیت آزاد کی خدمت مین بہیجی

سـہ میان اہل سخن سد آمد و رفت است ؛ مگر سخن برود پھر باز دید سخن

پھر جناب آزاد شہید کے پاس گئے اور ملے اور باہم خوش ہوئے۔ اور مین بہی ایکوقت شہید کی ملازمت سے مشرف ہوا انتہی کلامہ

شہید سخنور صاحبدل درویش کامل تہا۔ تارک الدنیا۔ طالب فقر و فنا تہا۔ خوش گفتار و خوش کردار تہا۔ آخر ۱۱ تاریخ رجب ۱۱۶۸ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوا۔ اپنے مکان کے صحن مین دفن کیا گیا۔ جناب آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت کہی

سـہ کرد رحلت مقیم گوشۂ فقر ؛ تیز در فن شاعری ماہر

گفت تاریخ فوت او آزاد ؛ گشت نابود مولوی باقر

شہید مغفور صاحب دیوان ہے۔ دیوان ضخیم ہے۔ تحفی مؤلف گل رعنا مین لکہتے ہین که آپکے اکثر اشعار اصلاح طلب تہے۔ جناب آزاد نے درست کئے۔ لیکن فقیر مولف نے طوالت کی وجہ سے اشعار اصلاح شدہ و اصلاح طلب کو قلم انداز کیا۔ اگرچہ مولف گل رعنا نے تمثیلاً چند اشعار اصلاح طلب و اصلاح شدہ بہی نقل کئے۔ انتہی کلامہ۔

من اشعاره الفارسی

الہی استقامت در شہادت دہ دل مارا جز صبا نیست درین گلشن ایجاد شہید	وله	ہمیشہ سرخرو از خون ناکن قاتل مارا کہ بیابد نفسے پھر ہوا خواہی ما
مرا صحبت مدام آن نرگس بیمار می بخشد سر تمکین او گردم نمی بیند بعجز من مدام پھر از تسبیح دست آویز محشر	وله	چو مژگان برنگردانم زبین انشغا خود را مکرر گرچہ می بندم بپایش چون حنا خود را بصد رہ میرسانم تا شہید کربلا خود را

ای ماه تابان یک شبی مهمان کن مرا چون هاله گرد گرد تو برخویش قربان کن مرا

گوید شهید تو همین با ناله و آه حزین گر از شهیدان نیستم خاک شهیدان کن مرا

جان محبوس بتن بسکه تنگ است اینجا نمی توان گفت که در قید فرنگ است اینجا

وله

از تو تا دور کرده اند مرا زنده در گور کرده اند مرا

با دل سرد گرم می سوزم شمع کافور کرده اند مرا

من کجا شوکت سلیمان کو کمتر از مور کرده اند مرا

وله

جدا از آتش لعل تو شد کباب شراب بیا که چشم براه است از حباب شراب

خم سپهر تهی نیست از می مهرت هنوز می چکد از چشم آفتاب شراب

وله

فهمیده راه رو که ره یار نازک است آهسته پا گذار سر دار نازک است

دارم دلی که خود بخود آزرده می شود مانند طبع یار چه بسیار نازک است

پژمرده می شود ز نسیم سخن شهید از گل زیاده لعل لب یار نازک است

وله

کار دنیا همه ناساخته می باید رفت همچو اشک از نظر انداخته می باید رفت

حسرتی بدتر ازین باز چه خواهد بودن که ره کوی تو نشناخته می باید رفت

وله

هستی و بخت مرا کلک قضا توام ریخت بلب یار رسیدیم سیاهی باقیست

نه اشک بر رخ و نی آه در جگر باقیست شده است زاد سفر آخر و سفر باقیست

وله

بیهوده دست بر سر خود عمرها زدم کاری ز من نیامد و دستم ز کار ماند

وله

در خیالش رفته ام از خود خبردارش کنید بخت من عمریست تا خوابیده بیدارش کنید

وله

از شکست دل صدا بیرون نیامد جز خدا تا بود ممکن ز خود هرگز دلی را نشکنید

وله

حاصل زندگانیم نیست بجز انفعال همچو حباب میروم کیسه تهی و چشم تر

مرا لیاقت این کو که با تو چهره شوم	وله	همین بروی تو گردم و نگاهی بس
ز داغ من دل بلبل گر بسوخت بجاست	وله	برنگ گل زده ام آتشی بخانهٔ خویش
غافل مشو چو شمع ز سوز دل شهید	وله	در خنده هم ملاحظه کن گریه های خویش
در جهان هرگز ندیدم هیچکس کمتر ز خویش		هر کرا من وا رسیدم یافتم بهتر ز خویش
زلف و خود را ز من تا میتواند می کشد		چون پریشانی که می بیند پریشان تر ز خویش
ز خود بیخود شو و مستانه میرقص	وله	بگرد شمع چون پروانه میرقص
روشن سواد مردمک دیده می کند	وله	هر لحظه مصحف رخ تو از غبار خط
پی نیاز تو جان دگر بکف دارم	وله	سرم چو شمع گر از تن جدا کنند چه باک
جان من غم مخور از بی سر و سامانی دل	وله	زیادگار سر زلف پریشانی دل
بره عشق تو در هر قدم می ماند		پر تنگ آمدم از دست گرانجانی دل
در بحر زندگی چه سبک راه میروم	وله	از خویشتن چون حباب بیک آه میروم
چون حبابی اعتبارم پایمال کیستم	وله	من ندارم جرمی خون حلال کیستم
جا بچشم خویش میدادند این مردم مرا	وله	همچو نرگس نیست خود گر سیم و زر میداشتم
از گدا کار گدا صورت نمیگیرد شهید	وله	هر چه خواهی یافتن از شاه خواهی یافتن
ز فرق تا بقدم از ادا نئی خالی	وله	خمیر مایهٔ نازست سرو قامت تو
از بسکه داشت شوق در سر آئینه	وله	چون جان کشید عکس ترا در بر آئینه
از وضع شیخ و برهمن از بس ملول شد		بر رخ کشید قشقه خاکستر آئینه
قربان آن دمم که ز ابرو کمان کنی	وله	مژگان خدنگ سازی و دل را نشان کنی

من اشعاره الهندی

بہار درد کو اس غنچۂ دلمین تو مخفی رکھہ
شہید اوراق ہستی جمع کر خون بہا پاتو

نکہر پھر گل خرابی چہرۂ راز نہان میرا
یہ رنگین ہیں سے شاہد کہ لعل یار کو پہنچی

تو قانون عمل یا رمت توڑ
شہید اس نفس کافر کیش کو مار

کمر طاعت سے خم چنگ ہو جا
حقیقت کا مظفر جنگ ہو جا

شریف ۔ مرزا شریف کاشانی

شریف تخلص ۔ مرزا شریف نام ۔ کاشانی الاصل ہے ۔ اوائل شباب مین علوم و فنون مین کمال حاصل کر کے فقیری اختیار کی ۔ اور سیاحت کا ارادہ کیا وطن سے نکل کر چند مدت ہرات و سیستان مین رہا ۔ عبداللہ خان اوزبک نے سنہ ہجری مین ہرات کا محاصرہ کیا ۔ اسوقت ہرات سے فرار کر کے ہند مین آیا ۔ گولکنڈہ حیدر آباد دکن مین پہنچا ۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی خدمت مین تا عمر رہا ۔ قطب شاہ نے شریف کے لئے منصب عمدہ مقرر کر دیا تھا ۔ مدت تک خوشحال فارغ بال رہا آخر سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین فوت ہوا ۔ گولکنڈہ مین مدفون ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

چون نے ز بسکہ سینۂ تنگ از فغان پرست
حاشا کہ شریف در رہ عشق

گر تا بروز حشر بنالم ہمان پرست
تا سر نہ نہد ز پا نہ نشیند

خزان مباش کہ برگ و بر چمن ریزی
بہار باش کہ شاخ گلے بہار آری

بعقل کعبہ نوردم بعشق دیر نشین
چراغ ہر دو ز یکقطرہ خون من سوزد

ششدر۔ عباس حسین خان حیدرآبادی

ششدر تخلص۔ نواب عباس حسین خان نام۔ آپ نواب میر عاشق حسین خان مرحوم کے فرزند ہیں۔ آپ حیدرآباد دکن کے مشاہیر امرا سے ہیں۔ نواب مختار الملک مرحوم کے قرابتداروں میں سے ہیں۔ آپ فارسی میں لائق ہیں اور عربی میں بھی صرف ونحو سے واقف ہیں۔ شعرگوئی میں کامل استاد۔ اور اس فن میں آپکے اکثر شاگرد ہیں آپ کی ذات چشمۂ فیض ہے۔ آپ مولوی حافظ میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کے شاگرد رشید ہیں۔ اور حافظ مشتاق شاگرد میر درد سے بھی استفادہ کیا ہے آپ صاحب دیوان ہیں۔ خوش مزاج و شگفتہ طبع ہیں۔ ہمدرد قوم و مہمان نواز و دوست پرور ہیں۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی ہوگی۔ بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ الہندی

طوفان اُٹھا ہے خنجر قاتل کی آب کا
چشمہ ابل پڑے نہ کہیں آفتاب کا

اغیار بوسۂ شیریں نہ پائیں گے
یہ انگبیں تو رزق نہوگا ذباب کا

ولہ

اللہ ری وحشتیں تری مجنوں کی ایسی
جو آبلہ ہے آنکھ ہے جنگلی غزال کی

کیا کر سکے گا اُس گل رعنا سے ہمسری
ہے گل کی پاس ایک قبا سرخ شال کی

ولہ

رقم کرتا ہوں میں اوصاف گیسوے دوتا تیرے
قلم چٹکی میں ہجا تا ہے مار دو زبان ہو کر

ہما کو جب ہوس ہوتی ہے اُسکے دست بوسی کی
لپٹ جاتا ہے قوس یا سے زاغ کمان ہو کر

ولہ

جامۂ گل پر یہ اتنا بھولتا ہے عندلیب
ململجی اتری ہوئی تن سے قبائے یار ہے

لب پہ لب ہنستا ہے ششدر دختر رز مدام
منہ لگانا منع ہے جسکو وہ بد مردار ہے

شیفتہ محمد کاظم حسین کنتوری

شیفتہ تخلص۔ محمد کاظم حسین نام۔ آپ مولوی خادم حسین مرحوم کنتوری کے فرزند ہین۔ صاحب علم و فضل ہین۔ شعر و سخن کے شیفتہ اور مضامین رنگین کے فریفتہ ہین آپکو ناسخ مرحوم کے خاندان سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ مضامین کی بندش اور الفاظ کی نشست سے شستگی و پختگی نمایان ہے۔ آپکی ہر ایک شعر سے نزاکت و لطافت عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا ایک دیوان جو غزلیات عاشقانہ و رباعیات صوفیانہ پر شامل ہے۔ اور دوسرا دیوان قصائد نعتیہ مین ہے۔ سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تھے۔ مدت تک مقیم رہے۔ اب معلوم نہین کہ فی الحال کہان ہین۔ یا یہین سرکار عالی نظام مین کسی خدمت پر مامور ہین۔ جہان ہو اللہ تعالی انکو خوش و خرم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

دیوانہ ترا صبح سے ٹکراتا ہے آج
ٹوٹین گے نئی سیکڑون دیوارین و در آج

ابرو سے کرین قتل وہ ہم آنکھ لڑائین
تلوار پڑی لپٹی ہے مد نظر آج

حسن رخ دلدار پہ یون محو ہوئی ہے
پھرتی نظر آتی نہین آنکھون مین نظر آج

وله

خوشبوئے جان فزا جو تمہارے بدن مین ہے
یہ بو بھلا کہان سمن و نسترن مین ہے

پھولون نہین سماتے ہین غنچے سرور سے
آمد بہار کی جو دوبارہ چمن مین ہے

ہے رنگ روئے حشر کا فرقت کی رات مین
غربت کی شام صبح دیار وطن مین ہے

اے شیفتہ نماز ہے واجب کسوف کی
رخسار زلف مین ہے کہ سورج گہن مین ہے

شوق۔ غلام محمد حیدرآبادی

شوق تخلص۔ غلام محمد نام۔ آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے آباواجداد کا اصلی وطن ملک یمن تھا۔ یمن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور سرکار عالی کی پلٹن مین ملازم ہوئے۔ خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے۔ آپ بھی خاندانی اعزاز کے لحاظ سے مدار المہام سرکار عالی کی عدالت مین ملازم ہین۔ لائق و ہوشیار ہین تخمیناً پینتالیس برس کی عمر ہوگی۔ شعر و شاعری کے شیفتہ مضامین رنگین و تازہ کے فریفتہ ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کہتے ہین فارسی مین مولوی عبد العلی والا اور اردو مین محمد سلطان عاقل دہلوی المتوفی سنہ ۱۳۰۳ ہجری کے شاگرد ہین۔ خوش مزاج و پسندیدہ سیرت ہین۔ میانہ قد و گندمی رنگ و چیچک رو ہین۔ اللہ تعالی خوش و خرم رکھے۔

من اشعارہ الفارسی

آئینہ بند قصر تو جلوۂ عکس جابجا
من ہمہ تن بحیرتم خانہ چنان مکین چنین

نام تو اے نگار من کندہ شدہ بلوح دل
آفرین بر نوشت من نقش چنان نگین چنین

گفتہ گم شدہ است دل بازز دل نشان بیا
شوق چہ آفت است این ہم چنان یقین چنین

من اشعارہ الہندی

بدر کامل تو ہوا عارض تابان نہوا
ماہ نو گھٹکے ہوا ابروے جانان نہوا

لاکھون فتنے اٹھے ہنگامہ ہوا صور بہنکا
عرصۂ حشر مگر کوچۂ جانان نہوا

جلوہ افروز کوئی مہر یہان سے ہوتا
صبح کی طرح مرا چاک گریبان نہوا

قامت یار سے کیا سرو چمن کو نسبت	سامنے اسکے وہ اک گام خراماں نہوا

شکیب - نواب مرزا دہلوی

شکیب تخلص - نواب مرزا نام - آپ دہلی کے باشندہ ہیں - مدت سے حیدرآباد دکن میں آئے ہیں قانون دانی میں ہوشیار و لائق ہیں - خوش طبع و شگفتہ جبین ہیں - فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہے - طبیعت میں ذکاوت و فطانت خداداد ہے - شعرگوئی میں اولاً منشی محمد کاظم کنتوری کے شاگرد ہوئے - ثانیاً حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت میں مشق کرتے رہے - اور کبھی کبھی محمد کاظم حسین شیفتہ سے بھی اصلاح لی ہے - کلام دلچسپ مرغوب ہوتا ہے -

من اشعارہ الہندی

یوسف کی چاہ چھوٹی ممکن نہیں تھا یہ	زنجیر عشق کی تھی زلیخا کی پاؤں میں
لو خون آرزو بھی کیا ہے رقیب نے	مہندی لگا کے اس گل رعنا کے پاؤں میں
کافی اسکو سایۂ گیسو ہے آپکا	زنجیر ڈالیے گا نہ شیدا کے پاؤں میں
آتے ہی اسکے دور ہوا کیوں مرض مرا	پنہاں نہ تھی شفا جو مسیحا کے پاؤں میں
کیوں اپنے پاؤں توڑ کے بیٹھے ہوا ہے شکیب	خار الم چبھے ہیں تمنا کے پاؤں میں

شعلہ - محمد عبدالوہاب خان مدراسی

شعلہ تخلص - محمد عبدالوہاب خان نام - نواب نعمت الملک رئیس مدراسی کے فرزند - اور نواب عظیم جاہ رئیس ارکاٹ کے نواسہ ہیں سن شعور کے بعد آپنے

مدراس کے علما سے کتب درسیہ پڑہین۔ لائق و مستعد ہوئے۔ شعر و شاعری مین شریف مدراس کے شاگرد خوش فکر خوش طبع ہین۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ الفاظ سلیس و بامحاورہ ہوتے ہین۔

من اشعاره الہندی

پردیسے یہہ پیدا ہے کہ میخانہ ہے اُسکا
آبادی مین لگتا نہین رہتا ہمارا دل

اللہ رے اُس شمع شب افروز کی گرمی
پہر کیا ہے مجھے ہجر مین رونیکے سوا کام

آنکھین جو کہلی نہین تو بلبل مرگ بہی اُسنے
سینہ کے چمن مین ہین گل داغ شگفتہ

ہر آنکھ سے ظاہر ہے کہ پیمانہ ہے اُسکا
شاید کہ بیابان جنون خانہ ہے اُسکا

شعلہ کی طرح دیکھئے پروانہ ہے اُسکا
زیبا ہے اِس گل کفن آبروان کا

چہرے سے کفن ہمنے اُٹھا کر وہین ڈہانکا
یہان دخل نہین کچھہ خلش خار خزان کا

شادان - راجہ راجایان راجہ چندو لعل بہادر

شادان تخلص - چندو لعل نام - راجہ راجایان - و مہاراجہ بہادر خطاب ہے خود مہاراجہ اپنی کتاب عشرت کدۂ آفاق مین لکھتے ہین کہ میرے آبا و اجداد قوماً کہتری مہرہ دار الخلافہ لاہور مین متوطن تھے۔ شاہان متقدمین کے عہد مین خدمات مناسب پر مامور رہے۔ اکبر بادشاہ ہند کے عہد تک ہمارے خاندان سے کوئی بزرگ وطن سے برآمد نہین ہوا۔ جب راجہ ٹوڈرمل کہتری تن دن اکبر کے ملازمون مین نوکر ہوئے۔ درجۂ وزارت کو پہنچے۔ پس راجہ مذکور نے وزارت کے زمانہ مین اپنے برادران قوم کو بلایا۔ ہر ایک کو حسب لیاقت مناسب خدمت پر مقرر کرایا۔ چونکہ میرے بزرگوں و راجہ موصوف کے

درمیان علاوہ قومی تعلق قرابت سببی کا سلسلہ قائم تھا۔ بناءً علیہ راے صاحب نے میرے بزرگان سلف کو اپنے پاس بلایا۔ اور خدمات لائقہ پر مقرر فرمایا۔ تمام بزرگان سلف نسلاً بعد نسلٍ دہلی میں محمد شاہی زمانہ تک آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب حضرت نواب فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر عازم دکن ہوئے۔ اُسوقت میرے جداعلی مول چند نے ایک معروضہ پیش کیا۔ اور اُسمیں حضور کے ہمرکاب ہونیکی درخواست کی۔ نواب مغفرت مآب نے درخواست منظور کی۔ پس میرے جداعلی حضور کے ہمراہ روانہ ہوئے انتہی کلامہ مولف فقیر کو ہمراہی کی درخواست کی اصل کیفیت بجز نقل مہاراجہ تھا تھا چونکہ کسی تاریخ آصفیہ سے معلوم نہیں ہوئی۔ عجب نہیں کہ یہ روایت مہاراجہ بہادر کو سینہ بسینہ پہنچی ہوگی حضور سے دکن میں کامیابی و فیروزی کے بعد آپکے جداعلی کو حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مقرر فرمایا تا بہ زندگی تعلقداری کروڑگیری پر مامور رہے۔ جداعلی کے فوت ہوتے ہی مہاراجہ کے دادا لچھمی رام بن مول چند کو تعلقہ کروڑگیری موروثی پر مقرر فرمایا پھر مہاراجہ کے جد نواب ناصر جنگ شہید کے ہمراہ سفر و حضر میں رہے۔ اور امیر الممالک نواب صلابت جنگ کے عہد میں بھی بدستور موروثی خدمت کروڑگیری پر آگئے۔ آپکے جد بزرگوار اپنے والد مرحوم کی طرح خدمت مفوضہ کا کام امانت و دیانت کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں بسبب ناواقفیت دیوان نوکری ترک کرکے گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ چند مدت بیکاری گوشہ نشینی میں بسر کئے۔ جب رکن الدولہ بہادر دیوانی کی خدمت پر معین ہوئے۔ تب راجہ صاحب کے جد بزرگوار کو بذریعہ شمشیر جنگ بہادر خدمت موروثی پر بحال و برقرار فرمایا۔ پھر آپکے جد بزرگوار چند ہی ایام کے بعد فوت ہوئے۔ مرحوم کے باقیات الصالحات پانچ فرزند مندرجہ ذیل تھے۔

—

اسمائے فرزندان لچھمی رام مرحوم

راجے نانک رام - راجے نرائن داس - راجے رگھناتھہ داس - راجے بہوانی داس
راجے موہن لعل - یہہ تمام لڑکے صاحب استعداد تھے - ہر ایک منشی بے نظیر تہا حساب
و کتاب مین فرد فرید - او لاسرکار عالی کی عنایت و بندہ پروری سے نانک رام جو تمام
بہائیون مین بزرگ لائق تہا - تعلقہ موروثی مذکورہ سے سرفراز ہوا - اٹھارہ برس تک
تعلقہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتہہ ادا کرتا رہا - عیش پسند و عشرت دوست تہا
راتدن عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا تہا - فیاض و فراخ دست تہا - فقرا پرست تہا
فقرائے اہل اسلام و اہل اصنام کی خدمت حسن اعتقاد سے بجالاتا تہا - براہمہ و گوسائیون
و جوگیون کی زیادہ خدمت کرتا تہا - ہنود کے متبرک مقامات یعنے جگناتہہ و بالاجی
و بنارس - و بندرابن - و پراگ و گیا - وغیرہا مین لنگر خانے و سدا برت قائم کرتے
تہے - لنگر خانون وغیرہ کے صرف کیلئے اٹھارہ لاکہہ روپیہ ساہوکارون کے نزدیک
جمع رکہہ دیا تہا - جو نفع رقم سے حاصل ہوتا تہا خرچ کئے جاتا تہا -
صوفی مشرب علم دوست تہا علما و فقرا کی صحبت مین اکثر رہتا تہا - تذکرۃ الاولیا و نفحات الانس
سنتا تہا - اور پڑہتا تہا -

مہاراجہ صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۱۹۵ ہجری مین واقع ہوئی - اعزہ و اقارب نے بہت
خوشی منائی - تربیت و تعلیم دکن کی آب ہوا مین ہوئی - کسی مورخ نے صراحتاً یہہ نہین لکہا
کہ آپکا مسقط الراس و مولد و منشا کس خاص مقام مین ہوا مگر بزرگان سالخوردہ کی زبانی
سینہ بسینہ منقول ہے کہ آپکا مسقط الراس دارالسرور برہانپور ہے - اور آپکی نشو و نما بہی
بلدۂ مذکور مین ہوئی آپکی والدا جد مدت تک برہانپور مین تہے - پہر نانک رام کے تعلقداری

کروڑگیری کے زمانہ مین بلدہ حیدرآباد مین آئے۔ چند سال کے بعد ۱۱۸۹ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ تم النقل۔

مہاراجہ بہادر عشرت کدۂ آفاق مین لکھتے ہین جب میرے والد ماجد نے دُنیائے فانی سے عالم بقا رحلت کی اُسوقت میری عمر دہ سالہ تھی۔ ہماری تربیت و تعلیم کے سرپرست عم بزرگ نانک رام ہوئے۔ اور ہمارے حال پر نہایت محبت و الفت رکھتے تھے۔ پدرانہ ہمارے ناز اُٹھاتے تھے۔ ہم کو ایسے آرام و عیش سے رکھا کہ ہم باپ کو بھول گئے۔ ہم چچا ہی کو باپ سمجھتے تھے۔ انتہی کلامہ۔ آپ کی طبیعت فطرۃً چست و چالاک تھی۔ ابتدا ہی سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ عم بزرگ کی تربیت و تعلیم سے عین عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے تحریر و تقریر و حساب و کتاب مین لائق مانے گئے۔ اور آپ فارسی مین منشی بے مثل تھے۔ نثر و نظم کے لکھنے مین قوت مستحضرہ رکھتے تھے۔ عم بزرگ کی توجہ سے ملکی انتظامات کی مشق خوب حاصل کی تھی۔ آپکو انتظام امور کا عمدہ سلیقہ و بہتر ملکہ ہو گیا تھا۔ چچا کی زندگی مین کروڑگیری کے محکمہ مین کسیقدر کارآموزی کرتے تھے۔ یا کوئی صیغہ مین مختارانہ کام کرتے تھے جب آپکے عم بزرگ کے فوت ہونیکے بعد اُن کے لخت جگر لکپت رائے بجائے پدر کروڑگیری کی خدمت موروثی پر مامور ہوئے۔ دو برس کروڑگیری کا کام انجام دیکے فوت ہوئے نواب عضد الدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ حیدرآباد کی سفارش سے مہاراجہ بہادر صاحب جمہ خدمت موروثی کروڑگیری پر مقرر ہوئے۔ آپ کار مفوضہ کو ایک زمانہ دراز تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ ۱۲۱۲ھ ہجری مین ارسطو جاہ کی توجہ و سفارش سے راجہ بہادر خطاب سے مخاطب ہوئے۔ اور ممالک مفتوحہ کرپہ و سدہوت و قلعہ کنجی کوٹہ کے انتظام کے لئے مع جمعیت سواران و تجمل و شان امیرانہ بھیجے گئے۔ اور خدمت کروڑگیری بھی

آپ ہی کے نام پر رہی۔ نیابتاً آپکے برادر حقیقی راجہ گوبند بخش کروڑگیری کا کام انجام
دینے لگے۔ آپنے ممالک مفتوحہ کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ اکثر باغیان سرکش کو
خوب سزائے واجب دیکے دائرہ اطاعت مین لاکے حلقہ بگوش بنایا۔ اور ملک کو سرکشون
کے ہنگامہ فساد سے پاک و صاف کیا۔ رعایا کو ہلاکی کے دلدل سے کنارہ عاقبت پہ
پہنچایا۔ اُسی زمانہ مین قحط سالی کے آثار نمایان تہے۔ غلہ کی قلت تہی آپنے فراہمی غلہ
مین بے انتہا کوشش و جانکاہی کی بجد غلہ جمع کردیا۔ آپ کی اس کوشش و عرق ریزی
سے حضور اعلی مع النور بہت خوش ہوئے۔ ہروقت مجددًا نوازش و تلطف شاہانہ سے
سرفراز و ممتاز فرمانے لگے۔ بعد ازین ۷ تاریخ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین حضرت
مغفرت مآب آصفجاہ ثانی بہشت برین روانہ ہوئے۔ حضور سکندرجاہ نظام الملک
آصفجاہ ثالث تخت نشین ہوئے۔ اور اسطوجاہ مدارالمہام۔ ایک سال نہین گذرا کہ تاریخ
۲۸ ماہ محرم سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ راجہ اندر بہادر جو مدارالمہام کے پیشدست
تہے انتظام کرنے لگے۔ مگر اس بار گران کے متحمل نہین ہوسکتے تہے۔ گورنر جنرل بہادر کی
سفارش سے سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین میر عالم بہادر خلعت مدارالمہامی سے سرفراز ہوئے۔ اور مہاراجہ
بہادر صاحب ترجمہ حسب سفارش صاحب عالیشان سدلم صاحب رزیڈنٹ بہادر خدمت
پیشکاری پر مامور ہوئے۔ اور میر عالم کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین منیرالملک بہادر
داماد میر عالم عہدہ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ منیرالملک بہادر اگرچہ دیوان تہے
لیکن ملکی و مالی مہمات کے مختار کل مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ تہے۔ سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین
سکندرجاہ بہادر کے عہد مبارک مین آپکو مہاراجہ بہادر خطاب ملا۔ اور سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین
ہفت ہزاری منصب و ہفت ہزار سوار و پیادہ و نوبت۔ و گہڑیال و جواہر گران بہا

وجاگیر سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ اور ۱۲۴۵ھ ہجری مین ناصرالدولہ بہادر کے عہد مین راجایان راجہ مہاراجہ راجہ چندو لعل بہادر خطاب سے سربلند ہوئے۔ حضرت غفران منزل ناصرالدولہ بہادر آپکے حال پر بہت ہی نظر مرحمت مبذول فرماتے تہے۔ اکثر تقریبات مین خود راجہ صاحب کے مکان پر رونق افزا ہوتے تہے۔ راجہ صاحب کو اس ریاست مین ایسا اقتدار و اختیار حاصل تہا کہ مقدمات مالی و ملکی و فوجداری خود ہی فیصلہ کر دیتے تہے۔ کوتوالی و عدالت کی پروا نہین فرماتے تہے۔ جسکو چاہتے تہے صاحب جاہ وحشمت و ذی نقارہ و نوبت و جاگیردار کر دیتے تہے۔ حیدرآباد مین قوم عرب و افاغنہ مہدویہ و سکہان نانک شاہیہ کا عروج آپ ہی کی توجہ و عنایت سے تہا۔

آپ سخی المزاج تہے۔ روز ازل مین قضا و قدر نے آپکا خمیر جود و کرم کے مادہ سے بنایا تہا۔ آپنے لاکہون روپیہ بلکہ کروڑون روپیہ فقرا و علما و مشائخ و براہمہ و صاحبان علم و ہنر وغیرہم پر تقسیم کر دیا۔ آپکا معمول تہا علاوہ بذل و کرم روزانہ فقرا و مساکین کو نقد دو ڈہائی ہزار روپیہ۔ اور چند پلے غلہ بہی تقسیم فرماتے تہے۔ اور خاص ہر دوشنبہ کو خود تین ہزار روپیہ تقسیم فرماتے تہے۔ واقع مین یہہ سخاوت و بخشش ہماری سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ ہی کی تہی۔ اسلئے کہ اگر حضور مہاراجہ کو ایسا اقتدار و اختیار نہ دیتے تو اس بذل و جود کا وجود عالم شہود مین جلوہ افروز نہ ہوتا۔ مہاراجہ کیا کرتے محدود آمدنی مین حد سے باہر قدم نہین رکہہ سکتے۔ اور غفران منزل لاکہون روپیہ کے جواہر وقتاً فوقتاً عنایت فرماتے تہے۔ مہاراجہ جواہر بے بہا و آمدنی جاگیرات و نذرانہ و پیشکشہا کو بہی فقرا و مساکین کے حوالہ کر دیتے تہے۔ ذخیرہ و گنجینہ نہین فرماتے تہے۔ سخاوت و کرم کی بدولت آپنے ایسی نیکنامی و شہرت پائی کہ تمام دنیا مین مشہور ہو گئے۔ اور آپکی شہرت

سخاوت و قدردانی علم و ہنر نے برامکہ و اکاسرہ کے نام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ جو کوئی مسافر نا بلد و غریب نا آشنا شہر میں وارد ہوتا تھا۔ تو آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب و معدن جود سے کامیاب ہو کے جاتا تھا۔ آپ علم و ہنر کے نقاد تھے۔ ہر ایک کے کمال کو عقل کے ترازو مین تول کے امتحان کی کسوٹی پر خوب پرکھتے تھے۔ اور ہر ایک کے کمال کی داد دیتے تھے۔ حسب لیاقت انعام و صلہ یا ماہوار و وظیفہ سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کے دربار مین پہنچا گیا تھا؟ گویا اقبال کے درجہ پر عروج کرتا تھا۔ جو دربار مین باریاب ہوا فوراً کامیاب ہوا۔ کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ باریاب شدہ محروم ہو۔ اسیطرح ہمارے ظل اللہ حضور افضل الدولہ مرحوم کی باریابی بھی قطعی کامیابی تھی۔ مرحوم نے مقرر کر دیا تھا۔ جو باریاب ہوا اور اس سے تکلم کیا جائے تو اس باریافتہ کو ہزار روپیہ صلہ دیا جائے۔ تا بہ زندگی یہی طریقہ جاری رہا۔ باقی ظل اللہ مرحوم کے پورے حالات فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین مفصل لکھے ہین ابھی یہہ حصہ طبع نہین ہوا ہے۔ زیر تجویز طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالی بشرط زندگی زمانہ قریب مین جلوہ نما ہوگا۔

نقل بابت کرم و جود مہاراجہ

فقیر مولف نے پیران سن رسیدہ و سالخوردہ کی زبانی سنا کہ ایکوقت راجہ صاحب کے ملازم خادم نے یہہ مصرع پڑہا ع ترا دیدہ و حاتم را شنیدہ ۔ فوراً خادم کو ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا۔ بعض نے روایت کی کہ لاکھ سے کم دیا تھا۔ ثانی قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ ایکروز مہاراجہ عالم خوشی و سرور مین فرماتے تھے۔ کہ مجھے دنیا مین ایک آرزو باقی رہگئی۔ اگرچہ بر آتی تو مین خدا کا شکر بجا لاتا۔ مقربین نے

دریافت کیا وہ آرزو کیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ وہ یہہ ہے کہ مین چاہتا تہا کوئی سائل مجہہ سے ایک لاکہہ روپیہ طلب کرتا تو مین اسکو دیتا۔ اور دلی آرزو پر کامیاب ہوتا

آپ کی شعروشاعری

آپ علم دوست تہے۔ اور شعروشاعری کے میدان مین سبقت کر رہے تہے۔ شعرا وعلما کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکے عہد مین ایران وہندوسندہ کے اکثر شعرا آپکے دربار مین مجتمع تہے۔ تمام شعرا ماہوار و وظیفہ معقول پاتے تہے۔ شعرا کی ماہوارین معتدبہ ہوتی تہین کسی کی ہزار۔ کسی کی پانسو دوسو و سو ہوتی تہی۔ یعنے ہزار سے زائد و سو سے کم نہین ہوتی۔ آپکے دربار مین تین سو شعرا سے زائد تہے۔ آپ مشاعرہ نصف شب کے بعد فرماتے تہے۔ آپ شعرفہم و سخن سنج کامل تہے۔ آپکا کلام نہایت سنجیدہ و مضامین شگفتہ و معانی پسندیدہ کا ذخیرہ ہے۔ آپ کی ذات مجمع کمالات تہی آپ صاحب دیوان ہین آپکے تین دیوان ایک فارسی اور دو اردو ہین۔ اردو دیوان مطبوع ہو چکے ہین۔ آپ کو ہر ایک علم وفن سے دلچسپی تہی۔ آپ علما کی مجالست مین علم و فضل کا ذکر فرماتے تہے۔ اور علما سے متفرق مسائل تحقیق کرتے تہے۔ اور صوفیان کرام سے وحدت و طریقت کے مسائل مین بحث و تکرار فرماتے تہے کبہی ولیاء عظام کے خرق عادت و کرامت کی بابت سوال فرماتے تہے۔ شعرا سے قافیہ و ردیف اور شعر کی خوبی و لطف و محاورہ و استعارہ کا تذکرہ۔ اور شعرائے متقدمین کے حالات کا چرچا ہوتا تہا۔ اور سماع کے وقت راگ و نغمہ و رود و زمزمہ کا دور چلتا تہا۔

مورخین سے بزرگان سلف و خلف کے حالات و واقعات سنتے تہے۔ اسلاف کے نمایان کامون سے سبق لیتے تہے۔ اور اُن کے ظلم و ستم کے مضامین سے عبرت کرتے تہے۔ اور

منجمین سے ستارون کی گردش اور اُن کے آثار نحس و سعد کی بابت گفتگو فرماتے تھے
جس فن کا ماہر ہوتا تھا اُس سے اُسی فن کے متعلقات مین بحث و تلاش کرتے تھے
اسی بحث و تکرار اور باہمی اقرار و انکار مین دو ڈھائی ساعت گذر جاتی تھین۔ آخر جلسہ
برخاست کر کے دولتخانہ مین رونق افزا ہوتے تھے۔ اور بستر خواب پر لیٹ جاتے تھے
اور صبح اول ہی وقت بیدار ہو کے بدستور قدیم ورد و ظائف سے فارغ ہو کے امور مذکورہ
کے انتظام مین مشغول ہوتے تھے۔

آپ کے فرزند بالا پر شادی کی شادی کا ذکر

۱۲۴۷ھ ہجری مین آپ نے اپنے لخت جگر کی شادی کی تیاری کی۔ شادی کی تیاری مین
زر و جواہر۔ دینار و درم بیشمار خرچ کئے۔ شادی مین قسم قسم کے تکلف ہوئے۔ امرا و وزرائے
ریاست و خاص و عام مملکت کو جوڑے و توڑے تقسیم کئے گئے۔ تمام شہر آرائش و زیبائش
سے رشک ارم ہو گیا تھا۔ روشنی و آتش بازی کا وہ رنگ تھا کہ تمام شہر کے کوچہ و بازار
نمونہ گلزار ہو رہے تھے۔

تشریف آوری حضور ناصر الدولہ بہادر بمکان مہاراجہ بہادر بتقریب شادی

آپ کے فرزند کی شادی مین اعلیحضرت مع محلات مجلس نشاط مین رونق افزا ہوئے
محلات مین کمخواب و طلس کا فرش بچھایا گیا تھا۔ جب حضور دولتخانہ مین تشریف لائے
مہاراجہ نے چند کشتیان جواہر و اشرفی سے بھری ہوئین اور متعدد کمخواب و طلس کے
طاقے نذر گزرانے۔ حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔ مجلس نشاط مین بیزبک
نشست تھی۔ لولیان حور وش پریزادان دلکش کا رقص و سرود و نوائے نغمہ و رود کو کھا

وسنا۔ پھر خوان نعمت برآئے۔ اقسام اقسام کے کہانے وطرح طرح کے حلوے ومیوے ترتیب و حسن اسلوب سے چنے ہوئے تہے۔ نوش و تناول فرماکے مبارکبادی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چند جواہر و خلعتہائے زرین مرحمت کئے۔ مہاراجہ بہادر نیازمندانہ آداب و تسلیم بجالائے۔ پھر حضور مع الخیر دولتخانہ شاہی پر مراجعت کرکے آئے۔ مہاراجہ نے تشریف آوری کی خوشی مین بیشمار دینار و درم غربا و فقرا کو دئے۔ اور مہاراجہ نے امرا و عبیرامرا کو بھی جوڑے دئے۔ اور شعرا کو صلات و انعامات و تحائف نوادر عطا کئے۔ شعرا نے قصائد تہنیت مین پیش کئے۔ طوالت کیوجہ سے قلم انداز کیا

آپ کے زمانہ کے عمارتین

آپنے متعدد مکانات خوشنما بنوائے۔ محلسرا۔ چینی خانہ آئینہ خانہ۔ تصویر خانہ وبہجت محل وغیرہ مکانات قابل دید ہین۔ اگرچہ مکانات پرفی زماننا اُس عہد کا عالم شباب نہین ہے لیکن اب بھی خوبی وخوشنمائی سے خالی نہین ہے۔ فی زماننا کی عمارات سے بہتر معلوم ہوتی ہین۔ ۱۲۴۹ہجری مین منیرالملک کے بعد اُن کے فرزند سراج الملک دیوان ہوئے۔ پھر ۱۲۶۰ہجری مین کوئی ایسی بات واقع ہوئی کہ مہاراجہ بہادر خدمت مفوضہ سے مستعفی ہوئے۔ آپکا استعفا حضور مین پیش کیا گیا۔ نواب ناصرالدولہ بہادر نے استعفا منظور فرمایا اور آپکے لئے تیس ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور راجہ رام بخش بن راجہ گوبند بخش ۱۱شعبان ۱۲۶۰ہجری روز یکشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفراز ہوے آخر مہاراجہ بہادر نے ۷ تاریخ ربیع الثانی ۱۲۶۱ہجری روز سہ شنبہ بعمر ۸۲ سالہ بقول بعض ۸۶ سالہ اس دار فانی سے بعالم بقا روانہ ہوئے۔ مہاراجہ بہادر پیشکاری عہدہ کو کم و بیش پچاس برس تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ دکن کی پیشکاری بمنزلہ

دیوانی تہی - آپ کو تالیف کا شوق تہا - آپ کی تالیف سے ایک کتاب مسمی عشرت کدہ آفاق ہے آپنے کتاب مین اپنے خاندان و ملازمت کا حال لکہا ہے - اور چند حکایتین مختلف المضامین بطور پند و نصائح لکہے ہین - اور ہر ایک حکایت کے آخر ایک شعر لکہے ہین جس سے حکایت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے - کتاب مطبوع ہو چکی ہے -

فقیر مولف نے آپکے حالات کتاب مذکور و دیگر تذکرون و تواریخ سے لکہے ہین -

آپکے دربار مین مشاہیر شعرا مندرجہ ذیل تہے

شیخ حفیظ دہلوی - مولوی ابو تراب مولوی محمد حسین - و مولوی غلام حسین - و ملا محمد فائض و حاجی محمد علی ساغر و میرزا محمد طاہر شہیری - و حسین علیخان ایما - و حافظ تاج الدین مشتاق - و ذو الفقار علیخان صفا و میر عنایت علی و خواجہ ہمت علیخان ہمت و میرزا عابد بیگ خان ظہور - و غلام ضامن اکرم - و میر مفتون و غیرہم تہے - گلزار معاصرین مین راجہ بالا پرشاد مخاطب بہ دہراج بن مہاراجہ نے اکثر شعرائے مشاہیر کا تذکرہ لکہا ہے - چونکہ فقیر مولف ہر ایک شاعر کا حال کلام اس تذکرہ مین گزارش کرتا ہے لہذا یہان اسما پر اکتفا کیا -

مہاراجہ بہادر کی تقسیم اوقات مرتبہ ۱۲۳۴ ہجری

قریب چار بجے خواب راحت سے بیدار ہوکے عبادت الہی تا طلوع آفتاب	عبادت سے فارغ ہونیکے بعد فقرا کو طعام و دام تقسیم فرماتے تہے -
خیرات سے فارغ ہوکے دربار مین حاضر ہوتے تہے -	دربار سے مراجعت کرکے ملکی انتظام مین مشغول ہوتے تہے اُسیوقت امرا و سپاہ کا سلام و مجرا بہی ہوتا تہا -

قیلولہ ایک گھنٹہ فرماتے تھے	قیلولہ سے فارغ ہوکے نماز مغرب تک حاجتمندان خاص و عام کی حاجت روائی فرماتے تھے۔
شام کیوقت ورد و ظائف پڑھ کے نصف شب تک سرکاری امور مین مصروف رہتے تھے۔	نصف شب سے آخر شب تک مشاعرہ و مذاکرہ علوم و فنون و حل عقد مسائل مشکلہ۔ و سماع و سرود

آخر شب سے صبح کاذب تک آرام فرماتے تھے۔

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد جو ۱۲۲۴ سے ۱۲۳۳ تک تھے

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے اپنے سکونت کے زمانہ (۱۲۲۴ سے ۱۲۳۳ ہجری تک) مین مہاراجہ کی لائف لکھی ہے۔ فقیر اس سے مختصراً گزارش کرتا ہے **ھو ھذا**

صاحب بہادر لکھتے مین کہ مہاراجہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ ذہین و فہیم تھے نہایت ہی مستعد و تجربہ کار و ہوشیار تھے۔ سرکاری کام مین چست و چالاک تھے۔ محنتی و جفاکش تھے۔ ہر ایک کام کو بذات خود انجام دیتے تھے۔ صبح سے بارہ بجے رات تک مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف رہتے تھے۔ بارہ بجے رات کو مہمات سے فارغ ہوکے شعرا و علما کے ساتھ مشاعرہ و مذاکرہ فرماتے تھے۔ شعرا اشعار شیرین و علما مضامین رنگین سناتے تھے آپ رغبت سے سنتے تھے ہر ایک کی داد دیتے تھے۔ اسی گفتگو مین دو ڈھائی بج جاتے تھے پھر آپ جلسہ برخاست کرکے خوابگاہ مین آرام فرماتے تھے۔ آپ سرکارین یعنے سرکار عالی نظام و سرکار انگلشیہ کے خیر خواہ تھے۔ اور سچے وفادار آپنے ملکی انتظامات مین اپنے عمر کا بڑا حصہ یعنے تیس برس صرف کئے۔ آپ ہی کے زمانہ مین اہم مہمات کا تصفیہ ہوا۔ مثلاً آپ ہی کے

عہد مین مرہٹے پامال ہوئے۔ اور برار رگھوجی بھونسلہ سے لیا گیا۔ پنڈہارونکا فتنہ دور کیا گیا
آپ ہمیشہ اسبات کی کوشش کرتے رہے کہ سرکار انگریزی و سرکار عالی نظام مین باہم
اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم و مستحکم رہے اور حکام انگریزی و اہل دکن نے آپکو لائق تحسین
مانا انتہی کلامہ۔ واقعی مہاراجہ بہادر کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے۔ مہاراجہ کی
ذات جامع الصفات تھی اعظم الصفات یہہ تھی کہ سخی المزاج و فراخ دست تھے
آپکی داد و دہش سے فقرا مالامال تھے۔ اسی صفت کی وجہ سے مہاراجہ بہادر کو مقبولیت
عامہ حاصل ہوئی۔ بعض حکمانے اس صفت مین مبالغتاً کہا ہے۔ کہ یہہ صفت انسان
کے لئے ستار العیوب غفار الذنوب ہے۔ اب مین آپکے دیوان فارسی و ہندی سے
اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ آپکے دونون دیوان مطبوع ہو چکے ہین۔

من اشعاره الفارسی

زچون بید لرزے داد بود بیشۂ ما — کہ پئی دفع ستم کار کند تیشۂ ما
بسکہ در ناز و نعم جان و دلم پروردست — تاب ہر رنگ ندارد کہ بود شیشۂ ما
ما کہ در ذکر تو باشیم ہمین می خواہیم — غیر یاد تو نبود در اندیشۂ ما
قول سعدی است کہ در بیشہ گمان خالی — نبری شیر بود خفتہ درین بیشۂ ما
شکر شادان بسجہ عنوان بقلم نظم کند — دائم از لطف تو مملو است رگ و ریشۂ ما

وله

درکوئے تو یکدم گذر فتند مارا — بزیر پائے گزارم حصول دنیا را
تمام دولت دنیا نثار روے سازم — اگر بدام من آرد غزال رعنا را
شبے ز لطف ہم آغوشم از شود دلبر — شب برات نمایم تمام صحرا را
ز عشق و لولہ دارم بپائے می پویم — کہ کے بدست آرم وصال لیلی را

ز لطف دولت جاوید عمر شادان — کجا خیال که نامه برم مسیحا را

قاصد بپرس تا کجا می فرستمت — وله — در کوی یار بهر دعا می فرستمت

ابریست و سبزه زار درین موسم بهار — ای یار گلعذار قبا می فرستمت

من شرح راز عشق چگونه بیان کنم — ای پیک خوشخرام پیامی فرستمت

دست تو نازک است و دلم جوش میزند — بهر نگار دست حنا می فرستمت

چو بهر دل ربودن راه خود سوی وطن گیرد — وله — مشام عالمی از زلف و بوی ختن گیرد

بزلف تو گرفتارم نمی خواهم رها گشتن — رقیبم را هوس باشد که خود راه من گیرد

ز لطف بی نهایت آنقدر مسرور شادانم — هوس از فرحت من خاطر شاد زمن گیرد

آنانکه راه دوست بما آشنا کنند — وله — صد لطف و صد کرامت و احسان بما کنند

در راه دوست جان و دل خود فدا کنند — آنها ز فخر خاک رهش توتیا کنند

سیر چمن نمودم چون غنچه گل شدم — هر برگ بهر دست تو رنگ حنا کنند

شادان مدام شاد بود در ثنای او — امیدوار اینکه مرادم عطا کنند

در چمن دست حریفانه که سنبل زد و برد — وله — هوش مینا ز طریفان و سه قلقل زد و برد

این نسیم از چمن رفت بمن کرد گذر — پیرهن چاک بدست دگر گل زد و برد

دلبرم دارم ز بی صنوبر — وله — ز ناز و جانم گداز دارد

دارم هردم خط غلامی — دانی که دگر ایاز دارد

چمنی اگر بیاید به بهار خواهی آمد — وله — قدمی اگر گذارد بشمار خواهی آمد

نه قرار با تو باشد نه شکیب بی تو یکدم — اگر از کشش نیائی بچکار خواهی آمد

قطره دریاست ولی دور افتاده است — وله — همچو گرداب تمنای پی دریا می گرد

موسم بهار است مرا میل بها — دل درین وقت خیال وی بینامی کرد

فضل تو رهبر شود یا که بهر سو نهم — شکر بجا آورم گوهر دل را نثاره

وے که شادان تو از غیب بشارت آمد — فی الحقیقت کرمش بود که ایما می کرد

وله

دستم که ز سر بگردن یار — در چشم رقیب می خلد خاره

پروانه که گرد شمع گردد — جانم شده مبتلائے دلدار

وله

دانی چه گویم من ترا ای جان جانان در بغل — باشی مدام اندر برم چون پاسبانان در بغل

قربان احسانت شوم کی می توانم شکر تو — شاهد بر آن دارم عیان صد گونه احسان در بغل

وله

بیا در محفل ای جانان که در رہ پا سر اندازیم — اگر آئی پی جلوه براهت گوهر اندازیم

مکان لامکانی را بجز دل جا کجا آرم — ندا از غیب می آید که اینجا لنگر اندازیم

وله

آن ماه شد سیر و سبه بهار هم — ساقی پیاله آر و می غمگسار هم

دل را قرار نیست چو سیماب روز و شب — یارب پیاله ده من و گلعذار هم

وله

سر من زیر پایت اوفتاده — دلم زیر ظل رایت ایستاده

زبان را کے بود یارای وصفت — نگو شادان زیاده بر زیاده

وله

من نخواهم که تو با یاد من از یاد روی — بر دلم جور روا داری و آزار روی

ولوله شوق تو از جاده برون می آرد — مگہے دار نوایجاد تو ایجاد روی

من اشعاره الهندی

بندہ ہوں دل و جان سے میں اپنے صنم کا — سایہ ہے مرے سر پہ تو اُسکے ہی قدم کا

خورشید میں ہے نور تری مہر عطا سے — یہ وجہ ہے ہر ذرہ جو خورشید سے چمکا

شادان ہوں اسیواسطے میں صبح سے تا شام — بندے کو بھروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا ولہ بلبل نے قدم پہر نہ گلستان سے نکالا

صانع نے خط لب جو زمرد سا کیا سبز کیا رنگ نیا لعل بدخشان سے نکالا

صوفی کو عطا جس نے کیا مذہب صافی نخوت کو اسی نے سر زندان سے نکالا

چہرہ اسکا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ نور کا ولہ مین تو ہون عاشق اسی معشوق رشک حور کا

نور تہا یا شعلہ تہا یا برق یا خورشید تہا کچہہ تو اے موسی کہو کیا تہا وہ جلوہ طور کا

صبح کو جو کچہہ وہ کہتا تہا سراسر لاف تہا ولہ کیون نہ آیا رات کو گر دل مین ہم سے صاف تہا

ہر کسی کو کسطرح معلوم ہو کہوٹا کہرا جس نے پرکہا نقرہ خالص کو وہ صراف تہا

حسن قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اسکی ولہ ہے گلستان مین بہلا سرو خرامان ایسا

نہین دیکہا ہے کہین اور نہ سنا ہے ہمنے کیون نہ حیران رہین دیکہہ کے جانان ایسا

آفرین اسکو محبت کی جس سے ہوئی ولہ کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا

یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان صوفیون مین وہ اسیواسطے محبوب ہوا

آتا ہے کس ادا سے بت نازنین مرا ولہ کرتا ہے مہر و ماہ کو خجل مہ جبین مرا

اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے مین ڈہونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا

مثال ماہ پردے سے اگر دلدار ہو پیدا ولہ زمین و آسمان سے روشنی اکبار ہو پیدا

اگر غواص ساحل پر رہے تو ہاتہہ کیا آئے ہزارون کہائے غوطے جب نیا ہوا یہ ہو پیدا

سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہی مرتبہ جس سے ولہ مزہ جو کچہہ تہا شادان وہ مینے در سخن کہا

کہتے ہین کرے ہے ذکر دل سے ولہ ہر برگ درخت پر ملے جب

ہوتا ہے سرور رسو طرح کا ملے ہوتے ہین سارے مرحلے جب

شادان تو سنا یار کو اک مطلع رنگین گر آج کرے تجہسے وہ گفتار محبت

ہے کام یہان عاشق صادق کا وگرنہ
کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث
ایمان دیا جان بہی دی کیون نہون ممنون
اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے
یہان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان
دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج
کر رہا ہے جو بات ہم سے آج
باغبان خود لٹا رہا ہے دیکھہ
جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجھا ہے
ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے
جگا دیتی ہے یکسر غافلون کو
نہ دل سے ہو تو صرف مناجات
کہا ہے مرشد کامل نے گوش دل مین مرے
بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا ہے
اے مرے بادشاہ اسکندر
کیون نہ مداح ہو ترا دل سے
اُس نے بہیجا ہے مجکو اب کاغذ
دلکو جب تک نہ کچھہ علاقہ ہو
یا آلہی یہ دعا شادان کی ہے شام و سحر

اُٹھتا ہے کسی سے یہہ بہلا بار محبت
وله
ایمان ملا اُسکو یہ قرآن کی باعث
انسان ہوئے ہم ترے احسان کے باعث
وله
اُسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج
پڑا ہے رشتہ محبت کا جون گہر مین آج
وله
یہ خوشی ہے ملے وہ ہم سے آج
دل ہے خوش اُسکے اس کرم سے آج
بہرے جہولی کو تو ثمر سے آج
وله
خار کی طرح سے دامن دلدار نہ کہینچ
رنج تو کہینچ مگر منت اغیار نہ کہینچ
وله
بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح
دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح
وله
تو ڈہونڈتا ہے کہان اس نگر مین وہ شوخ
نہ ڈہونڈ اُسکو کہ تیرے ہی بر مین ہے وہ شوخ
وله
تیری دولت سدا رہے آباد
کہ بدولت تری ہے شادان شاد
لطف سے لیجئے نہ طلب کاغذ
کوئی لکھتا ہے بے سبب کاغذ
وله
شاہ اسکندر رہے آباد تا دور قمر

بات مین ادنی کو وہ اعلی بنا دیتے ہین اب
ہے شہنشاہ دکن کی بات مین ایسا اثر

وله

بہہ گنہگار سنا نام ترا ہے غفار
حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستار

وله

نحن اقرب سے یہ سمجھے کہ عجب بہول پڑی
دلمین تو بستا ہے پر تجکو نہ دیکھا دلدار

تو ہر اک شے مین ہے اور پہر ہے منزہ سب سے
کبہو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

وله

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز
کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

پردہ غفلت کا مگر آنکہہ مین چہایا ہے اثر ہی
تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہشیار ہنوز

وله

جسے کہ ڈہونڈتے ہو تم وہ ہی تمہارے پاس
تمہارے پاس جو ہے ہے وہی ہمارے پاس

ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات
اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

وله

کرون کیون مین بار بار تلاش
دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

وہ جو پنہان ہے سب کی آنکہون سے
کب ملے ہے کرین ہزار تلاش

وله

کیا کرو ذکر سے وقت سحر خاص
مگر تجہہ پر پڑے اسکی نظر خاص

وله

رکہنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض
کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت زدون سے کام رکہے جہان مین
رکہے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

وله

کیونکر رہے نہ اسکو ہر انسان کی احتیاط
رہتی ہے باغبان کو گلستان کی احتیاط

لازم ہے اسکو ہووے جو دنیا مین ہوشمند
رکہے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

وله

کیون نہون سنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ
ایک مین ہی نہین محظوظ ہے عالم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہی کچہہ اور نہین
ہم سے محظوظ ہو تو تجہہ سے ہین ہم محظوظ

وله

دل کو سمجہا رہا ہون مین دلدار کی متاع
اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

حنظل کا جس طرح سے ثمر کام کا نہین
جائے ہے رائگان جو ہے بیکار کی متاع

دیکھتے ہین گرچہ ہے خوشتر اجی روے چراغ ۔ مغز کرتی ہے پریشان یار من بوے چراغ
خوبرو معشوق پر شادان کا یون آتا ہے دل ۔ جسطرح جائے پتنگا دوڑکر سوے چراغ

وله

شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف ۔ جز عشق تھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف
شادان وہان بھی گیا ہے حسینون کی انجمن ۔ جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کیطرف

وله

اُس سے اے باد صبا کہیو سلام عاشق ۔ طول دے دیکے بیان کیجو پیام عاشق

وله

سبکدوش آپکو رکھتا ہے ہشیار دنیا مین ۔ نہین کوئی اُٹھا سکتا جو پہنچا بار گردن تک

وله

کس طرح سے فدا نہو یہ دل ۔ دل مرا تجھپہ ہو گیا مائل
کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا ۔ ہو ہدایت اگر ملے کامل

وله

ہو کل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن ۔ کیا ہو نیکو ہے ہوویگا کیا کچھ نہین معلوم
نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھسے ۔ کیا ہوویگا انجام مرا کچھ نہین معلوم
شادان طلب یار کچھ آسان نہین ہے ۔ ہم ڈھونڈین کہان اُسکو پتا کچھ نہین معلوم

وله

نہین معلوم مجکو مین کدہر ہون ۔ تجھے دیکھا ہے جیسے بے خبر ہون
تو ہی غفار ہے مجرم ہون تیرا ۔ خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون
اجی بچہ بغلمین اور ڈھنڈورا ۔ تجھے مین ڈھونڈتا ادہر اُدہر ہون

وله

خداوندا ترا فضل و کرم مجھپر کما ہی ہو ۔ مرے دلکا جو مطلب ہے بخوبی یا الٰہی ہو
خدانے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح صادق کو ۔ اثر رکھتی ہے اکثر جو دعائے صبح صادق ہو
دعا شادان کی ہر دم ہے یہ درگاہ الٰہی مین ۔ کہ زمیندار مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

وله

کیون نہ دنرات کرے خلق کی مہمانداری ۔ سب ہین مہمان اسی کے وہ ہے صاحب خانہ
پردۂ چشم اُٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھ ۔ جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہین بیگانہ

جدہر دیکھو اُدہر جلوہ ترا ہے
نہین خالی ہراک شے مین بھرا ہے

موحد ہے تو یکتائی سے مت ٹل
نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے

بُرائی مین نہ رکہہ ہرگز قدم تو
بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے

ہمین کیا کام ہے دونون جہان سے
ترا ملنا ہمارا مدعا ہے

سکندر شاہ تم دنیا مین دائم
رہو قائم ہماری یہ دعا ہے

ارے شادان نہ ڈر ہرگز کسی سے
کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

شاد۔ راجہ کشن پرشاد

شاد تخلص۔ راجہ کشن پرشاد نام۔ راجہ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر جی۔سی۔آئی۔ئی۔یمین السلطنتہ پیشکار و مدارالمہام سرکار عالی خطاب ہے آپ راجہ ہری کشن بہادر کے فرزند اور راجہ نرندر بہادر کے نواسہ ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی تربیت ونشو ونما یہان کی ہی آب و ہوا مین ہوئی۔ چونکہ راجہ نرہندر بہادر لاولد تھے۔ آپ ہی گویا اُن کے فرزند تھے۔ جد بزرگوار نے آپکی تعلیم وتربیت کا عمدہ انتظام کردیا۔ آپنے نانا کی حسن توجہ سے فارسی عربی علمائے ادیب سے پڑہی۔ دونون زبان مین لائق ہوئے۔ مدرسہ عالیہ مین انگریزی زبان کی تکمیل کی۔ علاوہ این مرہٹی وتلنگی مین بھی لیاقت حاصل کی۔ خوشنویسی مین بھی ماہر ہوئے۔ جب آپنے عالم شباب مین قدم رکہا اُسوقت آپکے دل مین شعرگوئی وسخن سنجی کا ولولہ پیدا ہوا۔ طبیعت مین موزونی وجولانی مرکوز تھی شعلہ جوالہ کیطرح عروج کرنے لگی۔ زور طبیعت و جولانی خداداد سے کلام موزون

کرنے لگے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے۔ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ ابتدا مین رائے بسچو لعل تمکین سے اصلاح لیتے رہے۔ کلام مین روز بروز شستگی و پختگی نظر آنے لگی۔ تھوڑی ہی مدت مین درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ آپ شاعری مین متعدد اساتذہ مشاہیر سے مشورہ فرماتے رہے آخر آپنے اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کی خدمت مین شاگردی کا شرف اور شاعری مین تکمیل کی سند حاصل کرکے سخن سنجی کے انتہائے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے آپکا کلام صوفیانہ توحید و وحدت الوجود کے بیان مین ہوتا ہے آپکے ہر ایک شعر کے مضمون سے صوفیان کرام و مشائخ عظام وجد و حال مین رقص کرتے ہین اور عالم خودی سے بیخود ہوتے ہین۔ اور اپنی ہستی کو عین نیستی سمجھتے ہین۔ آپ صحیح فی المشرب صلح کل مذہب ہین اہل اللہ و اہل کمال کے طالب درویشی و خدا طلبی کے راغب ہین۔ آپکے نزدیک اہل اسلام و اہل اصنام دونون آنکھون کی طرح مساوی ہین۔ ہر امر مین مساوات کا لحاظ فرماتے ہین۔ خوش اخلاقی مین مجسم اخلاق ہین۔ خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک ادنی و اعلی آپ سے براہ راست ملسکتا ہے۔ ہفتہ مین ایکروز آپکا دربار بارگاہ عام ہے کسیطرح کی روک ٹوک نہین ہے۔ آپ نہایت اخلاق سے ملتے ہین۔ حاضرین دربار کی تالیف قلوب فرماتے ہین۔ جو درد مند ہو اسکو دوا سے جو محتاج ہو اُسکو دینار و درم سے سرفراز فرماتے ہین۔ حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے۔ بعض شعرا و مولفین آپکے پاس گئے۔ اور آپسے درخواست کی کہ سرکار آب ہمارے دیوان یا رسالے کی تاریخ کہدیجئے یا تقریظ لکھدیجئے۔ آپ سائل کی درخواست منظور کرکے تاریخ و تقریظ لکھدیتے ہین۔ عذر و بہانہ نہین فرماتے۔ اس امر سے آپکی نیک نیتی و ہمدردی ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ آپنے تاریخ و تقریظ لکھنے مین دریغ نہین کیا۔ آپ اس خیال سے

تقریظ و تاریخ لکھدیتے ہین کہ میری تقریظ سے مولف کی تالیف خلائق کی نظر مین معتبر ہوگی۔ بیچارہ غریب کو فائدہ ہوگا۔ آپ علما دوست و فقرا پرست ہین۔ دونون فریق کے بزرگون کو مرشد مانتے ہین آپ انگریزی و فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر ہین۔ اہل زبان کے ساتھہ بے تکلف مکالمہ و مکاتبہ کرتے ہین۔ فقیر مولف نے آپکی فارسی نظم دیکھی ہے۔ نہایت ہی درست و بامحاورہ و رنگین بامزہ ہوتی ہے۔ عربی مین بھی لکھہ پڑہ سکتے ہین۔ اردو بھی آپکی اہل زبان کیطرح صاف و شستہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپ کے دونون دیوان ایک فارسی و دوسرا اردو مطبوع ہوچکے ہین۔ فی الحال دواوین فارسی و اردو کے علاوہ آپکا ایک دیوان مسمی بہ خمکدۂ رحمت مطبوع ہوچکا ہے۔ یہہ دیوان حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ہے۔ مین نے اسکو شروع سے آخر تک دیکھا۔ آپکا کلام نعتیہ کے دیکھنے اور سننے سے دلمین جوش جمال محمدی صلعم و ولولۂ عشق جلال احمدی موجزن ہوتا ہے۔ اور آتش آرزوئے زیارت مدینہ آتشکدۂ دلمین مشتعل ہوتی ہے۔ بیساختہ دل بھی چاہتا ہے کہ سفر مدینہ کا احرام باندہنا۔ اور ناقۂ شوق پر کجاوہ رکھہ کے سفر کرنا یہہ جوش خروش ثابت کرتا ہے کہ آپکا کلام صدق دل سے ہے۔ اور انوار رسانی بھی صداقت قلبی کا موید ہے۔ ضرور ہے کہ مہاراجہ صاحب دل ہین۔ اور رموز باطنی کے عالم و عامل ہین ہین۔ ایسی حالت مین مہاراجہ کو موحد کامل سے ملقب کرتا ہون اور مہاراجہ کا شعر تائید مین لکھتا ہون

شعر

کافر نکہو شاد کو ہے عارف و صوفی ❊ شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ

میرے نزدیک اگر عارف و صوفی کے مقام مین عارف کامل کہین تو بیجا نہوگا۔

آپکے ہرایک شعرسے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہوتے ہین اور ہرایک فقرہ و لفظ سے
کنوزو حدانیت و معرفت عیان۔ آپکا کلام کیا ہے۔ دریائے معرفت ہے۔ یا بحر مواج
حقیقت ہے۔ آپنے مسائل تصوف و نکات تعرف کوایسی خوبی خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے
گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ یا عالم اکبر کو عالم اصغر مین نمود کیا ہے۔ عالم تصوف کا خاکہ
صفحۂ کاغذ پر ایسا کھینچا کہ جام جم کی طرح مسائل و نکات کا نقشہ دکھا دیا۔ ہرایک طالب
مبتدی و منتہی آسانی سے مسائل مشکلہ کو سمجھہ لیتا ہے۔ ہمارے مہاراجہ کے کلام سے
مترشح ہوتا ہے کہ آپ موحد کامل ہین۔ اور نہ صرف صلح کل کے سالک۔ فقراسے
کملاکے پیر و حکمائے فلاسفہ کے قدم بقدم ہین۔ پیر کامل کے جویا۔ کلام حق کے گویا
رہتے ہین۔ جہان پاتے ہین بمصداق خذ ما صفا اخذ فرماتے ہین۔ آپ قال کو دیکھتے
ہین۔ من قال سے اغماض کرتے ہین۔ آپکے علم و فضل کا دائرہ نہایت وسیع ہے
دائرہ علم مین علوم و فنون کا ذخیرہ بیشمار ہے آپ کو متعدد علوم خاص علم تصوف
و تاریخ و شعر و شاعری سے دلچسپی ہے۔ باوجود کثرت مہمات اہل علوم سے مجالست
فرماتے ہین۔ آپکی مجلس مین اکثر علوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ہرایک صاحب علم و فن
سے اُس کے مذاق کے موافق مکالمہ فرماتے ہین۔ مثلاً طبیب سے اسباب و مرض
و شاعر سے قافیہ و ردیف و عیوب شعریہ و محاورات فارسیہ مین اور صوفی باصفا سے
تصوف و تعرف مین گفتگو کرتے ہین۔ فقرائے کملا خواہ اہل اسلام سے ہون
خواہ اہل اصنام سے ہون ہرایک فریق کے ساتھہ اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن سلوک
و خدمت مین دریغ نہین کرتے۔ بعض کوتاہ بین متعصب آپ پر نکتہ چینی کرتے ہین
میرے نزدیک آپکی نسبت نکتہ چینی کرنا فضول ہے۔ بیفائدہ تعصباً ماہ تابان پر

خاک ڈالنا ہے۔ فقیر مولف جو کچھہ لکھتا ہے مشاہدہ ہے نہ خیالی فسانہ ہے۔ اولاً مشاہدہ سے کام لیتا ہے ثانیاً قرائن حالات سے معانی کیطرف سبقت کرتا ہون جو کچھہ خیال ناقص مین صورت متخیلہ کو ظاہری صور متشکلہ سے مقابل کرکے میزان عقل مین خوب تولتا ہون جب دونون مین مطابقت پاتا ہون تب زبان قلم سے بیان کردیتا ہون اسیطرح مین نے مہاراجہ کے حالات ظاہری کو آنکھون سے دیکھے اور کانون سے سنے۔ اور اُنکی باطنی کیفیات کو کلام بلاغت التیام سے اخذ کیا۔ اور دیدۂ دل وگوش باطن سے خوب پرکھا سنا۔ مجھے یقیناً ثابت ہوا کہ مہاراجہ صوفی مشرب وصلح کل مذہب ہین۔ اکثر کوتاہ بین میری تحریر کو تملق و خوشامد پر محمول کرینگے اور مجکو نشانۂ ملامت بنائینگے۔ یہہ نہین کرینگے کہ فقیر کی تحریر کے مطابق مہاراج کے کلام اور اُن کے عادات کو منصفانہ دیکھین اگر عقل و شعور سے کام لین تو مجھپر کبھی اعتراض نہین کرینگے۔ اور نہ مجکو حقارت سے دیکھینگے۔ مین سچ کہتا ہون مین تملق و خوشامد سے کوسون دور رہتا ہون۔ گوشۂ گمنامی مین بیٹھہ کے دکن کے بزرگان سلف کو زندہ کرتا رہتا ہون۔ بزرگان کرام و امرائے باخیر کے حالات دیکھہ کے تازہ دل ہوتا ہون اور اُن کے باقیات صالحات کو اسبات کی ترغیب دیتا ہون کہ بزرگان متقدمین کی پیروی کرین اور اُن کے اخلاق و عادات کو اختیار کرین اگرچہ فقیر مولف نے آپکا تفصیلی حال بابتہ انتظام ملک جلد چہارم محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین شرح و بسط کے ساتھہ لکھا ہے۔ لیکن یہان بھی انتظام ملک کی بابت قدرے از کثیر گزارش کرتا ہون۔ **عود هذا**

آپ حسن تدبیر و رائے صائب سے موصوف ہین۔ ملکی انتظام مین ہوشیار و تجربہ کار ہین

چست و چالاک و کارگزار ہیں سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے
اور سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین موروثی خدمت پیشکاری پر مشاہرہ چھہ ہزار روپیہ سکہ محبوب شاہی
ممتاز ہوئے - اور وزارت فوج کی خدمت سے بہی معزز ہوئے - اور سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین
بتقریب جشن سالگرہ مبارک جابان راجہ و مہاراجہ بہادر - ہفت ہزاری منصب پنجہزار
سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار - و چہہ عدد جواہر سے سربلند ہوئے - اور آپکو جاگیرات
مین دیوانی و فوجداری کا کامل اختیار ملا - اور نانا کے تمام جاگیرات پر وراثتہ قابض
و متصرف ہوئے - نواب سروقارالامرا مرحوم مدارالمہام کے رخصت کے وقت منصرمانہ
آپنے وزارت کا کام عمدہ طرح انجام فرمایا تہا - چونکہ آپ کی ذات بابرکات مین مالک کی
اطاعت و تابعداری فطرۃً متمکن ہے کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین کہا
آپ کی تابعداری و اطاعت اعلیحضرت قدر قدرت خلداللہ ملکہ کے دل مبارک پر
موثر مثل نقش کالحجر ہوئی - جب سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین وقارالامرا بہادر مرحوم نے رخصت
لی اعلیحضرت نے آپکو دس تاریخ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین بموجب حکم مندرجہ
ذیل منصرم مدارالمہام فرمایا - پہر آپ سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین حسب الحکم اعلیحضرت مستقل وزیر
ہوئے - آپ منصرمی کے زمانہ مین وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے
ملک کی سرسبزی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین - آپنے بموجب
حکم اعلیحضرت تابعداری و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کیا - آپ کو مالک کی اطاعت
و رعایا کی رعایت کی برکت سے قبولیت عامہ حاصل ہوئی - اور آپکے حسن انتظام
کی شہرت عالمگیر ہو رہی ہے - اللہم زد فزد

نقل احکام سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

چونکہ نواب فخر الامرا بہادر نے چھ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے
اور خدمت مدار المہامی سے اپنی سبکدوشی چاہی ہے۔ لہذا بذریعہ ہذا وہ بعطائے
رخصت ششماہ بلا تنخواہ سبکدوش کئے گئے۔ انکی جگہ پر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
بالفعل بماہوار موجودہ امتحاناً تاحکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کئے گئے ہیں
چنانچہ مہاراجہ بہادر پندرہ مہینہ تک خدمت مدار المہامی کو منصرمانہ عمدہ طرح سے
انجام دیتے رہے اور اس منصرمی حالت میں حضرت اقدس و اعلیٰ کی فرمانبرداری و اطاعت میں
ذرہ برابر فرق نہیں کیا۔ اور داد گستری و رعایا پروری میں مستعد و سرگرم رہے۔ وقتاً
فوقتاً رعایا کی بہتری و ملک کی آبادی میں دلسوزی و عرق ریزی فرماتے رہے
آپ کی عرق ریزی و دلسوزی درجۂ مقبولیت کو پہنچی یعنے آپ ۲۶ رجب سنہ ۱۳۲۰ ہجری
میں حسب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ عہدۂ وزارت
پر مستقل ہو گئے۔ چنانچہ اب تک مدار المہامی کی خدمت پر مقرر ہیں۔ مہمات مدار المہامی
کو نہایت دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیتے رہے ہیں۔ اعلیحضرت قدر قدرت
اسی فرمان استقلال میں فرماتے ہیں۔؟ مجھے کامل اطمینان ہو گیا ہے کہ آیندہ بھی
ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرائض کو ادا کر کے اپنے کو میری خوشنودی کا مورد
بناتے رہیں گے لہذا میں آپ کو میری ریاست کے عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ
طور سے مستقل کیا چاہتا ہوں اور بالکل یقین کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ آپ
اسکا شکریہ صدق و وفاداری کے ساتھ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے
کاموں میں مصروف رہکر ہمیشہ عملاً ادا کرتے رہیں گے انتہی خلاصہ احکامات
اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی۔

پہر اعلیحضرت نے آپکو بروز عید الضحیٰ ۱۳۲۰ہجری مین یمین السلطنتہ خطاب سے سرفراز فرمایا
آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ساتہہ خادمانہ نیازمندی و وفاداری حاصل ہے
آپ ہمیشہ دیانت و امانت کیساتہہ خدمت مدار المہامی کا کام ادا کرنا اور ملک و رعایا کی آبادی
و بہبودی کا خیال رکہنا مدنظر رکہتے ہین۔ علم دوست و ہنر پرور اور غریب پرست
و داد گر ہین۔ اخلاق و سیر مین بزرگون سے کم نہین ہین۔ آبا و اجداد کے طریقہ پر قدم بقدم
چلتے ہین۔ آپ مین اکثر صفات مہاراجہ چندو لعل بہادر کے پائے جاتے ہین۔ آپکو
دیکہنے سے مہاراجہ مرحوم یاد آہی جاتے ہین۔ کیون نہون اسی درخت کے پودے
ہین اور اُسی چراغ کی روشنی ہین۔ شاعری مین اگرچہ مہاراجہ مرحوم کے قائم مقام ہین
لیکن آپکے پاس شعرائے مشاہیر کا مجمع نہین ہے۔ مہاراجہ کے دربار مین اکثر شعرائے
نامور مصاحبین کے زمرہ مین داخل تھے۔ مہاراجہ بہادر متوفی کی زرپاشی بیحد و بیشمار تہی
فی زمانا اس زرریزی کا عشر عشیر بہی نہین ہے۔ جو کچہہ ہے غنیمت ہے۔ اب مین
یہان آپکے بوارق طبع و نتائج فکر بطور نمونہ گزارش کرتا ہون

من اشعارہ الہندی

عرش عظیم پر کہ تہ آسمان نہ تہا
معراج مین حضور ہوے جبکہ بار یاب
احمد کے در پہ اس لئے مین جبہہ سا رہا
معراج مین حضور جو مدعو خدا کے تہے
حضرت کے دم قدم سے یہ رونق بڑہی ہے سب

یارب ترے حبیب کا جلوہ کہان نہ تہا
بس آپ تہے اکیلے کوئی اور وان نہ تہا
سجدے کے لائق اور کوئی آستان نہ تہا
خلوت تہی کوئی اور وہان میہمان نہ تہا
اسلام کا جہان مین پہلے نشان نہ تہا

ساز گار اپنا زمانا ہو گیا ۔۔۔ ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا

دفن یثرب مین ہوا لاشہ مرا ۔۔۔ اب مسافر کا ٹھکانا ہو گیا۔

بت پرستی اب کہان باقی رہی ۔۔۔ اُسکو چھوڑے اک زمانا ہوگیا

کفر چھوڑا پی کے مے توحید کی ۔۔۔ رنگ شاد اب عاشقانہ ہوگیا

ولہ

جنکو کہتے ہین محمد وہ ہین اپنے سلطان ۔۔۔ جسکو کہتے ہین مدینہ وہ ہے کشور اپنا

کیون نہین روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی ۔۔۔ کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کے مقدر اپنا

نعت گوئی کا شرف ہمکو خدا نے بخشا ۔۔۔ اوج پر بخت ہے یاور ہے مقدر اپنا

ولہ

آپ ہی کے نام ہین شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ ۔۔۔ آپ ہی کا ہے لقب خیر البشر یا مصطفےٰ

کچھ تو بیمارِ جدائی کو تسلی چاہیے ۔۔۔ خواب ہی مین لیجیے آکر خبر یا مصطفےٰ

یا نبی صل علیٰ صل علیٰ صل علیٰ ۔۔۔ ورد میرا ہے یہی آٹھون پہر یا مصطفےٰ

شاد ہے اک عمر سے امیدوار پائبوس ۔۔۔ حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفےٰ

ولہ

مین دور رہون مدینے سے فریاد یا نصیب ۔۔۔ ابتک حضور مین نہوئی یاد یا نصیب

تو اور مدینے جائے رہے طالع بلند ۔۔۔ مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب

ولہ

میرے والی مرے مولا مرے سلطان عرب ۔۔۔ میرے محبوب خدا پیارے نبی جان عرب

لاکھون مبعوث پیمبر ہوے اس عالم مین ۔۔۔ کون حضرت سا ہوا شان عجم جان عرب

بلغا مان گئے سارے بلاغت کو تری ۔۔۔ اور قائل ہین فصاحت کے فصیحان عرب

ہند ہی روم ہی کی مدنی سب ہے اے شاد ۔۔۔ جان و دل سے ہین مطیع شہ ذیشان عرب

سوئے طیبہ مجھے بلوائین آپ ۔۔۔ یا کبھی خواب ہی مین آئین آپ

ارنی کہنے کی طاقت نہ رہی ۔۔۔ اب تو خادم کو نہ ترسائین آپ

ولہ

کیا کرے لیکے جو ہو عاشق حضرت جنت — واعظا تیرے لئے ہے یہ غنیمت جنت

کیا کرین لیکے مکان گر نہ ملے ہمکو مکین — کہ نہین طالب ہوئی کو یہ دولت جنت

جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت اے دل — اسی طاعت کے عوض ہو گی عنایت جنت

بیٹھکر ثنا ذکر و گوشے مین اللہ اللہ — مل ہی جائیگی تمہین روز قیامت جنت

ولہ

یا نبی بھیجین ہو پھر زیارت الغیاث — مہر اوج معرفت ماہ رسالت الغیاث

آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیون کیواسطے — الغیاث اے شافع روز قیامت الغیاث

ق

کہتے ہین اکثر مسلمان مجھکو کافر یا نبی — جھیپہ تہمت دہرتے ہین اہل شریعت الغیاث

میرا مسلک اور ہے اور انکا مذہب اور ہے — کیا یہہ جانین گے بھلا رمز طریقت الغیاث

ولہ

کیا تم سے کہون راز کہ کیا تھا شب معراج — تھا عرش پہ وحدت کا تماشا شب معراج

کہتے ہین احد کسکو کسے کہتے ہین احمد — عالم پہ ہوا حل یہ معما شب معراج

خود ذات ہی تھی احمد و محمود و محمد — آئینۂ عرفان مین جو دیکھا شب معراج

اک قرب نوافل ہے دگر قرب فرائض — یہ دونون کے دونون ہوئے یکجا شب معراج

ارواح کا اجماع تھا افلاک پہ اس شب — وحدت مین تھا کثرت کا تماشا شب معراج

عاشق مجھے احمد کا نہین کہتے مسلمان — دے آکے گواہی تو خدارا شب معراج

ولہ

بطحی کو جانیکے لئے ہے تیری کیا صلاح — اے بیقرار دل تو خدارا بتا صلاح

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست — واعظ سے جاکے کیا مین بھلا پوچھتا صلاح

سوئے مدینہ کھینچ رہا ہے یہ جذب شوق — اے دل بتا تو کوئی بھی پھر خدا صلاح

پیر مغان سے چلکے کرو شاد مشورہ — مجکو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

ولہ

اللہ کا دربار ہے دربار محمد — اعلی سے بھی اعلی ہے یہ سرکار محمد

ہین پہول اسی باغ کے سب کافر و مومن
یہ گلشن ایجاد ہے گلزار محمدؐ

جو بندے ہین خاص وہی جانتے ہین کچھ
ہر کوئی نہین جانتا اسرار محمدؐ

وله

رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ
ثنائے خدا ہے ثنائے محمدؐ

کہلا عقدہ قرب نوافل کا ذلپر
صدائے خدا ہے صدائے محمدؐ

وجود ایک ثابت ہوا جب تو پہر کیا
لقائے خدا ہے لقائے محمدؐ

وله

یا محمد ہے غم الفت لذیذ
تیرے سودائی کو ہے وحشت لذیذ

دیکہنے والے جو ہین صورت تری
انکو ہر دم ہے فقط حیرت لذیذ

چاہنے والون کو تیرے یا حبیب
ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ

وله

افسوس یہ فقیر ہو شاہ زمن سے دور
بلبل پہ ہے ستم کہ رہے وہ چمن سے دور

عاشق ہے شمع روئے محمدؐ کا دل مرا
پروانہ ہوکے حیف رہے انجمن سے دور

جب مین نے کہدیا کہ تمہارا غلام ہون
ہوجاؤنگا بہلا مین کب اپنے سخن سے دور

پہونچون گا جب مدینے تو مصرع پڑہونگا یہ
نزدیک ہون وطن سے مگر ہون دکہن سے دور

وله

نبوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز
مجھے آپکی ہے محبت پہ ناز

تجہے چارہ سازی پہ ہے چارہ ساز
مرے دلکو ہے درد الفت پہ ناز

وله

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کے پاس
رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کے پاس

کہتا ہے بار بار یہی مجہہ سے شوق دید
اٹہو چلو مدینے کو اب مصطفے کے پاس

عقدہ نہین کہلا شب معراج کا ہمین
فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس

وله

دلدادہ ہون مین مجہکو ہے دلدار کی تلاش
مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش

پایا ہے جسکو مین نے اسے جانتا ہون شاد
تہی اک زمانہ سے اسی سرکار کی تلاش

وله
مرے نالے مین ہو یارب اثر خاص — کہ رکھین شاہِ دین مجھپر نظر خاص
جہان پہونچے وہین بستر جمایا — فقیرون کا نہین ہے کوئی گھر خاص
خیالِ طیبہ مین خود رفتہ ہونا — یہ ہے عشاقِ احمد کا سفر خاص
نہ کیون ہون ذکر مین مصروف طائر — کہ سب وقتون مین ہے وقتِ سحر خاص

وله
دلکو ہے روئے پیمبر سے غرض — آئینے کو ہے سکندر سے غرض
دولتِ عشقِ نبی درکار ہے — مال سے کیا کام کیا زر سے غرض
دل کو اپنے یادِ حضرت سے ہے کام — لب کو اپنے ذکرِ سرور سے غرض

وله
ہجر مین رکھتا ہے دل رو نہان سے ارتباط — آنکھ رونے سے زبان آہ و فغان سے ارتباط
گلشن طیبہ سے میری روح یون مانوس ہے — جیسے ہو بلبل کو اپنے آشیان سے ارتباط
یادِ احمد کیون نہ آئے میرے دلمین بار بار — جو مکین ہے اسکو لازم ہے مکان سے ارتباط

وله
پند تیری سنون مین کیا واعظ — ہے محبت مری غذا واعظ
ذکرِ حور و قصور تا بکجا — وصفِ محبوب کچھ سنا واعظ
ہے جو مطلوب منزل مقصود — لے مدینہ کا راستا واعظ
کیا کرے لیکے تیری جنت کو — درِ محبوب کا گدا واعظ
قصدِ طوفِ مزارِ اقدس ہے — اسمین ہے رائے تیری کیا واعظ

وله
شوقِ پابوس یہ کہتا ہے کہ چل یثرب کو — کیا کرون بس نہین چلتا کہ ہے قسمت مانع
آپ نے سکو بلایا نہ کیا یاد مجھے — ہوگئی اسمین کوئی اللہ کی حکمت مانع
بیچلے تھے مرے اعمال سیہ نار مجھے — ہو گئی ذوق کے اللہ کی رحمت مانع
نعت کے باغ لگاتا مین ہزارون آستاد — مجکو ہوتی نہ اگر تنگی فرصت مانع

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ — مین سمجھا ہے چراغ مدعا داغ
خیال روئے احمد کا ہے یہ فیض — چمک کر مہر انور بنگیا داغ
یہ پودہ ہے لگا عشق نبی کی — رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ
جب آیا ہمکو طیبہ کا چمن یاد — ملا اسے شاد دلکو اک نیا داغ

وله

ہے آپکی جو گرمی بازار ہر طرف — یوسف سے پھرتے ہین خریدار ہر طرف
کوچہ نبی کا یاد جو آتا ہے بار بار — پیش نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف
قیدی تو بیشمار ہین زنجیر ایک ہے — زلف رسول کے ہین گرفتار ہر طرف
دیوانہ وار پھرتے ہین عشاق رات دن — بہر تلاش احمد مختار ہر طرف

وله

کبھی تپان ہے کبھی اشکبار ہے عاشق — تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق
صبا یہ اُس شہ خوبی سے عرض کر دینا — نگاہ لطف کا امیدوار ہے عاشق
خدا کرے کہ ہو میری طلب مدینے سے — اسی خیال مین لیل و نہار ہے عاشق
وہ شہسوار عرب ہین وہ تاجدار عجم — خدنگ ناز کا جنکے شکار ہے عاشق

وله

رنج و غم درد و الم دل نے اُٹھائین کبتک — ہجر مین آپکے ہم شور مچائین کبتک
دیکھیے وہ مجھے شکل اپنی دکھائین کبتک — میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کبتک
اے فلک رو کے نہ تو کوچۂ احمد سے ہمین — طالب یار ہین جنت مین نجائین کبتک

وله

دینا جو روز اک مجھے پروردگار دل — کرتا خوشی سے مین شہ دین پر نثار دل
اے شہسوار عرصۂ طیبہ ترے سوا — کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل
پروا نہین اگر نہین کوئی شریک حال — مین غمگسار دل ہون مرا غمگسار دل
ملتی مجھے جو دولت دیدار خواب مین — ہوتا نہ اسطرح سے مرا بیقرار دل

فرقت کے صدمے سہتے ہین کیتک اُٹھائین ہم ۔ جی مین ٹھنی ہے یہ کہ مدینے کو جائین ہم
اپنی نظر مین جو ہے نعلین پہ شان ہے ۔ کسطرح اپنے اسکو ظاہر مین لائین ہم
کحل البصر ہے خاک مدینے کی ای صبا ۔ لادے ذرا کہ آنکھون مین اُسکو لگائین ہم
ہو بخت سازگار تو پھر دیکھیے گا لطف ۔ چلکر مدینے حال سب اپنا سنائین ہم

وله

یا محمد کی ہم اُس در پہ صدا دیتے ہین ۔ حاضری اپنی اُنہین ورد سنا دیتے ہین
ہو کے محتاج جو آتا ہے حضور مین کوئی ۔ دو جہان سے وہ غنی اُسکو بنا دیتے ہین
دستگیری وہ کیا کرتے ہین مجھ بیکس کی ۔ میری کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہین
بخشواتے ہین گنہگار کو اللہ سے وہ ۔ شان یون اپنی کریمی کی دکھا دیتے ہین

وله

جسکو ہم سب شہ مکی مدنی کہتے ہین ۔ اہل جنت اُسے پھر چمنی کہتے ہین
اسکے دھوکے مین نہ آنا نہ لگانا دل کو ۔ اہل دانش اسے دنیائے دنی کہتے ہین
شاد کو طنز سے کہتے ہین مسلمان کافر ۔ اسے بہتان اسے طعنہ زنی کہتے ہین

وله

ہمسرون مین کوئی ایسا آفتاب نہین ۔ حضور احمد مختار کا جواب نہین
نبی کے عشق مین جسنے کہ موت پائی ہو ۔ لحد مین اُسکے لئے عیش ہے عذاب نہین

وله

ہاتھ آجائے جو محشر مین تمہارا دامن ۔ مجھ گنہگار کو ہو جائے سہارا دامن
پھر دیا دامن امید کو میرے اے شاد ۔ روبرو آپ کے جسوقت پسارا دامن

وله

پیش جب پھر شفاعت کرین احمد مجھکو ۔ میرا اللہ کریگا نہ کبھی رد مجھکو
مشغلہ نعت نبی کا ہے مجھے شکر خدا ۔ بعد مدت کے یہ ہاتھ آیا ہے مقصد مجھکو
ثروت و جاہ و مراتب کی کسے خواہش ہے ۔ یہی کافی ہے کہ ہے الفت احمد مجھکو
خادم غوث بھی ہون اور غلام خواجہ ۔ میرے مولا نے دیا رتبہ یہ بیحد مجھکو

وله

تری ذات ایک ہے یا خدا تری شان جل جلالہ
نہین سمجھتا ہے کوئی دوسرا تری شان جل جلالہ

تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی
ترے نام پر دل و جان فدا تری شان جل جلالہ

وله

اس دل مین ہے مدت سے تمنائے مدینہ
یارب کبھی مجھکو بھی نظر آئے مدینہ

زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک
ہمکو بھی حسرت ہے کہ ملجائے مدینہ

پتھر پڑین اُس دل پہ وہ پتھر سے ہے بدتر
جس دل مین نہو شوق و تمنائے مدینہ

کسطرح سے سرسبز نہو مزرع امید
دیکھون جو کبھی گنبد خضرائے مدینہ

وله

اپنی خودی کو کھو کے اُسے پایا آپ مین
یہ سیر کی ہے آکے عدم سے وجود کی

صل علی نہ کیون کہین احمد کے نام پر
پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہے درود کی

وله

احمد کے سوا عشق کسی کا نکرین گے
ہم عاشق صادق ہین تو ایسا نکرینگے

دیتا ہے مزہ عشق محمد مین تڑپنا
اس درد کا زنہار مداوا نہ کرینگے

مومن نہین کہتے نہ کہین لوگ ہمین شاد
کافر بھی کہے کوئی تو پروا نکرینگے

وله

مدینہ بھی خداوندا عجب پر نور بستی ہے
جہان ہر وقت و ہر دم تری رحمت برستی ہے

ترے رتبہ مین کسکو دخل ہے کیا کوئی دم مارے
جو محبوب خدا کا رتبہ پائے کسکی ہستی ہے

وله

تاج لولاک ہے شایان رسول عربی
پرتو شان خدا شان رسول عربی

انبیا جتنے ہین آپ اُنکے بھی شافع ہونگے
سب کے سب پائینگے احسان رسول عربی

باغ احمد کے ہین دو پھول حسین اور حسن
یہی دو ہین گل و ریحان رسول عربی

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے
ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے

خداوند عالم ہے جسطرح واحد
حبیب خدا بھی تو یکتا ہوا ہے

فقط نعت گوئی سے اے شاد تجھکو
یہ عزت ملی ہے یہ رتبہ ہوا ہے

شہید۔ مولوی غلام امام

شہید تخلص۔ غلام امام نام۔ آپ شاہ غلام محمد مرحوم کے فرزند ہین آپ کے والد نامدار
مشاہیر مشائخ سے تہے۔ آپکا وطن اصلی قصبہ امیٹی ضلع لکھنو ہے۔ آپ سن شعور کے ابتدا
مین کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے۔ کتب متداولہ درسیہ مولوی حیدر علیصاحب فیض آبادی
مولف منتہی الکلام کی خدمت مین تحصیل کین۔ اور زبان فارسی مین بہی استعداد کامل
پیدا کی۔ شعرگوئی مین ابتداءً مرزا قتیل و مصحفی و شیخ غلام ہمدانی مصحفی ساحر سے اصلاح لیتے رہے
آغا سید اسمعیل مازندرانی سے فن شاعری مین تعلیم کامل پائی۔ آپکی طبیعت برق درخشان
تہی آغا سید محمد اصفہانی و میرزا ناطق مکرانی کے ہم طرح و ہمسر تہے۔ ہر مشاعرہ مین سخنوران
معاصر سے میدان سبقت مین بڑہجاتے تہے۔ آپ مداح حضرت رسالتماب و حاجی بیت اللہ
و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے۔ اکثر آپکے قصائد و غزلیات نعت و حمد مین
مشہور و معروف ہین۔ اور رسائل میلاد شریف بہی متداول مین آپکے قصائد نعتیہ
مضامین شیرین و معانی رنگین مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین ہر ایک شعر سے خوبی و خوش
اسلوبی مترشح ہوتی ہے اور ہر ایک لفظ و فقرہ سے تازگی و شادابی واضح علاوہ این
آپکا کلام نہایت درد آمیز و رقت انگیز ہوتا ہے کہ عاشقان جمال محمدی سکے سننے سے
وجد و حال مین نیم بسمل کیطرح پہڑکتے ہین اور ماہی بے آب کی مثل تڑپتے ہین۔ کلام
پر تاثیر شیفتگان محمدی کے قلوب پر موثر ہوتا ہے ہر ایک عالم بیخودی مین نعرہ ہائے وا محمدا
وا محمدا چلاتا ہے۔ مجلس میلاد مین آپکے قصائد خوانی سے وہ اثر ہوتا ہے کہ سامعین دل سے
بیدل و خودی سے بیخود ہو جاتے ہین۔ آپ الہ آباد مین عہدہ پیشکاری صدر نظامت پر

مامور تھے۔ تقریباً بیس بائیس سال تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے ادا کرتے رہے
حکام وقت آپ کے کام سے بہت خوش تھے۔ آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آپ
حالت ملازمت مین بھی اکثر مجلس میلاد منعقد فرماتے تھے۔ اور مجلس مین عمدہ عمدہ
کھانے اور اقسام کے حلوے مہیا کرتے تھے۔ بزرگان کرام و فقرا و غربا و احبا کو مدعو فرماتے
تھے۔ اور مجلس مین خود قصائد نعتیہ کو نہایت خوش اندازی سے پڑہتے تھے۔ آپکے
پڑہنے سے مجلس مین حیرت کا عالم قائم ہو جاتا تھا۔
نواب محی الدولہ بہادر جو شیدائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپکے
رسائل میلاد و کلام نعتیہ کو دیکھکر آپکے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ ایکہزار روپیہ زر راہ
بھیجکے شہر حیدرآباد دکن مین بلائے۔ آپ حسب طلب نواب صاحب نوکری ترک کر کے
شہر مین آئے۔ معزز و مکرم ہوئے۔ سرکار عالی نظام سے چارسو تیس روپیہ ماہانہ بلا شرط
خدمت مقرر ہوا۔ شہر مین نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب آپ
دکن سے حرمین شریفین گئے۔ اُسوقت راجہ گردہاری پرشاد باقی نے زاد و راحلہ اپنے
جیب خاص سے عطا فرمایا۔ اور نواب سالارجنگ مرحوم نے بھی پانسو روپیہ اعانت
کی آپ حرمین مین پہنچ گئے۔ وہان مجالس میلاد متعدد مراتب مکہ و مدینہ مین منعقد
فرمائے۔ لکھنو و آگرہ و مرادآباد و رامپور و الہ آباد و حیدرآباد وغیرہ مین آپ کے مریدین
تقریباً ہزار سے زیادہ تھے۔ نواب سرسالارجنگ مرحوم و نواب کلب علیخان والی رامپور
و سعید عالم خان رئیس سورت آپکی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آخر سنہ ہجری
مین بہشت بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے رسائل و دیوان
نعتیہ متداول و معروف ہین۔ مین نہین رسائل و دیوان سے چند اشعار تبرکاً ہدیہ

ناظرین کرتا ہون ھو ھذہ

بخشد شکر بکام معانی بیان ما　　گویا زبان تو بود اندر دہان ما

بسکہ از نقش دوئی گشتہ تہی سینۂ ما　　عکس ما نیز نگنجید در آئینۂ ما

چون بوئے گل بدوش کسے نیست بار ما　　بر دامن صبا نہ نشیند غبار ما

وله

نباشد از نزاکت تاب احسان طبع عالی را　　حباب از آب در پا پر نسازد جام خالی را

در آغوش تصور میکشیم ساقی ترا ہر دم　　فروزان می کنم زین شمع فانوس خیالی را

وله

غیرت عاشقی ببین رشک نگر خدائی را　　سایہ نیافریدہ اند آن قد دلربائی را

خستہ دلان تو ہر طرف منتظرند بصف　　رخصت یک نظارہ دہ نرگس سرمہ سائی را

وله

آن شوخ ستمگار رہا ہست و رہا نیست　　چون عکس کز آئینہ جدا ہست و جدا نیست

گر زندہ کند گاہ کشد خستہ دلان را　　طرز نگہش حکم قضا ہست و قضا نیست

وله

دلرا بیک کرشمۂ دلکش گرفت و رفت　　سرگرم عشوہ آمد و آتش گرفت و رفت

شمیم زلف تو در آستین صبا وزدید　　تبسم دہنت غنچہ در قبا وزدید

چو نافہ بود نہان بوئے زلف تو بدلم　　نسیم صبح نمیدانم از کجا وزدید

حنا بران کف پا بستہ بخون جگر　　شہید دست تو مضمون پیش پا وزدید

وله

مرا بگوشۂ ابرو سلام کرد و نکرد　　وزان دو چشم سخنگو کلام کرد و نکرد

مرا بگوشۂ چشمی ز ناز دید و ندید　　بہ نیم جرعہ سیہ مست جام کرد و نکرد

وله

بر درش دیدم دل خود را بسوئے من ندید　　بسکہ مصروفش بشغل بوسہ چیدن یافتم

وقت پیری شد لقائے آن بت سرکش نصیب　　چون کمان پابوسی نیز از خمیدن یافتم

جان وقف سر راہ کسے کردم و رفتم　　ہمپائے بانگ جرسے کردم و رفتم

میرفت سحر قافلۂ بوئے بہاران
من نیز چو شبنم ہوسے کردم و رفتم

گلبانگ زدم بر قدم جان چو سپندے
خوش بہرہ ہے ہم نفسے کردم و رفتم

صد شکر کہ صید ملک الموت نگشتم
جانرا ہدف تیر کسے کردم و رفتم

ہر جا کہ ازان لعل شکر خا سخنے رفت
پرواز ببال مگسے کردم و رفتم

شہید۔ میر احمد علیخان دہلوی

شہید تخلص۔ میر احمد علیخان نام۔ آپ سید جعفر علیخان بہادر کے فرزند دلبند ہین۔ آپ کے والد باجد کے جد بزرگوار سید نوازش علیخان کا حسبی سلسلہ نواب سربلند خان بہادر دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات سے منتہی ہوتا ہے محمد شاہی امرا مین تہے۔ جاگیر و انعام سے سربلند۔ میر احمد علیخان کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی۔ اور دہلی کی سرزمین مین تربیت و تعلیم پائی۔ علوم عربیہ مین فراغت حاصل کر کے فن شاعری و انشا پردازی کیطرف متوجہ ہوئے۔ چند ہی مدت مین کامل ہو گئے۔ آپکو حضرت شاہ نصیر دہلوی مغفور سے تلمذ تہا۔ علاوہ علوم عربیہ و شاعری و رمل و عملیات مین بہی مہارت کاملہ رکہتے تہے۔ فارسی مین ناظم و ناثر تہے۔ آپکی نثر منشیانہ فاضلانہ و نظم شاعرانہ شیرین و رنگین ہوتی تہی۔ نقادان سخن کو آپکے کلام بلاغت انجام سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا۔ اور آپ فارسی و اردو زبان مین بہی کلام موزون فرماتے تہے۔ آپکے اشعار نہایت ہی سنجیدہ و برجستہ ہوتے ہین ہر ایک کا مضمون نازک خیالی و شیرین مقالی سے مملو ہوتا ہے کوئی شعر نزاکت و لطافت سے خالی نہین۔ آپکے جملات و فقرات گویا شکر پارے ہین

ناظرین و سامعین کو دیکھنے و سننے سے حلاوت تازہ و لذت بے اندازہ ہمدست ہوتی ہے
آپ وطن میں امثال و اقران میں لائق و فائق مانے جاتے تھے۔ آپ کشش آب و خورش
ہند سے حیدرآباد دکن میں آئے اسوقت نواب سکندرجاہ بہادر کا آخر عہد تھا۔ بارگاہ سکندر جاہی
میں باریاب ہوکے اہل مناسب کے سلسلہ میں منصب مناسب پر مقرر ہوگئے غفران منزل
نواب ناصرالدولہ بہادر کی خدمت میں معین ہوئے۔ جب سنہ ۱۲۴۳ ہجری میں سکندرجاہ
بہادر بہشت بریں روانہ ہوئے۔ اور نواب ناصرالدولہ بہادر مسند نشین ہوئے تو
نواب ناصرالدولہ بہادر نے آپکو خلعت و خطاب میرالشعرا و اضافہ منصب سے سرفراز کیا
آپ تا زندگی عہدہ منصب داری پر معزز و مکرم رہے آخر آپنے سنہ ۱۲۹۲ ہجری میں اس
دار فنا سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ آپ خوش خلاق و بزرگان سلف کی طرح وضعداری
و خاکساری کے پابند تھے۔

من اشعارہ الفارسی

ساقیا معجزہ حضرت موسی داری
ساغر بادہ بکف چون ید بیضا داری

ایدل اندیشۂ آن زلف چلیپا داری
در سر خویش ندانم کہ چہ سودا داری

ایدل از داغ چو طاؤس تماشا داری
نہ سر باغ نہ اندیشۂ صحرا داری

نعل و میخ است ز کفش تو ہلال و انجم
آسمان دگری زیر کف پا داری

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا و آنے
چشم بد دور کہ در خود ہمہ یکجا داری

دل من شاد کہ چون تو گل رعنا دارم
وقت تو خوش کہ چو من بلبل شیدا داری

تا از لب حرف زنی مردہ صد سالہ زید
کن مرا زندہ کہ اعجاز مسیحا داری

بسراغ کمرش نیست نشانت ایدل
گوشہ گیری بجہان شہرت عنقا داری۔

لب اظہار تو چون غنچہ نہ از ہم وا شد
ایدل غمزدہ آخر چہ تمنا داری

نظر آنجا کہ فتد باز نگردد ز رخش چشم
ہمچو آئینہ چہ دلچسپ سراپا داری

کم ز فردائے قیامت نبود فردایت
کہ بفردا متعلق پس فردا داری

دل صدپارہ ام البتہ گلوگیر تو شد
نہ حمایل بگلو از گل حمرا داری

بخیہ کردی دل مجروح مرا از مژگان
ہنرت بہ کہ بکف سوزن عیسا داری

روئے تو روشن و آویزۂ دُر در گوشت
جلوۂ حسن مہ و عقد ثریا داری

اے شہید از مئے عشق است ترا مدہوشی
نہ غم دین و نہ اندیشۂ دنیا داری

من اشعارہ الہندی

مانگ کا خورشید رو کے خط جو پیدا ہو گیا
دن دئیے ظلمات کا موجود رستا ہو گیا

کیا کمال انسان مین تھا عشق کی تاثیر سے
سجدہ گاہ عرشیان مٹی کا پتلا ہو گیا

ولہ

گدا کو سایۂ بال ہما سے کیا مطلب
درخت خشک کو نشو و نما سے کیا مطلب

مریض عشق کو دار الشفا سے کیا مطلب
ہمارے درد کو عیسیٰ دوا سے کیا مطلب

ولہ

وصل ہے زلف و رخ یار مین اب
ربط ہے کافر و دیندار مین اب

ولہ

جو دیر لگتی ہے صاحب تمہارے آنے مین
تو باقی کچھ نہین رہتا ہے جان جانمین

تو کس لئے مرے درپے ہوا ہے اے صیاد
حصول کیا تجھے اک مشت پر کے پانمین

ولہ

پان کھا کر منھ دکھلانے لگے
ہین شہید اور رنگ تم لانے لگے

نہ فکر زر کی نہ پروائے مال و جاہ رہی
فقط نظارۂ یوسف لقا کی چاہ رہی

سیاہ بختی مجنون خوش آئی لیلی کو
بنا کے آپ بھی اک خیمہ سیاہ رہی

شہید فکر کرو ورنہ آگے مشکل ہے
جو ایسا عشق رہا اور ایسی چاہ رہی

شہیر حکیم محمد عبداللہ خان صاحب

شہیر تخلص - محمد عبداللہ خان صاحب نام - آپ حکیم اللہ خان کے خلف الصدق
ہین - آپ کے بزرگ خوانین بہکر سے ہین ملازمت کی وجہ سے ناگور مین آئے - اور وہان
سکونت پذیر ہوئے - آپکے والد یا جد کی ولادت ناگور مین واقع ہوئی تہی اسوجہ سے
ناگوری کہلاتے ہین - ناگور سے برار مین آئے - اور برار مین متوطن ہوئے - اور اسی
ملک مین قضاۃ کے خاندان کی لڑکی سے شادی کرلی - آپکی ولادت برار مین واقع ہوئی
اور نشونما بہی اسی ملک کی آب ہوا مین ہوئی - عالم شباب کے قریب آپنے مولانا مولوی
عبداللہ صاحب بل مراونی کی خدمت مین تعلیم پائی - کتب درسیہ متعارفہ کچہہ انسے
اور دیگر اُستادون سے پڑہ ہین صاحب فضل و کمال ہوئے انشا پردازی مین بے نظیر
نظم و نثر مین آفتاب منیر ہوئے - طبیعت مین جولانی اور دماغ مین نازکخیالی خداداد
تہی - دل مین بینائی و دانائی کا دریا موجزن اور دماغ مین ذکاوت و فطانت
برق افگن تہی - زور طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین قدم رکہا اقران و امثال
سے کئی قدم آگے بڑہ گئے - اور سبقت مین بازی لیگئے - جو کچہہ کہتے مین خوب کہتے ہین
کلام سے شستگی و پختگی نمایان نازکخیالی و شگفتہ بیانی عیان ہے - آپ دونون زبان
یعنی فارسی و اردو مین کہتے تہے ہر ایک زبان مین کلام بامحاورہ ہوتا تہا - آپکا ہر ایک
شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے - فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا
ہوتا ہے آپکے کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعہ سے اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے
فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکی کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعہ سے

اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے۔ آپ علم طب مین مہارت کامل رکھتے تھے۔ آپ کی تشخیص نہایت درست تھی۔ مریض کی بیماری مین خوب غور و فکر کرتے تھے اور تمام حالات جزئیات سے واقف ہوکے سوچ سمجھکر نسخہ تجویز کرتے تھے۔ ادویہ اونکے مزاج کے موافق لکھتے تھے۔ آپکا نسخہ سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ جو بیمار آپکی ہدایت کے موافق ادویہ کو استعمال کرتا دنون مین شفا پاتا تھا۔ آپ اور اطبا کیطرح بغیر سوچے سمجھے نسخہ نہین لکھتے۔ نہ کسیکو دوا دیتے۔ بیمار کے مزاج کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ آپکے پاس اکثر مریض ایسے آئے ہین جنکو ڈاکٹرون اور اطبانے ناامیدی کا جواب دیا۔ آپنے نبض و قارورہ ملاحظہ کرکے نسخہ دیا۔ عنایت آلہی سے تیسرے دن ہی صحت کے آثار معلوم ہونے لگے۔ چندروز کے معالجہ مین صحت کامل پاجاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ آپکے ہاتھہ مین شفا ہے۔ یہہ قبولیت عامہ خداداد تھی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آپ ملکی انتظام مین عقل کل تھے۔ جب تک سرکاری ملازمت کے صیغہ مین تھے اپنی خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے کبھی آپکے کام پر حرف گیرون کو حرف گیری کا موقع نہین ملا۔ ہمیشہ پاک صاف رہے کسی سے کوئی تعلق نہین فرمایا۔ پیشتر نواب میر عالم علیخان بہادر جاگیردار جاموڈ کے خدمتمین ملازم تھے اور اونکی خدمت مین مدت تک رہے۔ آپ سنی اور جاگیردار صاحب امامیہ تھے۔ معاملہ ضدین تھا۔ مگر آپکی لیاقت و قابلیت اس درجہ کی تھی کہ نواب صاحب آپکو عزیزون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ نواب کی رحلت کے بعد چندمدت انگریزی عہد مین برار مین عدالت منصفی مین ہیڈ منشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ عدالت برخاست ہونیکے بعد انگریزی ملازمت مین داخل ہوئے۔ چندمدت تک داروغگی کی خدمت پر مامور رہے

پہر داروغگی سے علیحدہ ہوکر نواب کے داماد میر مہدیعلیخان کی خدمت مین بسر کرتے رہے
تمام نواب کی جاگیرات آپکی اختیار مین تہین۔ سفید و سیاہ کے آپ مالک تہے مہدیعلیخان
مرحوم کے بعد اُنکی اولاد کے نزدیک بہی رہے۔ اُن کے فرزندون نے آپکی کچہہ قدر نہین
کی اور نہ آپکے کام کی داد دی۔ آپ استعفا دیکر الگ ہوئے۔ نواب مختارالملک اول
کا زمانہ تہا آپنے نواب سے منصب کی درخواست کی۔ نوابصاحب نے قدردانی سے
۶۰ روپیہ ماہوار مقرر کردئے۔ آپکی گذراوقات کا مدار اُسی تنخواہ پر تہا۔
اوائل مین آپکے خیالات فلاسفانہ تہے۔ صوفیانہ طریق کے جویا تہے۔ صلح کل کے پیرو تہے
کیا ہندو کیا مسلمان سب سے ایک ہی طریق سلوک فرماتے تہے۔ آپ سے سب خوش تہے
آپکا کوئی ناشاکی نہین تہا۔ آپ بزرگان دین و صوفیان یقین کے مقتدی۔ اطیعو اللہ
واطیعو الرسول کے مہتدی۔ آپ متشرع متدین متقی و پرہیزگار تہے۔ پاکیزہ دین و پاکیزہ
دل صوم صلوۃ کے پابند۔ قال اللہ و قال الرسول کے کاربند۔ راتدن عبادت الٰہی مین
مصروف تلاوۃ قرآن و وظائف واذکار مین مشغول رہتے تہے:
خوش مزاج۔ و خوش خلق ہر ایک سے نہایت کسر نفسی سے ملتے تہے۔ نیک سیرت و پاکیزہ
صورت تہے۔ حلیم الطبع و سلیم الوضع استقلالی و وضعداری مین بے بدل زمانہ بدلجائے
مگر وہ اپنی وضع سے نہین بدلین گے۔ ہزار آفتین و گردشین سر پر آجائین وہ استقلال سے
ذرا نہین ہٹین گے۔ آپ متوکل و قانع تہے۔ کسی سے خواہان نہین ہوے۔ کیا امیر کیا فقیر
آپکو کسی سے پروا نہین تہی۔ عزلت گزین تہے۔ گہر سے باہر نہین جاتے تہے۔ فقیر ہو
کے اُستاد ہین اوائل مین کتب فارسیہ اور ابتدائی عربیہ آپ سے پڑہین اور مجکو آپ ہی کی فیض
صحبت کی برکت سے طالب علمی کا شوق ہوا۔ اولاً آپ ہی کی ترغیب سے بمبئی گیا اور

اور تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوا ایک مدت مین تکمیل کتب سے مشرف ہوا۔ مین آپکی توجہ وعنایت کا مشکور ہون۔ آپ حیدر آباد دکن محلہ مستعد پورہ مین سکونت پذیر تھے

آپکی رحلت کی کیفیت

آپکا خاتمہ بخیر ہوا۔ اُن کے اعمال وافعال اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ بہشت برین مین داخل ہوئے ہون گے۔ آپکو تین روز تک سکرات کی شدت رہی۔ تیسرے دن اعزہ واقارب آپکے گرد جمع تھے۔ آپنے حاضرین سے پوچھا اسوقت کیا وقت ہے۔ حاضرین نے جوابدیا کہ ظہر کا وقت ہے۔ آپ سنتے ہی اُٹھہ کھڑے ہوئے قریب تہا کہ زمین پر گرین حاضرین نے آپکو تہاما۔ اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ فرمایا ظہر کی نماز ادا کرنا چاہتا ہون بعد ازان آپ فرش پر بیٹھہ گئے۔ تکیہ پر تیمم کیا بسمت قبلہ متوجہ ہوکے تکبیر تحریمہ شروع کی سورۂ فاتحہ وضم سورہ سے فارغ ہوکے رکوع کرکے سجدہ مین سر زمین پر رکہا۔ فوراً حالت سجدہ مین آپکی روح نے جسم عنصری سے عالم بقا کو پرواز کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاضرین نے آہ وزاری کی اور مرحوم کی رحلت پر افسوس وحسرت ظاہر کیا بعد ازان تجہیز وتکفین کرکے آپکو کمر کی گنبد کے قریب دہول پیٹہ مین دفن کیا۔ یہہ واقعہ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجری مین واقع ہوا۔

آپ کی عمر تقریباً اسی سال سے متجاوز تہی۔ آپکی باقیات الصالحات سے تین دختر نیک اختر مین تینون کی شادیان آپکی زندگی مین ہوگئی تہین۔ سرکار عالی نظام کے امتیازی منصبدارون کے صیغہ مین ملازم تہے۔ ساٹہہ روپئے وظیفہ پاتے تہے۔ مرحوم کی بیوی صاحبہ کوشش کررہے ہہے کہ مرحوم کی تنخواہ اون کے نام پر منتقل ہوے اتبک فیصلہ نہین ہوا ہے دیکہئے کیا ہوتا ہے خدا اُنکو کامیاب کرے۔ آپکا ذاتی مکان مستعد پورہ مین ہے۔

آپکے جسقدر اشعار میرے پاس تھے۔ وہ تمام موسی ندی کی طغیانی مین تلف و برباد ہوگئے۔ اسوجہ سے صرف حال پر اکتفا کیا گیا اگر ملجائینگے تو آئیندہ ضمیمہ مین لکھونگا۔

شفیق۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی

شفیق تخلص۔ قوم کہتری کپور سے ہے۔ اورنگ آبادی المولد آپکے جد بزرگوار بہوانیداس عالمگیری لشکر کے ہمراہ لاہور سے دکن مین آئے۔ اور اورنگ آباد مین متوطن ہوئے۔ نوکری پیشہ تھے۔ زندگی بصیغہ نوکری بسر کرتے تھے۔ صاحب اولاد ہوئے۔ اُنکا متوسط فرزند رائے منسا رام تھا۔ جب منسا رام دس برس کا ہوا جد مذکور فوت ہوا انہیں مذکور لالہ جسونت رائے ہم قوم کے سایۂ عنایت مین رہا لالہ کی سرپرستی مین تعلیم و تربیت پائی۔ نواب آصف جاہ غفران پناہ کے زمانہ مین چھہ صوبجات دکن کا پیشکار رہا۔ چالیس برس تک خدمت مفوضہ پر مامور رہا۔ امانت و دیانت سے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ جناب آزاد نے نواب صمصام الدولہ بہادر مرحوم سے سفارش کرکے منصب سے سرفراز کرایا۔ اور دکن کے بخشی الممالک کی پیشکاری پر بھی مامور۔ منسا رام دونون خدمتون کو عمدہ طرح سے ادا کرتا تھا۔ محنتی و جفاکش تھا۔ مالک کی تابعداری مین سر مو فرق نہین کرتا تھا۔ در بار آصفی نام کا ایک رسالہ مختصر لکھا ہے۔ اسمین مغفرت مآب آصفجاہ اول کی تعریف اور اُن کے عہد کے قوانین لکھے۔ رسالہ مذکور مطبوع ہوچکا ہے۔ اور ایک دکن کا گوشوارہ بھی لکھا ہے۔ بیس دوم صفر ۱۱۵۸ھ ہجری مین شفیق صاحب ترجمہ کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابتدا ء تمیز سے حضرت میر غلام علی آزاد کے خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ آزاد کی توجہ سے صاحب استعداد ہوا۔ سفید و سیاہ سے واقف نواب

صمصام الدولہ کے زمانہ مین منصب خطاب و ولی چندسے سرفراز ہوا۔ اور آزاد بلگرامی شفیق کے حال پر نظر شفقت و محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ خود شفیق حضرت آزاد کی شان مین لکھتا ہے ؎

لامکان است مقام آزاد	فوق عرش است خرام آزاد
سبحہ گردان زکواکب ہر شب	ملک رہبر است بنام آزاد
خرمن ہستی اعدا سوزد	برق رخشان حسام آزاد
درگلستان جہان ہر گل و خار	مورد رحمت عالم آزاد
جدا و ساقی کوثر باشد	آب خضر است بجام آزاد
گل شود گوش ہمہ تن بچمن	کہ برد باد پیام آزاد
پیش آئینہ ضمیر آن طوطی	ہیکند وصف کلام آزاد
اے خداوند جہان بادمدام	ساغر عیش بکام آزاد
صاحب ہر دو جہانست شفیق	ہرکہ گردید غلام آزاد

ابتدا مین شفیق کم کم کلام موزون کرنے لگا۔ اور کلام مین تخلص صاحب کرتا تھا۔ جب آزاد اس تخلص سے واقف ہوئے تو اُسکو ۱۱۶۷ھ ہجری مین شفیق تخلص عطا فرمایا اور آپنے فرمایا کہ میر محمد مسیح صاحب تخلص فارسی مین ایک شاعر گذرا ہے۔ چونکہ شفیق ہندی و فارسی دونون زبان مین کہتا ہے۔ زبان ریختہ مین تخلص صاحب بحال رکھا۔ اور فارسی مین شفیق۔ تاریخ مرحمت تخلص ؎

حضرت فیض بخش آزاد	کرد ندمرا تخلص انعام
گفتم تاریخ این عنایت	امداد شفیق شد مرا نام

شفیق صاحب ترجمہ آزاد کے ارشد تلامذہ سے ہے۔ شاعری و سخن سنجی و تاریخ نویسی و تالیف مین فرد کامل تہا۔ اُسکے نتائج طبع نہایت صاف و شستہ و شفاف و برجستہ ہوتے ہین پُرگو ہے آپکا دیوان فارسی و اردو ضخیم ہین۔ ابہی تک مطبوع نہین ہوئے ہین کُل امر مرہون باوقات ہاکے انتظار مین گوشۂ گمنامی مین پڑے ہین۔ فقیر نے اکثر تذکرون مین اُن کے اشعار چیدہ چیدہ دیکہے ہین۔ انہین منتخبہ سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آپ کی تالیفات سے۔ مآثر آصفی۔ و مآثر حیدری۔ و تذکرۂ گل رعنا۔ و تذکرۂ شام غریبان و بساط الغنائم۔ و مرآت الہند۔ و تنخلستان۔ و تذکرۂ گرو بابا نانک۔ و چمنستان شعرا وغیرہا مین۔ تذکرہ نویسی مین میر غلام علی آزاد کے قدم بقدم چلتا ہے۔ جو کچہہ لکہتا ہے نہایت تحقیق کے ساتہہ لکہتا ہے جس شخص یا جس چیز کی حالت اگر لکہتا ہے تو پورا پورا اسکا مالہ و ماعلیہ صاف صاف بیان کردیتا ہے۔ شفیق کو یہہ لیاقت آزاد کی توجہ و عنایت کی بدولت حاصل ہوئی تہی۔ دکن مین اگرچہ آزاد کے اکثر تلامذہ صاحب تالیف مین لیکن شفیق ارشد تلامذہ سے ہے۔

من اشعارہ الفارسی

مصرع ابروئے او بسم اللہ عنوان ما
مصحف رخسارۂ او دین ما ایمان ما

بسکہ از گفتار ما ریزد یاران رنگہا
گردد کہ صورت گران شد صفحۂ دیوان ما

ولہ

بردل ما التفاتی ہست چشم یار را
العتی بسیار با مینا بود میخوار را

چشم او بر ما نگاہے گر ندارد عیب نیست
می شود پرہیز لازم مردم بیمار را

گر خود آرائی ہوس داری شنو عرض شفیق
اندکے تحریف باید چہرۂ گلنار را

تعالی اللہ چہ دولت شد میسر ناگہان امشب
کہ آمد بر سر بالین من آن جان جان امشب

ہم آغوش سند بجانان طالع بیدار نازم
غنچہ ہا بشگفت و طفل گلعذارم بر نگشت

گر نمی آید برابر حال خود در فصل گل
بر کسے را میر سد نوبت بدور آسیا

چشمہا بدل از چشم سیہ مست تو رفت
شکک تو بہ مارا بہار شد باعث

خدا گواہ کہ می را لب نیا لودم
مگر در خواب نوشین مست چشم آسمان مشرب

صد گریبان پارہ شد دامن شہسوارم بر
گشت آب فتنام در جو نگارم بر نگشت

بر مراد خاطر من روزگارم بر نگشت
شیشہ تحفہ افسوس کا ز دست تو رفت

ہزار بار نواے ہزار شد باعث
براے مستی من چشم یار شد باعث

شعلہ۔ میر کاظم علیخان دہلوی

شعلہ تخلص۔ میر کاظم علیخان نام۔ آپ میر احمد علیخان شہید دہلوی کے فرزند رشید ہین۔ آپکے بزرگان سلف شرفا و امرا کے زمرہ سے تھے۔ چنانچہ مولف فقیر نے خاندانی شرافت حسبی و نسبی کا ذکر شہید کے ترجمہ مین پورا بیان کردیا ہے۔ اب یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ صاحب ترجمہ کا ذاتی حال لکہتا ہون۔ آپکی ولادت ۱۸ تاریخ شہر رجب سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی نشو و نما بہی یہان کی آب و ہوا مین ہوئی۔ مدرسہ دار العلوم مین پانچ چہہ سال تک تعلیم پائی۔ کتب درسیہ متداولہ فارسی عربی سے فراغت حاصل کی۔ امتحان دیکر مدرسہ سے لیاقتنامہ و سند کامل ہدست کی۔ علاوہ فارسی عربی بقدر ضرورت انگریزی بہی پڑہ لی۔ آپکی طبیعت فطرۃً شعلۂ جوالہ کی طرح ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تہی۔ تحریر و تقریر کے دریا مین موجزن ہو رہی تہی۔ ایسی حالت مین موروثی شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی۔ ذاتی استعداد

ولیاقت خداداد سے کلام موزون کرنے لگے۔ اور والد ماجد سے اصلاح لینے لگے۔ والد کی اصلاح سے روز بروز کلام کی خوبی بڑہنے لگی۔ چند ہی ایام کی مشق و اصلاح مین کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوگیا۔ پس آپ شعرا کے مشاعرے مین جانے لگے۔ معاصرین کے ہمطرح و ہم سنگ ہوئے۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے مملو ہوتا ہے۔ اور صنایع و بدایع لفظی و معنوی مین ڈوبا ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے مین ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے ماہر و کامل تہے۔ کلام سے اہل زبان کی شان دکھلائی دیتی ہے۔ آپ باوجود ملازمت سرکاری طلبہ کو درس و تدریس سے بہی مستفید فرماتے تہے۔ اکثر طلبہ و نوآموز شعرا آپکی خدمت مین استفادہ کرتے تہے۔ آپ اساتذہ جہاندیدہ مین شمار کئے جاتے تہے۔ آپ عدالتی امور مین بہی نہایت ہی لائق و فائق تہے۔ متعدد محکمون مین حکام بالادست کی زیردستی مین کام کرتے رہے۔ حکام نے وقتاً فوقتاً آپکے انتظام و خوبی کام کی بابت خوشی کا اظہار کیا ہے۔ مولوی نصر اللہ خان خورجوی ناظم عدالت فوجداری نے اپنے مولفہ تاریخ دکن مین آپکی کارگزاری و تجربہ کاری و ہوشیاری کی بہت تعریف لکہی ہے۔ مدۃ العمر آپ سرکاری خدمات کو امانت و دیانت کے ساتہہ ادا کرتے رہے۔ نیک محضر و خدا ترس تہے۔ وضعداری و ملنساری کے پابند تہے۔ طلبہ کے ساتہہ ہمدردی سبقاً و طبقاً فرماتے تہے۔ فقیر مولف کو آپسے شناسائی تہی۔ بعض محافل مین کبہی کبہی باہم ملاقات ہوجاتی تہی۔ آخر آپنے بتاریخ ۲۰ ماہ جمادی الاخری ۱۳۱۳ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے باقیات صالحات سے دو خلف الصدق ہین ایک حکیم سید نوازش علی صاحب متخلص بہ لمعہ دوسرے حکیم سید نادر علی صاحب

المتخلص بہ رعد ہین۔ ماشاء اللہ دونون ہی بمصداق الولد سر لابیہ لائق و فائق ناظم و ناثر ہین اللہم سلمہما اللہ بالخیر والعافیہ۔ اب مین شعلہ صاحب مرحوم کے چند اشعار فارسی و ہندی بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ۔

من اشعارہ الفارسی

در گلشن عشق است چو بلبل وطن ما
خرم چو بہشت ست بہار چمن ما

خون در دل یاقوت بود از لب لعلش
زانست کہ رنگین شدہ شیرین سخن ما

بہار آمد بیا ساقی در میخانہ را بکشا
بزن مستانہ ساغر را و مہر شیشہ ہا بکشا

نہان تا کے بماند شمع اندر پردۂ فانوس
نقاب از چہرہ ات اے شعلہ رو بہر خدا بکشا

آنکہ بخشید بتو حسن خود آرائی را
او عطا کرد بمن صبر و شکیبائی را

اسم حق ورد کن اے دل کہ ہمہ ذکر کنند
صبحگاہان بنگر طائر صحرائی را

سید ہاشمی و منبع جود و کرمی
نبی مکی و امی و شفیع الاممی

نظر لطف شہا بر من مسکین فرمائے
کہ منم ذرۂ بیتاب تو مہر کرمی

چہ بلند اشان براقت کہ ز نہ چرخ گذشت
مرحبا شاہسوار عربی و عجمی

سائلے از حرم پاک تو محروم نگشت
بارک اللہ چہ کریمی و چہ عالی ہممی

زان سبب آمدہ در شان تو لولاک لما
کہ تو بر جملہ رسل اکرمی و محترمی

ہست از پرتو انوار تو عالم روشن
آفتاب رسا و معنی لوح و قلمی

چہ بلند اشان رفیعت کہ رسیدی تا عرش
شب معراج ز اعجاز زیادہ تو کمی

سرورا درد دلے دارم و بس مہجورم
داروئے درد عطا کن کہ تو باب حکمی

کن عطا خدمت جاروبی آن روضۂ پاک
یا حبیب الصمدی انت ولی النعمی

گر وصل بھی ہو جاتا اکبار تو کیا ہوتا
دامن مجھے قاتل کا دامان قضا ہوتا

دامن کش قاتل گر خون شہید ہوتا
یون قتل پر آمادہ ظالم بھلا ہوتا

وہ شوق شہادت ہے سو بار اگر مرتا
قاتل ہی کے جانب کو لاشہ بھی پھرا ہوتا

کیون رشتہ محبت کا توڑا ہی عبث ظالم
یون قتل کیا ہوتا کچھہ تسمہ لگا ہوتا

پائی نہ شہادت جب دعوی ہے دیت کا کب
گر خون بہا ہوتا تب خون بہا ہوتا

اے ابر کرم گر تو رحمت سے برس جاتا
بہہ مشت غبار اپنا ہر گز نہ اُڑا ہوتا

گر قلقل مینا کو مجھکو نہ سنایا تھا
تربت پہ مری ظالم اک قل تو پڑھا ہوتا

اس شکل بدلنے پر عشق کے آجاتی
تصویر مین بھی رخ سے گر رنگ اُڑا ہوتا

سننے کہ سننے وہ کہنا تھا ہمین لازم
آتے کہ نہ آتے وہ شکوہ تو کیا ہوتا

اُس شعلہ بھبوکہ کی شکوہ جو کہلین رنگین
سورہ کو ذخان کی دم الشعلہ کیا ہوتا

شہیدی - مرزا شہید قمی

شہیدی تخلص - مرزا شہید نام - آپکا وطن اصلی شہر قم ہے - جامع علوم و فنون تھا - فن شاعری مین استاد کامل - میدان سخن سنجی مین اقران و امثال پر سبقت کرتا تھا - اپنے مقابلہ مین کسی شاعر کو ہم سنگ و ہم پلہ نہین سمجھتا تھا - اپنی شاعری و شگفتگی سے کلام پر نازان رہتا تھا - سلطان یعقوب والی تبریز کا مقرب و مصاحب تھا - سلطان اسکی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا - بادشاہ کی قدردانی سے ملک الشعرا خطاب سے مخاطب تھا - معاصرین اُسکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کو دیکھہ کے رشک و حسد کرتے تھے - لیکن بادشاہ کی عنایت و توجہ کے سبب اُسکو کچھہ ضرر

نہین پہنچا سکتے تہے ۔ ہمیشہ قابو جو رہتے تہے ۔ بادشاہ کے فوت ہوتے ہی حاسدین کے وجہ سے وہان قیام دشوار ہوگیا بامر لاچاری ہند کا سفر اختیار کیا ۔ تبریز سے اولا گجرات مین آیا ۔ چندروز وہان قیام کرکے اسمعیل عادل شاہ کے عہد مین شہر بیجاپور مین پہنچا عادل شاہ نے اسکی نہایت خاطر و مدارۃ کی اور مقرّبین کے زمرہ مین شریک فرمایا تا بزندگی بیجاپور مین عیش و آرام کے ساتھہ بسر کرتا رہا ۔ تقریبًا صد سالہ عمر ہوکے فوت ہوا ۔ فرشتہ و گل غرائب کے مولف تمنّا کے قول سے ۹۳۶ سنہ ہجری مین فوت ہوئے بیجاپور کی زمین مین مدفون ہوا ۔ محمد عارف بقائی نے لکہا کہ اسکی وفات ۹۳۵ سنہ ہجری مین واقع ہوئی ۔ اور ملا قاطعی نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ اسکا مدفن سرگیج گجرات ہے ۔ فقیر مولف کے نزدیک فرشتہ و گل غرائب کا قول و سنہ وفات و مدفن کی بابت صحیح ہے ۔ اس لئے کہ دونون مولف دکنی الاصل تہے ۔ انکا لکہنا گویا مشاہدہ ہے اور بقائی و قاطعی کا مدار سماعت پر ہے ۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال ۔ شہیدی صاحب دیوان تہا ۔ اسکا دیوان ضخیم ہے کئی ہزار ابیات پر شامل ہے فقیر مولف کے مطالعہ مین گذرا ہے ۔ کلام پختہ و برجستہ ہے ۔ نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے ۔ ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے ۔ اب مین صاحب ترجمہ کے دیوان سے چند اشعار گزارش کرتا ہون ۔

من اشعارہ الفارسی

بطوف میکدہ هر روز بے نوائی ما	سفال چرخ بود کاسۂ گدائی ما
چو تاج بر سر ما کو سبوئے بادہ ببین	کسے کہ طعنہ زند بر برہنہ پائی ما
فتاد در سر خم زد دست بادہ فروش	شکست شیشۂ تقوی و پارسائی ما
بیک قدح کہ کشیدیم صبح مخموری	ہم از درون و برون نشست صفائی ما

بآب تلخ چو ما آشنا مباد کسے	که رو بفقر فنا دارد آشنائی ما
نهفته بزم غم ما ز چشم تیره دلان	توان مشاهده کردن بروشنائی ما
شهیدی ز نظر فردوس دور مرو	که او ز قید خودی میدهد رهائی ما

وله

ز اشک لالهگون تا چند در خون افگنم خود را	نمیدانم که چون زین ورطه بیرون کنم خود را
خیال چشم جادویش چنانم ساخت دیوانه	که خواهم از سر کوئے بهامون افگنم خود را
اگر بر تربت مجنون مرا روزی گذار افتد	درم پیراهن و بر خاک مجنون افگنم خود را

وله

خوش آن سوار کز و شد بلند پستی ما	بتازیانه افشاند گرد هستی ما
ز دست چرخ رهایم به ساغر خورشید	بود بدولت عشق این دراز دستی ما
تهی نگشت دمے کاسه سر از می عشق	ز سر چگونه رود مستی الستی ما
چنان ز شوق تو سرمست و بیهوش حالم	که محتسب بغلط می فتد ز مستی ما
یکے مشاهده کن اے شهیدی آن لب را	بشوئے صفحه انکار بت پرستی ما

وله

ز هیچ سر لایق نباشد بند فتراک ترا	چون کسے آلوده سازد دامن پاک ترا
باغبانا غم مخور از خشک سال آزاد باش	می پرستان پرورند از چشم تر تاک ترا
یار اگر یابد شهیدی بر سر خاکت قدم	گو منه شمع و چراغے مجلس خاک ترا

وله

بیا اے عشق و آتش زن دل افسرده ما را	بنور خویش روشن کن چراغ مرده ما را
ملولیم از کدورتهائے مخموری بیا ساقی	بجامی تازه گردان چهره پژمرده ما را

وله

رفتم نگشت باغ ازان نازنین جدا	افتاد گل بخنده جدا یاسمین جدا
بے لعل یار تیره شد چشم روشنم	مانند خاتمی که بود از نگین جدا
تیغ فراق بند ز بندم جدا کند	از یار خود مباد کسے اینچنین جدا

پامال رخش کن سرم از خاک بر مدار — می ترسم ای سوار که گردی ز زین جدا

همنشین جدا ز یار شهیدی چو عاشقی — صد پاره شو به تیغ وی آنگه نشین جدا

وله

داغ بتان چو لاله بود در سرشت ما — تا بت پرست و روسیهی نوشت ما

ترسم که زیب تربت ارباب دین کنند — خشت منقشی که فتد از کنشت ما

تخم نشاط از دل ما سبز کی شود — زینسان که پایمال غمت گشت کشت ما

عالم گرفت شور شهیدی و کوهکن — چون نیست بی غم نمکینان سرشت ما

وله

رسیدم اینک آن جائیکه روزی دیده ام او را — درین منزل بسی برگرد سر گردیده ام او را

مرا باور نشود هر دم به بازی گرچه گویندم — که اکنون رفت ازین ره هر کجا پرسیدم او را

وله

بر لب آمد جان من ز مهجوری من بیمار را — خون چکان رخساره بنما تشنه دیدار را

صورتی چون روی تو در کارگاه حسن نیست — ای پری چندانکه می بینیم روی کار را

وله

از تو من دور و دل از تیغ غمت چاک آنجا — بی تو من خون خورم اینجا دل غمناک آنجا

جای پاکان بود آن کوی از آن می دارم — چشم پاک و دل چاک و نظر پاک آنجا

وله

تا گنهکار و زیاری نرسد یاری ما — خلق محشر همه حیران سیه کاری ما

گرچه از جرم گناهیم گرانبار آنجا — کوه بر باد رود چیست گرانباری ما

نا امید از کرم دوست شهیدی نشوی — بشگفاند گل امید جگرخواری ما

وله

عکس رخش در جام می دیدم کشیدم جام را — خوردم بروی دوست می از می گرفتم کام را

صد عیب اگر می را بود بس باشد این یک هنر — کو میدهد رنگ دگر رخساره گلفام را

وله

هر چند بتوانی چو گل پوشی رخ گلرنگ را — مکشا بروی هر کسی آن چشم شوخ و تنگ را

از غمزه میزنی و ز خنده لب را میگزی — در یکزمان کس چون کند هم صلح را هم جنگ را

وله

دامن پاکت ز رخی گشته نمناک از کجا
در گریبان تو افتاد دست این چاک از کجا

خاک بر سر کرده هر جا داد خواهی بنگرم
میرم از غیرت که بر سر کرده این خاک از کجا

وله

در چمن آن دست نازک سوی شاخ گل مبر
ترسم آزاری رساند کز گل چیدن ترا

ریختی خون شهیدی چند مردم میکشی
عاقبت خواهد ز خونی پای لغزیدن ترا

وله

عزت عشق چون بود خواری خوش است هم
بر ره سلطنت نگر بندگی ایاز را

ناز ترا بجان خرید ای پری بر همه کس چه افکنی
سر بسر بند شاه من بر همه صید باز را

وله

نهادم سر براه عشق و کردم قطع منزلها
ز سر بگذشتم آسان ساختم بر خویش مشکلها

سر دگر خوشه خوشه شعله آتش برون آید
بخاک کوی خوبان بسکه شد دانه دلها

وله

چشمت به تیر غمزه دل و جان من نواخت
خوش با دو وقت مردم مسکین نواز را

خوشخوی شو که بیشتر از خوی نیک بود
چندین قبول خاطر محمود ایاز را

آگه نه حقیقت عشق مجاز را
بر من که سجده صنمی میکنم مخند

در باخت هر چه داشت شهید از برای عشق
سرمایه در ره داغ تو بس پاکباز را

وله

بشام عید کنم ساغر شراب طلب
طلب کنند همه مه من آفتاب طلب

هلال عید کنم گنج نامه که بان
کنند گنج می از عالم خراب طلب

وله

کمتر از پروانه نتوان بود در جان باختن
گر هوای آتشین رخساره خود پاک سوخت

فارغست از دوزخ و گرمای روز رستخیز
بهر ماهی هر که در غمخانه افلاک سوخت

صحرا خوش است و باغ خوش است و چمن خوش است
جامی سیه چو خورده ام و وقت من خوش است

بس ناخوشی که عاشق بیچاره خوش کند
دشنام ناخوش است ولی از دهن خوش است

وله

ز خواب ناز چو آن سر نازنین برخاست
علم شهید بلا فتنه از زمین برخاست

ز بزم لاله رخان چند غرق خون خیزم — نشست هر که با این قوم اینچنین برخاست

وله

پی برده ام که منزل جانان من کجاست — آرامگاه سروخرامان من کجاست

تا خوانده درس دو همه جا همچو آفتاب — خودرای و سرکش است نگار من کجاست

وله

جواب طعنهٔ نااهل چیست خاموشی — فغان بیهوده کردن دراز کاری نیست

میان خلق شهیدی چه میکنی خانه — ترا مقام به از گوشهٔ مزاری نیست

وله

ای محتسب مکن بمن دردخوار بحث — غوغا میار بر سر ما وگذار بحث

پروای بخت دینی و عقبی نباشدم — آنجا که حیرتست نیاید بکار بحث

وله

گر بوسه خواستم ز تو شیرین دهن مرنج — معذور دار عاشق و مستم ز من مرنج

رنجه ز بار پیرهن ای تازه گل مشو — پوشند غنچه چون تن نازک به پیرهن مرنج

وله

کلید میکده را یافتم بوقت صباح — برآمد از دل من بیخبر که یا فتاح

قدم نهادم و میخانه را گشادم در — درآمدند پی من هزار اهل صلاح

وله

من دوزخی ز سوز جگر تو بهشتی — مشکل نهم بروی تو مالم زیاده رخ

از خون دیده روی شهیدی منقش است — تا دور مانده از رخت ای ترک ساده رخ

وله

خرم کسی که در چمن لاله میرود — می دیگری گرفته بدنباله میرود

از مدرسه بمیکده نگذشت که میروم — در کار می وظیفه یکساله میرود

وله

فغان که میکند رخ سوی ما نمی بیند — کشیده سرمه بگو از حیا نمی بیند

بسر خودی بیگانگان نظر دارد — سیاه روی یک آشنا نمی بیند

وله

ندارم کس که پیش یار حال زار من گوید — غم تنهائی و درد دل افگار من گوید

بتلخی جان شیرین میکنم شیرین زبانی کو — که پی رنجاندن خاطر شیرین کار من گوید

میروی ای شاه خوبان جانب شهر زبیر
میکنی خوارزم را بی جرم زندان بر فقیر

نیست بازیگوی سر در عشق بازی باختن
کار سربازان میدان بلا آسان نگیر

وله

ز غم گداخت تنم جان ز غم نرسته هنوز
خدنگ آه کشیدم ز جسته جسته هنوز

بر آستان تو عمرم بنامرادی رفت
دری مراد بروی منست بسته هنوز

وله

خوش آن زمان که مرا همنشین تو باشی و بس
رقیب فتنه بکاری همین تو باشی و بس

چنانکه هست بر افلاک آفتاب یکی
بر اوج حسن بروی زمین تو باشی و بس

وله

سجاده ریا که بود بار راحل هوش
دلال معصیت نیم انداختم ز دوش

پیمانه که ماند شب از وجه خرقه ام
بهر خمار صبح سحر دم بمی فروش

وله

ببال مرغ ببستم نامه سر دادم بسوی یارش
گران بارست می ترسم که بگشاید بمنقارش

میسر گر نشود بوسم کف پای گل اندامی
بمالم دیده ترسم ز مژه در پا رود خارش

وله

کی از سفال سگانت بما دهند آبی
عوام را نبود بهره ز فیض خواص

غزل سرائی خاصم قبول خاصانت
خوشست نظم شهیدی که هست خالص الخاص

وله

خوش آنکه من بسفال سگ تو ریزم خون
بمن شراب ستی برون ز خانه عوض

برفت مرغ دلم باز پس نمی آید
در این خرابه ازو مانده آشیانه عوض

وله

تا شیفته را ز عشقش در زبان این و آن
خرمی از من سر نزد چون حلقه ناخورده قط

شد شهیدی سربلند از دولت نظم بلند
پست کی گردد اگر گوید کسی نظم وسط

وله

سفر گزیدم و کردم بهر که بود وداع
شدم مقید طوق رکاب شاه شجاع

هوای خدمت وگزیدارم از سر شوق
چو گرد باد چرا راه میروم بسماع

وله

جور دربانش بلا و طعنه دشمن بلا
میرسد بر من بلا بی اختیار از هر طرف

بی بلا هرگز نیم گر از بلای نیکوان — در کشم دامن رساند روز از هر طرف

وله

گفتی که بهتر است ترا مرگ یا فراق — کارم اگر بمرگ فتد به که با فراق

شد روشنم که داغ جدائی چه بوده است — تا جان من بسوخت جدا دل جدا فراق

وله

عاشق روئی شدم همچو زر دم ساغر سنگ — چهرهٔ زرد از عشق نیکوتر که از می لاله رنگ

این غزل مطرب بهر مجلس که سرمستانه خواند — شد شهیدی سرخ روی دل بسینه آید بچنگ

وله

عجب دارم ز استغنای این ترک — که می آید چنین بیخواست در دل

ز غیرت خون آن ساغر خورم من — که عکس آن رخش پیداست در دل

وله

بی تو هر شب چون دل ز چشم خونبار آورم — گه بزانو سر نهم گه ره بدیوار آورم

گر بگویم درد خود با کوه بی آن سنگدل — کوه را از درد دل با خود از شب تار آورم

وله

چو ابر من بهوای تو از جهان رفتم — گلی نچیدم و گریان ز گلستان رفتم

منم شهیدی و باشم علم بروز جزا — ز چشم خلق چه نقصان اگر نهان رفتم

وله

آزردهٔ ز طعنهٔ مردم برای من — خوبی تو بلای تو هم شد چه جای من

دامن بکش ز صحبت بیگانگان عشق — تا آشنا کجا تو کجا آشنای من

وله

وحشی غزال من بکسی آشنا مشو — ترسم که صید کس شوی از من جدا مشو

مگسل ز ما بغیر مشو رام شرم دار — یکبارگی باهل وفا بی وفا مشو

آراسته ز خانه ببازار در میا — بالا بلند من همه کس را بلا مشو

تا چند بر شهیدی مسکین جفا کنی — یکره ترحمی همه جور و جفا مشو

وله

غرق عرق شده رخ چون آفتاب تو — طوفان حسنی همه عالم خراب تو

پاکان کشند بادهٔ حسنت بجام جم — آلوده را خبر نبود از شراب تو

بپرسی ز من که بیدل و شیدا چرا شدی — اغیار جا غمزند چه گویم جواب تو
گر در دل تو عشق شهیدی اثر نکرد — وقت نظاره چیست همه اضطراب تو

وله

تنی داریم در بار شکسته — دلی در زیر دیوار شکسته
ز بار دل شهیدی او فتاده — رسن بگسسته و داری شکسته

وله

تا کی باشم بداغ انتظاری سوخته — مانده چون خاکستری بر رهگذار سوخته
اهل ناموس از کجا و بهره عشق از کجا — عشق هر جا خرمن بی اعتباری سوخته

وله

مرا بغیر دیار حبیب ماوا نه — غریب جائی و آنجا غریب را خانه
براه کعبه وصلت نقطع یک منزل — ز پا فتادم و منزل هنوز پیدا نه

وله

منم رسوائی شهری گشته دست از آبرو شسته — بهی ز خرقه رنگ تو به و تقوی فرو شسته
گرفته گشتی و مستغرق دریا گسسته — بپای خم فتاده دست از جام و سبو شسته

وله

نگوئی از غرور حسن با من یک سخن روزی — برو زار بگرفتارم بپرس احوال من روزی
چه افتد در غریبی نامرادی از دیار من — نگو آشنا و را چون نوع دم ز وطن روزی
بکام دل همه جا باده بی حجاب خوری — چه وقت تست که با هر کسی شراب خوری
خمار شرب مبادا که درد سر دهدت — ازین شراب که در عالم شباب خوری
گذر بیماری من آمد خبر میداشتی — جانب افتاده گاهی گذر میداشتی
خوش آن ساعت که میرم بر بالین من باشی — زبانم رفته از کار و تو با من در سخن باشی
نگیری پای تابوت مرا خود در تن جانی — که من باشم گران از درد تو نازک بدن باشی
مرا در بزم خود ره دادی و از بزم بدر کردی — بهر یک جام می صد کاسه خونم در جگر کردی
براهم هر قدم صد خار غم ای گل خونی بادی — چرا از ره مرا بردی و با خود هم سفر کردی

من رباعیاته

ای با تو درست عهد و پیمان دلم — داغ طلب وصل تو در جان دلم
آسوده چگونه باید امن بچشم — آلوده بلای چشم دامان دلم

رباعی

عشاق دل از دو کون آزاده کنند — تا آینهٔ رخ یکی ساده کنند
آلوده و مستم از آن صحر و میم — در ساغر آلوده کجا باده کنند

رباعی

حیف است وجود گرد سنگ پاره زمن — یک ذرکاتی بملک اسکندر
دست سوی آزار بر دو گرفت — چیزی از سنگ پاره محکم تر

رباعی

مردی چه بود خاک راه افتادن — پا بر سر دنیای خود نهادن
ملک دو جهان بجته نگرفتن — خود را دادن آنچه باید دادن

من مراثیه

صافی دلان که جام محبت کشیده‌اند — زهر فنا چشیده و تلخی ندیده‌اند
چیدند ز باغ میوه که بخشیده است باغبان — وا مانده‌اند ز خامی و آسان رسیده‌اند
بنما بجای ما همه تا بنگریم شان — پنهان ز دیده باشد چون نور دیده‌اند
دشوار نیست مردن ارباب انقطاع — آسان ز جان برند که از تن بریده‌اند
گشته بباغ صورت و بیرون شده ز باغ — برگ هوس ز هیچ نهالی نچیده‌اند
جا ساخته ز راه تصرف بهر دلی — خود گفته اندر از دل و خود شنیده‌اند
بر اوج عرش بال زند مرغ روح شان — تن مانده بر زمین خورین آرمیده‌اند

دریای علم حضرت جامی جهان عشق
تن را گذاشت رفت سوی آشیان عشق

شایان محمد اسلم خان

شایان تخلص - محمد اسلم خان نام - آپ علی محمد خان ناعط کے فرزند ہین آپ کی
ولادت بلدۂ محمد پور عرف ارکاٹ مین ہوئی - نشو ونما کے بعد عقل وشعور کے زمانہ مین
کتب درسیۂ فارسیہ اپنے والد ماجد محمد رضا سے تمام کین - فارغ التحصیل ہو کے مدراس مین
وارد ہوئے - مولوی سید شاہ عبد القادر مہربان فخری مولوی محمد باقر آگاہ کی خدمت
مین کتب عربیہ ابتدا سے انتہا تک ختم کین عربی مین بہی کامل ہوئے - نواب امیر الامرا
بہادر کے میر منشی ہوئے - فارسی مین عبارت چست و درست با محاورہ مثل اہل زبان
لکہتے تہے - تحریر مین ظہوری طغرا کا طرز اختیار فرماتے تہے - آپکا ہر ایک فقرہ
برجستہ وشائستہ اور ہر ایک جملہ شگفتہ و بائستہ ہوتا تہا - امیر الامرا آپکی عبارت
شیرین کو دیکہکے بہت محظوظ ہوتے تہے - اور آپکی لیاقت کی تعریف فرماتے تہے
آپ نوابصاحب کی زندگی تک میر منشی گری کی خدمت پر مامور رہے - نواب کی
رحلت کے بعد مختلف خدمات مثلاً باغات کی داروغگی اور دار الضرب کی امینی
و جاگیرات نیاز حرمین شریفین کی تحصیلداری پر مامور ہوتے رہے - ہر ایک خدمت
مفوضہ کو امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے رہے - حکام بالا دست آپکے
کام سے بہت خوش ہوتے تہے - آپ حکام کی تابعداری سے سر مو فرق نہین کرتے تہے
آپ موزون الطبع تہے - شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تہے - جو کچہہ موزون
فرماتے تہے خوب مرغوب ہوتا تہا - صاحب التالیف و التصنیف بہی تہے - متعدد رسائل
لکہے ہین - مسائل التعلیم شرح منہج التقویم و شرح فارسی منہاج و مثنوی گدا نہ دل

و مثنوی ظفرنامہ و وقایع حیدری و عین المصادر و گلدستۂ مناقب وغیرہا۔ اور آپکا دیوان غزلیات و قصائد پر شامل ہے۔ آخر آپ ۱۲۳۴ھ ہجری مین واصل حق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ

آفتابیست کہ از شام قیامت پیداست نو بہار گلشن عشق تو تا افروخت شمع خط موج ست انگشت تحیر بر لب ساغر چشم او از بسکہ داد مستی می دادہ است خندہ برق جنون دیدن پنہان کسے اشک دریا دل شایان سر طوفان دارد	وله وله	یعنے آن عارض تابان بخم گیسو ہا سوخت یکجا بلبل و یکسو پروانہا ندانم گردش چشم کہ حیران سکندر را جام صحو بیخودی و سجدہ مینا کردہ است فتنہ دام پری سایۂ مژگان کسے نکشد چشم ترش منت دامان کسے

شائق۔ غلام محی الدین

شائق تخلص۔ غلام محی الدین نام۔ شائق علیخان خطاب ہے۔ آپ شاہ احمد ابو تراب قادری کے فرزند ہین۔ آپکے نسب کا سلسلہ تین واسطہ سے جناب نوی محمد حسین شہید المعروف بامام صاحب رح سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے خاندان مین اکثر بزرگان روشن ضمیر گذرے ہین۔ آپکا اصلی وطن بیدر ہے۔ آپکے جد و پدر کا مولد قصبہ دگیرہ ہے آپکا بھی مسقط الراس قصبہ مذکور ہے۔ آپکی ولادت ۱۲۰۲ھ ہجری مین واقع ہوئی ایام طفلگی مین والد ماجد کے ہمراہ کالستری مین آئے اور وہان سکونت اختیار کرکے مدراس مین پہنچے۔ علمائے عصر کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ ختم کرکے فضیلت کی سند

حاصل کی۔ اور کتب فارسیہ مولوی محمد باقر آگاہ و مولوی سید خیر الدین فائق سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین مرزا علی بخت اظفری و میر شاہ حسین حقیقت سے مشق کرتے تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا ہے۔ معاصرین پر بڑھ گئے۔ اور آپ انشا پردازی مین ظہوری و طغرا کے ہم سنگ تھے۔ بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے۔ ایکدو ساعت مین قصائد موزون کر دیتے تھے۔ چنانچہ حسب الحکم نواب والا جاہ تیرہ روز مین (۳۷) غزل نعت مین موزون کر دئے۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے۔ آپکے کلام کی داد دی بیحد تعریف و تحسین کی۔ آپکو اپنے ماموں سید شاہ منصور قادری سے بیعت تھی طریقت مین ثابت قدم و راسخ دم تھے۔ سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بتقریب شادی اودگیر گئے شادی سے فارغ ہوکے مدراس مین واپس آئے۔ اسوقت نواب کا آخر عہد تھا تا بزندگی نواب کے ملازمین مین رہے۔ انعام و خطاب مذکورہ سے سرفراز ہوئے۔ حسب الحکم نواب مدرسہ فارسی سرکاری مین ملازم ہوئے۔ شعر و شاعری مین مستغرق رہتے تھے آپکی تصنیف سے ایک دیوان مسمی مرج البحرین و روضۃ قدسیان و مثنوی رشک بہشت وغیرہ ہین۔ فارسی و اردو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے۔ کلام درست و صاف ہوتا ہے حشو و زوائد سے پاک۔ آخر آپکی رحلت سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین واقع ہوی۔ آپکے بھائی واقف نے رحلت کی تاریخ کہی ھو ھذہ

بیدل عصر حضرت شائق	قدس اللہ السرہ السامی
کام دل جست چون بقرب الہ	کہ جہا نست جائے ناکامی

ہاتفم سال رحلتش فرمود
رفتہ ہیہات ہمدم جامی
۱۲۴۹

من کلامه

بوسهٔ قند لب یار بسیر مهتاب — سیده ذوق دگر چون شکر و شیر مرا

ولہ — صفاے جوہر ذاتم ز چشم تر شود پیدا — برین دعوی دلیل روشن از گہر شود پیدا

ولہ — عشق عاشق در دل معشوق آخر جا کند — گل گریبان چاک گردد از ولاے عندلیب

ولہ — طالعم برگشتہ از سوداے زلف ابترست — سطرہاے راست آید چون کجی در مسطر

ولہ — شاید گرفت ملک عدم ہم خدیو عشق — ہر نو نہال می نگرم خاک بر سر است

ولہ — گمر ز خاک نشان سواری جو ید — وگرنہ چیست مین کندن فرس بدو و دست

ولہ — ز سودا چون بیازارش دل پر داغ خود برہم — بگفتا کس نگیرد متاع داغدار اینجا

در حجاب زلف کن نظارہ روے یار را — صبح امید از سواد این شب یلدا طلب

نمیدانم کدامی شعلہ در سینہ جا دارد — کہ می چکد شرر از چشم گریانی کہ من دارم

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ آپکا حسبی تعلق حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے صرف نسبی سلسلہ لکہا۔ اور حسبی سلسلہ سے سکوت کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شوقی۔ مولوی غلام غوث

شوقی تخلص غلام غوث نام۔ وطنا گوپاموی۔ آپکا حسبی سلسلہ قاضی مبارک شارح سلم العلوم سے منتہی ہوتا ہے۔ کتب متداولہ فارسیہ عربیہ مین مہارت کامل رکہتا تہا ادیب فاضل تہا۔ انشاپردازی سخن سازی مین خوشنود کا شاگرد تہا۔ ہندوستان سے سیاحت کرتا ہوا مدراس مین وارد ہوا۔ ضلع کنشور مین افتا کی خدمت پر مقرر ہوا۔

مدت تک اُنکی خدمت کو عمدہ طرح سے انجام دیتا رہا۔ خوش اخلاق و ذی مروت تھا سخن سنج و سخن پرداز تھا۔ رسائی طبیعت سے کلام پسندیدہ موزون کرتا تھا شعرائے عصر آپکے کلام کو پسند فرماتے تھے۔ انصافانہ داد دیتے تھے۔ قدرت اللہ خان صاحب نتائج الافکار کے دوستوں سے تھا۔ خاموصوف نے آپکی رحلت کے بعد ایک مرثیہ آپکے رنج مین لکھا ہے تذکرہ مین مذکور ہے۔ آخر عمر مین آپکو عارضہ لاحق ہوا۔ مرض روز بڑھتا گیا ہرچند کہ معالجہ کرتے تھے۔ لیکن مفید نہین ہوتا تھا۔ معالجے کے لئے حیدرآباد دکن روانہ ہوئے۔ حیدرآباد کے قریب پہنچکے ۱۲۳۲ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکو تجہیز و تکفین کرکے شہر مین لائے ہہبود علی شاہ عرف بودے شاہ کے تکیہ مین دفن کئے۔ **ھوھذہ**

سر در بر من آر کہ نازمی بہ ازین نیست ۔۔۔ گویم سخن بوسہ کہ رازے بہ ازین نیست
کارم آخر شدہ از درد و تنگ نستی آگہ ۔۔۔ شیشہ اشکست و بگوش تو صدائے نرسید

شفیع میر محمد شفیع

شفیع تخلص۔ میر محمد شفیع نام۔ آپ میر عسکری باقری استرآبادی کے فرزند مین گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکے اجداد سلف سے میر حسن باقری استرآباد سے سلطان عبداللہ قطب شاہ والی تلنگانہ کے عہد مین وارد دکن ہوئے قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوئے۔ قطب شاہ نے بلحاظ سیادت و نجابت تعظیم و تکریم کی۔ اول ہی ملاقات مین انعام و جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور جاگیر مرہی گنٹہ علاقہ حیدرآباد مین بطور التمغا مرحمت کیا۔ مولف مذکور لکھتا ہے کہ اب تک جاگیر انکی اولاد پر جاری ہے

انتہی کلامہ۔ شفیع صاحب ترجمہ کے والد ابتدا مین تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ اور انکا
مستقر تجارت مچھلی بندر تھا۔ چند مدت کے بعد ضلع نیلور کے محکمہ مین منشی گری کی
خدمت پر مامور ہوئے۔ شفیع کی ولادت سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین ضلع مذکور مین واقع ہوئی
سن شعور کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب متداولہ فارسی عربی ختم کین۔ اور شعرو
شاعری مین آپ کو تلمذ میر محمد حسن غریب تخلص سے ہے۔ جب آپ مدراس مین آئے
میرزا عبد الباقی وفا کے بھی شاگرد ہوئے۔ مدت تک وفا کی خدمت مین تحقیق محاورات
و اصطلاحات فارسی و اصلاح سخن مین مصروف رہے۔ پھر چند روز سیر و سیاحت مین گذارے
آخر والد ماجد کے انتقال کے بعد دیوانی محکمہ مین خدمت سررشتہ داری پر مقرر ہو
تا بزندگی خدمت مفوضہ پر مامور رہے۔ آپکا سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔ آپ علاوہ
زبان فارسی عربی تلنگی و ہندی مین بھی مہارت کامل رکھتے تھے شعرگوئی و سخن سنجی مین
مستعد تھے۔ آپکا کلام فصیح و بلیغ ہوتا ہے۔ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔
سوائے دیوان فارسی کوئی رسالہ یا نسخہ مولفات سے نہین دیکھا گیا۔ نہ کسی صاحب تذکرہ
نے لکھا شاید گوشہ گمنامی مین ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب **من اشعارہ**

خال بر عین صنم بس بہار انداز ست — الیٰ — الف کرد ست نگر حسن الف قامت را
تا بائید خال رخش سر بلندم — ،، — اعانت را خضر نباشد نباشد
مردمک ست تہی شد ز در و لعل شرنگ — ،، — لعل خندان مددے گوہر دندان مددے
نرگس و غنچہ و گل چشم و دہان و رخ تست — ،، — حاش شد روم جانب بستان کسے
ساقی ز فیض جام جہانی شدہ مست است — ،، — ما نیز آمدیم خبر دار اندکے

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

تاریخ طبع از مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبدالجلیل صاحب المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد از برائے سال تالیف و شیوع	یادگارے ہمچو محبوب زمن تذکرہ گفتم از روئے دکن ۱۳۲۹ ہجری
مولوی صوفی ملکا پوری تذکرہ بنوشت بہر شاعران کلک نعمانی رقم زد سال آن	از کمال جامعیت علم و فن جامع اشعار تحقیق سخن خوب دو تحسیت محبوب زمن ۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے تمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم
کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بعوض نفع نقصان اٹھائینگے
ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین۔

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائے

المشتہر

محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس
فارسی عربی مدرسۂ عزہ